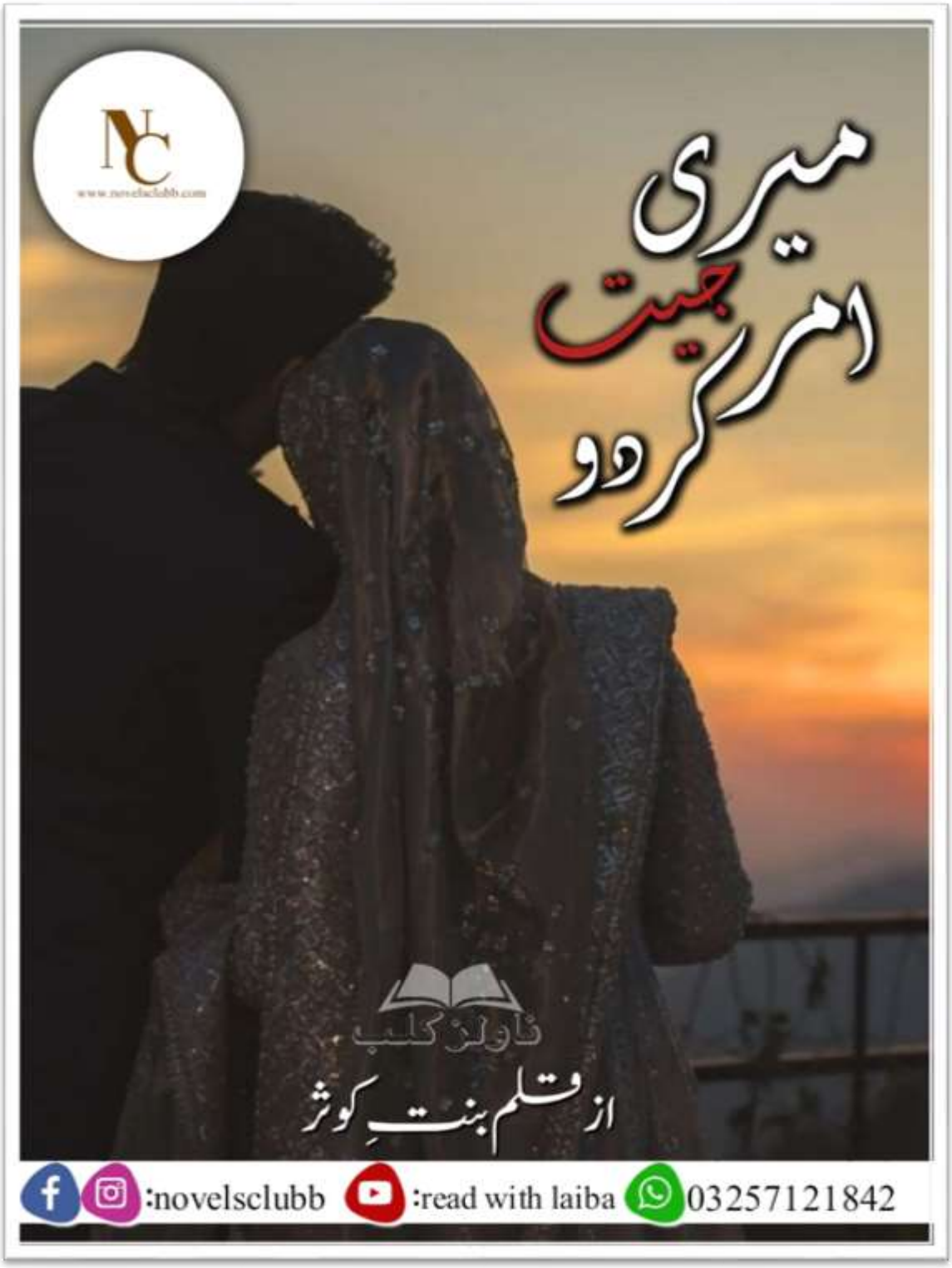
میری
جیت
امر کر دو
ناولز کلب
از قلم بنتِ کوثر
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

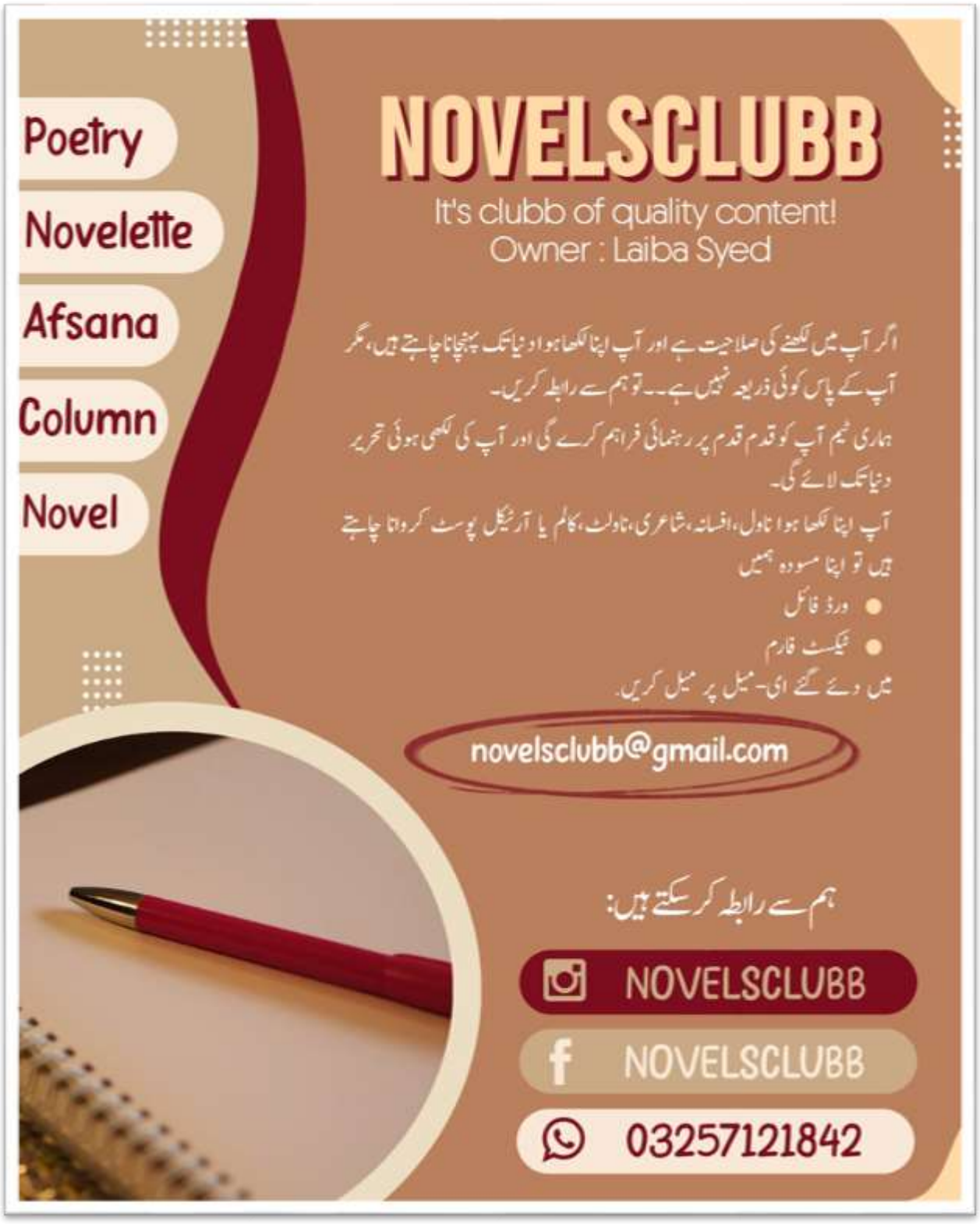
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای۔میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

میری جیت امر کر دو

از قلم

بنتِ کوثر

www.novelsclubb.com

یہ صبح بہت ابر آلود اور سرد تھی ہر طرف دھند اور سناٹے کا راج تھا۔ بارش اپنے پورے زور سے گرج چمک کے ساتھ برس رہی تھی۔ کڑکتی بجلی نے ماحول کو خواب ناک بنایا ہوا تھا، ایسے میں وہ وجود فجر کی نماز کے بعد صبح کی خوشگوار ہوا اور بکھرے روپ میں اس تصویر کا حصہ لگ رہا تھا۔ اداس اور تنہا۔ بازوؤں کو سینے پر باندھے وہ سامنے کلی پر نظر ٹکائے ایک ہلکی آسودہ سی مسکان لئے ہر شے کو اپنے سحر میں جکڑ رہا تھا۔ اس کے مزاج کی یہ خاموشی اک فسانہ تھی جس کی بھنک وہ دن کے اجالے میں اپنے سائے کو بھی نہ پڑنے دیتا تھا۔ "یزدان میر سکندر" کو اگر کوئی ساحر کہیں تو غلط نہ ہو گا۔۔

وہ ایک ساحر تھا۔ ایک ایسا جادو گر جو اپنی طلسمی طاقت سے ہر ایک کو اپنے سحر میں جکڑ سکتا تھا۔ وہ کسی سحر سے کم بھی تو نہ تھا۔

کالے سوٹ پر کالی چادر اوڑھے، چہرے پر بھوری سرمئی شام کی مانند پھیلی مدھم داڑھی، سرخ و سفید رنگت، سنہری بال مغرور ناک اور طلسمی نیلی آنکھوں والا وہ شہزادہ اپنی شاندار شخصیت کے ساتھ اپنی خوبصورتی کو متاثر کن پاتا تھا۔ چہرے پر ہمہ وقت غصہ اس کی شخصیت کا اہم خاصہ تھا۔ وہ مغرور نیلی آنکھوں والا " یزدان میر سکندر" پوری دنیا کو زیر کرنے کی

صلاحیت رکھتا تھا۔ ہلکی ہلکی دھوپ کی تپش میں سرخ و سفید چہرہ چمک رہا تھا. وہ بالکنی میں کھڑا سامنے پھولوں پہ نظر ٹکائے ابھی انہی سوچوں میں محو تھا جب ایک نازک وجود نے اسے اپنے حصار میں لیا تو وہ کچھ چونک کو اپنی سوچوں کے بھنور سے نکلا۔ اور دوسرے وجود کے بولنے کا انتظار کرنے لگا. کچھ لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے یہ خاموشی اور صبح کی لالی ماحول کو خواب ناک بنا رہی تھی. کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اس نے خود خاموشی کو توڑا۔

آپ یہاں کیا کر رہی ہیں"؟؟؟ ٹھنڈ لگ جائے گی آپ کو چلیں کمرے میں "

چلیں۔ اس نے سرد و سپاٹ چہرے کے ساتھ بغیر مڑے رسان سے سمجھایا۔

یہ بات تو مجھے پوچھنی چاہیے کہ آپ اس وقت آسمان پر نظر جمائے کیا تلاش کر رہے"

ہیں ہیں" داریہ نے کسی بات کو خاطر میں لائے بغیر سوال کیا" نہیں ہم نے آپ کو کبھی اجازت نہیں دی کہ آپ ہماری ذاتیات میں اتریں اور یہ بات آپ بہتر جانتی ہیں چلیں یہاں سے" درشت لہجے میں کہتے ایک ہی جست میں خود کو اس کے حصار سے نکال کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ پیچھے داریہ کو سوچوں کے بھنور میں چھوڑ کر۔۔ بہت سے سوالات تھے جن کے جوابات اس کو نہیں معلوم تھے.

کیا میری بے لوث محبت کے بدلے بھی انہیں محبت نہ ہو سکی؟؟؟؟

کیسے پوچھے اس سے کہ کیا خطا ہوئی کیا آج تک اپنی زندگی میں اپنی ذاتیات میں جگہ نہ دے سکے؟؟؟؟لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ ضدی انسان اپنے خول میں بند رہنے والا انسان ہے اگر وہ اس کی قدر کرتا ہے اور اسے ایک کمرے میں رہنے کی اجازت دی ہے تو وہ یہ غنیمت ہے.
اپنے آنسو پونچھتے چہرے پر ہلکی مسکان سجائے وہ بھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کی تقلید میں کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

وہ کمرے میں آئی تو تو وہ بلیک ڈریس سوٹ میں آفس جانے کے لئے تیار تھا اس وقت وہ آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا
داریہ نے حوصلہ کر کے خود کو تیار کیا اور اس کو مخاطب کیا۔
آج شام جلدی گھر آجائے گا۔آج ہماری سیکنڈ اینیورسری ہے جس کے لئے پاپا نے گھر میں شام کو ایک چھوٹی سی پارٹی رکھی ہے." جلدی جلدی وضاحت دیتے ہوئے نہ چاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ پر شکوہ ہو گیا۔داریہ کی بات پہ وہ اس کی سمت مڑا اور اس کو دیکھا جو نظریں جھکائے اپنی انگلیاں چٹخاتے کے اس کے جواب کا انتظار کر رہی تھی اس نے اس کی انگلیوں کو چھڑایا اور

اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کو اپنے قریب کیا اور جب بولا تو لہجے میں پہلے والی سختی منقود تھی

مانتا ہوں کہ میں کبھی کبھی ناانصافی کر جاتا تھا ہوں لیکن آپ جانتی ہیں کہ اس رشتے کو ہمیشہ میں نے عزت اور محبت دی ہے "اس کے لہجے کی نرمی کو پاک کر کب سے ٹھہرے ہوئے آنسو پلکوں کی بار توڑ کر باہر آ گئے یزدان نے اس کے آنسو کو اپنی انگلیوں کے پوروں پر چن لیا اور اس کے گال سہلاتے ہوئے مزید بولا

یزدان میر سکندر کبھی اپنی ذمہ داریوں سے منہ نہیں موڑتا اور آپ ہماری اہم ذمہ "

داری ہیں ہماری عزت ہیں، ہماری شریک حیات ہیں تو آپ کے معاملے میں ہم بے خبر کیسے ہو سکتے ہیں اس لیے لیے پریشان نہ ہوں ہم شام میں جلدی آجائیں گے اپنا اور میرے بچے کا خیال رکھیے گا خدا حافظ۔۔اس نے اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے کہا آگے بڑھ کر اس کی مانگ کے قریب پیشانی کو چوما۔تو داریہ نے اس شفقت بھرے لمس کو محسوس کرتے آنکھیں موند لی۔۔تو وہ پیچھے ہٹتا اپنا کوٹ اٹھاتا اس پر آخری خاموش نظر ڈال کر کمرے سے نکلتا چلا گیا

سکندر شاہ اور داؤد شاہ حشمت اللہ شاہ کے دو لخت جگر۔۔ جنہیں خدا نے عزت و مقام اور دولت و مرتبہ دیا تھا۔اور ایک پیاری سی فیملی سے بھی نوازا تھا۔اس بنگلے کے ایک پورشن میں میر سکندر شاہ اپنی فیملی کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔ جبکہ دوسرے پورشن میں داؤد شاہ اپنی فیملی کے ساتھ قیام پذیر تھے۔

میر سکندر شاہ اور عائشہ بیگم کو اللہ تعالی نے تین اولادوں سے نوازا تھا۔ جن میں سب سے بڑے یزدان میر سکندر اس کے بعد اصفہان میر سکندر اور سب سے چھوٹی وانیہ سکندر۔ جہاں یزدان میر سکندر اینگری ینگ مین کے خطاب سے مشہور تھے۔اور اپنے ماں باپ کا لاڈلا تھا۔۔ جس کی شخصیت کا ایک پراسرار پہلو بھی تھا۔جو اس کو سب بچوں سے منفرد بناتا تھا ۔چہرے پر ہمہ وقت غصہ اور سنجیدگی اس کی شخصیت کے نکھار میں اضافہ کرتا تھا30۔ کی عمر میں بھی وہ تمام لڑکیوں کے دل دھڑکنے کا سبب بنتا تھا۔ہر اک لڑکی کی خواہش تھی کہ وہ ایس ایس انڈسٹریز کے مالک یزدان سکندر سے ملے۔اسکی جھلک پانے کے لیے ہزاروں دل بے تاب تھے۔آنکھوں میں اس کی دلفریب آنکھوں میں ایک عجیب سا خلا نظر آتا تھا؟کیا تھا وہ خلا؟ کیوں تھا وہ خلا۔اس کے چہرے پر ایک وحشت نظر آتی تھی کیا تھی اس وحشت کی وجہ؟؟؟ایسا

کیوں لگتا تھا کہ سارے جہاں کا درد اور وحشتیں اس کے اندر کو کھائے جا رہی ہیں۔؟ کیوں سارے جہاں کے خسارے اس کے حصے میں رکھ دیے گیے ہیں۔؟

جہاں ایک طرف وہ سڑیل اور اکھڑ مزاج مانا جاتا تھا۔ وہیں دوسری طرف اصفہان میر شرارتی ایک ہنس مکھ لڑکا تھا۔ خوش مزاجی اور زندہ دلی اس کی ذات کا اہم حصہ تھا۔ سب کی آنکھوں کا تارا اپنے بھائی یزدان میر سکندر کی جینے کی وجہ تھا اور وہ بھی تو اپنے بڑے بھائی پر جان لٹاتا تھا جس نے بچپن سے لے کر اس کی ہر چھوٹی بڑی خواہش کو دل و جان سے پورا کیا۔

سڑیل اور اکھڑ مزاج لقب بھی اسی نے اپنے بھائی کو دیا تھا۔ کیوں کہ مسکرانا تو اس نے خود پہ ممنوع کیا ہوا تھا کچھ معاملات میں بہت نرم تو کچھ معاملات میں بہت سخت ثابت ہوتا تھا۔ اس کی وجہ سے گھر بھر کے سارے بچے اس سے بات کرنے سے ڈرتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنی ہی ذات میں گم رہنے والا انسان تھا سب اس کے غصے سے خوف کھاتے تھے اسی لئے کوئی بھی اس اس سے غیر ضروری بات کرنے سے اجتناب کرتا تھا۔

اس کے بعد یزدان اور اصفہان کے چھوٹی بہن وانیہ سکندر جو گھر بھر کی لاڈلی تھی اور یزدان کی تو اس میں جان بستی تھی۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ یزدان کو وہ اپنی بیٹیوں کی طرح عزیز تھی۔ بچپن سے لے کر ہر چھوٹی بڑی خواہش کو اس نے اس کے منہ سے ادا ہونے

سے پہلے پورا کیا۔ یزدان اگر کسی کے معاملے میں نرم تھے تو وہ اپنی چھوٹی بہن وانیہ سکندر کے معاملے میں تھے۔ باقی دنیا کے لیے وہ ڈیول تھا۔ اپنی بہن کو اس نے زمانے کے ہر سرد و گرم سے بچا کر رکھا ہوا تھا اس کی تھوڑی سی تکلیف پر وہ پورا گھر سر پر اٹھا لیا کرتا تھا۔ اس کی تکلیف اسے اپنے دل میں محسوس ہوتی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اپنی بہن کو زمانے کی بری نظروں سے بچا کے اپنی آغوش میں چھپا لے۔ کالے گھنگریالے بالوں والی شوخ، چنچل اور شرارتی وانیہ سب کی جان تھی۔ وہ ایک مضبوط لڑکی تھی جسے خود کو بڑی نظروں سے محفوظ رکھنا آتا تھا۔ وہ بھی اپنے سارے لاڈ اٹھواتی تھی۔ یزدان کو وہ اپنا باپ، سائبان مانتی تھی۔ اس کی نظر میں یزدان میر سکندر سب سے بیسٹ تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ اس کی زندگی میں بھی وجدان کے جیسا ہمسفر آئے اور اسے اپنے سنگ ہواؤں کے دوش پہ دور اپنے محل میں لے جائے۔ جہاں صرف وہ ہو اور اس کا شہزادہ۔ ہاں وہ فیری ٹیلز کے خواب دیکھنے والی دیوانی "وانیہ سکندر" تھی

وہ یونیورسٹی کے دوسرے سال میں تھی۔

اور گھر میں سب کی لاڈلی بہو "داریہ یزدان" سب کی آنکھوں کا تارا جس نے پورے گھر کو جوڑ کر رکھا ہوا تھا بہت کم عرصے میں اس نے گھر کے سب لوگوں کے دلوں میں جگہ بنالی۔

"لیکن اگر نہیں بنا پائی تھی تو وہ تھا" یزدان سکندر۔

داریہ عائشہ بیگم کے مرحوم بھائی کی بیٹی تھی جن کی وفات کے وقت انہوں نے اپنی پیاری بہن سے اپنی بیٹی کے لیے ان کے بیٹے کا ہاتھ مانگ لیا تو وہ اپنے بھائی کی آخری خواہش کو جھٹلا نہ سکیں اور بیٹے کی شادی داریہ سے کر دی۔۔اور یزدان میر سکندر اپنے پیاری ماں کی بات کو جھٹلا نا سکا اور ان کے فیصلے کے آگے سر جھکا دیا۔

آہستہ آہستہ داریہ نے تمام گھر والوں کے دل جیت لئے اور اپنا گھر میں میں ایک اہم مقام بنالیا یہ نہیں تھا کہ یزدان اس کی عزت نہ کرتا تھا ایک شوہر کی حیثیت سے اس نے اپنے تمام حقوق ادا کیے اپنی ہر ذمہ داری کو نبھایا۔ہاں یزدان میر سکندر نے نے کمپرومائز کر لیا تھا۔لیکن محبت، محبت شاید محبت وہ نہ کر سکا محبت تو وہ کر ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ اس نے تو عشق کیا تھا اس نے عشق کیا تھا لیکن داریہ سے نہیں "ماہ وش داؤد" سے۔

یزدان میر سکندر نے اپنے دل سے محبت کو تو نکال کے پھینک دیا۔لیکن وہ تو عشق تھا جو اس کے دل کی زمین پر اپنے پنجے گاڑھے بیٹھا تھا۔

عشق اور یزدان میر سکندر کا آپس میں ایک گہرا اٹوٹ رشتہ تھا۔

اس نے عشق کو اپنے دل کے ایک کونے میں دبا دیا اور خود پر ایک خول چڑھا دیا بے حسی کا بے حس کہیں کا!

جسے کوئی نہ توڑ سکا،دار یہ یزدان بھی نہیں۔

ہاں وہ دیوانی تھی، عشق کرتی تھی یزدان میر سکندر سے۔لیکن شاید اس کے عشق میں وہ زور وہ آتش نہ تھی جو یزدان میر سکندر کے ماہ وش داؤد سے عشق میں تھی۔ایسا نہیں تھا کا یزدان جانتا نہیں تھا وہ لڑکی اس کی دیوانی ہے۔۔وہ جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا ک وہ صرف پتھر سے سر پھوڑ رہی ہے۔یزدان میر سکندر کے وجود سے اسے کچھ حاصل نہیں ہونے والا۔

!لیکن اس پاگل دیوانی کو کون سمجھاتا۔۔اف پاگل دیوانی

لیکن جب بھی وہ اس کی طرف بڑھنے لگتا اس کے دل میں چھپی محبت دہلیز پار کر کے اسے باور کراتی تھی

"یزدان تم تو عاشق ہو اور عاشق اپنے عشق میں کسی کو شریک نہیں کرتے"

اور دماغ دلیل دیتا کہ "یزدان میر سکندر وہ تمہاری بیوی ہے۔ تمھارے دل، وجود۔،سانسوں محبت اور عشق پر صرف تمہاری بیوی کا حق ہے۔۔اور اسی دل و دماغ کی جنگ کے جکڑ میں وہ پھر سے اپنے خول میں بند ہو جاتا تھا۔

ہنہ مغرور شہزادہ۔لیکن کیا حالات اسی طرح رہنے والے تھے ہمیشہ؟؟کون جانے کے وقت کیسا پلٹا کھائے گا۔۔

اسے محبت تھی خود سے جڑی ہر ذمہ داری تک سے

لیکن اب ماہ وش داؤد؟؟؟

کہ کیا وہ اس کے قابل تھا؟

کیا وہ واقعی تمہاری تھی؟؟؟

یہ سوال یزدان میر سکندر کے وجود میں کپکپی اتار دیتا تھا۔۔۔اسے لگتا تھا محبت پانے کا نام ہے تو نہیں محبت تو کھونے کا نام بھی ہے۔۔

عشق ہی تو غم منانے کی روایت زندہ کر رہا ہے۔۔

---

www.novelsclubb.com

داؤد شاہ اور صائمہ بیگم کو خدا نے دو اولادوں سے نوازا تھا۔سب سے بڑا بیٹر سٹر صائم داؤد تھا وہ گھر کا سب سے خوش مزاج اور ذمہ دار لڑکا تھا۔گندمی رنگت مغرور ناک بھرے لب اور بلیک بیلٹ ہونے کی وجہ سے وہ پورے خاندان میں مشہور تھا۔اگر یزدان میر سکندر اپنی خوبصورتی میں ایک تھا تو صائم داؤد کا بھی کوئی ثانی نہیں تھا۔اپنی جسامت اور پر کشش نقوش کی وجہ سے ہلکی متبسم بھوری آنکھیں کافی کشش رکھتی تھی جو ان کے بندے کو مسمرائز کر دیتی

تھی۔اس کی غصیلی بھوری آنکھیں اگلے بندے کو کانپنے پر مجبور کر دیتی تھی۔وہ"صائم داؤد" تھا مغرور شہزادہ۔

اس کے بعد صائم داؤد کی لاڈلی ماہ وش داؤد تھی. وہ یونیورسٹی کے آخری سال میں تھی۔ پڑھائی کے بعد گھر میں ہی رہنا چاہتی تھی۔۔وہ خود کو گھر میں ہی محفوظ تصور کرتی تھی۔اس کی "اپنی چھوٹی سی دنیا تھی ماما، پاپا، بھیا اور ناولز۔ہاں وہ ناولز کی دیوانی"ماہ وش سکندر ماہ وش داؤد خوبصورتی کی ایک مثال۔۔

چاندی کی طرح چمکتی رنگت، ہرنی جیسی آنکھیں، بھرے بھرے سرخ گال، کٹاؤدار لب اور کمر تک لہراتے لمبے لمبے بال۔

اس نرم و نازک وجود کو دیکھتے ہیں کانچ کا گمان ہوتا تھا جس کو چھونے سے ہی ٹوٹ جانے کا ڈر ہو۔اسی لئے صائم نے اپنی بہن ماہ وش داود کو سینت سینت کر رکھا تھا۔۔اس کو دیکھتے ہی کسی گڑیا کا گمان ہوتا تھا وہ گھر میں سب سے لاڈلی اور وانیہ سکندر کی بیسٹ فرینڈ تھی۔ سہمی ہوئی نازک سی گڑیا جس میں سب کی جان بستی تھی اور اس نے خود کو بھی ایک دائرے میں محدود کر کے رکھا ہوا تھا۔ہاں ماہ وش سکندر معصوم تھی نہیں جانتی تھی کہ اس دنیا کے باسی ظالم ہیں۔

یہاں تو اپنے ہی برباد کر دیتے ہیں۔اگر اس کو گھر میں کسی سے سب سے زیادہ ڈر لگتا تھا تو وہ تھا یزادان سکندر۔۔

اس کو اس کی شخصیت سے ایک عجیب ہی خوف محسوس ہوتا اس کی نظروں میں ایک عجیب سا جذبہ اس کو اپنے حصار میں جکڑ لیا کرتا تھا۔

ایک کنال رقبے پر واقع یہ بنگلہ اپنی شان و شوکت میں کمال عروج پر تھا اور سب سے زیادہ اس گھر کے رہنے والے لوگ جنہوں نے اس بنگلے کو گھر بنایا ہوا تھا۔۔۔-ڈائننگ ہال میں سربراہی کرسی پر حشمت شاہ براجمان تھے اور ان کے دائیں بائیں ان کا بیٹے میر سکندر اور دائود شاہ بیٹھے تھے۔۔

بہورانی آج بچے نظر نہیں آرہے؟ کیا ابھی تک اٹھے نہیں؟؟؟ عائشہ بیگم کو مخاطب کرتے مجھے حشمت اللہ شاہ نے پوچھا جو ناشتے کی ٹیبل پر ناشتہ لگا رہی تھیں ان کے ساتھ ساتھ صائمہ بیگم بھی تھیں۔

ان کی بات پہ سب کے چہروں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔کیوں کہ سب بچوں میں ان کی جان بستی تھی۔

ناٹ فیر بابا۔۔اولاد ہم ہیں آپ کی۔لیکن آپ اپنے پوتوں پوتیوں پر جان چھڑکنے "ہیں"۔۔

۔سکندر صاحب نے کہتے ہوئے منہ بسورا تو عائشہ بیگم نے ان کے کندھے پر دھپ رسید کی۔تو آغا جان قہقہ لگا اٹھے۔

"برخوردار!ان میں تو ہماری جان بستی ہے۔ہمارا فخر ہیں ھمارے بچے"۔۔ان کے لہجے میں ان کے لیے پیار اور محبت جھلک رہی تھی۔اس لیے تو انہوں نے کبھی اپنے خاندان کے شیرازے کو بکھرنے نہ دیا۔

لیں آغا جان وہ آگئے آپ کے لاڈ صاحب"۔۔عائشہ بیگم کہتے ہوئے یزدان سکندر کی طرف بڑھ گئیں۔تو باقی سب بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔جہاں پر "یزدان میر سکندر" کے ساتھ "داریہ یزدان" سیڑھیوں سے اترتے نیچے آرہے تھے۔بلیک ڈریس سوٹ میں یزدان اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ اور داریہ یزدان بھی بلیک فراک اور چوڑی دار شلوار میں ایک پرفیکٹ کپل لگ رہے تھے۔۔

"ماشااللہ ماشااللہ!! جیتے رہو میرے بچوں۔"

عائشہ بیگم نے باری باری دونوں کی پیشانی چومتے ان کی نظر اتاری۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میری آنکھیں بند ہونے سے پہلے مجھے دادی بننے کی خوشی سے نوازا۔

داریہ کے بھرے بھرے سراپے کو دیکھتے انہوں نے اس کی نظر اتاری تو داریہ سب لوگوں کی موجودگی میں جھینپ سی گئی۔

جب کی یزدان بے تاثر چہرے کے ساتھ عائشہ بیگم کی پیشانی چوم کر داریہ کا ہاتھ پکڑ کر ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔

اسلام علیکم! آغا جان"۔ گھمبیر بھاری لہجے میں کہہ کر اس نے آغا جان کے آگے سر جھکا یا۔"

آجا میرے شیر میرے لگے لگ جا۔۔ تمھاری جگہ یہاں ہے۔" بشارت بھرے لہجے میں کہتے انہوں نے آگے بڑھ کر اس کو اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

"تم ھمارا فخر ہو میرے بیٹے۔۔"

ڈیٹس ناٹ فیر آغا جان! سارا پیار یزدی کے لیے۔ لگتا ہے ہم آپ کے سگے ہی نہیں""

صائم دائود نک سک سا تیار جو کب سے کھڑا آغا جان اور یزدان کا پیار دیکھ رہا تھا۔ آخر میں رہ نا گیا تو جل بھی کر بولا۔

ارے ے ے۔۔ ہاہاہاہا۔۔ تم تو ہمارے چیتے ہو۔ ہمارے لیے ھمارے سب بچے ایک "

"جیسے ہیں

آغا جان نے اسے بھی سینے سے لگا لیا۔ اب آغا جان کے ایک طرف یزدان تو دوسری

صائم تھا۔

یہ ہماری شہزادیاں کہاں ہیں عائشہ بیگم "؟؟"

سکندر صاحب نے وانیہ اور ماہ وش کے دریافت کیا۔

وانیہ میڈم تو ابھی تک سو رہی ھیں۔ حکم تھا کی آج وہ یونیورسٹی نہیں جائیں گی اس لیے "

"انہیں مت جگایا جائے۔

عائشہ بیگم نے ہنستے ہوئے بتایا۔

اور ماہ وش میڈم تو صبح صبح ہی اٹھ گئی تھیں اور ابھی تک باہر لان میں پودوں سے ہمکلام

ہیں۔

""""گڈ مارننگ چچی جان۔مائی سویٹ ہارٹ""""

ابھی صائمہ بیگم ماہ وش کا بتا رہیں تھیں جب اصفہان صاحب نے بیچ میں انٹری ماری۔اور اپنے سٹائل میں وش کیا۔تو چچی جان اس اچانک حملے پر دل تھام کہ رہ گئیں۔

یہ کیا طریقہ ہے اصفہان؟؟اور کیا سلام لینا تم پر فرض نہیں"؟یزدان سکندر نے کڑے" تیوروں سے استفسار کیا۔۔

اوہ سوری لالا۔اسلام علیکم!کیسے ہیں آغا جان۔؟

بتیسی دکھاتے اونچے آواز میں سب کو سلام کرتے آخر میں آغا جان کے گال چومتے لہجہ پھر سے شرارتی ہو گیا۔تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔آغا جان بھی مسکرا دیئے۔

ایک ہلکی سی مسکراہٹ یزدان کے چہرے پر بھی پھیل گئی۔جو اس کی شخصیت کو اور نکھار گئی۔وہی مسکراہٹ جیسے کوئی صدیوں بعد مسکرایا ہو۔۔۔

عائشہ بیگم نے یوں ہی سب کو ہنستے مسکراتے رہنے کی دعا دی۔اور ماشاللہ کہ کر نظر اتاری۔

اب اصفہان صاحب کا رخ داریہ بھابھی کی طرف تھا جو اس کی باتوں پر مسکرا رہی تھیں۔

کیسے مزاج ہیں آپ کہ اور ہمارے چیمپ کیسے ہیں۔؟داریہ کے !" ہیلو بھابھی جان"
قدموں میں بیٹھتے اس کو گود میں سر رکھتے شرارتی لہجہ اپنائے چھیڑا۔تو اس نے ہنستے ہوئے اس کے سر پر چپیت رسید کی۔

اصفہان کو اپنی بھابھی بہت عزیز تھی۔اور ہوتی بھی کیوں نہ۔وہ سادالوح اور فرمانبردار داریہ میں تو ہر کسی کی جان بستی تھی۔۔اصفہان کے لیے تو وہ اور بھی عزیز تھی۔دونوں ایک دوسرے کو تنگ کرتے۔۔۔

اور اصفہان کو بھی اسے چھیڑنا اپنا پسندیدہ مشغلہ لگتا تھا۔

ویسے بھابھی آج لالا کیوں سڑے ہوئے لگ رہے۔کہیں پٹائی تو نہیں کی آپ نے" میرے معصوم لالا کی"۔؟

داریہ کے کان کے قریب ہوتے اس نے پھر چھیڑا تو داریہ نے بھی اسی کے انداز میں سرگوشی کی۔

ارے دیور جی،ہماری ایسی مجال کہ ان کو چھیڑیں وہ تو ایسے شہد کی مکھیوں کے چھتے کی" مانند ہیں۔جن کے قریب جانے سے پہلے کوئی ہزار بار سوچے۔

www.novelsclubb.com

اس کی اس بات پر اصفہان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔سب کو اپنی طرف گھورتا پا کر اس نے بمشکل اپنے کا گلا گھونٹا

"۔میں وانی کو جگا کر آتا ہوں۔"

کہتے وہاں سے جانے میں ہی آفیت سمجھی۔کیونکہ وجدان سکندر جس طرح انہیں گھور رہے تھے لگتا تھا کہ کچا چبا جائیں۔۔باقی اس کی تیزی پر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئے۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو پورے کمرے کا نقشہ بگڑا ہوا تھا۔کشنز نیچے قالین پر سلامی دے رہے تھے۔پاپ کارن صوفے پہ بکھرے پڑے تھے۔کمبل آدھا زمین پر اور آدھا بیڈ پر۔اور وہ میڈم صاحبہ کمبل میں دبکی آڑھی ترچھی لیٹی خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھیں۔

اس لڑکی کا بھی کوئی حال نہیں۔کیا بنے گا اس کا۔اس نے زمین پر پڑے تین چار کشنز اٹھا کر بیڈ پر رکھے۔اور تین چار منٹ میں کمرہ پہلے جیسے کر دیا۔اس کی نفیس شخصیت کو کہاں گوارا تھا اس طرح کی بے ترتیبی۔اور وہ اپنی لاڈلی کو دیکھ کر رہ گیا۔

"وانی،آٹھ جاو چندا یہ سونے کا وقت ہے کیا۔"

وہ سرہانے بیٹھا اسے جانے کی کوشش میں تھا۔جو کہ ایک مشکل امر تھا۔

وانی آٹھ جاؤ بیٹا"۔"

تو وہ اور کمبل کے اندر چھپ گئی۔

اس نے اس کے چہرے سے کمبل اٹھایا اور اس کے چہرے سے بکھرے بالوں کو سمیٹا۔

چندا اٹھ جاؤ آج ہمیں شاپنگ پہ بھی جانا ہے۔"

اور بس پھر شاپنگ کی دلدادہ میڈم۔ فوراً سے اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ وہ اپنی نیند میں ڈوبی ہوئی آنکھوں کو ملتے "بھیا" کہتے اس کے لگے لگ گئی۔ مان کو اس کے لاڈ پر ایک بار پھر سے پیار آیا۔۔

جلدی سے آٹھ جاؤ۔ سب ناشتے پہ انتظار کر رہے ہیں۔ تمھارا ڈریس نکال کر رکھا"

"ہے۔

اس کی پیشانی کو چوم کر کہا تو وہ جمائی لینے لگی۔ شاید نیند ابھی باقی تھی۔

چلو اٹھو شاباش۔" اصفہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ واشروم میں چھوڑ کر وہ اس کے "

گال تھپتھپا کر باہر نکل آیا۔ اب اسے وانی میڈم کا انتظار کرنا تھا۔

"داریہ ناشتہ کریں ٹھیک سے۔"

ناشتے کے دوران داریہ کو یوں ہی پلیٹ میں چمچہ گھماتے دیکھ یزدان نے ٹوکا تو سب ان کی

طرف متوجہ ہوئے۔

اس کی پریگنینسی کا چھٹا مہینہ تو سب اس کا بہت خیال رکھتے تھے۔آخر خاندان کا پہلا وارث اور لاڈلے یزدان سکندر کی اولاد اس دنیا میں آنے والی تھی۔

" یزدان میرا دل نہیں ہے"

اس نے منہ بسورا تو یزدان نے آنکھیں دکھائیں۔

ناشتہ کریں داریہ۔پھر میڈیسن بھی لینی ہے آپ کو" داریہ نے مدد طلب نظروں سے"

عائشہ بیگم کو دیکھا تو وہ بھی لاپرواہ بن گئیں۔کیوں کہ وہ کھانا بلکل بھی نہیں کھاتی تھی۔اس لیے اسے زبردستی کھلانا پڑتا

مجبوراً یزدان کی گھوریوں اسے ناشتہ کرنا پڑا

اسی وقت اصفہان اور وانی بھی ناشتے کی ٹیبل پر آ گئے

وانی کو دیکھ کر یزدان اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے قریب جا کر اسے اپنے ساتھ لگا کر پیشانی چومی۔

اٹھ گیا میرا چیمپ"۔۔پیار سے پچکارا

جی لالا۔۔اس نے لاڈ سے کہا۔

"آؤ ناشتہ کرو۔"

فروزی رنگ کی لمبی فراک کے ساتھ ہم رنگ کام دار سکارف گلے میں ڈالے، چہرے پر آتی گھنگریالے بالوں کی کچھ لٹیں، موٹے موٹے چشموں کے نیچے بڑی بڑی کاجل سے لبریز آنکھیں کسی کی دل کی دنیا کو تہہ و بالا کر چکی تھیں۔"صائم دائود"کو اپنے دل کی دھڑکن اپنی کانوں میں دھڑکتی ہوئی سنائی دے رہی تھی۔وہ ہر چیز سے بیگانہ اس کے حسن کو اپنی نظروں سے خراج عقیدت پیش کر رہا تھا۔ہاں وانیہ سکندر اس لائق تھی کہ اسے سراہا جاتا اس کی

نظروں کے ارتکاب کو ماہ وش کی آواز نے توڑا

اسلام علیکم! دھیمی مترنم آواز پر سب نے اس جانب دیکھا جہاں ماہ وش نظریں جھکائے سلام کے بعد صائم داؤد کی ساتھ والی نشست پر براجمان ہو چکی تھی۔

یزدان سکندر"نے آواز پر سر اٹھاتے اس پر ایک نظر ڈال کر سر جھکا دیا۔وہ تو اپنے الفت" کو بھی ایک نظر دیکھنے کا روادار نہ تھا۔اسے ڈر تھا کے اس کی نظروں کی تپش سے وہ موم کی گڑیا جل کر راکھ نہ ہو جائے۔اسے خود سے ڈر لگتا تھا کہ کہیں وہ خود پر سے اختیار نہ کھو دے۔

مجھے معلوم تھا محسن کہ وہ میرا نہیں ہو سکتا■

لیکن دیکھو پھر بھی مجھے محبت ہو گئی اس سے

اس کے بیٹھتے ہی وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

"صائم چلو میرے ساتھ کچھ ڈسکس کرنا ہے تم سے۔'

صائم سے کہتے اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر بے نیازی سے نکلتا چلا گیا۔۔

_********

وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوا ایک ننھا وجود آہستہ آہستہ بھاگتا ہوا کے اس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔تو اس نے بھی پیار سے اسے اپنی باہوں میں بھر کے اوپر اٹھا لیا۔

ڈیڈو ڈیڈو آپ آ گئے میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی)۔"

وہ اپنی توتلی زبان میں اپنے بابا سے پوچھتی ہے۔تو ازلان آفندی کو بے ساختہ اس پر پیار آتا ہے تو وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے لاونج میں بنے صوفے پر بیٹھ جاتا ہے۔

جی ڈیڈو کی جان ! پاپا آ گئے کیا کیا آپ نے ساری دن ؟زیادہ گرینی کو تنگ تو نہیں کیا؟؟؟

اس نے پہلے پیار سے پوچھ کے بعد میں اس سے اس گھورتے ہوئے پوچھا۔

وہ اپنے ننھے نے چھوٹے ہاتھوں کو اس کے چہرے پر رکھ کر پیار سے اس کے گالوں پر بوسہ دینے لگی اور وہ جانتا تھا کہ ضرور اس نے آج بھی کارنامہ کیا ہو گا جس کو چھپانے کے لئے یہ لاڈ جتا رہی ہے۔۔۔

ژالے بیٹا بتاؤ کیا کیا ہے آپ نے؟؟۔اس نے پیار سے پوچھا تو اس نے بھی اپنے بابا کے قریب ہو کر اس کے کانوں میں سرگوشی کی۔

(ڈیڈ وہ نا میں نے گرینی کے چہرے پر پینٹ کیا جب وہ سو رہی تھی۔"

"This is not fair Zalay"Very bad..Where is she now??

اس نے مصنوعی غصے سے گھورتے ہوئے آخر میں گرینی کے بارے میں پوچھا۔

Dado .I'm sho sholly....

اس نے اپنے کان پکڑ کر معصومیت سے معافی مانگی...تو ازلان آفندی اپنی بیٹی کو دیکھ کر رہ گیا .

کوئی بات نہیں بیٹا۔۔۔اچھا اب بتائیں آپ کی گرینی کہاں ہیں اتنے میں گرینی بھی" لاونج میں چلی آئیں۔۔

جیسی ہیں وہ آئیں تو ان کو دیکھ کر اذلان اور ژالے کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ گرینی پریشان سی ان کو اچانک ہنستے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔تو پھر ازلان کو ہی جلدی خیال آیا اور بمشکل اپنے قہقہے کا گلا گھونٹتے ہوئے ان کے پاس آکر کر ان کو لاونج میں بنے شیشے کے سامنے کھڑا کیا تو گرینی کی شیشے میں خود کو دیکھ کر چیخ نکل گئی۔ پھر سے ژالے اور ازلان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ گرینی شوک کی کیفیت میں اپنے چہرے کو ہاتھ لگا کر دیکھ رہی تھی کہ یہ کس نے کیا؟۔تو اذلان نے اشاروں میں انہیں ژالے کی طرف اشارہ کیا۔

زالے کی بچی! تم بہت شیطان ہو گئی ہو، آج بچو مجھ سے۔" گرینی ژالے کو پکڑنے کے " لئے اس کی طرف لپکی تو ژالے صوفے سے اتر کر آہستہ آہستہ چلتی ازلان سے لپٹ گئی۔اور اس نے ہنستے ہوئے اس کو گرینی کی پہنچ سے دور کیا۔۔

www.novelsclubb.com

Dedo save me, save me, plz dedo...

وہ اور اس سے چپکتی اس میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن ازلان تو جیسے انہیں لفظوں میں اٹک گیا تھا۔

مجھے بچالو ازلان پلیز۔۔۔۔

ژالے کا یہ کہنا اسے کچھ اور یاد کرا گیا۔۔۔اس کی آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ گیئں۔۔لال خون رنگ آنکھوں سے اس نے خود پر کنٹرول کیا اور ژالے کی جانب دیکھا جو اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

اس نے اس کو اپنی باہوں میں بھینچ لیا اور دیوانہ وار چومتے ہوئے اسے پوچھا۔

"بیٹا تم ٹھیک ہو"۔۔میں کچھ نہیں ہونے دوں گا تمہیں۔کچھ نہیں ہونے دوں گا میرا بچہ "

"تم ہمیشہ میرے پاس رہو گی۔۔

"you are my life "...you are the reason that i m alive today my princess."

ایک ایک لفظ شدت سے بولتا وہ ایک بار پھر اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

تین سالہ ژالے نے بھی اس کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے پونچھا..اور باری باری اس کی نم آنکھوں پر بوسہ دیا۔۔۔ گرینی نے بھی اپنی نم آنکھیں پونچھتے اس کے قریب آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا جیسے تسلی دینی چاہی ہو۔اور ماحول کو خوشگوار کرنے کے لیے بولیں کیونکہ ژالے بھی اب اپنے ڈیڈو کو اداس دیکھ رونی صورت بنائے رونے کی تیاری میں تھی۔

چلو بچو منہ ہاتھ دھولو۔۔آج میں نے تم دونوں کا پسندیدہ کھانا بنایا ہے۔جلدی سے آجاو"
"۔۔شاباش۔۔
بتاتے ہوئے وہ کچن کی جانب چل دیں۔
توازلان بھی ژالے کو لیے کمرے کی طرف چل دیا۔کمرے میں داخل ہوتے اس نے ژالے کو بیڈ پر اتارا۔
"آپ یہیں ٹھہریں بیٹا۔ڈیڈ دو منٹ میں فریش ہو کر آتے ہیں۔"
ابھی اس نے واش روم کی جانب قدم بڑھائے ہی تھے کہ موبائل کی رنگ بجی۔اس نے فون اٹھایا تو اس پہ آنے والی کال کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئ۔اس نے کال پک کی۔
اسلام علیکم! یزدان میر سکندر سپیکنگ۔دوسری طرف بھاری رعب دار آواز سنائی"
دی۔
ہاں ہاں! بس، بس جانتا ہوں کہ اکڑو، سڑو کھڑوس یزدان سکندر صاحب ہیں۔"اب"
ازلان آفندی اپنی ازلی موڈ میں آچکے تھے۔ہنسی اور مسکراہٹ لیے جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھا۔۔اور ژالے کو بھی اپنی گود میں اٹھا کر بٹھا چکے تھے۔

وجدان نے موبائل کو کان سے ہٹا کر گھورا گویا اسے گھور رہا ہو۔پھر دوبارہ موبائل کان سے لگایا۔

"کیا کوئی اور لقب رہ گیا تھا مجھے دینے کو وہ بھی دے دیتے۔اگل دے وہ بھی آج۔۔"

اس کے جلے بھنے انداز پر ازلان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

ارے ارے میرے یار غصہ نہیں ہو۔تو تو میرا جگر۔۔میری جان ہے۔"۔اس کے "

پیار بھرے انداز پہ

یزدان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔آخر وہ بھی تو اس کی جان تھا

اچھا اب بتا کیوں فون کیا؟آج اس ناچیز کی کیسے یاد آگئی۔؟اس نے روٹھی محبوبہ کی "

طرح شکایت کی۔۔۔

تو جانتا ہے میں نے کیوں فون کیا ہے"۔وہی لاپرواہ انداز۔۔۔۔۔"

اور تو بھی جانتا ہے میرا جواب ہمیشہ ناں میں ہو گا۔"۔۔۔ازلان اب سنجیدہ تھا۔"

بس کر وازلان!کب تک یوں بزدلوں کی طرح چھپ کر بیٹھے رہو گے۔۔۔اپنے ملک "

سے دور،اپنوں سے دور۔۔۔حالات کو فیس کرو۔دو سال سے تم وہاں چھپ کر بیٹھے ہو۔۔پلیز

"آجا یار۔مجھے تیری ضرورت ہے۔۔۔

اس کی وہی نہ نہ کی رٹ سن کر وہ بھی غصہ سے آگ بگولا ہوا اور پہلے درشت لہجے میں اسے اچھی خاصی جھاڑ پلا کر آخر میں لہجہ منت بھرا ہو گیا۔

یار تو جانتا ہے نہ کی میرا سارا بزنس یہاں ہے میں "تو ازلان کو بھی ایکی بار سیریس ہونا پڑا کیسے اتنی جلدی وہاں سٹیل ہو سکتا ہوں۔۔ بزنس کو وہاں سیٹ اپ کرنے میں بھی دو سال لگ جائیں گے۔اور میرا ہاسپٹل بھی یہیں پر ہے۔حورالعین کی پڑھائی۔اس کا آخری سال ہے یونی میں۔کیسے پوسیبل ہو سکتا ہے سب یار۔"۔وہ حد درجہ پریشان تھا۔

تو بس اپنے نکلنے کی تیاری پکڑ۔باقی رہا تیرے بزنس کا سوال تو پارٹنر شپ کر لیتے ہیں"

۔تیرا بزنس میں سنبھال لوں گا۔اور تو اپنا ہاسپٹل چلا۔۔۔اور جہاں تک حور کی پڑھائی کا سوال ہے تو وہ یہاں پر آ کر بھی پوری ہو سکتی ہے۔اس کی فکر نہ کر۔۔اچھے سی اچھی یونی میں اس کا ایڈمیشن کر آؤں گا۔۔تم بس اپنی ٹکٹ کٹاؤ اور جلدی سے آ جا"۔اس نے سارے مسئلوں کا حل بتاتے آخر میں سختی سے جواب دیا۔

اچھا ٹھیک ہے۔جیسے آپ کی مرضی۔۔آپ کے سامنے کب کوئی کچھ بولنے کی گستاخی" کر سکتا۔"اس کے اتنے اصرار پر اس نے بھی آنے کی حامی بھر لی۔اس خود بھی اب وہاں کی فضا

کو مس کرتا تھا۔اور اپنے ملک واپس جانا چاہتا تھا۔۔اور ژالے کی بھی وہ اپنے ملک میں پرورش کرنا چاہتا تھا۔

شکر ہے کچھ تو اثر ہوا۔اور بتا ژالے گڑیا کیسے ہے"۔؟؟اس کے لہجے میں ژالے کے" لیے مٹھاس ہی مٹھاس تھی۔

"ژالے ایک دم ٹھیک ہے۔بہت شرارتی ہو گئی ہے۔"

اس نے حالت کے چہرے تو تکتے پیار سے ہنستے ہوئے جواب دیا تو اتنے ژالے میڈم کے بھی اپنا نام سن کر کان کھڑے ہو چکے تھے۔

ڈیڈو چاچو مجھے بھی بات کرنی۔ڈیڈو دیں نہ مجھے۔"۔"

ازلان کا بازو پکڑتے اسے ہلاتے اپنی طرف متوجہ کیا تو مجبوراً اسے بھی فون اسے پکڑانا پڑا۔۔

نرم پیاری سی باریک آواز پر یزدان کو اس پر بے تحاشہ پیار آیا۔۔"اسلام علیکم چاچو۔۔"

"وعلیکم السلام چاچو کی جان کیسی ہے میرا پرنسسز۔"

میں تھیک ہوں۔میں آپ کو بہت مش کرتی ہوں"وہ چہک چہک کر اسے بتا رہی تھی۔

اس کے بعد ژالے تھی اور اس کی باتیں۔

ازلان ژالے کو مصروف دیکھ کر خود فریش ہونے چلا گیا۔۔

وہ دونوں نیچے آئے تو گرینی ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگا چکی تھیں۔

ازلان نے سب سے پہلے ژالے کو کرسی پر بٹھایا اور اس کے بعد خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور گرینی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا

گرینی آپ سے ایک بات کرنی تھی"۔ازلان نے گلا کھنکھارتے ہوئے گرینی کو متوجہ "

کیا

ہاں بولو بیٹا!!!۔۔

گرینی کل میں اور ژالے پاکستان جا رہے ہیں۔ژالے کی کچھ ضروری پیکنگ کر دیجئے گا"

ازلان نے رسان سے بتایا

لیکن بیٹا میں کیسے رہوں گی ژالے اور حور کے بغیر۔"۔۔۔ گرینی کے چہرے پر اداسی"

چھا گئی۔۔۔

www.novelsclubb.com

ارے گرینی کیسے باتیں کر رہی ہیں۔میں تو چاہ رہا تھا کہ آپ کو بھی ساتھ لے کر جاوں لیکن میں جانتا کہ آپ اپنے ملک کو چھوڑ کر کبھی بھی نہیں جائیں گی اسی لیے جب بھی آپ کا دل کرے آپ ہم سے ملنے آجایا کریے گا۔"ان کے پاس آتے ان کے ہاتھ تھامتے پیار سے سمجھایا۔

ازلان تڑپ ہی تو گیا تھا ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر۔پچھلے دو سال سے وہ ان کے ساتھ رہ رہیں تھیں۔۔۔ایک ماں سے بڑھ کر ان تینوں کو پیار کیا تھا۔۔۔ازلان کو اس کے برے وقت میں سنبھالنے والی وہ تھیں۔۔۔اپنے گھر کو چھوڑ کر وہ یہاں رہ رہی تھی۔۔دو سال پہلے جب ازلان اپنا ملک چھوڑ کر پردیس میں آبسا تھا۔۔۔وہ چھوڑ آئے تھے اس خونخوار علاقے کے ہر نگر کو،ہر اس گلی کو جہاں آہیں تھیں۔کسی بچے کی طرح دامن سے لپٹتے درد تھے۔

تو گرینی ہی تھیں۔جنہوں نے اس کو ماں بن کر پالا۔۔ازلان اور حور تو سنبھل گیے۔لیکن ژالے ماں کے لیے تڑپتی تھی وتی تھی۔ازلان اسے باپ اور ماں دونوں کا پیار دینے کی کوشش کرتا۔لیکن ماں تو ماں ہوتی ہے۔۔۔ایسے میں گرینی نے اسے سینے سے لگا کے ممتا کی پیاس بجھائی اب اچانک ان کے جانے کا سن کر ان کا اداس ہونا تو بنتا تھا۔۔ایک طرف سے وہ خوش بھی تھیں کہ وہ اپنے ملک،اپنے اپنوں کے بیچ واپس جا رہا ہے۔لیکن اپنے دل کو کیسے

سمجھاتیں۔شوہر کی وفات کے بعد بیٹوں نے ان کو رکھنے سے انکار کر دیا۔۔۔تو وہ دارالامان آ گئیں۔۔۔پھر ایک جگہ ان کی ملاقات ازلان سے ہوئی تو دونوں کو سہارے کی ضرورت تھی۔اس لیے ایک دوسرے کا آسرا بن گئے۔ازلان نے بھی تو انہیں ماں سے بڑھ کر پیار دیا۔۔پھر ایک دن ان کے بیٹوں کو ماں کا خیال آ ہی گیا اور یہاں گھر پر اپنی ماں سے ملنے اور ساتھ چلنے کی گزارش کرنے لگے لیکن انہوں نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔تو وہ بھی ان کو جلد واپس آنے کا کہتے مایوس واپس چلی گئے۔۔اب ان کا واپس جانے کا وقت آ چکا تھا۔وہ ازلان کو روک کر اس کی زندگی کی خوشیوں سے جدا نہیں کر سکتی تھی۔اسی لیے جلدا اپنے آنسو پونچھے اور ازلان کے سر پر ہاتھ رکھا۔اور پیشانی پر بوسہ دیا۔

ارے نہیں بیٹا میں تو ایسے ہی اداس ہو گئی تمہیں جانا چاہیے میں تو خود اپنے بیٹوں کے پاس جانا چاہتی ہوں"۔

ہشاش بشاش لہجہ میں کہتے ہوئے انہوں نے آگے بڑھ کر ژالے کو اپنی گود میں لیا۔

'واہ بھئی واہ"ژالے گڑیا۔اپنے وجی چاچو کے پاس جا رہی ہے۔۔۔

yeah dedo...

وہ خوشی سے نعرہ لگاتے ہوئے گرینی کے گلے میں بانہیں ڈال چکی تھی۔۔

گرینی اس کی خوشی کو محسوس کرتے مسکرا دی۔ تو ازلان بھی ان دونوں کو دیکھ کر مسکرا دیا۔

لیکن اچانک سے وہ بلک بلک کر رونا شروع ہو چکی تھی۔۔ جس سے وہ دونوں بوکھلا گئے کہ اسے اچانک کیا ہوا۔

ارے ارے میرا بچے کیا ہوا۔"۔۔ازلان نے جلدی سے اسے اپنی گود میں لے کر چپ" کرانا چاہا۔

مدے گرینی کے تھاتھ لینا ہے ڈیڈو۔

مجھے گرینی کے ساتھ رہنا ہے ڈیڈو)۔۔)

اس کی اس بات پہ دونوں ہی مسکرا دیے۔اور ازلان نے تو فوراً اپنی حساس بیٹی کی ں نظر اتاری۔

آپ کی عادی ہو گئ ہے۔ تنگ تو کرے گی نا۔۔"۔"

ازلان کی نرم سی بات پر ژالے نے یوں دیکھا جیسے صدمہ لگا ہو۔اور آنسو جو آنکھوں میں تھے فوراً سے نرم گالوں پر اترے۔۔

"میں تو اچھا بچہ ہوں ناں ڈیڈو۔۔۔ژالے نی روتی۔۔میں تنگ بی نہیں کرتی۔۔"

فور آسے بیشتر اپنے چنے منے آنسو صاف کرتے اپنے حق میں آواز بلند کی تو دونوں حیران پریشان مسکرا دیے۔۔۔

ادھر دیکھو ژالے۔میں آپ سے ملنے آتی رہوں گی میرا بچہ۔اب رونا نہیں ہے"

اوکے"۔۔۔؟؟؟

میں آپ کو مس کروں گی۔۔رونا خود خود آجاتا ہے۔"معصومیت سے کہتے وہ ان کے "

گلے لگ گئ۔تو گرینی نے بھی اس کی سرخ ڈوروں والی آنکھوں کو چوم لیا۔۔

اچھا گرینی حورا ابھی تک نہیں آئی یونی سے۔؟؟۔اس نے متفکر لہجے میں کیا۔۔

"ہاں بیٹا وہ آج اس نے کہا تھا کی وہ تھوڑا لیٹ آئیگی۔۔اسے کمبائن سٹڈی کرنی تھی۔"

تو ازلان بھی سر ہلاتا کھانے کی طرف متوجہ ہوا کیوں کہ جانتا تھا کہ ایک بار پھر وہ گرینی کو چونا لگا کر گئی ہے۔اور ژالے کو بھی کھانا اپنے ہاتھوں سے کھلانا شروع کیا۔تو ژالے بھی اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اپنے ڈیڈو کو کھلاتی۔ گرینی دونوں باپ بیٹی کا پیار دیکھ کر مسکرا دیں۔۔اور ماشااللہ کہ کر ان کی خوشیوں کی دعا کی۔۔

۔"حور، حور، حور!!!!اس نام کی پکار یونیورسٹی کے گراونڈ میں گونج رہی تھی۔۔ایسے میں وہ بلیک کلر کی گھٹنوں کو چھوتی ٹاپ اور بلیو جینز میں ہائی پونی ٹیل کیے، سفید رنگ کے جو گرز میں چیونگم چباتی فٹ بال کو ادھر ادھر گھماتے گول کرنے کی کوشش میں تھی۔اس کا شمار یونی کے سب سے اچھے فٹبال پلئیر میں ہوتا تھا۔۔اس وقت بھی مقابل ٹیم سے جیتنے کے لیے ایک گول درکار تھا۔اس کی ٹیم کی جیت کا انحصار اسی پر تھا۔۔۔ایسے میں انتہائی ہوشیاری سے مقابل پلئیر کو پیچھے چھوڑتی ایک ہی جست میں چھلانگ لگا کر گیند کو باسکٹ میں ڈال چکی تھی۔جس کے ساتھ ہی ایک شور گونج اٹھا جو حور حور کی صدائیں لگا رہا تھا۔۔اور وہ اپنی پونی جھلاتی مقابل کو انگوٹھا دکھاتی اپنی ٹیم کی طرف بڑھ چکی تھی

گہرا براون بالوں اور سبز کائی آنکھوں والی وہ "حورالعین آفندی" تھی۔۔۔کبھی نہ ہارنے والی۔کیوں کی ہارنا اس نے دیکھا ہی نہیں تھا۔وہ تو ایسے لوگوں میں شمار ہوتی تھی جن کے مقدر میں صرف جیت لکھی ہوتی ہی۔۔بلند حوصلوں اور ہمت والی وہ کسی سے نہ ڈرتی تھی اسے اپنی طرف اٹھنے والی آنکھوں کو نکالنا کا ہنر آتا تھا۔۔وہ بلیک بیلٹ تھی۔یونی میں کوئی اس سے پنگا لینے کی جرات نہ کرتا تھا۔کیوں ک بعد میں اس کے ہاتھ پاوں سلامت کسی کو چھوڑنے کے قابل

نہیں رہتے تھے وہ ایک آزاد خیال لڑکی تھی جو پوری دنیا کو اپنے پیچھے لے کر چلتی تھی۔۔ایک دنیا اسے "لیڈی ڈان" کے نام سے جانتی تھی۔وہ نہ دل کی سخت تھی نہ مزاج کی نرم۔وہ اچھے کے ساتھ اچھی اور بروں کے ساتھ بہت بری تھی۔۔وہ اگلے بندے کو اس کی اوقات میں رکھتی تھ۔۔یہی وجہ ہے کی اسے کسی سے دوستی کرنے میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔وہ اپنے بھائی کا فخر تھی۔اور یہی اس کے لیے بہت تھا۔۔وہ اک ضدی لڑکی تھی جس کی دنیا صرف اس کے بھائی "ازلان آفندی" اور چھوٹی سی "ژالے ازلان" تھی۔۔وکیا اس کی قسمت میں بھی کوئی ہار لکھی تھی مقدر نے۔۔۔؟؟ یا پھر وہ زندگی کے ہر مقابلے کو جیت کر سرخرو ہی رہے گی۔؟؟؟

اس وقت بھی وہ جلدی جلدی بلیک جیکٹ پہنتی تیز رفتاری میں گاڑی میں آ بیٹھی اور زن سے گاڑی بھگا لے گئی۔۔۔کیونکہ جانتی تھی کہ اس کا بھائی اسے گھر نا پا کر پریشان ہو گا۔اور وہ اسے کبھی پریشان نہیں کر سکتی تھی۔ہاں وہ اپنوں کے معاملے میں اک حساس لڑکی تھی۔ازلان نے اسے مکمل آزادی دی تھی لیکن اس نے کبھی اپنی حدود کو نہیں پھلانگا تھا

گاڑی پورچ میں کھڑی کرتی وہ جلدی سے گاڑی سے اترتی اپنا حلیہ درست کرتی کار سے اپنی کتابیں نکالتی اندر کی جانب بڑھی۔

جیسے ہی لاونج میں داخل ہوئی ازلان کو اپنا انتظار کرتے پایا۔تو وہ گہرا سانس بھرتی خود کو حوصلہ دیتی آگے بڑھ گئی

اسلام علیکم! بھائی۔"سلام کرتے آگے بڑھ کر ازلان کے سینے سے لگ گئ۔تو ازلان نے بھی اس کے سر پہ بوسہ دیا۔"

وعلیکم اسلام۔"کہا حال ہیں میری گڑیا کے؟؟اتنی لیٹ کیوں آئی۔؟؟اس نے پیار سے پوچھا۔تو اس نے تھوک نگلا۔اس سے جھوٹ نہیں بولا جاتا تھا۔"

میں ٹھیک ہوں۔بھیا۔۔وو۔۔۔وہ۔۔۔مم۔۔میں آج اپنی فرینڈ کے پاس"

"۔ننن۔نہیں وہ آج ہم فرینڈز نے کمبائن سٹڈی کا پلان بنایا تھا۔۔۔اسی لیے لیٹ ہو گئ۔"

اس سے بات کرتے پہلے لڑکھڑاتے لہجے میں لیکن بعد میں پر اعتماد لہجے میں منمناتے کہا۔تو ازلان نے بامشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی

ہمم۔ٹھیک۔میرا بچہ۔لیکن تمہاری دوست کے گھر مٹی بہت تھی شاید۔۔دیکھو تو"

سارے کپڑے گندے ہو گئے"سنجیدگی سے کہا لیکن آنکھوں میں شرارت واضح تھی

ہاہاں وہ تو بھائی میں۔"جیسے ہی اس نے صفائی دینے کے لیے اس کی جانب دیکھا اسکی"

آنکھوں میں واضح شرارت تھی۔اور لب ہولے سے مسکا رہے تھے۔۔۔۔۔

"Not fair bhaiya....."

روہانسی ہوتے اس کی شرارت کو سمجھتے دوبارہ اس کے گلے لگ گئی۔تو اس نے بھی قہقہہ لگایا۔

"جب آپ کو معلوم تھا بھیا تو کیوں آپ نے تنگ کیا مجھے۔۔۔"

"تم جانتی ہو کہ مجھے تمہاری پل پل کو خبر ہوتی ہے۔۔۔ایسا نہیں ہے کہ مجھے تم پہ بھروسہ نہیں۔میں جانتا ہوں تم میرا یقین کبھی نہیں توڑ سکتی۔۔لیکن بیٹا۔۔میں ڈرتا ہوں تمہیں کھونے سے۔۔اس لیے میں نے تمہیں فائٹنگ کی پرمیشن دی۔۔تاکی اگر کبھی میں نہ ہوں تو تم اپنی حفاظت خود کر سکو۔

نرمی سے اسے سمجھاتے کہا تو حور نے بھی جھٹ سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے کہا۔

"بھائی آپ پریشان نہ ہوا کریں آپ بے فکر ہو جائیں میں اپنی حفاظت کرنا جانتی ہوں۔"

"ہمم اچھا بیٹا تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔"تم جانتی ہو نا ہم جب یہاں پر آئے تھے تو تم نہیں آنا چاہتی تھی اور میں نے تم سے پرومس کیا کہ اگر ہم ایڈجسٹ نہ ہو پائے تو واپس آجائیں گے۔لیکن تم نے یہاں کے ماحول کے مطابق خود کو ایڈجسٹ کر لیا۔۔لیکن تم جانتی ہو نہ کی وہ

ہمارا ملک ہے۔ہم اس سے جڑے ہی۔ہمارے اپنے وہاں ہیں سمجھ رہی ہو نا۔۔"اس نے تمہید باندھتے ہوئے کہا

بھائی کون سے اپنے۔۔؟؟؟کیا آپ نہیں جانتے کہ وہاں پر ہمارے اپنے نہیں۔ان کی قبریں ہیں۔کیا آپ نہیں جانتے کی اس جگہ نے ہم سے کیا کچھ چھین لیا۔۔؟؟؟آپ سے کیا چھین لیا۔؟ژالے کی محرومیاں،میرا تڑپنا۔سب بھول گئے آپ۔؟؟؟

اس کی بات کا پس منظر جانتے آنکھوں میں آنسو لائے وہ سخت لہجے میں کہتے کھڑی ہو گئی

ازلان نے کھڑے ہوتے اسے اپنے ساتھ لگا کر اس کے بال سہلائے تو وہ شدتوں سے رو دی۔زلان نے اسے رونے دیا

اس کی خود کی آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ گئیں۔ایک آنسو چپکے سے آنکھوں سے نکل کر اس کی داڑھی میں جذب ہو گیا۔

بھائی مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔۔وہاں پر تکلیفیں ہیں۔۔آہیں ہیں۔سسکیاں ہیں۔میں نہیں جانا چاہتی وہاں میرا دم گھٹتا ہے۔"کہتے وہ سسکنے لگی

لیکن ازلان جانتا تھا کی اگر آج اس کی بات ماں لی تو وہ اپنے ملک سے دور ہو جائے گی۔جو وہ نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔اسے لیے اسے اپنے سامنے کرتا اس کے آنسو صاف کیے۔

نہیں بھولا میں کچھ بھی۔کچھ نہیں بھولا۔لیکن زندگی رک نہیں سکتی۔ہمیں آگے بڑھنا ہے۔اس لیے کل ہم واپس جا رہے ہیں۔اپنی پیکنگ کر لو اور کچھ نہیں سنوں گا میں۔

ذرا سختی سے کہتے اسے چھوڑ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا وہ اس کی پشت کو دیکھ کر رہ گئی۔لیکن اگر اس کے بھائی نے کہا تھا تو وہ ضرور جائے گی۔

وہ بھی اس کے پیچھے اپنے کمرے کی طرف چل دی۔۔۔

وہ منزلیں بھی کھو گئیں

وہ راستے بھی کھو گئے

جو آشنا سے لوگ تھے وہ اجنبی ہو گئے

نہ چاند تھا نہ چاندنی عجیب سی تھی وہ روشنی

چراغ تھے کہ بجھ گیے نصیب تھے کہ سو گئے

یہ پوچھتے ہیں راستے، رکے ہو کس کے واسطے

چلو تم بھی اب چلو کہ

.....وہ مہربان کھو گئے

www.novelsclubb.com

یہ کیا ہو رہا ہے۔ایسا کیوں ہو رہا ہے۔آپ سمجھتے ہیں کہ میری آپ سے محبت بس اتنی " ہے کہ جب چاہا اسے مجھ پر طاری کر دیا اور جب چاہا مجھے اس سے نکلنے کا حکم دے دیا۔۔لیکن آپ تو شاید جانتے بھی نہ ہوں کہ مجھے محبت ہے آپ سے۔ارے میں تو سالوں سے اس محبت کی آبیاری کی ہے اس محبت کی جڑیں میرے پور پور تک اندر تک پھیل چکی ہیں۔آپ کا دل ،جذبات تو آپ نے کب سے کسی اور کے نام کر دیے تھے۔اور میں ہمیشہ آپ کے دل میں اپنے نام کی محبت کو جگاتی رہی جو کبھی تھی ہی نہیں۔۔تو کیوں ہوئی مجھے یہ خواب سی محبت۔۔آپ ایک بار مجھ سے کہتے کی آپ کی محبت میں نہیں کوئی اور ہے تو کبھی آپ کی زندگی میں شامل نہ ہوتی۔۔لیکن اب مجھ سے نہیں ہو گا۔نہیں ہو گا۔یا اللہ میری مدد کر۔یہ درد مجھ سے نہیں سہا جا رہا۔وہ سسک رہی تھی اب تو اس کی آنکھیں مسلسل رونے سے سرخ ہو چکی تھیں۔گلابی گالوں پر بھی مرجھائی سرخی اتر رہی تھی۔ابھی کچھ دیر پہلے ماہ وش کی موجودگی میں یزدان کا ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ جانا اور ماہ وش کی طرف دیکھنا۔اس کی آنکھوں میں ایک الگ جنوں اور جذبات کا ٹھاٹھے مارسمندر دیکھ کر اس پہ اس بھیانک سچ کا انکشاف ہوا تھا۔صرف اب سے نہیں ہمیشہ سے

وہ اس کی نظروں میں ماہ وش کے لیے محبت دیکھتی آئی تھی۔اور آج اس کے شک پر یقین کی مہر لگ چکی تھی مانا کہ اس سے یزدان کی محبت خواب سہی لیکن یہ حقیقت کتنی کرب ناک تھی۔اس کا ملائم چہرا آنسوؤں کی شدت نے ویراں کر دیا تھا۔کیوں میری محبت کی حقیقت اتنی تکلیف دہ۔

رو رو کر وہ اپنی ساری بھڑاس نکالنا چاہتی تھی۔

اب میں ہم دونوں کو اس بوجھ سے آزاد کروں گی۔آپ کو آپ کے حال پہ چھوڑ دوں" گی۔یہ یک طرفہ محبت کا عذاب نہیں جھیلا جاتا۔

اپنے آنکھوں کی بے لگام ہوتی نمی جو اس کے لطیف رخساروں کو جلا رہی تھی۔وہ ہٹائے وہ خود سے عہد جوڑ رہی تھی اپنی محبت،اپنے عشق سے دستبرداری کا۔۔نہ جانے وہ یہ عہد اور کتنی بار توڑنے والی تھی۔۔۔

نہیں ہم کو شکایت کیسی سے

بس اپنے آپ سے روٹھے ہوئے ہیں ہیں

بظاہر خوش ہیں لیکن سچ بتائیں

ہم اندر سے بہت ٹوٹے ہوئے ہیں

وہ دیوار کا سہارا لے کر اٹھی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی احتیاط سے بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گئی اور سائیڈ ٹیبل پر پڑی یزدان کی تصویر کو ہاتھ میں لے کر اس پر نظر جمائے بیٹھی رہی۔

نظریں تو اس ستمگر کے نقش پر اٹک کر پتھر سی ہو گئی۔

"میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں یزدان بہت چاہتی ہوں آپ میری خواہش ہیں اور اپنی خواہش سے دستبردار ہونا ایک تکلیف دہ اور سوہان روح عمل ہے۔کاش کہ کبھی آپ مجھ سے پوچھیں اور میں آپ کو بتاؤں گی اس پاگل نے آپ سے کتنی محبت کی ہے۔لیکن یہ محبت مجھے اندر سے کاٹ رہی ہے یہ میری زندگی کو مختصر کر رہی ہے۔آپ کو کبھی داریہ کی تکلیف کی انتہا کا اندازہ نہیں ہو پائے گا" غموں کے گہرے سمندر میں غرق داریہ اس کی تصویر کو سینے سے لگائے بے آواز مخاطب تھی۔چند بے آواز آنسو پھر سے اس کا چہرا بھگو گیے تھے۔بہت سارا رو لینے کی خواہش میں وہ وہیں بیڈ کے کنارے سے ٹیک لگا کر لیٹ گئی اس کے آنسو اس کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔اور وہ اپنی درد کرتی آنکھیں موند گئی۔

آوچ! اندھے ہو کیا نظر نہیں آتا کیا۔آنکھیں ہیں یا بٹن۔دیکھ کر نہیں چل سکتے کیا۔سر پھوڑ دیا میرا۔پتا نہیں انسان ہے یا لوہا۔" وہ پھولوں کی ٹوکری اٹھائے سیڑھیوں سے نیچے جا رہی

تھی جب اچانک کسی سے ٹکرا گئی۔اور گرنے ہی لگی تھی تو اگلے وجود نے اسے جلدی سے پکڑ کر اوپر کھینچ لیا۔لیکن وانی صاحبہ تو بغیر دیکھے شروع ہو چکی تھیں۔اور ہاتھ اونچا نیچا کر سامنے والے کو سو سو صلوتیں سنا رہیں تھیں۔۔۔۔

صائم دائود بڑی فرصت سے بس اس کی چلتی زبان،اور اس کے خوبصورت چہرے کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھے۔جب سامنے سے کوئی جواب نہ آیا تو وانی نے چہرا اوپر کر کے سامنے دیکھا جہاں صائم دائود اپنی شاندار دار رپر سنیلیٹی چوڑے سینے اور خوبرو چہرے کے ساتھ اسے نہارنے میں مصروف تھے

وانی نے بے ساختہ ماشاللہ کہا لیکن جب احساس ہوا کی وہ اسے کیا کیا سنا چکی ہے تو جلد ہی زبان دانتوں تلے دبالی

صا،صائم۔۔۔ب،بب بھائی۔آ۔۔۔آپ؟

جی ہم۔۔۔تو کیا کہہ رہی تھی تم۔؟؟اس نے سنجیدگی سے آبرو اچکائے۔"

وہ میں کہہ رہی تھی کہ میں بھی نہ کتنی اندھی ہوں،کچھ نظر ہی نہیں آتا۔۔کہیں لگی تو نہیں نہ آپ کو۔میں مرہم لے کر آتی ہوں آپ کے لیے۔"وہ جلدی جلدی ساری باتوں کو اپنے سر لیتی اس کے بازووں کو چھوتی پریشانی ہوتی جلد ہی وہاں سے بھاگی۔

پیچھے صائم دائود کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گونج تھا۔۔۔۔

کچن میں آتے ہی وانی نے خفت سے اپنے سر پہ چپیت لگائی کہ کیا ضرورت تھی بغیر دیکھے "اتنا کچھ سنانے کی۔" چل وانی اپنے کام پہ لگ کہیں یہ ڈراکولا یہیں نہ آجائے۔۔۔

تیاریاں شاہ مینشن پر عروج پر تھی. پورا گھر قمقموں اور دل آویز رنگوں سے سجا ہوا تھا۔ سرخ پھولوں سے ہر کونا مہک رہا تھا۔ گلاب کے پھولوں کی مہک سارے ماحول کو معطر کر رہی تھی۔ انٹرنس سے لے کر اسٹیج تک راستہ پھولوں سے بنایا گیا تھا۔ جس پر قدم رکھتے ہی گلاب کی دنیا کا سامان ہوتا تھا۔ ہر کوئی اس کی تعریف میں قصیدے باندھ رہا تھا. ہر آنکھ میں ستائش تھی۔ یہ سجاوٹ شاہ مینشن کے وسیع لان میں کی گئی تھی۔ رات کے اندھیرے میں اسے دیکھ کر روشنوں کی دنیا کا گمان ہو رہا تھا۔

پورے ولا میں رنگ برنگی روشنیاں ایک ساتھ اکٹھی تھیں۔ ایک طرف حشمت اللہ شاہ اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ اپنے کچھ عزیزوں کے پاس کھڑے گفتگو میں مصروف تھے۔ گھر

کی خواتین بھی خوبصورت ڈیزائن کے ملبوسات میں سماں میں چار چاند لگا رہی تھیں۔ ملازم تمام امور سنبھالتے نظر آ رہے تھے۔

صاحب مسٹر اینڈ مسز یزدان نظر نہیں آ رہے۔ آج تو ان کا دن ہے بھئی۔ کہاں ہیں کتنا انتظار کرائیں گے"۔۔ایک دوست نے آغا جان سے پوچھا

"ہاں بس آتے ہی ہوں گے۔"انہوں نے نرمی سے بتایا۔"

پھر وہ لمحہ آن پہنچا جسے مقدر نے چپکے سے نیلے آسمان کی سرفرازی سے تحفے میں پایا تھا۔ وہ شہزادہ اور شہزادی کی سی آن بان رکھنے والے جوڑے نے سب کو دیدار کا شرف بخشا۔ سب کی نظریں اس خوبصورت منظر پر تھم سی گئیں۔۔

بلیک ڈریس سوٹ میں ملبوس یزدان میر سکندر آج بھی اپنی خوبرو پر سنیلیٹی کے ساتھ ہزاروں کا دل دھڑکا گیا۔ کئی سانسیں رکی تھیں۔ کئی دھڑکنیں تھمی تھیں۔

لیکن مسکرانا تو آج بھی فرض نہ تھا اس شہزادے پر۔

اداس روح سا۔

دل تک اتر جانے والی گہرائی۔

داریہ کی فرش بوس فراک گہرے سرخ اور گولڈن شیڈ سے مزین تھا۔کانوں میں گداز سے نفیس ایئر رنگ۔اور گلے میں ڈائمنڈ نیکلیس۔ماتھے کا جھومر اور سر پہ ڈھلکا آنچل۔اس حسن کی دیوی کو دل چھو جانے کی حد تک جچ رہا تھا۔

لیکن اس کی آنکھوں کی ویرانی۔

اس پر اس دلسوزی نے اور روپ چڑھا دیا تھا۔

لیکن وہ خود سے سوال کرتی کہ کیا فائدہ اس خوبصورتی کا کہ اس کا شہزادہ اس کا نہیں

دراصل میں تو بدصورت ہوں جو اپنے شوہر کے دل میں اپنے لئے محبت نہ پیدا کر سکی۔وہ سرتاپا خوشبوؤں میں بسی، عرق گلاب گلاب کی پتیوں، مکھن کی ملائمت کا مخمور سا شاہکار بنی اداسی میں لپٹی اس شام کا حصہ لگ رہی تھی۔

اس کی سرخ آنکھیں اس کے اندرونی غم کی ترجمانی کر رہیں تھیں۔ہاں لیکن اس نے میک اپ کر کے چھپا لیا تھا اپنا درد، اپنی سرخ آنکھیں لوگوں سے۔

!وہ ماہر تھی احساسات چھپانے میں

سر درات کا فسوں دلنشین تھا اور ان دونوں کا ساتھ ادھورا۔

لوگوں کے ہجوم میں وہ دونوں سیڑھیوں سے اترے تو ماہ وش اور وانیہ نے آگے بڑھ کر داریہ کو سہارا دے کر اترنے میں مدد دی۔وہ دونوں بھی تو کسی سے کم نہیں لگ رہی تھیں۔ماہ وش دائو دپنک اور گولڈن کلر کی میکسی میں غضب ڈھا رہی تھی۔ہر دیکھنے والی آنکھ اسے دیکھ کر ماشاللہ کہتی۔اس کی ہرنی جیسی کاجل سے لبریز آنکھیں آج قیامت ڈھا رہی تھیں۔بالوں کو سٹریٹ کیے کھلا چھوڑے وہ یزدان میر سکندر کی دھڑکنوں میں بھونچال برپا کرنے والی تھی۔جس کی خبر تو شاید اسے بھی نہ تھی۔

وانیہ سکندر بھی وائیٹ اور بلیک کلر کی فراک میں ہلکا پھلکا میک اپ کیے گھنگریالے بالوں کو پیار میں جکڑے جس کی کچھ لٹیں اس کی شفاف چہرے کو خراج حسین پیش کر رہی تھیں وہ لجائی دلنشیں مسکان میں لپٹی اپنے اکلوتے راجہ کی اکلوتی رانی آفت لگ رہی تھی۔صائم سکندر کو اپنے دل کی دنیا تہہ و بالا ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

اصفہان میر اور صائم بھی میچنگ ڈریس اور واسکٹ میں ہر سو رنگ بکھیر رہے تھے۔۔

یزدان سکندر آج آپ کی سیکنڈ اینیورسری ہے تو کیا آپ اپنی مسز کے لیے کچھ کہنا چاہیں" گے۔"۔۔میڈیا کے ایک نمائندہ نے اچانک سوال پوچھا تو ایک پل کے لیے وہ چونک گیا لیکن

پھر سنبھل گیا۔۔وہیں اس کے پہلو میں بیٹھی داریہ کا چہرا شرم سے گلال سرخ ہو گیا۔اور نظریں جھکا گئی۔

یزدان نے ایک نظر اس کے جھکے سر کو اور اسکے عارضوں کی لالی کو بغور دیکھا اور پھر سامنے کی طرف متوجہ ہوا۔

اور اپنی گھمبیر آواز میں غزل سنائی۔۔۔۔

بہت نزدیک ہو مجھ سے

ذرا سا فاصلہ کر لو

میرے دل کو دھڑکنے دو

مجھے پلکے جھپکنے دوں

زبان سے کچھ تو کہنے دو

سماعت میں ہے سناٹا

لہو کی آنچ مدھم ہیں

تخیل جیسے برہم ہے

www.novelsclubb.com

نفس کی لو بھی مدھم ہیں

سنو بس اب ٹھہر جاو

مجھے خود سے بھی ملنے دو

مجھے اپنا تو رہنے دو

اس کی گھمبیر بھاری رعب دار آواز میں معنی خیز سی پڑھی گئی خوب صورت غزل نے ہر ایک کے اپنے سحر میں جکڑ لیا تھا۔وہیں اس سے اس طرح کی غزل سن کر سب گھر والے ورطہ حیرت میں گم تھے۔داریہ کو اس سے اس طرح کے الفاظ کی امید نہیں تھی۔دھڑکنوں کی تھاپ حد سے زیادہ کہرام مچا رہی تھی اس کے یہ الفاظ سن کر شہزادی دل و جان سے آنثار ہوئی تھی۔ہر بے چینی کا خاتمہ ہوا تھا جیسے۔

لیکن جیسے ہی اس کی جانب دیکھا تو اس دشمن جان کو اس کی طرف نہیں بلکہ سامنے دیکھتے پایا جہاں اس کی نگاہوں کا مرکز ماہ وش تھی۔۔جب کہ اس نے تو صرف ابھی اس طرف دیکھا تھا۔اور نظریں پلٹنا بھول گیا تھا شاید۔سنگدل کہیں کا!۔داریہ کا دل بد گمان ہونے لگا۔آنکھوں میں مرچیاں چبھنے لگیں۔آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی۔جسے چھپانے کو چہرا موڑ کر واپس جھکا گئ۔

ہر طرف تالیوں کا سمندر امڈ آیا۔

"جی تو مسز یزدان اب آپ کو بھی مسٹر یزدان کے لیے کچھ عرض کرنا چاہیئے۔ چلیں اظہار محبت ہی کر دیں۔۔"

تو پوں کا رخ اب اپنی طرف دیکھ کر وہ ہر بڑا گئی۔

اور نفی میں سر ہلایا۔

"چلیں بھابھی اب آپ بھی کچھ بولیں نہ لالا کے لیے۔ پلیز بھابھی۔ بس یہ بول دیں کہ آپ لالا سے کتنی محبت کرتی ہیں۔ وانیہ نے چہک کر منت بھرے لہجے میں اکسایا

اب یزدان بھی اس کی طرف رخ کر کے بیٹھا۔

اس کے اس طرف اپنی طرف رخ موڑنے سے وہ کنفیوز ہو گئی۔ اوپر سے اس پر ٹکی طلسمی نیلی آنکھوں کا جادو۔

یہی بہت ہے کی دل اس کو ڈھونڈ لایا ہے

کسی کے ساتھ سہی وہ نظر تو آیا ہے

کروں شکایت تکتا رہوں یا پیار کروں

گئی بہار کی صورت وہ لوٹ آیا ہے

وہ سامنے تھا مگر یہ یقین نہ آتا تھا

وہ آپ ہے کہ میری خوشیوں کا سایہ ہے۔

عذاب دھوپ کے کیسے ہیں بارشیں کیا ہیں

فصل جسم گری جب تو ہوش آیا ہے۔

میں کیا کروں اگر وہ نہ مل سکا امجد۔

ابھی ابھی میرے دل میں خیال آیا ہے۔

نہ جانے کتنی ہمت جمع کیے وہ یہ سکھ یزدان کو سونپ گئی۔وہ پتھر بنی اس کی آنکھوں میں دیکھتی اب بھی مسلسل اسے تک رہی تھی۔۔حواس کھو بیٹھی تھی دیوانی۔اور وہ دیوانہ اس کی آنکھوں میں ہلکورے کھاتا درد،دکھ اور حسرتیں دیکھ کر پتھر اسا گیا اور وہ ہل گیا تھا اک پل کو اس کی آنکھوں کی ویراں اور خسارے دیکھ کر۔

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں ارد گرد سے بے نیاز ایک دوسرے کا دکھ تلاش کر رہے تھے۔۔پھر نظر چرا گیا۔نہ جانے اور کتنا وقت گزرتا کہ اصفہان میر کے گلا کھنکھارنے سے دونوں متوجہ ہوئے۔

تو ہر طرف ہوٹنگ اور سیٹیوں کا طوفان برپا ہوا۔

"واہ بھابھی ماں آپ نے تو کمال ہی کر دیا آج۔۔ چھا گئیں آپ۔۔۔"

اصفہان نے شرارت سے ٹہوکا مارا تو وہ بوجھل رانی بھی بھیگا سا مسکرائی۔

آہستہ آہستہ تقریب کا اختتام ہوا۔۔

داریہ بھی ماہوش کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھی تھی یقیناوہ تھک چکی تھی۔۔اندر کے دکھ اور تھکاوٹ انسان کو توڑ دیتی ہے۔۔ بار بار یزدان کی ماہوش کی طرف اٹھتی نگاہوں سے وہ عشق کی پتلی نڈھال ہو گئی۔ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا۔

یزدان جو کہ اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ کھڑا تھا داریہ کو اس طرح سے نڈھال دیکھا تو دوستوں سے ایکسکیوز کرتا اس طرف چلا آیا۔

کیا ہوا داریہ آپ کو؟؟۔اتنے میں سب گھر والے بھی وہاں آ گئے۔

معاً یزدان کی آواز سن کر داریہ چونکی تھی۔

اور ایک نظر اسے دیکھا جو متفکر سنجیدہ سا اسے دیکھ رہا تھا۔

جی بس میں تھک گئی ہوں۔"اس نے بوجھل لہجے میں منمناتے جواب دیا۔(کاش کہ "

(کہہ سکے ان حالات سے تھک گئی ہوں

ہاں میرا بچہ۔۔ٹھیک ہے تم آرام کرو۔۔جاو کمرے میں۔جاو اصفہان بھابھی کو کمرے تک چھوڑ آو۔"

عائشہ بیگم نے آگے بڑھتے اس کو اپنے ساتھ لگاتے پیار سے کہا۔

ابھی اصفہان اٹھا ہی تھا جب یزدان آگے بڑھ کر داریہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ لگاتے اٹھ کھڑا ہوا۔داریہ نے اپنا سر یزدان کے کندھے پر گرا دیا۔

وہیں اصفہان نے بھینی بھینی مسکان لیے کندھے اچکا دئے۔(جیسے کہ رہا ہو مجھے کیا پڑی آپ کی پرائویسی میں داخل ہونے کی)۔

جب کے یزدان اب داریہ کو لیے کمرے کی طرف چل دیا۔

کمرے کی طرف جاتے ہوئے داریہ مسلسل یزدان کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔اور یزدان جانتے بوجھتے بھی انجان بنا اسپاٹ چہرے کے ساتھ سامنے دیکھ رہا تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے داریہ کو آہستہ سے بیڈ پہ بٹھایا۔اور خود ڈریسنگ روم میں چینج کرنے چلا گیا۔۔جب وہ واپس آیا تو داریہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنی جیولری اتار رہی تھی۔

وہ آرام سے جا کہ بیڈ پر اپنی سائیڈ پر لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گیا۔جب کافی دیر بعد بھی داریہ نہیں آئی تو اس نے دیکھا وہ آئینہ کے سامنے کھڑی ابھی بھی غائب دماغی سے اپنی سوچوں میں محو تھی۔۔یزدان نے آواز دی لیکن کوئی جواب نہ آیا

داریہ آجائیں آپ کی میڈیسن کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔"۔لیکن وہ اب بھی کھوئی ہوئی"

تھی۔یزدان کو حقیقتا تشویش ہوئی۔وہ داریہ کی غیر حاضر دماغی تقریب میں بھی کب سے نوٹ کر رہا تھا۔اسے لیے اپنا لیپ ٹاپ سائیڈ پہ کیے وہ بیڈ سے اٹھتا اس کی جانب چل دیا۔اور اس کے پاس جا کر اسے کندھوں سے پکڑ کر اپنی جانب گھمایا۔

کیا ہو داریہ آپ کو کوئی پریشانی ہے؟ہم آپ کو کب سے بلا رہے ہے"وہی نرم مٹھاس بھرا"

لہجہ۔۔اس نے نرمی سے اس کا چہرا ہاتھوں میں بھر کے متفکر اس سے پوچھا۔

لیکن وہ اس کے چہرے پر نظر ٹکائے نہ جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔یزدان نے اسے دیکھا جس کی آنکھیں ایک الگ ہی کہانی سنا رہیں تھیں۔۔دکھ،ازیت،کسی چیز کے کھو جانے کا غم۔۔۔

داریہ!!"اس نے ایک بار پھر سے پکارا۔۔جب اچانک ہی وہ اس کے سینے سے لگی اور"

سسکیوں میں رونے لگی۔یزدان تھم سا گیا۔اس اچانک پیدا ہونے والی سچویشن سے پریشان ہو

گیا۔اور اس کے گرد بازووں کا حصار بنائے اس کے بال سہلانے لگا۔اس نے اسے رونے دیا۔۔شاید اس سچویشن میں ایسا ہوتا ہو۔اس نے سوچا۔

۔لیکن داریہ آج اپنے سینے میں دفن تمام غموں کو آنسوؤں کو ذریعے بہ جانے دینا چاہتی تھی۔آنسو تھے کی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔وہ اسے لے کر چلتا ہوا بیڈ پر آیا۔اور اسے اپنے ساتھ لگا کر بیٹھا۔اس کے آنسو اس کی شرٹ میں جذب ہو رہے تھے۔کافی سارا رونے کے بعد اب اس کی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں۔یزدان یوں ہی لے کر بیٹھا رہا اسے۔جب اسے اس کی دھیمی سانسوں کی آواز سنائی دی تو اس کی جانب دیکھا جہاں وہ اس کے کالر کو زور سے پکڑے اب سکون سے سو رہی تھی جب کہ وجود ابھی بھی ہلکی ہلکی سسکیوں کہ زد میں تھا۔اس نے اس کی طرف دیکھا۔تیکھے نقوش۔سفید رنگت۔۔چھوٹی سی ناک,پھول کی پتی کر طرح کٹاو دار چھوٹے سے لب۔۔رونے کی وجہ سے عارضوں کی سرخی بڑھ چکی تھی ۔عرصے میں اس نے کبھی اس سے کوئی سوال نہ کیا۔ہمیشہ اس کی خوشی میں خوش۔۔

تم ایک پیور سول ہو داریہ۔صاف شفاف سے قیمتی موتی جیسی۔جس طرح بغیر کسی" غرض کے آپ نے مجھ سے جڑے ہر شخص کو قبول کی۔۔یہ میرے دل میں آپ کا مقام اور بلند کر گیا ہے۔۔مانتا ہوں آپ بھی چاہتی ہو کہ جس طرح آپ مجھے چاہتی ہو ایسے میں بھی

چاہوں۔ لیکن آپ نہیں جانتی۔۔آپ سے دوری کی میری وجہ یہ نہیں کی میں پسند نہیں کرتا ۔میں ڈرتا ہوں کی کہیں مجھے آپکی عادت نہ ہو جائے۔۔عادت محبت سے زیادہ خطرناک ہے۔۔ نہیں چاہتا کی مجھے آپ کی عادت ہو جائے۔آپ میرے لیے بہت عزیز ہیں۔۔ لیکن آپکی محبت لاحاصل ہے۔۔آپ ایک ایسے سراب کے پیچھے بھاگ رہی ہیں جس کی کوئی منزل نہیں ہے۔میرے وجود سے آپ کو کچھ حاصل نہیں ہو گا۔۔کچھ بھی نہیں محبت جان بوجھ کر نہیں کی جاتی۔ محبت تو بس ہو جاتی ہے۔""۔اس کے چہرے کے نقوش کو اپنے دل کے راستے اتارتے وہ سرگوشی میں اپنے دل کا حال اسے بتا رہا تھا۔۔ لیکن نہیں جانتا تھا کیا وہ کہ وہ تو عشق کی گندھی لڑکی ہے۔ محبت کی پیاسی ہے۔۔وہ تو اس کے عشق میں اس کی باندی بن کر بھی رہ سکتی تھی۔۔وہ تو اس کی داسی بننا چاہتی ہے۔ لیکن وہ یزدان میر سکندر ہی ہے جس نے کبھی اسے ہی اجازت نہ دی۔آہستہ سے اس کے سر کو تکیے پہ ڈال کر اس کی پیشانی کو چوما اور اور اس کی نم پلکوں پہ ٹھہرے واحد آنسو کو اپنی انگلی کے پور پہ چن لیا۔اس کی پلکوں کو آہستہ سے چھو کر وہ اس پر لحاف درست کر کے اٹھ گیا۔جیب سے سیگریٹ نکال کر لبوں میں دبائے وہ بالکونی کا دروازہ کھول باہر نکل آیا۔۔اب اسے ساری رات جاگ کر گزارنی تھی۔

صبح کی روشنی چاروں اور پھیل رہی تھ۔اندھیرے پر روشنی کی چادر ڈال دی گئی تھی۔سورج اپنی پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا پرندوں کی چہچہاہٹ اور خاموشی نے ماحول کو فسوں خیز بنایا ہوا تھا۔ویسے بھی موسم کا ایک دم بدلاو اور فضا میں ہلکی ہلکی دھوپ کے باوجود ٹھنڈ سی دیتی لہر بتا رہی تھی کی بہت جلد موسم پلٹا کھانے والا ہے۔

داریہ صبح اٹھی تو یزدان کو کمرے میں نہ پایا۔۔ سمجھ گئی کہ آج رات بھی اس نے ضرور جاگ کر گزاری ہو گی۔اس لیے آہستہ سے بیڈ سے اتری، بالوں کو کیچڑ میں قید کیے جیسے ہی آئینے کے سامنے آئے رات کے مناظر نے چھن سے دماغ میں دھماکہ کیا۔اور وہ اپنی جگہ ساکت سی رہ گئی۔

یااللہ یہ کیا کیا میں نے۔کیوں خود سے کیا عہد توڑا میں نے۔کیوں میں برداشت نہ کر سکی ان کی آنکھوں میں کسی اور کے لیے محبت۔ا۔اب میں کیسے نظریں ملاؤں گی ان سے۔۔۔یااللہ ۔۔کیا سوچتے ہوں گے میرے بارے میں اگر مجھ سے انہوں نے پوچھا تو کیا جواب دوں گی میں۔اس نے اپنا سر پکڑ لیا اور چور نظروں سے سٹڈی روم کے دروازے کو دیکھا۔۔

لیکن پھر جلدی سے الماری سے اپنا سوٹ نکالا اور واشروم میں گھس گئی۔ چینج کر کے جلدی جلدی اپنے بال بنائے۔ ہونٹوں پہ ہلکا سا لپ گلوز اور آنکھوں میں کاجل ڈالے وہ کل والی داریہ سے مختلف لگی۔ اور پھر خود سے مخاطب ہوئی۔

آپ کا سامنا کرنے کی اب مجھ میں اور ہمت نہیں ہی۔ اور نہ ہی سکت۔۔ وہ جب جب """ اس کے سامنے آئے گا وہ خود کو یونہی ٹوٹا ہوا محسوس کرے گی۔

قسمت نے مجھے بہت عجیب جگہ لا کر مارا ہے۔ ایک ایسے بڑے سفر پر دھکیلا ہے جس میں اسے زندگی سے بہتر موت لگتی ہے۔

آج سے سامنے سے دیکھنے والی ہر آنکھ مجھ پر رشک کرے گی لیکن میرے اندر کا درد اور کرب سہنا صرف میرا مقدر ہو گا۔ مجھے ہی سہنا ہو گا۔ ابھی سے کیا ہمت ہارنی۔ میری تکلیف میں کمی کر دیں یا اللہ۔ مجھے محبت کی آزمائش میں سرخرو کیجئے گا۔ اس کی آنکھیں سچی ہار سے ہمکنار ہو کر سرخ سی تھیں خود سے عہد اور رب سے التجا کرتی چہرے پہ وہی پر سکون پیاری مسکان سجائے وہ آئینے کے سامنے سے ہٹ گئی۔

اداکاری ایک تکلیف دہ اور جان لیوا عمل ہی سہی داریہ کی نجات کا آخری پروانہ تھی۔

اس کو لگا کوئی چیز اندر ہی اندر اس کا کلیجہ کھا رہی ہے۔

لیکن اللہ تعالی کسی پر اس کے طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔اور داریہ کو بھی اس کے صبر کا پھل مل جاتا۔

اس نے خود سے عہد کیا کہ وہ خود کو ٹوٹنے نہیں دے گی۔۔لیکن محبت کب کوئی عہد قائم رکھنے دیتی ہے۔ہائے رے محبت!

وہ سٹڈی روم میں آئی جہاں وہ دشمن جان صوفے پر انکمفرٹریبل ہو کر سو رہا تھا۔سوتے ہوئے اس کے چہرے پر کتنی معصومیت تھی۔۔وہ بلا آختیار سوچے گئ۔بلیو ٹراؤزر اور ٹی شرٹ میں بڑھی شیو کے ساتھ وہ بلاشبہ حسین مرد تھا جس کی خواہش ہر لڑکی کرتی ہے۔لیکن وہ صرف اس کا نصیب تھا۔یزدان میر سکندر پر صرف اس کا اختیار تھا۔یزدان سکندر داریہ سکندر کا عشق تھا۔اس ایک پل خود پر رشک آیا۔۔لیکن حقیقت کا سامنا ہوتے ہی لب بھینچ لیے

۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے پاس آئی اور اس کے پاس صوفے پر بیٹھ کر ماتھے کے بکھرے بالوں کو سنوارا۔۔پھر نا جانے دل میں کیا سوجھی کہ وہ جھکی اور جھجھکتے ہوئے اس کی کشادہ شفاف پیشانی کو چوما۔

مجھے خود سے الگ مت کیجیے گا یزدان۔" سر گوشی نما کہتی پھر جلدی سے اپنی دھک" دھک دھڑکنوں کو سنبھالتی اس سے دور ہوئی اور کمرے سے نکلتی چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد یزدان نے آنکھیں کھولیں اور اپنی پیشانی کو ہاتھ لگا کر محسوس کیا جہاں پر ابھی بھی اس کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔ وہ بے آس سا بحر حیرت و بے یقینی کے سمندر میں ڈوب سا گیا تھا۔ اس کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں کچل دیا ہو۔

یہ لڑکی اسے اس سے محبت کرنے پہ مجبور کر رہی تھی۔ وہ اسے اپنا ایڈکٹ کر رہی تھی اور وہ ہو رہا تھا۔ ہر جواب کہیں کھو سا گیا تھا۔ یزدان اپنے ذہنی دباو میں بڑی طرح عاجز تھا۔

قسمت اس پہ ہنس رہی تھی کہ اے شہزادے ناز کر اپنی قسمت پہ۔۔۔

جب محبت ہو جائے تو ایک عرصہ لوگ اسے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور پھر جب دیر ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں "ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں۔" "" ہائے رے محبت

یہ تو آتش دلم ہوتی ہے محبت جو بڑے بڑے پہاڑوں پہ بھی ضرب لگا دیتی ہے۔ کہ آسمان بھی بے یقین سا حیرت میں گم ہو جاتا ہے۔ اپنے بالوں کو شدت سے ہاتھوں میں جکڑے وہ شدید الجھن میں تھا۔

تحقیق ہو تو روح دو عالم تڑپ اٹھے

اتنا تیرے بغیر پریشان رہا ہوں میں

دیکھنا یہ تھا کہ اب حالات کو کروٹ بیٹھتے ہیں۔۔کیا ہونے والا تھا آخر یہ تو بہت جلد پتا چلنے والا تھا۔

وہ اٹھا اور کمرے میں گیا۔جب تیار ہو کر نیچے آیا تو سب کو ناشتے کی ٹیبل پر موجود پایا ۔۔اسے یاد آیا کہ آج تو ازلان کو بھی آنا تھا۔اور اسے پک بھی کرنا تھا۔

"اسلام علیکم!"سب کو سلام کرتا وہ اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔داریہ نے اس کی طرف دیکھنے سے گریز کیا۔جسے اس نے صاف محسوس کیا۔۔وہ نا جانے کیوں متبسم ہوا۔

"بھیا آفس جاتے ہوئے مجھے اور ماہ وش کو یونیورسٹی چھوڑ دیجئے گا پلیز۔اصفہان لالا آج جلدی چلے گئے اس لیے۔"وانیہ نے کہا تو یزدان نے ایک پل اسے دیکھا اور پھر ماہ وش کو جو نظریں جھکائے ناشتے کی پلیٹ پر جھکی ہوئی تھی۔۔

آج تو مجھے جلدی جانا ہے بچے۔ایک کلائنٹ سے میٹنگ ہے اور آپ کی یونی بھی دوسرے راستے پر ہے!۔صائم ایسا کرو تم چھوڑ دینا انہیں یونی۔

وانیہ سے کہتے اس نے صائم کو مخاطب کیا جو آغا جان سے کوئی بات کر رہی تھا۔

"ٹھیک ہے یزدان تم جاؤ میں ان کو ڈراپ کر دوں گا۔۔۔"

ہمم اور آغا جان آج از لان واپس آ رہا ہے۔۔تو میں واپسی پہ اسے پک کر کر واپس آؤں"

"گا۔اس نے بات ختم کر کے آخر میں بتایا۔

تو سب کو خوشگوار حیرت ہوئی۔کیونکہ اس کا دوست ہونے کے ساتھ ساتھ گھر والے بھی اسے اچھے سے جانتے تھے۔۔اور اسے اپنے بیٹوں کی طرح مانتے تھے۔۔اس لیے اتنے سال بعد اس کی آمد نے ان کے دلوں میں شگوفے کھلا دیے۔

"یہ تو بہت ہی اچھی بات ہی بیٹا۔لیکن بیٹا اسے یہیں پہ لے آؤ۔وہ یہیں پہ رہے گا۔'

آغا جان نے خوشی سے کہتے آخر میں حکم صادر کیا۔

مجھے نہیں لگتا آغا جان کہ وہ یہاں رہنے کی حامی بھرے گا۔مجھے لگتا ہے کہ یہ فیصلہ اسی"

"پہ چھوڑ دینا چاہیے۔

تو ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔ہم اس پر زور زبردستی نہیں کر سکتے لیکن اسے واپسی پہ یہیں لے کر"

آنا جب تک رہائش کا بندوبست نہیں ہو جاتا۔

جی ٹھیک آغا جان۔"اس نے فرمانبرداری سے سر ہلایا۔"

""""چلو وانی آ جاؤ۔میں گاڑی نکالتا ہوں تم دونوں بیگ کے کر آ جاو۔""""

خاموش بیٹھے صائم نے بولا تو وانیہ اور ماہ وش بیگ لینے چلی گئی۔تو صائم اور یزدان بھی کرسی گھسیٹ کر آٹھ گئے۔

گاڑی میں مکمل خاموشی خاموشی تھی۔۔ماہ وش پیچھے بیٹھی تھی اور وانیہ آگے صائم کے ساتھ بیٹھی تھی اتنی خاموشی وانیہ کو ہضم نہیں ہوئی اس لیے صائم کو تنگ کرنے کو کچھ سوچنے لگی۔

آئیڈیا۔۔"

اپنی ہی دھن میں اس نے زور سے بولا تو ماہ وش اور صائم نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔تو وہ "سوری" کہتی چہرا کھڑکی کی طرف موڑ گئی۔۔۔وہیں دوسری طرف صائم نے اس کی حرکتوں کو دیکھتے سوچا کہ ضرور اس کے دماغ میں کوئی کھچڑی پک رہی ہے۔

وانیہ میڈم پہلے تو دل ہی دل میں ہنستی رہی پھر جلد ہی اپنا رخ سامنے موڑا اور صائم کی طرف دیکھا۔

"صائم لالا۔۔آپ سے ایک بات پوچھوں۔""

استغفر اللہ افففف ایک تو یہ لڑکی جب بھی لالا کہتی ہی سیدھا دل میں درد ہوتا ہے۔سارے جذبات کی ایسی تیسی کر دیتی ہے۔صائم دل ہی دل میں کڑھا اور ہاں میں سر ہلایا ۔

صائم لالا کیا آپ کی کوئی گرل فرینڈ ہے۔؟؟آئی مین کوئی تو ہو گی۔۔آخر آپ اتنے" ہینڈسم ہیں۔۔بلیک بیلٹ ہیں۔باڈی شاڈی ہے ہزاروں لڑکیاں آپ پہ مرتی ہوں گی۔"

ایکسائٹمنٹ میں وہ پوری اسکی طرف گھوم کے بیٹھی

ادھر صائم کو کھانسی کا دورہ پڑا۔۔۔اور ماہ وش نے مسکراہٹ ضبط کی۔صائم نے ترچھی نظروں سے اس کی طرف دیکھا جو اشتیاق سے آنکھیں پٹپٹاتے اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ لیکن اس کی مسکراہٹ سے اسے اس کی شرارت کا پتہ چل گیا تو وہ بھی سنبھل کر ذرا پھیل کر بیٹھا۔

ہاں ہیں تو کیوں تم کیوں پوچھ رہی ہو۔"اس نے معصومیت کی حد کرتے سرسری" سا کہا اور ادھر وانی میڈم جو یہ سوچ کر بیٹھیں تھیں کہ وہ جناب لڑکیوں سے سوفٹ دور رہتے ہوں گے۔وہ ایویں ان کو خاصہ شریف سمجھ رہی تھی۔۔صدمے سے اس کی آنکھیں پوری باہر اور منہ کھل گیا۔

مم۔م مطلب آپ کی گرل فرینڈز واقعی میں ہیں؟؟؟"اس نے پھر تصدیق کے لیے" پوچھا۔۔

ہاں جی وانیہ میڈم۔۔ہماری گرل فرینڈز بھی ہیں۔۔۔اور ایک نہیں تقریباً ممم تین" ""نہی ہاں پانچ ہیں شاید۔

اس نے سوچنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے اسے بھرپور صدمے میں غرق کیا۔

وانی میڈم تو کچھ بولنے کی قابل نہیں رہی تھی صرف ہمم کہ کر سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

صائم سے اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا۔۔ماہ وش نے اپنی ہنسی چھپانے کو کتاب آگے کر لی

تھوڑی دیر کے بعد وانی میڈم کے سر میں پھر کھجلی ہوئی اور پھر سے مخاطب کیا

ویسے صائم لالا آپ کو ایک پتے کہ بات بتاؤں۔۔۔اس نے اس کے کان کے قریب سر گوشی کی تو صائم نے بھی رازداری سے سر ہلایا۔

تو وہ اسکے اور قریب ہوئی۔

آپ کو پتہ ہے غیر لڑکیوں کو گرل فرینڈ نہیں رکھنا چاہیں۔اللہ میاں ناراض ہوتے ہیں۔

بری بات بہت بری بات"۔اس نے "کانوں کو ہاتھ لگاتے کہا

ادھر صائم جو اس کے قریب آتے ہی اپنے آپ کو بمشکل کنٹرول کیے بیٹھا تھا اس کی بات سن کر بے ساختہ پیار آیا اس پر۔

"اچھا لیکن پھر میں کس کو بناؤں گرل فرینڈ۔"

اس نے چہرا لٹکا کر مایوسی سو پوچھا۔ایسے جیسے گرل فرینڈ رکھنا بہت ہی ضروری ہو۔

تو وانی میڈم بھی اس کی اداس شکل دیکھ کر اپنے دماغ کے گھوڑے چلانے لگیں۔اپنی باتوں میں وہ ماہوش کو تو سراسر فراموش کر گئے تھے۔

"اچھا پھر تو ایسا ہے کی تم بن جاؤ میری گرل فرینڈ"

اس نے اس سوچتے دیکھ کر ترپ کا پتہ پھینکا۔ادھر ماہ وش اس کی بات سن کر بھائی کی چالاکی پر اش اش کر اٹھی۔کیوں کہ جانتی تھی بھائی کہ جذبات وانی کے لیے

ارے نہیں صائم لالا میں کیسے۔آپ تو میرے بھائی ہیں نہ۔۔اور گرل فرینڈ تو ویسے" بھی نہیں بنانی چاہیے۔بہنوں کو گرل فرینڈ تھوڑی نہ بناتے"اس نے گویا اس کی عقل پہ ماتم کیا ہو۔

ارے ایسے کیسے نہیں بناتے۔۔تم کون سا میری سگی بہن ہو۔۔۔تم بن سکتی ہو گرل" فرینڈ"اس نے رسان سے اس کی غلط فہمی دور کی۔۔۔ایک تو اگر ماہ وش نہ ہوتی تو اسے بتاتا کہ

لالا نہیں ہے وہ اسکا۔۔دودولالا ہونے کے باوجود بھی اسے لالا بنانے پہ تلی ہوئی۔اس نے سوچتے ہی منہ بسورا۔

تو ادھر وانی میڈم بھی سوچ میں پڑ گئیں۔

اچھا ایسا ہے۔۔تو پھر نہ میں آپ کو سوچ کہ بتاؤں گی نہ۔لیکن تب تک آپ اپنی ساری تتلیوں کو گڈ بائے کہہ دیں۔۔ٹھیک ہے

""ہمم ٹھیک ہے۔۔"ویسے اگر گرل فرینڈ بن جاؤ گی تو تمہیں ڈھیر ساری چاکلیٹس بھی ملا کریں گی۔"اس نے لالچ دی تو چاکلیٹس کی دیوانی وانی میڈم بھی اب دل میں پکا ارادہ کر چکی تھیں اس کی گرل فرینڈ بننے کا۔

اچھا ٹھیک ہے میں نہ سوچ بچار کر آپ کو جواب دوں گی۔اس نے بھی نکھرا دکھانا ضروری سمجھا اور بے نیازی سے اپنے بیگ سے چاکلیٹ نکال کر کھانے لگی۔

صائم نے بھی جلدی سے سر ہلایا کہیں پھر مکر نہ جائے۔

باقی راستہ پھر خاموشی سے گزرا۔یونیورسٹی کے گیٹ پر ان کو اتارا۔۔وہ دونوں اتریں تو وہ بھی اتر کر ان کی طرف آیا اور ماہ وش کے سر پہ ہاتھ رکھ کر پیار دیا۔وانی اسے ہی دیکھ رہی تھی تو

اس نے ویسے ہی وانی کو بھی پیار دیا۔۔وانی میڈم مسکائی۔اسے ہمیشہ سے صائم کے پیار کا یہ انداز بہت اچھا لگتا تھا۔اور اب تو اس کی گرل فرینڈ بننے میں ایک اور خوبی شامل ہو گیا تھا۔

وہ مکمل بے نیازی سے اپنے آفس کی جانب بڑھ رہا تھا۔وہ سب کی خوشی میں ڈوبی مسکان اور ستائشی نظروں سے انجان سنجیدگی سے چلتا ہوا اپنے آفس میں داخل ہوا۔چہرے پر خوشی کا کوئی تاثر نہ تھا۔

اس کے پیچھے اس کا سیکرٹری بھی آج ہونے والی میٹنگ کے متعلق بریفنگ دے رہا تھا۔

"سر آج آنے والا فارن ڈیلیگیشن پہنچ چکا ہے۔آپ کا ویٹ ہو رہا ہے۔"

"کینسل کر دو میٹنگ۔۔"

شان بے نیازی سے جواب دیا گیا۔

لیکن سر وہ اہم میٹنگ ہے۔ کمپنی کو کروڑوں کا نقصان ہو سکتا ہے۔"اس نے ہچکچاتے" ہوئے اپنی بات کہی۔

کتنی دیر لیٹ ہیں وہ؟ معاً اس کی بات سنتے سرد لہجے میں پوچھا۔

د۔دد۔دس منٹ لیٹ س۔سر"اس نے منمناتے جواب دیا۔"

تو کیا تم نہیں جانتے کہ "یزدان میر سکندر" کو وقت کی پابندی نہ کرنے والے سخت ناپسند ہیں تو پھر ایسا سوال کیوں"اس بات سنتے وہ میز پر ہاتھ مارتے بولا۔

سس۔سوری سر۔"اس نے سر جھکائے کہا۔۔اس کے غصے سے سب خوف کھاتے تھے۔

ہمم جاؤاب۔"اس نے جانے کا اشارہ کیا تو اس نے بھی بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔"

اس کو جانے کے بعد اس نے تھکے سے انداز میں چیئر کی پشت سے ٹیک لگالی۔اور سیگریٹ سلگا کر کش لیا۔بند آنکھوں کے پیچھے چھن سے ماہ وش کا سراپا آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔"وہ لڑکی یزدان میر سکندر کی بچپن کی محبت،الفت اور جنون تھی۔پھر اچانک سے داریہ کی چھوی دماغ میں گھومی تو ٹیک سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کی کیا کرے۔کہاں جائے۔۔ایک طرف وہ لڑکی جو اس کے عشق کی ڈسی ہوئی تھی۔اس سے اظہار چاہتی تھی ۔کیوں وہ اسے وہ نہیں دے سکتا جو وہ چاہتی ہے۔کیا وہ کوئی ناانصافی تو نہیں کر رہا تھا۔کہیں وہ دیر تو نہیں کر رہا تھا۔

لوگ تو کہتے ہیں کہ شادی کے بعد محبت تو ہو جاتی ہے۔تو اسے کیوں نہیں ہوئی داریہ سے۔جو اس کے عشق میں پور پور ڈوبی ہوئی تھی۔۔وہ خود بھی تو مریض عشق تھا۔تو کیوں عشق کی رمز کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔وہ اس کے حواسوں پہ چھائی جا رہی تھی اور وہ بے بس سا شاید اس کے عشق کی آزمائش لے رہا تھا۔۔

۔کیا یزدان سکندر اسے وہ مان سونپے گا جو داریہ یزدان چاہتی ہے؟؟ یا پھر داریہ یوں ہی خالی ہاتھ رہ جائے گی۔۔۔؟؟؟؟

جب کبھی مرشد پوچھے "تیری کوئی خواہش تیری چاہت""ہوش کرنا۔۔۔موقع مت گنوانا۔۔۔خاموشی سے مرشد پر ہی ہاتھ رکھ دینا۔۔۔مرشد سے مرشد کو ہی مانگ لینا۔۔مرشد سے آخرت میں اس کا ساتھ مانگ لینا۔یہ دو باتیں ہمیشہ پلے سے باندھ لے تو ابھی نہیں سمجھے گا۔

بڑے ظرف کی بات ہے۔

بڑے راز کی بات ہے۔

حقیقت میں بڑے ہی مقام کہ بات ہے۔

اگر بولوں تو معرفت کی بات ہے۔

www.novelsclubb.com

انہی سوچوں میں گم تھا جب موبائل کی آواز نے اس کی سوچوں میں خلل پیدا کیا۔اس نے موبائل اٹھایا جہاں پر اسے ازلان کے پاکستان پہنچنے کی اطلاع ملی۔تو وہ فون جیب میں رکھتا گاڑی کی چابیاں اٹھاتا ہوا چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا_ اور آفس سے نکلتا چلا گیا۔

وہ دونوں چلتے ہوئے ایئرپورٹ سے باہر آئے۔ازلان بلیک ڈریس سوٹ میں اور بلیک ہی بوٹوں، سرخ سپید رنگت، چہرے کی پختگی، بڑھی شیو کے ساتھ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ اس کے ساتھ ہی حور بلیک پینٹ اور بلیو شرٹ میں لونگ بوٹ پہنے چہرے پہ چشمہ لگائے ہر ایک کی نگاہوں کا مرکز تھی۔۔ژالے تو تقریبا پورے راستے سوتی ہوئی آئی تھی اس لیے ابھی بھی ازلان کی گردن میں بازو ڈالے اس کے کندھے میں چہرہ چھپائے ہوئے تھی۔وہ بھی گرین کلر کی پھولوں والی فراک میں گڑیا لگ رہی تھی۔لوگ مڑ مڑ کر انہیں دیکھ رہے تھے۔ابھی وہ لوگ باہر نکلے ہی تھے کی ازلان کو سامنے ہی وہ گاڑی سے ٹیک لگائے، آنکھوں پہ براون چشمہ لگائے یقینا انہی کا انتظار کر رہا تھا۔وہ چلتے ہوئے اس کے پاس آئے تو وہ بھی ٹیک سے سیدھا ہوا۔یزدان نے اسے دیکھا جس کے چہرے پر واضح تھکان تھی جیسے برسوں کا تھکا ہو کوئی

انسان۔کتنا بدل گیا تھا وہ شخص۔۔۔محبت انسان کو خاک کر دیتی ہے۔وہ آج ازلان آفندی کو دیکھ کر یزدان پر واضح ہوا تھا۔

اور وہیں ازلان آفندی اپنے جگری دوست کو دیکھ رہا تھا جو وقت کے ساتھ ساتھ اور بھی پر وقار ہو گیا تھا۔جس کے چہرے کی سنجیدگی اور طلسمی آنکھوں کی پراسراریت اسے ایک نا قابل سر ہونے والا معرکہ بنا رہی تھی۔۔دونوں کو آخر کار دو سال کی جدائی کے بعد یہ ثمر ملا تھا۔ایک دوسرے کو دیکھنے کے بعد اچانک ہی دونوں ایک دوسرے کو سینے میں بھینچ گئے ۔ازلان کی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر اس کی شیو میں جذب کو گیا۔اور یزدان وہ تو اپنے دوست کے ہر حال سے واقف تھا اس کا کندھوں تھپتھپاتے ہوئے اسے اپنے سامنے کیا۔اور ایک بار دونوں ایک دوسرے کو سینے میں بھینچ گئے۔

چل ہٹ بس ادھر سے۔۔اسے مسلسل چپکے دیکھ کر اسے الگ کر کر مصنوعی غصے سے گھورا۔

ہیں تمہیں کیا ہوا اچانک "اس نے حیرانگی سے پوچھا"

لیکن وہ اس کی بات کو سرے سے نظر انداز کر کے حور کی طرف بڑھا۔ازلان کا صدمے کی زیادتی سے منہ کھل گیا۔جب کہ چھوٹی سی ژالے بھی اب اپنی مندی مندی آنکھیں کھولے کھلکھلاتی یزدان کی آغوش میں جا سمائی۔

"ارے واہ یزدان بھیا آپ تو پہلے سے بھی زیادہ ہینڈسم ہو گئے ہیں۔"حور عین نے اپنی موجودگی کا احساس دلانے کے لیے شرارت سے کہا تو یزدان نے بھی ہنستے ہوئے آگے بڑھ کر اس کے سر پہ بوسہ دیا اور سر پہ ہاتھ رکھا۔جب کہ حور اب اس کے سینے سے سر ٹکا چکی تھی۔یزدان نے اس کی سچویشن کو سمجھتے ہوئے اسے خود سے جدا کیا اور اس کی پیشانی پر لب رکھے۔وہ جو بمشکل اپنے آنسوؤں پہ قابو رکھے ہوئے تھی دوبارہ وہی شفقت بھرا لمس پا کر دوبارہ اس کے سینے سے لگ گئی۔

"کیسا ہی میرا بچہ۔"؟اس نے مسکراتے لہجے میں اس سے پوچھا تو حور العین بھی اپنے لہجے پر قابو پاتی جھٹ سے اپنے اصلی موڈ میں آئی۔کیونکہ جتنی وہ دل کہ نازک تھی اتنی ہی مضبوط تھی۔

"آپ کی عین کو کچھ ہو سکتا بھلا۔۔۔جانتے نہیں ہیں کیا مجھے۔؟؟"اس نے مسکراتے لہجے میں شرارت سے جواب دیا تو یزدان نے بھی اس کی بات کو سمجھتے اس کے سر پہ چپیت لگائی

اور اسے لے کر گاڑی کی طرف بڑھا۔۔جب کی ازلان جوان کا ایمو شنل شو برداشت کر رہا تھا اس سے اپنا یوں نظر انداز ہونا برداشت نہ ہوا۔ لیکن کر بھی کچھ نہیں سکتا تھا بیچارا! اس لیے جناب پیر پٹختے ان کے پیچھے چل دیے۔جب کی چھوٹی ژالے بھی اب یزدان کی گود میں اسی کو پیاری ہو گئی۔ژالے اس کی گالیں کھینچ کر بتیسی نکال رہی تھی۔یہ سب آج یزدان کی طرف جانے والے تھے۔جہاں آغا جان اور باقی گھر والے ان کا انتظار کر رہے تھے۔

میلے لولی چاچو آپ بہت ڈیشنگ ہو ۔اور ڈیڈو سے بھی بڑے ہینڈ شم ہو گئے"

ہو۔"گاڑی میں یزدان کی گود میں بیٹھی ژالے اس کی داڑھی سے چھیڑ خانی کرتی کھی کھی کرتی آنکھوں میں شرارت لیے اتنا پیارا بولی کہ بے ساختہ سب کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی اور یزدان نے جھٹ سے اس آفت کے گال چوم لیے۔اور وہ برے برے پوز بناتی کھی کھی کرتی اس سے چمٹ گئی۔اور اس کے دونوں گالوں پہ بوسہ دیا۔

بیٹا دیٹس ناٹ فیئر۔۔۔چاچو سے ملتے ہی اپنے ڈیڈو کو بھول گئی۔۔"ازلان نے منہ پہ" اداسی پھیلائے شرارت سے شکوہ کیا تو وہ بھی لاڈو رانی بنے اب اس کی گود میں چڑھ کو بیٹھ گئی۔۔ اس کے پیار دکھانے کے طریقوں پر حور سمیت سب مسکرا دیئے۔

"اور سفر کیسا گزرا۔کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟"

نہیں سفر تو اچھا تھا اور اپنے ملک آ کر تو ساری تھکن اتر جاتی ہے۔ ژالے تو پورا راستہ سوئی رہی۔ اسے پاکستان آنے کی بہت ایکسائٹمنٹ تھی۔""۔ زلان نے اپنے گھمبیر پر جوش لہجے میں سحر پھیلایا۔ عین تو گاڑی سے باہر کے مناظر دیکھ رہی تھی کہ اس ملک نے اس سے کیا کیا چھینا ہے۔ کس کس چیز کا غم منائے آخر۔۔۔ اور اب ایک بار پھر وہ اس سے کیا نیا خسارہ دے گی۔ اپنی آنکھوں میں امڈتی نمی کو آہستہ سے پونچھ کر رخ دوسری طرف موڑا۔

"بھئی میں نے بھی اپنے بچوں کو بہت مس کیا۔۔۔"۔ یزدان نے ژالے کے پیارے معصوم چہرے کو دیکھ کر کہا تو ژالے میڈم بھی کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

اس طرح باتوں باتوں میں سفر تمام ہوا۔۔۔ گھر میں گاڑی داخل ہوتے ہی سب ان کے استقبال کو لاونج میں جمع تھے۔ گاڑی سے ازلان سب سے پہلے اترا اور آگے بڑھ کر آغا جان کے گلے لگا۔۔ اس کے بعد باری باری سب سے پیار لیا۔ اس طرح کا والہانہ استقبال اس کی اصلی تھکن کو بھی مٹا گیا تھا۔ حور عین اور ژالے بھی سب سے مل کر خوش ہوئے اور ژالے میڈم تو خوشی میں سب سے خوب پیار لوٹ رہی تھی۔۔ آخر اتنے سارے رشتے بھی تو ملے تھے اچانک۔۔۔ باقی سب بھی اس نازک گڑیا پر شفقت لٹاتے ہوئے دل سے خوش تھے۔ البتہ سفر لمبا تھا تو ازلان اور عین کو فریش ہونے کے لیے بھیج دیا گیا جب کہ ژالے میڈم کا ایسا کوئی پلین

نہیں تھا۔چہرے پر تھکن کا سایہ بھی لاحق نہ تھا۔وہ باری باری سب سے ان کے اپنے ساتھ رشتے پوچھتی کافی پر جوش تھی۔وہیں باقی گھر والے اتنی پیاری سی بچی کی محرومیاں جان کر دل سے رنجیدہ تھے۔۔۔عائشہ بیگم تو اسے خود سے لپٹائے ہوئے تھیں۔۔اور وہ بھی لاڈو رانی بنے چہک رہی تھی۔وانی اور ماہ وش کو بھی وہ چھوٹی سی گڑیا بہت پسند آئی تھی۔اور وانی نے تو جھٹ سے اس کے سامنے دوستی کی پیشکش کر دی۔۔اسے اپنے جیسی شرارتی اور چنچل ژالے خوب بھائی تھی۔۔داریہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی اس لیے ابھی اسے ان کا آمد کا علم نہیں تھا۔۔اور اصفہان بھی اپنے دوستوں کے ساتھ شہر سے باہر تھا۔

رات کے کھانے پر سب فریش ہو کر آ چکے تھے۔ازلان، عین اور ژالے کے جانے سے واقعی رونق ہو چکی تھی۔۔داریہ بھی خوش دلی سے سب سے ملی۔۔ازلان اور عین بھی ان کی خوش دلی کے قائل ہو گئے تھے۔۔اتنی خوبصورت نیچر اور نرم طبیعت کی لڑکی ہی ان کے یزدان کو جچتی تھی مانا کہ ازلان اس کی ماہ وش کے لیے پسندیدگی جانتا تھا لیکن داریہ کو دیکھ کر اسے اس کی قسمت پہ رشک آ رہا تھا۔کہیں سے بھی اس کے ناخوش ہونے کی کوئی وجہ نہ ملی۔اور ژالے تو اسے اتنی پسند آئی کی تب سے اپنے گود میں لے کر بیٹھی ہوئی تھی۔ژالے میڈم کے تو یزدان چاچو فیورٹ تھے تو چاچی بھی فیورٹ ہونی تھی۔۔۔یزدان نے داریہ کو دیکھ رہا تھا جو اسے

فل اگنور کیے ژالے کے ساتھ مصروف تھے حلانکہ کہ آج سے پہلے وہ کبھی اس طرح نہیں کرتی تھی۔ کھانے کے بعد ژالے نے آئس کریم کا فرمائشی پروگرام بنایا۔اپنے دونوں بازو یزدان کی گردن میں پھیلائے وہ معصومیت سے بولی تو وہ بھی خوشگوار سا مسکرایا۔وہ بہت کم سہی مگر انمول ہنستا تھا۔۔اسے اس کی بات ماننی ہی پڑی۔داریہ اور ماہ وش نے جانے سے انکار کر دیا۔۔داریہ کی طبیعت کے باعث کسی نے اسے فورس نہ کیا اور ماہ وش کو تو ویسے بھی آوٹنگ پسند نہ تھی۔۔۔تو اس لیے صائم،وانی،ژالے اور عین یزدان کے ساتھ آئس کریم پارلر کے لیے روانہ ہوئے۔۔

رات میں سب کی دیر سے واپسی ہوئی۔سب اپنے اپنے کمروں میں روانہ ہوئے جب کہ یزدان بھی اب ژالے کو گڈ بائے کہتا اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اندھیرے نے اس کا استقبال کیا۔سائیڈ لیمپ کی روشنیوں کمرے۔۔وہ آہستہ سے قدم اٹھاتا بیڈ کی طرف بڑھا۔جہاں وہ دنیا جہاں سے بے خبر مزے کی نیند سو رہی تھی ایک ہاتھ سر کے نیچے اور ایک بیڈ پہ دھرے وہ کروٹ کے بل سو رہی تھی۔۔وہ

آہستہ سے اس کے پاس آتا اس کے پر نور چہرے کو دیکھتا رہ گیا۔ماں بننے کی خوشخبری کے بعد اس کے چہرے پر بھی ممتا کا نور دکھائی دیتا تھا۔۔آہستہ سے اس کے پاس سے اٹھتا الماری سے نائٹ سوٹ نکال کر فریش ہونے چلا گیا۔

واپس آنے کے بعد اپنی سائیڈ آ کے لیٹا۔اس کی طرف کروٹ لے کر شہزادے نے اس کے چہرے پہ نظریں جمائیں جہاں اس کی پلکوں کی جنبش بتا رہی تھی کہ وہ جاگ رہی ہے۔وہ اس کے اس رویے کی وجہ نہیں جان پا رہا تھا کہ اچانک وہ ایسا کیوں کر رہی ہے۔لیکن تمام سوچوں کو جھٹلاتا وہ پھر سے اس کے چہرے کو دیکھتے ہمیشہ کی طرح کے قریب ہوتے اس کی پیشانی کو اپنے لمس سے معتبر کر گیا۔اور داریہ جو اس کے کمرے میں اس کی خوشبو سے ہی پہچان گئی تھی اور تب سے آنکھیں بند کیے لیٹی تھی اب اس کا لمس محسوس کر کے دم سادھے گئی ۔تو کیا وہ جان گیا تھا کہ وہ جاگ رہی ہے؟ یہ سوچ کر اس کا دل زوروں سے دھڑکا۔اس کے چہرے پر پھیلی سرخی خود دیکھ کر وہ متبسم ہوا۔نہ جانے کیوں مگر اس کا دل بدل رہا تھا جس کے بارے وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔فوراً سے پہلے کروٹ بدلتا وہ رخ پھیر گیا۔داریہ نے آنکھیں کھول کر اس کی پشت کو دیکھا اور خود بھی کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔نیند دونوں کی آنکھوں سے

خفا تھی۔ کوئی محبت کو خود سے دور کرنے کی جدوجہد میں تھا تو کوئی نئی نازل ہونے والی محبت سے !!!!آنکھیں چرا رہا تھا۔۔اف محبت۔

صبح نے ہلکی ہلکی سرد چاشنی اوڑھ رکھی تھی۔ سردی کا کام ہر طرف پھیلے نظاروں میں پوری آب وتاب سے روشن تھا۔ وہ ہر چیز سے لاتعلق سی بلیک جاگنگ ڈریس بلیک ہی جوگرز پہنے اور ہائی پونی ٹیل کیے کانوں میں ہیڈ فون لگائے مسلسل بھاگ رہی تھی۔ اس ویراں میں لپٹی صبح میں کوئی اسے دیوانہ وار بھاگتا دیکھ لیتا تو اسے یقینا پاگل ہی سمجھتا۔ وہ سمجھتی تھی کہ یوں بھاگنے سے وہ اپنی الجھنوں سے فرار حاصل کر لے گی۔ بے چین روح والی گداز مگر مضبوط سی حورالعین اب اپنے ہینڈ فری ٹھیک کرتی سڑک کی جانب مڑی تھی۔۔۔ صبح جلدی اٹھنے کے بعد جانتے اس کا روزانہ کا مشغلہ تھا۔ اور یہی اس کی فٹنس کا راز بھی تھا۔ جو وہ عام لڑکیوں سے زیادہ مضبوط اور پرکشش تھی۔ اپنی سبز آنکھوں سے وہ اطراف میں نظر دوڑاتی گھر جانے والے راستے کی طرف مڑی کیوں کی سورج کی سنہری کریں بادلوں سے چھپ کر ہر طرف نور بکھیرنا شروع ہو چکی تھیں۔ سڑک پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔۔ ہینڈ فری میں سے میوزک کے شور ہونے کی

وجہ سے اس اپنے پیچھے آنے والی گاڑی کا ہارن سنائی نہ دیا۔ چلانے والے نے بڑی مہارت سے عین اس کے پیچھے بریک لگائی۔

آہ۔۔۔!! گاڑی کو عین اپنے پیچھے رکتا دیکھ کر اس نازک تنے چہرے پر کئی طرح کا غصہ امڈ آیا۔

کیا اندھے ہو کر گاڑی چلا رہے ہیں آپ۔۔۔" گاڑی سے نکلنے والے کو دیکھتے ہی بمشکل " اپنے لہجے کو دھیما رکھنے کی کوشش کی۔۔۔

جب کی اب گاڑی سے نکلنے والا انسان بنا کچھ بولے اس کے قریب آ کر رکا۔ اور وہ مسلسل اس کے تکنے پر اپنا غصہ ضبط کرتی کچھ کہنے ہی والی تھی۔

"" ہے یو مسٹر آپ سے ہوں میں۔۔۔"

اوہ مائی گاڈ تم۔۔۔" ابھی وہ کچھ اور کہتی جب مقابل اپنی آنکھوں سے سن گلاسز اتارتا خوشگوار حیرت سے اسے پکارا۔ اور وہ تو اپنی جگہ پر فریز ہو گئی مقابل کو دیکھ کر۔ اصفہان سکندر، شرارتی نقوش والا، الجھا سا حسین جس کا حسن ہلکا سا منتشر دیکھائی دیتا تھا۔

لیکن سامنے بھی عین تھی جلد اپنی حیرت پر قابو پا گئی۔ اور اصفہان تو اسے دیکھ رہا تھا جو دو سالوں میں مزید سنجیدہ اور خوبصورت ہو گئی تھی۔

چھچھوندر تم!!!!!!!!وہ بھی ناک چڑھاتی ہوئی اس پر چڑھ دوڑی۔

اور تم یہ بتاؤ اندھا بہرہ کس کو کہا۔۔"۔اندھی میرے خیال میں تم ہو۔۔۔جو کب سے "

ہارن بجا رہا ہوں تم ہی ہو جو سن ہی نہیں رہی ہو۔"۔۔۔اس نے بھی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے اس پر چڑھ دوڑنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

یہ اندھی بہری کس کو کہا ہے۔۔؟"اس نے بھی اپنے کان سے ہینڈ فری نکالتے اس کی "

جانب انگلی دکھاتے غصیلی نظروں سے دیکھا۔۔

محترمہ اس سڑک پر آپ اور میں ہی ہیں تو ظاہر سی بات ہی آپ کو ہی کہا ہو گا۔"اس نے "

ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتی آنکھوں میں شریر رنگ لیے دائیں بائیں گردن گھماتے استفسار کیا جب کی عین کا پار اب ہائی ہو رہا تھا۔

شکر کرو کہ ابھی تک اپنے پاؤں پہ سلامت کھڑے ہو۔ورنہ جو حور العین سے پنگا لیتا"

ہے وہ اپنی زندگی پر ماتم کرتا ہے۔۔اور یہ سڑک تمہارے باپ کی نہیں ہے لہذا اپنا راستہ ناپو اور بھاشن مت دو۔"چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کرتی وہ ناک پر سے مکھی اڑاتی مڑ گئی۔جب کی اصفہان نے امپریسیو ہونے کے انداز میں واو کی شیپ میں ہونٹ گول کیے۔ایسے انداز کہاں دیکھے تھے اس نے حور کے۔

www.novelsclubb.com

حوری!!"ابھی وہ چند قدم ہی چلی تھی جب پیچھے سے اسے آواز آئی اور اس کے چلتے"
قدم بے ساختہ رکے اس نے پیچھے مڑ کی دیکھا جہاں وہ اب بھی شریر نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ واپس اس تک چل کے آئی
کیا کہا۔۔۔دوبارہ کہنا زرا۔۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے یہ کہنے کی
۔اس نے غصے سے آگ بگولا ہوتے سخت چلاتے ہوئے کہا۔
ارے میں تو اسی نام سے تمہیں بلا رہا یوں جس سے پہلے بلایا کرتا تھا۔""
اس نے معصوم بنتے آگاہ کیا۔
اور میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ مجھے اس نام سے مت بلایا کرو"۔"
اس نے ناک سکوڑتے جواب دیا۔۔۔
جو بھی میں تو اسی نام سے بلاوں گا کڑوی کریلی۔"اس نے آرام سے اسے مزید تپایا۔"
۔لیکن نہیں جانتا تھا کہ آگے بھی حورالعین آفندی ہے جو اگلے کو نا کو چنے چبوا دیتی ہے۔۔
میرے ہاتھوں مر مت جانا۔۔جاؤ گم کرو اپنی شکل۔صبح صبح میں کسی لنگور کی شکل دیکھ"
کر اپنا دن خراب نہیں کرنا چاہتی۔"اس کے منہ سے اپنے لیے لنگور سن کر اس کو تو صدمہ ہی لگ گیا۔۔کہاں وہ اتنا ہینڈسم،جوان چارمنگ۔۔

عین اس کی شکل دیکھتی بمشکل اپنی ہنسی پر قابو پاتی واپس مڑی جب اس کی کلائی اس کی مضبوط گرفت میں آئی۔اس کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔اور اپنی کلائی کو دیکھا جو اس کی گرفت میں تھی۔۔

"تم چاہو تو میں تمہیں لفٹ دے سکتا ہوں۔آخر ہماری منزل ایک ہی ہے۔۔اتنا تو احسان کر ہی سکتا ہوں تم پر۔۔"اس نے اس کے چہرے کے تاثرات پڑھے بغیر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا سکون سے کہا۔

"ہاتھ چھوڑو میرا۔میں نے کہا کہ ہاتھ چھوڑو میرا۔۔۔"اچانک وہ زخمی شیرنی کی طرح غصے سے غراتی بپھرتی اس پر گرج پڑی۔

اصفہان کو بھی معاملے کی نزدیکی کا احساس ہوا تو آہستہ سے اس کی کلائی چھوڑی۔

"سوری یار۔میں تو مذاق کر رہا تھا۔۔تمہیں برا لگا تو سوری۔"اسے حور کا رویہ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔

"نہیں چاہیئے تمہارا سوری۔دفعہ ہو جاو یہاں سے۔۔منہ مت لگو میرے۔"""

اف شکل ماہتاب اور گلاب کو مات دیتی زبان۔

۔اب تو اصفہان جیسے کول بندے کو بھی اس کی مسلسل بد تمیزی پر غصہ آ گیا تھا۔وہ خود کو اس کی مدد کرنے پر کوس رہا تھا۔

مجھے بھی کوئی شوق نہیں تمہارے منہ لگنے کا۔۔بھلائی کا تو زمانہ یہ نہیں رہا۔۔لگتا ہے"

"تمیز۔۔ادب لحاظ سب بھول گئی ہو۔۔۔

جاؤ جاق اپنے کام سے کام رکھو ہر کوئی مجھے تمیز سکھانے آ جاتا ہے۔۔""

اس کی مسلسل بد تہذیبی پر وہ خود پر ہر ممکنہ قابو رکھے اپنا رخ گاڑی کی جانب موڑ گیا۔جب کے عین بھی "ہونہہ "کرتی اپنے راستے کی جانب چل پڑی۔

ویسے اس لڑائی کو ختم کرنے کے لیے تمہیں لفٹ دے سکتا ہوں۔تمہیں شاید گرم""

ہیٹر کی ضرورت ہے۔سردی دماغ میں گھس گئی ہے."۔

اصفہان ہوا اور سیریس ہو جائے۔ایسا ہو سکتا بھلا۔جاتے جاتے بھی شرارت سے اس کو آفر دیتے گاڑی اس کے پیچھے پیچھے لے کر جا رہا تھا اور ساتھ میں بتیسی بھی باہر تھی۔عین کا دل کیا کہ کوئی چیز اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے۔اس پر ایک غصیلی گھوری ڈالے وہ اب شدید غضبناک تھی۔

تم خود جاؤ گے یا کچھ اٹھا کر تمہارے سر پھاڑ دوں۔"

اسکے تیور ایسے تھے کہ وہ سچ میں اس کو کچھ اٹھا کر مارنے والی تھی۔ سڑک کے اس پار جاتی عین کو دیکھ کر وہ بھی دلکشی سے مسکرایا۔

انٹر سٹنگ!!! پرفیکٹ ہے یہ ہمارے لیے اصفہان صاحب۔۔ لیکن ہے بہت ٹیڑھی کھیر۔ پس پردہ میسنی ہنسی ہنستا گاڑی اسٹارٹ کر گیا۔

آج چونکی سنڈے تھا تو سب گھر پہ ہی تھے۔۔۔ ازلان اور عین بھی ناشتے کے بعد ژالے کو لیے اپنے گھر کے لیے روانہ ہوئے۔ ژالے تو جانے کو تیار ہی نہیں تھی۔ لیکن اسے بعد میں لانے کا کہہ کر بہلا لیا۔ تو وہ بھی خوشی خوشی راضی ہو گئی۔۔ عام بچوں کی نسبت وہ آسانی سے باتیں سمجھ لیتی تھی۔ وہ سمجھدار تھی اس میں کوئی شک نہ تھا۔ اصفہان بھی رات کو دیر سے گھر آیا تھا تو صبح ان سے ملاقات ہوئی جب کی عین سے تو اس کی ملاقات خاصی ناخوشگوار تھی۔ عین ،وانی اور ماہ وش کی تو اچھی خاصی دوستی بھی ہو گئی تھی۔۔ چھوٹی سی ژالے تو اپنے اصفہان چاچو کی بھی فیورٹ بن گئی۔ پہلے تو وہ اس کے پاس آنے کو ذرا بھی تیار نہیں تھی لیکن جب آئسکریم کی دیوانی کو لالچ دیا گیا تو جھٹ سے اس کی طرف ہو گئی۔۔ یزدان ان کو ان کے بنگلو چھوڑنے آیا تھا۔

ازلان عین اور ژالے گھر میں داخل ہوئے جہاں پہ انہوں نے اپنا بچپن گزارا تھا۔۔ژالے کو تو اپنا نیا گھر بہت پسند آیا۔۔حورالعین تو اپنے کمرے میں چلی گئی جب کہ ازلان بھی ژالے کو لیے کمرے کی طرف چل دیا۔

ژالے کو بیڈ پہ لٹا کر وہ اس کے ساتھ لیٹا تو ژالے نے اس کے بازو پہ سر رکھا۔جب کہ ازلان اسکا اپنے چہرے پہ رکھا ہاتھ پکڑ کر کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔بہت سی یادیں تھیں اس گھر میں اس کی محبت کی،اس کے عشق کی،اس کی منہا کی۔اس کی زندگی۔۔

اس مضبوط اعصاب زدہ شخصیت پر بھی یاسیت چھائی ہوئی تھی۔۔آج شاید وہ اور اس کا دل بین کر رہے تھے۔۔اس کے نقصان پر

اس کے خسارے کی گہرائی پر۔اس کا بے بس اور رندھا چہرہ اس کے اندرونی زخموں کی ترجمانی کر رہا تھا۔ژالے جو کب سے اسے پکار رہی تھی اس کو متوجہ نہ ہوتے دیکھ اس کے سینے پر چڑھتے اب باقاعدہ اس کی داڑھی پہ ہاتھ پھیرے اس کو متوجہ کر رہی تھی۔آنکھوں کے گوشوں کی سرخی اور چہرے پر تھکن کے ساتھ اسکی جلتی پیشانی محسوس کیے وہ بھی روہانسی ہوئی۔اس کی آنکھیں بھی اداسی سے بھر گئیں۔اپنی نرم ہتھیلیوں کو اس کی کشادہ پیشانی پہ رکھتے

اس نے اس کا سر دبانا شروع کر دیا۔اپنی پیشانی پر نرم سا ہاتھ محسوس کرتے وہ بمشکل ہی اپنی درد کرتی آنکھیں کھول پایا۔اور کھولتے ہی دھیمے سے مسکرایا۔

"میں سر دبادوں ڈیڈو۔۔؟"اس لمحے ازلان کو اپنی باربی ڈول کی ہی ضرورت تھی۔جو اس کی ہر تکلیف سے کچھ پل نکال دینے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

"میرا بچہ آپ کے یہ نازک سے ہاتھ میرا سر دبانا کے لیے تھوڑی ہیں۔آپ تو ازلان کی جان ہیں۔بھلا میں آپ سے اپنی خدمت کراتا اچھا لوگوں گا۔"ایک ہاتھ سے روئی سی ہتھیلی اپنے مضبوط ہاتھ میں تھامے دوسرے سے اس ننھی جان کے نازک وجود تھامے وہ بولتے ہوئے بھی مرجھایا ہوا سا لگا۔

"""ازلان کر الفاظ بھی چین نہ دے سکے تو وہ دکھی سی منمنائی"بخار ہے نہ آپ کو۔۔

یوں لگا ازلان کی ہر تکلیف روپوش ہوئی ہو جیسے۔وہ بلکل اپنی ماں کا عکس تھی۔اسی کی طرح پیاری اور خیال رکھنے والی۔کتنی ہی دیر وہ اس معصوم سی خود می فکر میں پاگل سی ژالے کو دیکھتا رہ گیا

"ڈیڈو بلکل ٹھیک ہیں۔۔تم ہو نہ میرے پاس۔بخار بھی بھاگ پریشان نہ ہو میرا بچہ۔ جائے گا۔

اس سے پہلے کہ وہ رو پڑتی اس ننھی جان کو اپنی آغوش میں لیتا وہ ہشاش بشاش لہجہ میں بولا۔۔

میں آپ سے اتنا سا۔ سارا پیار کرتی ہوں" نیند میں جانے سے پہلے اپنے بازو پھیلائے" اس سے پیار کا اظہار کیا تو ازلان نے بھی اس کے بالوں پہ بوسہ دیا۔ تھوڑی دیر میں جب وہ سو گئی تو اس کو آرام سے بستر پہ لٹائے وہ اس کی پیشانی چومتے اٹھ کھڑا ہوا اور سٹڈی روم میں داخل ہو گیا۔۔

اندر داخل ہوتے ایک تصویر کے سامنے رکتے کئی آنسو ازلان کی آنکھ سے بہے۔ تھکن درد اور تکلیف نے اس مضبوط انسان کو بھی رلا دیا تھا۔۔

دیکھو آج میں واپس آ گیا ہوں۔ اس جگہ پر جہاں پر کبھی نہ لوٹنے کا وعدہ کیا تھا۔ کیوں" چلی گئی تم منہا۔۔ کیوں۔ اپنی ژالے کے لیے تو رک جاتی۔ میرے لیے رک جاتی۔۔ تم تو کہتی تھی کہ کوئی ہمیں جدا نہیں کر سکتا۔۔ تم ہی تھی نہ جو کہتی تھی کہ میں کبھی الگ نہیں ہوں گی تم سے ازلان۔ پھر کیوں اپنے وعدے پورے نہیں کر سکی ایک بار نہیں سوچا کہ کیا ہو گا تمہارے ازلان کا۔ کیسے جیے گا وہ تمہارے بنا۔ تمہاری ژالے کیسے رہے گی ماں کے بغیر۔۔ یہ زندگی ویراں لگتی ہے تمہارے بغیر۔۔ دیکھو کتنی عجیب ہے نہ میں جو کہتا تھا کہ تم نہی تو میں بھی نہیں

ہوں گا۔ لیکن دیکھو آج میں جی رہا ہوں۔ کوئی نہیں مرتا نہ کسی کے بغیر۔۔ لیکن میں مر گیا ہوں منہا۔۔ اپنی ژالے کے لیے جی رہا ہوں۔۔ تم بھی کتنی چالاک ہوں خود تو چلی گئی نہ لیکن ہماری محبت کی نشانی کو مجھے جینے کی وجہ دے گئی۔۔۔ لوٹ آو منہا۔۔ پلیز۔۔ لوٹ آو۔ تمہارا ازلان تڑپ رہا ہے آج تمہاری یادیں میرے دل کو چیر رہی ہیں۔۔ اس گھر کے ہر کونے میں تمہاری یادیں، ہماری یادیں بستی ہیں۔۔ پلیز لوٹ آؤ۔ تمہارا ازلان تھک گیا۔۔ تھک گیا ہے بہت۔۔۔ وہ کرب، دکھ تکلیف سے سسکتا ایک ایک لفظ اس کی تصویر کو دیکھ کر کہتا آنسو بہا رہا تھا۔۔ گرے ٹاوذر اور بلیک شرٹ اور عمر کی روانی کا بہتا دریا اس کے ہر عمل میں ٹھراو لا چکا تھا۔ کہ اپنے غم کو وہ کسی پر ظاہر ہونے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ اسے اپنے آپ کو سنبھالنے کا فن آتا تھا۔

www.novelsclubb.com

امی آپ سے ایک بات پوچھوں۔۔؟" وہ لائونج میں عائشہ بیگم کے سامنے بیٹھی سر پہ تیل کی مالش کرا رہی تھی جب اس نے ان سے پوچھا۔ اب پتا نہیں وانی میڈم کے دماغ میں کی کھچڑی پک رہی تھی۔

ہاں بولو بیٹا" انہوں نے پیار سے اس کر بال سنوارتا ہوئے جواب دیا۔"

مما کیا میں صائم لالا کی بہن ہوں؟؟؟

اس کے اس اچانک سوال پہ وہ چونکیں لیکن جلد خود کو سنبھال کر جواب دیا۔۔۔

ہاں بیٹا۔۔۔کیوں۔۔۔؟؟؟"ان کے اس طرح کہنے سے اس کے چہرے پہ اداسی چھا"

گئی۔۔مطلب کے اب وہ ان کی گرل فرینڈ نہیں بن سکے گی۔۔۔

مما لیکن ان کی بہن تو ماہ وش ہے نہ تو پھر میں کیسے ان کی بہن ہوئی۔؟؟؟"

نہیں بیٹا وہ تو اس کی سگی بہن بہن ہے نہ اور آپ تو اس کی کزن بہن ہیں۔۔۔اس نے

مسکراتے رسان سے سمجھایا۔۔۔جب کی ان کی اس بات نے اس کے چہرے پر مسکراہٹ کھلا

دی۔۔وہ اب اپنا رخ ان کی طرف کر کے بیٹھی۔۔

تو ماما کیا میں ان کی گرل فرینڈ بن سکتی ہوں ناں؟؟؟"اس نے آنکھوں میں امید کی"

کرن کے کر پوچھا۔۔۔جب کی عائشہ بیگم تو آج اس کے اس طرح کے سوالوں پر غش کھا کہ رہ

گئی تھیں۔

کیوں بیٹا آپ سے کس نے کہا۔۔؟

ماما وہ نہ صائم لالا کہ رہے تھے کہ وہ میرے سگے بھائی نہیں ہیں تو میں ان کی گرل فرینڈ"

بن سکتی ہوں۔۔اور ان کی کوئی بھی۔مطلب کوئی بھی گرل فرینڈ نہیں ہے نا تو میں نے سوچا

کیوں نہ میں بن جاؤں۔"اس نے اداسی سے احسان کرنے والے انداز میں بتایا۔جب کہ ان کو اس کی باتوں پہ ہنسی کے ساتھ ساتھ اس کی عقل پہ ماتم کرنے کو دل کر رہا تھا۔۔انہیں پتہ تھا کی ان کی بیٹی ناسمجھ تھی اس لیے رشتوں کہ نزاکتوں کو بھی نہیں سمجھتی تھی وانی نہیں جانتی تھی کہ اس کا رشتہ بچپن سے ہی صائم درانی کے ساتھ طے تھا۔۔یہ گھر کے بڑوں کا فیصلہ تھا جس کا علم صائم کو بھی تھا۔لیکن وانی کو اس بات سے بے خبر رکھا گیا۔کی جب تک اس کی پڑھائی ختم نہیں ہوتی اسے اس بارے میں نہ بتایا جائے۔صائم کی تو دلی خواہش رنگ لے آئی تھی کہ جسے چاہا۔جس سے محبت کی وہی اس کی شریک حیات بنے گا۔۔لیکن اب عائشہ بیگم بھی چاہتی تھیں کی اس کو آہستہ آہستہ اس حقیقت کے بارے آگاہ کیا جائے۔ل۔اور صائم کو بھی جانے۔اس کے قریب ہو۔۔اس لیے اس کی بے خبری پر زیر لب مسکراتی انہوں نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

ہاں بیٹا آپ بن سکتی ہیں ان کی دوست۔انہوں نے شرارت سے اس کے کان کھینچتے کہا تو" وہ بھی خوشی سے اچھلتی ان کی گردن میں بانہیں ڈالے ان کی گالوں پہ بوسہ دیے کھلکھلا اٹھی۔ جب کہ عائشہ بیگم بھی اس کے جوش کو دیکھ کر مسکرا دیں۔۔

وہ کافی دن سے داریہ کا عجیب و غریب رویہ نوٹ کر رہا تھا۔ایسا لگ رہا تھا کی وہ اس سے بھاگ رہی ہے۔۔رات کو اس کے کمرے میں آنے سے پہلے ہی سو جاتی اور صبح بھی اس کے اٹھانے سے پہلے اٹھ جاتی۔اس کا یہ رویہ اسے عجیب کشمکش میں ڈال رہا تھا۔

آج کام کچھ زیادہ تھا اس لیے رات کو دیر سے گھر آیا۔کچن کی طرف سے گزرتے ہوئے ماں اور داریہ کو کچن میں پایا تو وہیں پہ چلا آیا۔۔

"اسلام علیکم امی!"سلام کرتے ان کے سامنے سر جھکایا تو انہوں نے پیار سے اس کی پیشانی چومی۔

بیٹا فریش ہو کر آجاؤ۔۔ہم کھانا لگاتے ہیں"۔۔"

"نہیں امی کھانا تو نہیں بس کافی پیئوں گا۔میں کمرے میں جا رہا وہیں پہ بھیج دیجیئے گا۔۔۔"بولتے ہوئے داریہ کی جانب دیکھا جو اسے مکمل اگنور کیے کھڑی چولھے پہ ہانڈی میں چمچہ ہلا رہی تھی۔

اس کے ایسے رویے پر وہ داد دینے والے انداز میں سر ہلا گیا۔کہاں گوارا تھا یزدان سکندر کو اگنور ہونا۔

اس کا یہ انداز اس کو مزید الجھا گیا اور وہیں داریہ اس کی نظروں کی تپش باخوبی خود پہ محسوس کر رہی تھی۔ بمشکل اپنے دل کی تھاپ کو سنبھالے وہ کھڑی تھی۔اور وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔

صوفے پر نیم دراز ہو کر ٹانگیں پھیلائے اس پر لیپ ٹاپ پھیلائے بظاہر تو وہ کام کر رہا تھا مگر سوچیں تھیں کہ مزید بکھرتی جا رہی تھیں۔

آج وہ داریہ کے اس رویے کا پوچھنا چاہتا تھا جس کے لیے وہ خود کو مضبوط کر رہا تھا۔داریہ کے تاثرات دماغ میں آ رہے تھے۔اور ان سب چیزوں میں اس نے ایک بار بھی ماہ وش کو یاد نہیں کیا۔۔ جس بات سے وہ دیوانہ خود بھی بے خبر تھا۔وہ اپنی ان بکھری سوچوں سے اس وقت نکلا جب دروازہ کھلا اور داریہ کافی کی چھوٹی سی ٹرے پکڑے کافی کا مگ اندر لا رہی تھی۔۔ بڑی ہمت کر کہ اس نے اپنے آپ کو یزدان کا سامنا کرنے کے لیے تیار کیا تھا۔

اس کے آتے ہی یزدان نے ٹانگیں کلوز کیں۔اور لیپ ٹاپ میز پر رکھ کر قریب آتی داریہ کو دیکھا جو اسے سرسری سا دیکھ کر نظر جھکا گئی تھی۔اس کے ہاتھوں کی لرزش وہ واضح دیکھ سکتا تھا۔

وائٹ قمیض اور نیلی پٹیالہ شلوار، سر پہ لہراتا نیلا لیس دار آنچل اور کندھے کے ایک طرف لمبی چوٹی، مصنوعی حسن ندارد بس کاجل کے علاوہ ہونٹوں کا گلابی پن۔اس کا جائزہ لیتے ہوئے پہلی بار اس کا دل الگ انداز میں دھڑکا۔اس سے کافی کا مگ لیتے اس کی بازو پکڑے اسے اپنے پاس بٹھا کر خود بھی مگ سائیڈ پر رکھ کر سیدھا ہوا۔داریہ نے اپنے چہرے پہ آئے اضطراب کو ہر ممکن حد تک چھپایا۔۔حلانکہ وہ اس کا شوہر تھا حق رکھتا تھا اس پر، لیکن اس کا اس طرح سے پاس بیٹھنا اسے خوش قسمتی نہیں اپنی کمزوری لگ رہا تھا۔

"ادھر میری طرف دیکھیں!!اس نے بے ساختہ اچانک کر اس کی طرف دیکھا جو بچوں کے سے انداز میں اس کا ہاتھ پکڑے بہت شفیق سے انداز میں اسے اپنی طرف دیکھنے کا کہہ رہا تھا وہ تو بس ایسی قربت میں رو دینا چاہتی تھی۔لیکن اسے رونا نہیں تھا۔یزدان اس کا نہیں تھا وہ یہ بات پچھلے کچھ دنوں سے خود کو سمجھا چکی تھی۔

یزدان کے چہرے پر ایک موہوم سی بے قراری تھی اور داریہ بھی اب اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

یہ لمحہ دونوں کو بن کہے بہت کچھ کہہ گیا تھا۔

ہم کافی دن سے دیکھ رہے ہیں آپ مجھ سے بات نہیں کر رہیں۔مجھے دیکھنا بھی گوارا"
نہیں کرتیں۔کیا بات ہے جو آپ کو پریشان کر رہی ہے۔۔کیا ہم سے خفا ہیں آپ۔۔آپ
جانتی ہیں میں آپ کو یوں بجھا ہوا نہی دیکھنا چاہتا ہوں پھر بھی آپ دن بہ دن بجھ رہی ہیں۔""
اس نے اپنے لہجے کو حد درجہ نرم اور شفیق رکھا تاکہ وہ کنفیوز نہ ہو۔اور کھل کر اپنی بات کہ
سکے۔مگر وہ تو بس اسے دیکھ رہی تھی جس کو اس کے پل پل کی خبر تھی۔اگر اس شخص کی
ہمدردی ایسی ہے تو محبت کیا ہو گی۔وہ سوچ کر رہ گئی
نہی تو ایسا کچھ نہیں ہے بس طبعیت ویسے ہی بوجھل ہوتی اور کوئی بات نہیں۔آپ کو"
"کیوں لگا۔
جھوٹ بولنے کے لیے انسان کو نظریں چرانی پڑتی ہیں اور وہی داریہ نے کیا۔
یزدان نے اس کے چہرے پر اس کے بات کے مخالف رنگ دیکھے اسے اپنے دل میں درد
سا اٹھتا محسوس ہوا۔
آپ جانتی ہیں آپ جھوٹ نہیں بول سکتیں۔اسی لیے مجھے بتائیں شاید میں آپ کی کچھ"
"مدد کر سکوں۔

وہ اب بھی اس کے ہاتھوں کو تھامے تاسف سے پوچھ رہا تھا اور وہ کسی بھی طرح اس کی نظروں سے دور جانا چاہتی تھی کیوکہ جانتی تھی کہ اگر مزید وہاں رکی تو اپنا ضبط کھو دے گی۔ یوں اس کا پوچھنا اسے توڑ رہا تھا اور وہ ٹوٹنا نہیں چاہتی تھی۔اسے لیے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔کیونکہ گرفت نازک تھی تو ہاتھ چھوٹ گئے۔یزدان بس اس کے ہاتھ کو چھوٹتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ہاتھ چھڑانے کے بعد اب وہ ہاتھ مروڑے جا رہی تھی اور ہونٹ بھی بری طرح کچل رہی تھی۔ نظریں جھک کر لرز رہی تھیں۔۔

۔یزدان افسوس سے اسے دیکھ رہا تھا جو ایک کونفیڈینٹ داریہ سے نہ جانے کیا بن چکی تھی ۔اور غلطی اس کی بھی تو تھی اس نے کبھی اسے کوئی مان بخشا کب تھا جو وہ اسے کچھ بتاتی۔

"وہ مجھے سونا ہے اب میں چلتی ہوں"

بنا دیکھے بھی وہ اس کی نظریں خود پر گڑھی محسوس کر سکتی تھی۔اس لیے بنا دیکھے التجا سی کر بیٹھی۔یزدان کا چہرا سنجیدہ سا ہو گیا۔

مجھے بتائے بنا آپ کہیں نہیں جا سکتیں۔۔ہم پریشان ہو گئے ہیں آپ کے رویے """ سے۔۔ٹیل می پلیز۔

ان ہاتھوں کو اس کے تشدد سے آزاد کرائے نرمی سے پھر پکڑے اس نے منت کی تو اس نے بھی دوبارہ اپنے ہاتھ چھوڑاتے مڑنے لگی لیکن اس کا ہاتھ اس بار سخت گرفت میں جکڑا ہوا تھا اس لیے اس کے مڑنے سے پہلے اسے شانوں سے پکڑ کر اپنے روبرو لایا جسکی آنکھیں اب بھی جھکی تھیں اور چہرا سرخ تھا جیسے مشکلوں سے ضبط کیا ہو۔

داریہ مجھے سخت ہونے پر مجبور مت کریں۔"

اس کی آواز میں اب ہلکا سی سختی تھی۔اور وہ ہلکان ہوئی جا رہی تھی۔اس کا دل سینے سے باہر نکلا جا رہا تھا۔

""ایسا کچھ بھی نہیں ہے یزدان۔۔ہم سچ کہ رہے ہیں۔"

تھکن کے ساتھ داریہ کو خود بھی علم نہ ہوا کہ ایک آوارہ آنسو خود بخود اس کی آنکھ سے لڑھک آیا تھا۔الفاظ آنکھوں سے میل نہیں کھاتے تھے اور آنکھیں چیخ چیخ کر یزدان کو سب بتا رہی تھیں۔

یہ آنسو بہا کر آپ ہر بار جائے فرار حاصل نہیں کر سکتیں ۔یہ آنسو جن کے بہنے کا آپ"

"کو خود بھی نہیں معلوم آج اپنے دل پہ گرتا محسوس کیا ہے۔

یزدان اس بے بس سی کھڑی تکلیف میں داریہ کو دیکھتا ہوا خود بھی اسے چھوڑ کر پیچھے ہو گیا۔داریہ نے اپنے سر کے سائیں کو نظر اٹھا کر دیکھا جواب اس سے نظریں پھیر چکا تھا نہ جانے کیوں مگر اس کا نظریں پھیرنا اسے تکلیف سے دوچار کر گیا تھا۔۔تڑپا گیا تھا۔ یزدان کی گردن کی رگیں تنی ہوئی تھیں اور داریہ کو اپنا دل و دماغ پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا۔۔یزدان جو اس سے نظریں پھیرے کھڑا تھا اس کی طرف سے کوئی جواب نہ ملتے دیکھ کر اس کی طرف مڑا اور اسے سر پکڑے دیکھا اور اس سے پہلے کے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو کر گرتی دو مظبوط بازوؤں نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔

اس وقت کمرے میں سب جمع تھے جب ڈاکٹر نے یزدان کی طرف دیکھا اور اسے اپنے ساتھ باہر آنے کا کہتیں باہر نکل گئیں۔یزدان ڈاکٹر کی بات سننے باہر گیا تو عائشہ بیگم بھی ان کے ساتھ باہر آ گئیں۔ماہ وش اور وانیہ بھی داریہ کے سرہانے بیٹھی تھیں جب کہ داریہ بھی بے ہوشی کی حالت میں بے سدھ پڑی تھی۔اس کے ایک ہاتھ پہ ڈرپ لگائی گئی تھی۔اسے حد سے زیادہ تیز بخار تھا۔

۔سب کے چہروں پر پریشانی تھی یقیناً اس کی اچانک حالت نے سب کو پریشان کر دیا تھا۔

ڈاکٹر نے مسلسل دو گھنٹے کے وقفے کے بعد ٹھنڈی پٹیاں کرنے کا کہا اور انجیکشن بھی دیے۔اور وہ تو دنیا جہاں سے بیگانہ ہو گئی تھی۔لیکن شاید اس کے دل کی چھپی خطرناک تکلیف اب اس کے مسیحا تک پہنچ جاتی۔

اور وہ تو تکلیف میں تھا کہ داریہ کی ایسی حالت پہلی بار ہوئی تھی۔

"دیکھیں مسٹر یزدان سکندر میں نے پہلے بھی آگاہ کیا تھا کہ وہ بہت کمزور ہیں اور ان کی خوراک کا بہت خیال رکھنا ہے۔اور ٹینشن سے دور رکھنا ہے۔لیکن ان کی حالت دیکھ کر مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ وہ کافی عرصے سے شاید سٹریس میں ہیں ان کے ذہین پر شدید دباو ہے۔اگر یہی حالت رہی ان کی تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے آپ اپنے بچے کے ساتھ ساتھ بیوی کو بھی کھو دیں گے۔"

ڈاکٹر نے انتہائی سفاکی لہجے میں حقیقت بتائی جو یزدان کا دل دہلا چکی تھی۔

پوری رات گھر والے اس کی فکر میں پریشان رہے۔اور سب سے بڑھ کر یزدان۔

یزدان ساری رات جاگ کر اس کے ماتھے پہ ٹھنڈی پٹیاں کرتا رہا۔جب اس کے بخار کا زور ذرا ٹوٹا تو وہ بھی آہستہ سے اٹھنے لگا جب اسے اپنے ہاتھ پر اس کی گرفت محسوس ہوئی۔اس نے اس کے ہاتھ کو غنودگی میں بھی پکڑا ہوا تھا۔تو وہ بھی اس کی خاطر اٹھنے کا ارادہ ترک کرتے

اس کے پاس ہی بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔اور اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں چلانے لگا۔۔فجر کی اذان کے وقت وہ آہستہ سے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالے واشروم گیا اور وضو کر کے واپس آیا۔جائے نماز بچھاتا وہ نماز کے لیے کھڑا۔داریہ اور اپنے بچے کی سلامتی اور اپنی آسانیاں کے لیے خدا سے دعا مانگتا اس شہزادے کا دل آج حد سے زیادہ رنجیدہ تھا۔نماز پڑھنے کے بعد واپس اس کے پاس آتے اس کے پاس بیٹھا اور اس پہ آیتہ الکرسی پڑھ کر پھونکی۔اب اس کا بخار بھی کافی حد تک کم تھا۔

۔اس کا نازک چہرا بالکل مرجھا گیا تھا۔اس کا ایک ہاتھ آہستہ سے اپنے ہاتھ میں لے کر وہ بے حد بے قرار ہو کر وہ اس کے چہرے پہ نظر جمائے خاموش تھا۔۔جیسے کسی گہری سوچ میں چپ!

www.novelsclubb.com

"کیسی طبیعت ہے اب اس کی بیٹا۔"۔۔عائشہ بیگم کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھتی ہیں۔وہ فجر کی نماز کے بعد اس کا حال دریافت کرنے کے لیے آئیں تھیں لیکن اس کو ایسے بے جان سا مرجھا یا دیکھ کر آنسو کا گولا سا ان کے گلے میں اٹکا تو باقی درد دیتے آنسو وہ اپنے گلے میں ہی اتار گئیں۔

۔۔یزدان بھی تو درد میں تھا۔۔وہ بھی تو نہیں دیکھ سکتا تھا اسے اس حالت میں۔

اور کہیں نہ کہیں اس کی اس حالت کا ذمہ دار وہ اس کو تصور کرتے سخت بے چین تھا۔
لیکن وہ مضبوط اعصاب شخص آج بھی اپنا درد اپنی بے چینی چھپا لینے کا ہنر رکھتا تھا۔
"پتہ نہیں میری بچی کو اچانک کیا ہو گیا ہے۔۔ کس بات کا ذہنی دباؤ ہے میری بیٹی کو۔""
یزدان ان کو پریشان دیکھتا ان کے پاس آتا انہیں اپنے ساتھ لگاتے ان کو حوصلہ دینے
لگا۔۔
آپ حوصلہ رکھیں یہ بہتر ہو جائیں گی۔اب بخار ویسے بھی کم ہے۔۔ صبح تک ٹھیک ہو"
"جائیں گی۔آپ فکر نہ کریں۔
"چلو بیٹا میں ناشتے کی تیاری کرتی ہوں اور اور سوپ بنا کر بھیجتی ہوں۔تم اسے بھی جگا"
دو کل سے بھوکی ہے۔۔زیادہ بھوکا رہنا اس کی صحت کے لیے اچھا نہیں ہے۔دوائیاں بھی لینی
ہیں۔اور آج تم بھی آفس سے ذرا چھٹی کر لو۔اس کے ساتھ رہو میرے بچے۔ایسے وقت میں
"عورت کو اپنے شوہر کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔خیال رکھو اس کا۔۔
۔اس کی پیشانی چومتیں وہ اسے ہدایت دیتی وہ اجلت میں فکر مندی سے کہتی کمرے سے
نکل گئیں۔اور یزدان اب اس کا بے جان ہاتھ اپنے لبوں سے لگائے اس کی تکلیف کا سبب جاننے
کی جستجو میں تھا۔اب بھی وہ گہرائی سے داریہ کو دیکھ رہا تھا۔اس کی تکلیف یزدان کے دل میں

بھی ٹھیس دے رہی تھی۔وہ اندر ہی اندر سے سلگ رہا تھا۔محبت کا تو پتہ نہیں مگر کچھ تو تھا جو اس کا سانس گھوٹ رہی تھی۔

اے میرے اللہ۔ان کو زندگی دیجیئے گا۔میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے یہ تکلیف" سہے۔"اس کا اپنا چہرہ حسن کی فراوانی کے باوجود مرجھا گیا تھا۔۔

وہ نیلی آنکھیں آج ویراں سی تھیں۔وہ اپنا ہاتھ نرمی سے اس کی پیشانی پہ رکھتے کہیں اندر سے اعتراف کر رہا تھا۔

محبت کی تپش اثر رکھتی ہے اور یہ چیز آج یزدان میر سکندر کے چہرے پر صاف صاف عیاں ہو رہی تھی۔اس کے ہاتھ کی حرکت سے اسے اس کے ہوش میں آنے کا علم ہوا تو گویا بہار آگئی ہو۔۔آہستہ سے اس کے سہارا دیتے مزید قریب ہوا جب کہ وہ اب اپنی مندی مندی آنکھیں کھولے نیم بے جان تھی۔۔آنکھیں کھولتے ہی سب سے پہلے جو چہرا نظر آیا اس دیکھتے ہی لگا کہ اس کی ہر تکلیف کہیں دور جا سوئی ہو۔سب سے پہلے دیدار محبوب ہو جائے تو کوئی غم رہتا کب ہے۔اس نے اسے دیکھا جو اس کا ہاتھ پکڑے اس کے قریب بیٹھا فکر مندی سے اس دیکھ رہا تھا۔اس نے لمبا سانس خارج کرتے اٹھنا چاہا لیکن ناکام ہوئی۔ابھی بھی بہت کمزوری تھی اسے۔

یزدان آہستہ سے اس کے پاس آتا اس کے گرد بازو حائل کیے اسے اٹھنے میں مدد کرنے اور ساتھ ہی تکیہ سیدھا کر کے اس سے ٹیک لگوائی۔اس بیٹھانے کے بعد خود بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھا۔ہاتھ ہنوز اب بھی اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔دونوں کے بیچ میں مکمل خاموشی تھی۔

۔۔نیم اندھیرے میں وہ دونوں ایک دوسرے کی مدھم دھڑکنوں کی آواز سن رہے تھے۔۔

کیسی ہیں آپ اب؟ معاً کمرے میں یزدان کی گھمبیر مگر آہستہ آواز گونجی جو داریہ کا دل دھڑکا گئی۔اسے تو اپنے محبوب کی ہر شے پیاری تھی چاہے وہ آواز ہی کیوں نہ ہو۔۔اس کے کلون کی خوشبو اس کے حواسوں پہ چھا رہی تھی

ٹھیک ہوں۔"" مدھم سی اداس سی آواز جو وہ بمشکل سن پایا۔جب کہ اس کی جھکی " نظریں اپنے ہاتھ پہ تھیں جو یزدان کے ہاتھ میں تھا۔

ماشااللہ اللہ نے کرم کیا ہے۔اپنا خیال رکھیں۔خود کے ساتھ ایسی لاپرواہی مت کریں" ۔میں نہیں چاہتا کہ میرے بچے پر کوئی اثر پڑے۔"اور داریہ جو اس کی شیریں لہجے میں کہا بات

سن رہی تھی اس کی آخری بات پہ دل پہ ضرب پڑی ہو جیسے۔۔اگر یزدان سکندر کو کوئی ظالم کہے تو غلط نہ ہو گا۔۔۔تو کیا ان کو صرف اپنے بچے کی پرواہ ہے؟؟؟کیا میری کوئی اہمیت نہیں؟؟ آنسو کو اپنے اندر اتارتی وہ بے اختیار اس کے چہرے کو دیکھے گئی جو آج بھی سمندر سے زیادہ وسعت رکھتا تھا۔۔آیا اس نے جو کہا ہے وہ سچ ہے یا جھوٹ۔۔یزدان نے اس کو اپنی طرف مسلسل دیکھتے پا کر اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا اور اس کی جھیل سی آنکھوں میں جھانکا۔

اور مجھے پہلے جیسی داریہ بھی چاہیئے "نہ جانے کیوں مگر اس کے یہ الفاظ بھی اس کے پہلے " کہے گئے لفظوں کی تکلیف کو نہ زائل کر سکے۔۔لیکن پھر بھی جبراً سر اثبات میں ہلاتے پھیکا سا مسکرا کر نظریں جھکا گئی۔

نہ جانے کیوں یزدان سکندر کی اس پر سایہ فگن نظریں پہلے سے زیادہ گہری اور شفیق تھیں لہجے میں چاہت تھیں

۔لیکن داریہ اپنے دل کی حالت کی وجہ سے نظر انداز کر گئی۔

اس کی جھکی نظروں کو دیکھتے اس کی حالت کے پیش نظر اس کے گرد بازو حائل کیے خود سے لگا کر اس کا سر اپنے سینے سے ٹکا لیا۔داریہ کو اپنے لیے اس سے محفوظ پناہ گاہ کوئی نہ

لگی۔۔اس کے مضبوط بازووں کا حصار جس میں وہ خود کو محفوظ تصور کرتی تھی دھڑکنوں سے دھڑکنوں کے تال ملے تو وہ بے چین ہوئی اور اس کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ چھڑاتے مزاحمت کرنے لگی اور پھر بیڈ سے اٹھتے واشروم کی جانب چل پڑی۔یزدان پریشانی اور حیرت سے اس کا یہ اچانک رویہ دیکھ رہا تھا۔ابھی وہ چند قدم ہی چلی ہو گی جب اچانک سر چکرانے کے باعث وہ گرتی یزدان نے اٹھتے اپنے بازوؤں میں سنبھال لیا۔جب کہ وہ اس کی شرٹ خود مٹھیوں میں جکڑتی دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اس اس سے لپٹ گئی۔۔اس کے ساتھ لگی وہ مسلسل کانپ رہی تھی۔یزدان نے اسے سہارا دیے لا کر بیڈ پہ بٹھایا اور پانی کا گلاس بھر کر اس کے منہ سے لگایا۔اس نے دو گھونٹ بھر کر گلاس پیچھے کر دیا۔۔وہ ابھی بھی خوف کے زیر اثر تھی۔

شش۔۔چپ کچھ نہیں ہوا۔"اس نے اسکے بال سہلاتے اسے چپ کرانے کی""" کوشش کی جو سسکیاں بھر رہی تھی۔

"ادھر دیکھیں میری طرف۔۔مجھے بتائیں کی آخر کیا بات ہے جو آپ یوں خود کو اور سب کو تکلیف دے رہی ہیں۔۔اپنے لیے نہ سہی اپنے بچے کے لیے ہی بتائیں کی کیا بات ہے۔۔۔لیکن اگر ہمارے بچے کو کچھ ہو آپ کی وجہ سے تو ہم آپ کو کبھی معاف نہیں کریں گے۔"

اس کا چہرہ پکڑے اپنے روبرو لاتا آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ شدید برہمی اور دکھ سے اسے دیکھ رہا تھا۔اور داریہ ان نظروں اور لفظوں سے اپنے آپ کو جلتا کو محسوس کر رہی تھی۔

وہ رو رہی تھی اور وہ سخت تلخی سے اس کا رونا برداشت کر رہا تھا۔یہ لڑکی اس سے محبت کرتی تھی اور سب سے زیادہ تکلیف میں تھی۔نہ جانے کیوں اسے اس کے جذبات سے غیر آشنائی کا رنج تھا۔

وہ چپ سی بس رو رہی تھی۔۔چند پلوں میں آنکھیں متورم ہو گئیں تھیں۔کہتے ہیں نہ عورت نہ اپنی خوشی چھپا سکتی ہے نہ اپنا غم۔۔

یزدان نے دلخراشی سے اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس کی نازک گالوں کو آہستگی سے خشک کیا۔وہ مزید رو دی اور اب کی بار شدت دردناک تھی۔

یزدان نے کھینچ کر اسے خود میں سمو لیا۔اک سرخی کا جہاں ان نیلی مدھم سی آنکھوں میں بھی اترا تھا۔

"کیا ہوا ہے آپ کو بتائیں داریہ؟۔"

اس کا بھی لہجہ منت بھرا ہو گیا۔۔

دور رہا کریں مجھ سے بس یہی کہنا ہے اور کچھ نہیں مجھے کچھ نہیں ہوا میں ٹھیک ہوں"
"بالکل۔۔۔

نہ جانے اتنی ہمت کہاں سے آئی اس میں کہ سرد و سپاٹ لہجے میں کہتی اپنے دل پہ پتھر رکھے وہ اس کا حصار توڑے اپنا رخ موڑ گئی۔

یزدان خاموش سا رہ گیا۔

نہ جانے کیوں مگر اس اپنے سینے میں گھبراہٹ محسوس ہوئی۔ لیکن اس کو چند منٹ دیکھنے کے بعد وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹھیک ہے۔ کچھ نہیں پوچھوں گا آج سے۔۔ قریب بھی نہیں ہوں گا۔۔ آپ ٹھیک"
رہیں بس۔" بے تاثر لہجے مگر ہلکا سے غصہ کی جھلک بھی واضح تھی۔

آواز میں ٹوٹے کانچ کا عکس تھا۔ آہستگی سے پیچھے ہٹتا وہ رکا نہیں بلکہ کمرے سے باہر نکل گیا
۔

لیکن داریہ کو لگا جیسے کسی شے نے اس کا دل جکڑ لیا ہو۔۔ وہ دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ گیا تھا۔ بے ساختہ ہاتھ دل پہ گیا۔۔۔

یہ کیا کر بیٹھی تھی وہ اب مجبوری میں اس کو دیے غم پر بھی ہلکان تھی۔اب اس خود پر رنج و ملال تھا کہ اس نے یزدان کو دکھ دیا ہے۔اس کا دل چاہا ابھی جائے اور اس کے سینے لگ کر معافی مانگ لے مگر اسے یہ کرنا تھا یزدان کی دائمی خوشی کے لیے۔اور کئی امڈتے آنسو اپنے اندر اتار گئی۔

ماہ وش نے داریہ کے لیے سوپ تیار کیا۔۔اس وقت وہ سوپ لے کر چکن سے نکلی ہی تھی جب سامنے سے اسے یزدان آتا نظر آیا۔یزدان بھی اسے دیکھ کر رک گیا۔ماہ وش بھی نظر جھکا گئی۔۔ان دونوں کی کبھی آپس میں فرینکنس نہیں رہی تھی۔نہ ہی ماہ وش اسے مخاطب کرتی تھی۔۔اس کی طلسمی غصے والی آنکھوں سے اسے خوف آتا تھا۔۔وہ نارمل سے گھریلو حلیے میں ہاف وائٹ شرٹ اور بلیک ٹراؤذر میں رات کا جگا لگ رہا تھا۔اس کے ماتھے کی ابھری رگیں اور سوجن زدہ آنکھیں اس کے اندرونی انتشار کا پتہ دے رہی تھیں۔اور یزدان اسکے ہاتھوں میں واضح کیپکیپاہٹ دیکھ سکتا تھا۔

کہاں جا رہی ہو۔؟"ابھی وہ سوچ رہی تھی کہ کیسے اس سے مخاطب ہو جب اس کی"
بھاری گھمبیر آواز سن کر وہ سن ہو گئی۔اور ڈرتے اس کی جانب دیکھا جہاں وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ اسے گھور رہا تھا۔

"وہ۔۔وہ بھابھی کے لیے سوپ لے کر جا رہی تھی۔۔۔"
خوف سے کپکپاتے اس نے بمشکل اٹک اٹک کر جواب دیا۔اور دعا کی کہ جلدی سے وہ راستے سے ہٹے اور وہ جائے لیکن وہ تو جیسے دیوار کی مانند سامنے جم کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔

ہمم ٹھیک ہے جاؤ۔۔۔"۔اس نے آہستہ سے کہا تو ماہوش نے اپنی نظریں اٹھائیں جہاں"
وہ اب بھی کھڑا تھا۔جناب کا قد بھی تو ساڑھے چھ فٹ سے بھی اوپر کا تھا۔اوپر سے بھاری مردانہ وجاہت نے مزید ظالمانہ حسن کی فراوانی کر رکھی تھی۔جو اسے شروع سے ہی غصیل اور جلاد لگتا تھا

وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔میں نے سوپ بنایا ہے۔ڈونٹ وری اللہ انہیں شفاء دیں گے۔""
اس کے تھکے تھکے چہرے اور الجھے رویے کو داریہ کی طبیعت سے مشروط کرتی وہ معصومیت سے اسے دلاسا دے گئی۔

یزدان نے اسے دیکھا جس کے انداز سے معصومیت محبت اور فکر جھلک رہی تھی۔گلابی رنگ کے شلوار قمیض میں سر پہ اچھے طریقے سے حجاب ٹکائے شفاف چہرے، بر آون ہرنی جیسی آنکھوں اور ناک کی لونگ اس کے چہرے کو اور معصوم بنا رہی تھی۔وہ زیادہ دیر اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ پایا۔

بلاشبہ محبت پردے کی چیز ہے۔مگر اس کی ایک خرابی ہے یہ آنکھوں کے راستے اپنے آثار دکھانے میں دیر نہیں لگاتی۔

اور یہی ڈر یزدان سکندر کو بھی تھا۔وہ اس کے کچھ بولنے کا انتظار کرتی آہستہ سے نظروں سے اوجھل ہو گئی۔یزدان کو یوں لگا شکست فاش کا پہلا اور آخری مرتکب ہو شخص وہی ہو۔۔لیکن وہ سمجھتا تھا کہ محبوب کو کنارہ ذیب نہیں دیتا۔۔جسکا اسیر ہو جائے اسے دھتکارا نہیں جاتا۔

یااللہ مجھے کمزور نہ کرنا۔۔میرے دل کی ٹوٹی کرچیاں اب مجھے ہی زخم دے رہی""" ہیں۔مجھے سہی راستہ دکھا۔خدا کی قسم اگر یہ محبت میرے بس میں ہوتی تو میں کرتا ہی کیوں۔یہ تو آسمان سے اترنے والی شے ہے جسے آسمان کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔یا میرے دل میں داریہ کی محبت ڈال دے یا ماہ وش کے لیے خاموش محبت ختم کر دے۔۔"۔لیکن نہیں جانتا تھا

کہ داریہ اس کی خاموش محبت کو جان کر کس دوراہے سے گزر رہی ہے۔اگر پتہ ہوتا تو اپنے دل سے اس لاحاصل محبت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتا۔۔لیکن ابھی تو جلنا تھا اس عشق کی بھٹی میں ،داریہ کو،اور شاید ماہ وش کو بھی۔۔۔یہ تو آنے والا وقت بتانے والا تھا کی کس کو کس کی محبت حاصل ہونی تھی یا کون خالی دامن رہ جانے والا تھا۔۔

بھابھی میں آجاؤں۔؟"وہ بیڈ سے ٹیک لگائے اپنی سوچوں میں گم آنکھ موندے بیٹھی" تھی ماہ وش کی آواز سن کے آنکھیں کھولے اس کو دیکھا جو ہاتھ میں ٹرے پکڑے فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔کتنی معصومیت تھی اس کے چہرے پر۔۔آج اسے رشک محسوس ہو رہا تھا کہ وہ لڑکی یزدان سکندر کا عشق ہے۔جسے شاید اس کے جذبات اور شدت کا پتہ ہی نہیں۔ایک سوچ اس کے دماغ میں آئی کہ کہیں ماہ وش بھی تو اس سے۔نہیں اس نے بلا اختیار خوف کو سوچنے سے روکا۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔اس معصوم کو تو پتہ ہی نہیں اس کے نام کے جنون عشق میں کوئی کتنا جل رہا ہے۔

آؤ وش۔۔۔"اس نے سیدھا ہوتے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔تو وہ آہستہ سے چلتے" ہوئے اس کے پاس آئی۔

۔۔تو اسے دیکھ کر شدید دکھ میں مبتلا ہوئی۔

کیا حالت بنالی ہے آپ نے اپنی بھابھی۔۔۔لیکن خیر اب جلدی سے ٹھیک ہو جائیں"

۔۔میں آپ کے لیے اپنے ہاتھوں سے سوپ بنا کر لائی۔ چلیں جلدی کریں اسے فنش کریں۔"آگے بڑھ کر اسے سہارا دیتے بٹھاتے ٹرے کو اس کے سامنے رکھتے بیٹھی۔اس کے لیے داریہ اپنی دوست، بہن سہیلی سب کچھ تھی۔دونوں ایک دوسرے پر جان دیتی تھیں۔داریہ نے محبت سے اسے دیکھا جو اس کی محبت تھی۔تو کیوں نہ پیار آتا اس پر۔حسد تو سیکھا ہی نہیں تھا اس نے۔۔واقعی میں وہ سادہ لوح شفاف روح تھی۔ماہ وش کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے وہ سچا سا مسکرائی۔

سب کی تو جان نکل گئی تھی آپ کو اس حالت میں دیکھ کر اور یزدان لالا بھی تو کتنے " اداس تھے نہ۔بس آپ جلدی ٹھیک ہو جائیں"۔وہ محبت سے اس کے کندھے سے لگی اداس ہوئی۔

اللہ جسے چاہے زندگی دیتا ہے۔پریشان نہیں ہو میری جان میں بالکل ٹھیک"

ہوں۔"اسے محبت سے خود سے لگائے وہ مسکائی تو ماہ وش کے چہرے پر بھی مسکراہٹ کھل گئی۔

"اللہ تمہیں اجر دے۔" جزبات سی اٹی آواز میں وہ بھی مدھم آواز میں بولی۔"

اچھا چلیں اب آپ یہ سوپ جلدی سے فنش کریں۔۔ پھر مجھے یونی جانے کے لیے تیار" ہونا ہے"۔ شرارت سے کہتی اس نے سوپ کا چمچہ بھر کے اس کے منہ کو لگایا تو داریہ کو بھی ناچار پینا پڑا۔

بھابھی"!!! ابھی وہ سوپ ختم کر کے فارغ ہوئی تھی جب انہوں نے مڑ کر دروازے" کی طرف دیکھا جو چہرے پر پریشانی سجائے اندر داخل ہوا۔ اور ماہ وش کی چھوڑی ہوئی جگہ پر بیٹھ کر داریہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے سخت رنجیدہ ہوا۔ داریہ اور ماہ وش اس کی محبت پہ مسکرا دیں۔

کیسی ہیں اب آپ بھابھی"؟ روہانسے لہجے کہا گیا اس کا جملہ داریہ کو خود پہ رشک کرنے پر" مجبور کرتا تھا کہ داریہ کی کونسی نیکی کا صلہ ہے جو اسے اتنے اچھے رشتوں کی صورت میں ملا۔ یہ ساتھ، یہ دعائیں بیش بہا قیمتی تھے۔

میں بلکل ٹھیک ہوں میرے ہیرو۔۔" اس کے بال بکھیرے گال سے ہتھیلی جوڑے وہ" متبسم چہرے کے ساتھ لاڈ سے بولی تو اصفہان ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔

بھابھی ماں آپ جانتی ہیں نہ کہ آپ کو کچھ ہوتا ہے تو مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔دل" کرتا ہے آپ کو تکلیف دینے والے کو ایسی سزا دوں کہ ساری عمر یاد رکھیں۔۔لیکن جب سے ہی آپ کے صاحب زادے یا صاحب ذادی کی آمد کی خبر ملی ہے میں کچھ کر بھی نہیں سکتا۔ابھی سے اتنا تنگ کیا ہوا تو بعد میں کتنا تنگ کریں گے۔"داریہ کا ہاتھ پکڑے اپنے بالوں میں رکھتے وہ بے حد شرارت کے سنگ بولا تو داریہ بھی بھینا بھینا مسکرا دی۔وہ کسی کو بھی ہنسا دینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔اسے اللہ نے ویسے بھی مہربانی اور محبت پھیلانے کے لیے چنا تھا۔

ارے دیور جی خبردار اگر میرے بچے کے بارے میں ایک لفظ بھی بولا۔۔۔خوب پٹائی" کروں گی۔۔"مبہم سی مسکان کے سنگ وہ مصنوعی غصہ دکھاتی اس کے کان کھینچتے تو وہ بھی قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔۔ماہ وش بھی ان کی نوک جھوک دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔ماہ وش تو داریہ کو آرام کی تلقین کرتی یونی کے لیے تیار ہونے چلی گئی جب کی اصفہان اب بھی ان کی گود میں سر رکھے لیٹے تھے۔

ویسے بھابھی یہ آج آپ کے شوہر نامدار نظر نہیں آرہے کہاں ہیں وہ؟"ہلکی گرے" آنکھیں اس پہ ٹکائے شریر لہجے میں جناب بولے تو داریہ کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔پھر سے یزدان کا ناراض ہونا یاد آیا تو دل اداسی سے بھر گیا۔اس سے پہلے کے وہ اسکے چہرے پہ غور کرتا یا وہ

جواب دیتی اصفہان کو یزدان دروازے سے اندر آتے ہوئے دکھائی دیا تو بھی شرارت سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

چلیں بھابھی میں چلتا ہوں۔کچھ لوگوں کو آپ کے بغیر سکوں نصیب نہیں آرہا"۔کن" انکھیوں سے یزدان کی جانب دیکھے وہ شریر ہنسی دبائے ایسے کھسکا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔۔

اس کی بات پہ جہاں داریہ سٹپٹائی وہیں یزدان اس کی بات سنتا اس کو گھور کے رہ گیا۔

داریہ نے اس کی جانب دیکھا جو اس سے بے نیازی برتے اب الماری کے سامنے کھڑا اپنے لیے آرام دہ سوٹ نکال رہا تھا۔۔اس کی الماری میں ہمیشہ کالے رنگ کی شلوار سوٹ ہوتے تھے۔وہ دیوانہ تھا کالے رنگ کا۔۔وہ منفرد اور پرکشش حسن رکھتا تھا۔جب جب وہ یزدان کو دیکھتی اس کو نئی زندگی ملتی۔ہر بار محبت بڑھ بڑھ جاتی!

اس کی پشت کو دیکھتی وہ مسلسل اس بات کرنے کے بارے سوچ رہی تھی کہ آیا اس سے بات کرے یا نہیں۔پھر ہمت خبر کر کے ابھی اس نے اسے مخاطب کرنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ وہ دروازہ ٹھک سے بند کرتا واش روم میں گھس گیا۔وہ اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔ایک نظر بند دروازے کو گھورتی منہ بسورتی وہ بھی آنکھیں بند کیے لیٹ گئی۔

وہ فریش ہو کر آیا تو داریہ کو ایک نظر دیکھتا اپنے بال بنانے کے لیے شیشے کا سامنے جا کھڑا ہوا۔ان آنکھوں کی رونق تو ماند تھی لیکن آج بھی تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔ایک ناختم ہونے والی سنجیدگی نے یوں جکڑ ڈالا تھا کہ وہ چاہ کر بھی ہنس نہ پاتا تھا۔۔کیا تھا وہ۔۔وہ بھی ایک انسان تھا۔

دنیا سے ہارا ہوا سا عشق کا مارا ہوا سا۔۔

وہ تھکا ہوا تھا۔۔۔

اس وقت وہ خود کو بہت تھکا ہو محسوس کر رہا تھا۔کافی دیر سے بے وقت جاگنے کی وجہ سے وہ اب بھرپور سکون کی نیند لینا چاہتا تھا۔۔آفس میں اپنے سیکرٹری کو کال کر کے وہ آج کے تمام ضروری کام پوسٹ پون کرنے کا حکم دے چکا تھا۔ایک نظر داریہ پہ ڈالتا وہ بیڈ پہ اپنی سائیڈ پہ آ کر اپنی آنکھوں پہ بازو رکھے سیدھا لیٹ گیا۔اس کی سانسوں کی مدھم آواز سننے کے بعد داریہ نے آنکھ کھولی اور اس کے قریب ہو کر اس کے چہرے پہ نظر جمائی۔

"آپ سے میری محبت ہر لمحہ بڑھتی جا رہی ہے۔میرے جینے کی وجہ۔آپ نہیں تو۔ داریہ یزدان تو خاک بھی نہیں ۔آپ سے میری محبت لازوال ہے۔یہ دیوانی تو اب آپ کی ہو کر رہ گئی ہے۔میرا دن آپ سے شروع۔میری راتیں آپ سے ہیں ۔۔آپ کے ساتھ اپنی

زندگی کا ہر لمحہ جینا چاہتی ہوں۔آپ سے محبت کرنا میرے اختیار میں نہی تھی۔غلط تھی میں کہ اس محبت کو خود سے دور کر دوں گی۔ نہیں یہ تو روح کی محبت ہے اور روح کی محبت سے چھٹکارا پانا آسان نہیں ہوتا۔روح کی محبت محتاج نہیں۔"۔

جب محبت محرم سے ہو تو وہ جائز ہو جاتی ہے۔پاک ہو جاتی ہے۔۔ہلکی سی مسکان لبوں پہ سجائے اس کو لگا کہ وہ ساری رات یونہی اس کو دیکھ کر گزار سکتی ہے۔اس وقت وہ خود کو خوش قسمت سمجھ رہی تھی۔اور وہ تو اس وقت گہری نیند میں تھا۔۔اس خوبصورت اظہار سے محروم۔!!اگر جاگتا ہوتا تو جان جاتا۔دنگ رہ جاتا۔وار دیتا اس پہ اپنا اب کچھ۔

اس کی آنکھوں سے بازو ہٹائے اپنے سر کے نیچے رکھے اس کے گرد بازو باندھے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے،دھڑکنوں کو محسوس کرتے وہ مسکائی۔

نازک سا حصار باندھے آنکھیں موندھے احساس سکوں اندر اتارتی وہ سرشار سی آنکھیں موند گئی لیکن نیند میں جانے سے پہلے جو آخری چیز اس نے محسوس کی وہ یزدان سکندر کا مضبوط حصار تھا۔

جاڑے کی سخت منجمد کرتی سحر نے دامن تھامے جکڑ لینے کی حد تک گھیراؤ کر رکھا تھا۔سرد لہریں اٹھ رہیں تھیں۔

وہ دونوں جیسے ہی یونی میں داخل ہوئیں تو ماہ وش اپنے ڈیپارٹمنٹ کی جانب چل پڑی جب کہ وانی اس وقت سیاہ گاؤن میں ملبوس اور سر پہ ہجاب سیٹ کیے ہوئے تھی۔ماہ وش جیسے ہی اپنے ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہوئی وہ آج بھی اسے اپنے انتظار میں کھڑا ہوئے پایا۔وہ خاموشی سے اپنا حجاب سیٹ کیے وہاں سے گزر جانے لگی جب وہ اچانک اس کے سامنے آگیا۔اس کے اس طرح راستہ روکنے پر وہ ہڑبڑا گئی۔جب مقابل اب اپنے وجیہہ قد اور بھوری آنکھوں سے اس کے ڈر اور ہچکاہٹ کو اپنے دل میں اتار رہا تھا۔۔بلاشبہ وہ ایک مظبوط اور بھرپور جازبیت سے بھرا ہوا ایک خوبرو

لڑکا تھا۔وہ خود بھی تو اسیر ہو رہی تھی اس کی۔۔۔آیا کب تک نظر انداز کرتی اس کو ۔جب کوئی آپ سے سچی محبت کے دعوے کرے تو آپ کو بھی سب اچھا لگنے لگتا تھا۔۔ہر چیز خوبصورت لگنے لگتی۔۔ایسا لگتا کہ پھولوں سے بھرا باغ۔۔تتلیاں اڑ رہی ہوں چاروں اور۔۔۔جگنو ہوں۔۔اور وہ تو معصوم تھی جبھی اس کی محبت پہ ایمان لے آئی۔۔۔بھٹکنا انسانی فطرت کا اور اس کی لا بالی عمر کا تقاضا تھا۔

وہ دوسری سائیڈ سے نکلنے لگی جب وہ پھر اس کا راستہ روک گیا۔ گھبراہٹ سے اس کر ماتھے پر پسینے کی ہلکی ہلکی بوندیں نظر آنے لگیں۔۔ادھر ادھر نظر دوڑاتے وہ مسلسل ہاتھوں کو مل رہی تھی۔مانا کہ اس نے اس کی محبت کا اقرار کر لیا تھا لیکن نہیں چاہتی کہ کوئی اس کے ساتھ دیکھے۔۔ نہیں چاہتی کہ اس کے ماں باپ کا غرور اس کی وجہ سے ٹوٹے۔ان کی عزت خاک نہیں کرنی چاہتی تھی۔ لیکن معصوم نہیں جانتی تھی کہ جب کوئی لڑکی کسی نامحرم دے محبت میں مبتلا ہوتی ہے تو رسوائی اس کا مقدر ہوتی ہے۔ نئی نئی محبت اور پسندیدگی کا خمار انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔

اور ماہ وش بھی اسی جال میں پھنستی چلی جا رہی تھی۔اس نے ذرا سی نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔اسے چار ماہ پہلے کا آج بھی وہ دن یاد تھا جب اس نے اسے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ دلنشیں ساحر کا روپ دھارے اس کے دل میں اپنی جگہ بٹھاتا گیا۔وہ معصوم اس کی محبت کے بھنور میں پھنستی چلی گئی۔اس روز وہ اپنی دوستوں کے ساتھ کیفے ٹیریا میں بیٹھی تھی۔وہ اس روز زندگی سے بھری ماہ وش سے جب ٹکرایا تھا۔اور وہ پری اس سے پہلے گرتی کسی کی محفوظ پناہوں میں قید ہوئی تھی۔وہ خوشبوؤں میں بسا ساحر سوٹڈ بوٹڈ ساحید رقریشی جن نظروں سے اسے گھائل کر رہا تھا وہ ماہ وش دائود کے ذہن و دل پر

نقش ہو رہی تھیں۔ہوش میں آتے ہی وہ سٹپٹائی۔یہ پہلا مردانہ لمس تھا۔اس دن وہ پہلی ملاقات تھی جو ان دونوں کی زندگی کی کایا پلٹ گئی۔یہ ملاقات ماہ وش کو خوش کی بجائے بے قرار و منتشر کر گئی۔اس دنیا میں اسے اس کے محرم کے سوا کوئی نہیں چھو سکتا تھا یہ بات اس کے دماغ میں سوئی دھاگے سے سلی تھی۔

دن گزرتے گئے اور ان کی ملاقات کا وہ دوسرا دن آ پہنچا جس دن وہ کیفے میں بیٹھی کافی پی رہی تھی جب اس کے پاس اس کا والٹ اور پیسے موجود نہ تھے تب حیدر قریشی جو قریبی ٹیبل پر بیٹھا تھا اس پہ اچانک نظر پڑنے سے چونک گیا پھر زیر لب مسکراتے اس کے پاس آ پہنچا۔اس کو پریشان دیکھتے وجہ پوچھی تو ماہ وش نے بھی جانے کیوں بتا دیا۔۔جب کہ وہ اس کی کافی کے پیسے ادا کرتا پھر سے دوستوں کے پاس جا کھڑا ہوا۔ماہ وش اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے آگے بڑھی مگر اپنے قریب تر آتی ماہ وش کے قدموں کی آہٹ محسوس کرتا وہ بھی لبوں پر زہریلی مگر پراسرار مسکراہٹ لیے مڑا۔

یہ دوسری ملاقات تھی جب حیدر قریشی کی چال بھی شروع ہوئی۔وہ بھی اسی یونی کے آخری سال میں تھا لیکن مختلف ڈیپارٹمنٹ کا تھا۔

ماہ وش کو اسیری میں مبتلا کرنا حیدر قریشی کا کھیل تھا

اب نا جانے اس کے پیچھے کیا راز تھا۔۔ لیکن ماہ وش جیسی پردے والی لڑکی کو اپنے قابو کرنا اسے خاصہ لطف اندوز لگ رہا تھا۔ بار بار اتفاقا اس کے سامنے آنا اس کی چال کا اہم حصہ تھا۔اس طرح یہ ملاقاتیں بے شمار ہوتی گئیں۔

حیدر قریشی نے اپنے کھیل کو جلد ہی عملی جامہ پہنایا اور دو ماہ کے بیچ ہی وہ ماہ وش دائود سے اپنے جذبات کا اظہار اچھوتے اور اثر انگیز انداز میں یوں کر گیا کہ ماہ وش بھی اس کے جال میں بنا محنت پھنسی چلی گئ۔وہ ہینڈسم تھا،پرکشش تھا اور سب سے اہم ایک چالباز کھلاڑی تھا۔

اسلام علیکم کیسی ہو۔؟،اس نے اپنے مخصوص انداز میں اس کا ہاتھ پکڑے ایک سائیڈ پہ لے جاتے کہا جب کہ ماہ وش کی نظریں تو اپنے ہاتھ پہ تھی جو اس کے ہاتھ میں تھا۔۔یہ سچ تھا کی حیدر نے کبھی اسے چھونے کی کوشش نہیں کی تھی۔جس کی وجہ سے ماہ وش بھی اس کی قائل تھی۔لیکن آج اس کا ہاتھ پکڑنا اسے گھبراہٹ میں مبتلا کر گیا تھا۔

حیدر میرے ہاتھ چھوڑیں پلیز۔۔۔اس نے لرزتی آواز میں اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ """ چھڑانے کی سعی کرتے فریاد کی۔اس کی کپکپاتی آواز سنتے اس نے فورا سے اس کا ہاتھ چھوڑا۔

ماہ وش چار ماہ ہو گئے ہیں ہمیں ایک ساتھ کیا تمہیں مجھ پہ بھروسا نہیں ہے کیا۔۔ایک " ہاتھ تو پکڑ ہی سکتا ہوں یار۔۔"اس نے ناراضگی بھری شکایت کرتے کہا۔

نہیں حیدر ایسی بات نہیں ہے آپ مجھے بہت عزیز ہیں۔وہ۔وہ۔۔بس ایسے ہی""
۔۔"اس سمجھ نہ آئی وہ کیسے کہے۔
تو کیا بات ہے ماہ وش تمہارے چہرے پہ گھبراہٹ تو کچھ اور داستان سنا رہی کہ تم مجھ پر""
بھروسا نہیں کرتی"۔۔اس نے دکھی ہوتے کہا۔
میں آپ پہ بھروسا کرتی ہوں۔۔لیکن ہی سب۔۔میں چاہتی ہوں کہ یہ سب نکاح کے"
بعد۔۔ سمجھ رہے ہیں نہ آپ۔۔۔آپ پلیز آغا جان کے پاس خود آئیں۔۔میں نکاح کرنا چاہتی
حیدر۔۔اور اپنی زندگی کا یہ فیصلہ میں اپنے گھر والوں کی مرضی کے بنا نہیں کر سکتی۔۔"اس نے
اپنا حتمی فیصلہ سنایا تو حیدر کو یہ بات تلووں لگی اور سر پر بجھی۔وہ نکاح تو نہیں کرنا چاہتا تھا اس
سے۔اس لڑکی کو وہ اب مزید سر پر نہیں چڑھانا چاہتا تھا۔۔جو اس کا مقصد تھا وہ تو پورا ہو نہیں
رہا تھا۔۔لیکن اس وقت وہ ماہ وش کا خود پر اعتماد اور اس کے نزدیک اپنا بہت معتبر سا امپریشن
کچھ تلخ کہ کر خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔تبھی خاموشی سے اس کی بات مان لینے پہ ہی اکتفا کیا۔
ہمم ٹھیک ہے میری جان۔۔میں جلد ہی کچھ کرتا ہوں اور جلد تمہیں اپنا بنانا چاہتا ہوں"
۔۔اب یہ دوری برداشت نہیں مجھ سے۔۔"زہریلی مسکراہٹ لبوں پہ پھیلائے وہ اپنے

خطرناک ارادوں سے سے آگاہ کرتا ہوا نظر آیا جب کہ ماہ وش اس کی محبت میں وہ سب نہ دیکھ سکی اور فقط مسکرانے پر اکتفا کیا۔۔

وقت گزرنے لگا اپنی رواں تیز رفتار کے سنگ۔۔زندگی کی ڈگر بھی چل رہی تھی۔داریہ اور یزدان کے درمیان بھی سرد مہری ویسی ہی تھی۔۔۔یزدان بھی اس دن کے بعد اس سے بات نہیں کر رہا تھا۔بس اس کا خیال رکھ رہا تھا۔۔لیکن ناراضگی ہنوز قائم تھی۔داریہ میں دوبارہ ہمت نہ ہوئی کہ اس سے کوئی بات کر سکے یا اسے منا سکے۔اب اس شدید رنجیدگی نے گھیرے میں لیا ہوا تھا کہ اس نے یزدان کو ناراض کر دیا۔اور یزدان بھی ان دو ہفتوں میں خود ساختہ آگ میں جل رہا تھا۔۔وہ بے چین تھا اپنے دل میں پنپتے نئے جذبات سے۔۔

دوسری طرف ازلان نے بھی ان دنوں میں اپنا ہاسپٹل سیٹل کر لیا تھا۔اس کا بزنس ابھی یزدان ہی ہینڈل کر رہا تھا۔۔حورالعین کو اس نے یونیورسٹی میں داخل کروا دیا تھا۔۔لیکن چونکہ ابھی ژالے کے لیے نینی کا بندوبست نہیں ہو پایا تھا تو ابھی وہ گھر پہ ہی ہوتی تھی۔یزدان نے تو اسے کہا تھا کہ وہ شاہ ہاؤس رہے لیکن ازلان نے صاف منع کر دیا کہ وہ اپنے گھر میں ہی رہے گا۔

ماہ وش بھی ان دنوں حیدر سے کم رابطے میں تھی۔وہ چاہتی تھی کی وہ اس کے گھر والوں سے بات کرے لیکن حیدر ٹال مٹول سے کام لے رہا تھا۔۔اس نے ملنے کے لیے بلایا تو اس سے بھی اس نے انکار کر دیا۔۔جب کہ وہ اب سلگ رہا تھا اور اسنے صاف صاف کہ دیا تھا کہ اب وہ اس کی اور نہیں سنے گا اور اپنے گھر والوں کو جلد لائے گا۔

وہ اپنے لیے کافی کا ایک سٹرانگ کپ کہنے کچن میں آیا تو وانی کو پہلے ہی چائے کے لیے پانی رکھتا دیکھ مدھم سی مسکان کے سنگ اندر آیا۔وہ جو پانی چولہے پر رکھے کسی غیر مرئی نقطے پر نگاہیں ٹکائے کھوئی ہوئی تھی آہٹ پہ ہڑبڑاتی پلٹی تو صائم کو دیکھ کر سکوں کا سانس بھرا۔ڈارک چاکلیٹی شرٹ جس کی آستینیں چڑھی ہوئی تھیں اور بلیک ٹراوزر میں وہ گھر کے نارمل سے حلیے میں تھا۔

کیا ہوا وانی ڈر گئی ہو"؟"

بہت پیاری سی مسکان دیتا وہ مزید قریب ہوا۔شیلف سے اپنا بھی ایک عدد مگ سامنے رکھے شرارتی انداز میں پوچھ رہا تھا جس پہ وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

اچھی بات ہے اپنے ہاتھ کی ایک کڑک سی کافی کا کپ مجھے بھی بنا دینا۔ میں اپنے روم میں "
"کام کر رہا ہوں
اوکے۔۔۔" وہ محض سر ہلا گئی۔"
وہ بھی اس کی غائب دماغی نوٹ کرتا اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کرتا مڑ گیا۔
صائم لالا" ابھی وہ کھڑا ہی تھا کہ وہ اپنے چہرے پہ ازلی میٹھی مسکان سجائے اس کے "
روبرو ہوئی۔
اس نے آبرو آچکا کر اسے دیکھا گویا جاننا چاہتا تو کہ وہ کیا کہنے والی ہے۔
وہ نہ اب میں آپ کی گرل فرینڈ بن سکتی ہوں صائم لالا لیکن کیا آپ نے اپنی ان پرانی "
" تتلیوں کو گڈ بائے کہہ دیا۔؟
اس نے معصومیت سے شکی نظروں سے دریافت کیا۔۔۔پہلے تو صائم اس کی بات پہ بے ساختہ چونکا۔ لیکن اس کی بات کا پس منظر سمجھتا زیر لب مسکایا۔ اور اس کی طرف دیکھا جو آنکھیں چھوٹی کیے اسے غور رہی تھی۔۔

ہاں ناوانی تم نے ہی تو بولا تھا۔ اس لیے میں نے سب کو بائے بول دیا۔۔ بیچاریوں کے "
دل تو بہت ٹوٹے لیکن میں نے بھی صاف منع کر دیا کہ میری دوست صرف وانی بنے گی اور کوئی

بھی نہیں کوئی بھی نہیں۔"اس نے شریر لہجے میں بتایا تو وانی میڈم خوشی سے یاہو کا نعرہ لگاتی ہوئی اچھل پڑی۔

"ارے آرام سے لڑکی۔۔"لیکن میری ایک شرط ہے۔۔"

شرط کی بات پہ وانی میڈم کے بھی کان کھڑے ہو گئے۔لیکن چہرے کے تاثرات نارمل رکھتی اس نے جھٹ سے سر ہلایا گویا بولنے کا اشارہ کیا ہو۔

"گرل فرینڈ بننے کا فرسٹ رول ہے کہ تم مجھے لالا نہیں کہو گی اب سے۔۔اگر شرط منظور ہے تو ٹھیک ورنہ میں انہی کے پاس جا رہا۔۔"اور وانی میڈم جو پہلے کچھ بولنے والی تھیں اس کی واپس جانے کی بات سن کر فوراً سے پہلے لائن پہ آئیں۔

"ارے صائم لالا ٹھیک ہے۔۔آئی مین صائم ٹھیک ہے ناں۔۔مجھے شرط منظور ہے آپ کی۔"صائم کی گھوری پر اپنا جملہ درست کرتی اسے اپنی طرف سے گویا بڑی خوشخبری سنائی ہو۔۔

"اوکے اوکے ٹھیک ہے اب سے ہم دوست ہیں"۔۔۔اس نے گویا احسان کیا ہو۔

"اچھا و۔وہ وہ صائم"اس نے پھر سے پکارا۔

جب کہ اس کے فوراً عمل کرنے پر صائم زیر لب مسکراتے پھر سے پلٹا۔۔

وہ آپ نے کہا تھا کہ مجھے چاکلیٹ بھی دیں گے ؟"اس نے آہستہ سے ہچکچا کر کیا۔آخر" اپنا بھرم بھی تو رکھنا تھا۔

ہاں ہاں مل جائے گی چاکلیٹ پگلی۔"اس نے اس کے سر پہ چپیت لگائی۔"

اوکے اب آپ جائیں میں آپ کے لیے کڑک سی کافی بنا کر لاتی۔۔۔آخر اتنا تو کر ہی" سکتی ہوں آپ کے لیے۔"وانی نے بھی کھلکھلاتے رعب سے کہا۔۔جس کے بعد دونوں ہنس پڑے۔

سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ڈنر کر رہے تھے۔یزدان کے چہرے پہ ہنوز سنجیدگی تھی۔سب گھر والے بھی اس کا حد سے تنا چہرہ محسوس کر چکے تھے۔لیکن کسی نے کوئی بات نہ کی۔۔داریہ بھی خاموش بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔

بہو آج اصفہان میاں کہاں ہیں۔۔ابھی تک کھانے کی ٹیبل پر آئے نہیں۔"اچانک" خاموشی میں آغا جان کی آواز گونجی تو سب کے ساتھ ساتھ یزدان بھی متوجہ ہوا۔۔اور عائشہ بیگم کے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔

آغا جان میں بھی نہیں جانتی کافی لیٹ ہو گیا۔۔اتنی لیٹ وہ گھر سے باہر رہتا تو نہیں۔۔نا"
جانے اب کیا ہوا۔"عائشہ بیگم نے پریشان لہجے میں کہا۔۔
""""صائم بیٹا ذرا کال ملاؤ اس کو۔۔پوچھا تو کہاں ہے۔""
جی آغا جان۔"اس نے سر ہلاتے موبائل نکال کر اصفہان کو ملائی لیکن پک نہ کی گئی۔"
سب نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے بھی میں سر ہلایا۔۔
ایک گھنٹہ گزر گیا لیکن ابھی تک اصفہان واپس نہ لوٹا تھا۔۔اب تو سب کو پریشانی لاحق ہو چکی تھی۔عائشہ بیگم کا بھی دل ڈوبا بار ہا تھا۔داریہ انہیں سنبھالے ہوئے تھی جب کہ ماہ وش اور وانیہ بھی خاموش کھڑی تھیں۔ان کے چہرے پر بھی پریشانی تھی۔
اب اس کا موبائل بھی بند جا رہا تھا۔یزدان اور صائم ابھی اس کا پتہ کرنے نکلنے ہی والے تھے جب سامنے سے اصفہان سیٹی کی دھن بجاتا ہوا آ رہا تھا۔لیکن سامنے سب گھر والوں کو دیکھ کر رک گیا۔
ارے واہ آج تو سب اکٹھے اتنی رات تک۔کوئی خاص بات ہے کیا۔؟اس نے اپنی"
حیرت پر قابو پاتے شریر لہجے میں پوچھا۔لیکن سب کے سنجیدہ چہرے اور خاموشی پا کر اسے کچھ گڑبڑ لگی۔

کیا ہوا کچھ۔۔۔"ابھی وہ کچھ کہتا کہ "

"چٹاخ"

تھپڑ کی آواز پورے گھر میں گونجی

۔ہر طرف جیسے سناٹا چھا گیا ہو۔ہر کوئی اپنی جگہ پر ساکن کھڑا رہ گیا۔

اصفہان منہ پر ہاتھ رکھے اپنے بھائی کو دیکھ رہا تھا جس نے آج پہلی بار اس پہ ہاتھ اٹھایا تھا۔

کہاں گئے تھے تم۔۔۔"ایسے کونسے سے ضروری کام ہیں جو تمہیں گھر آنے کا ہوش"

نہیں ہے۔بتاؤ مجھے "یزدان کی بھاری رعب دار آواز گونجی تو سب ہوش میں آئے اور اس کی طرف لپکے جو اصفہان کا گریبان پکڑے سرخ آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔۔اصفہان خاموش نظریں جھکائے ابھی تک اس بات کا یقین کر رہا تھا کہ اس کے بھائی نے بغیر وجہ جانے اس پر ہاتھ اٹھایا۔

یزدان پلیز آرام سے۔۔ریلیکس ہو جائیں"

داریہ نے آگے بڑھ کر اسے ٹھنڈا کرنا چاہا۔لیکن یزدان نے اس سے بازو چھڑوالیا۔

بتاؤ مجھے کہاں تھے رات کے اس وقت تک۔۔۔وہ پھر سے دھاڑا تو اصفہان اچھل پڑا۔"

وہ دوستوں کے ساتھ لیٹ ہو گیا۔۔۔"اس نے نظریں جھکا کر بتایا۔ "

فون کہاں تھا تمہارا۔۔۔"وہ سرد لہجے میں بولا۔"

فون کی بیٹری ڈیڈ ہو گئی تھی۔۔۔"وہ پھر سے بولا۔"

یزدان بس کر دیں۔۔دیر سویر ہو جاتی ہے۔گھر تو آ گیا ہے ناں۔۔۔جاؤ اصفہان تم اپنے کمرے میں۔۔۔"داریہ کا تو اس کا جھکا سر اور سرخ گال ہی نہیں برداشت ہو رہا تھا۔

لیکن یزدان نے اس کا بازو بھی جھٹک دیا۔اور اپنے سرخ انگارہ آنکھیں اس پر گاڑھیں۔

چپ ایک دم چپ۔۔ایک لفظ نہیں بولیں گی آپ۔۔یہ سب آپ کے جا بجا لاڈ پیار کا" نتیجہ ہے کہ یہ اس حد تک بگڑ گیا۔۔۔ہر وقت بے جا کی حمایت مت کیا کریں اس کی۔مجھے پتہ ہے کہ کیسے سدھارنا ہے اسے۔آپ دور رہیں اس معاملے سے۔"شدید غصیلے لہجے میں وہ اس پر دھاڑا تھا۔وہ خوف سے ایک قدم پیچھے ہٹی۔۔۔کہ لڑکھڑا گئی۔

بھابھی"اصفہان نے پریشانی سے انہیں پکارا۔"

اور تم آج کے بعد اگر اس ٹائم گھر آئے۔۔۔تو تمہارا گھر سے آنا جانا بند کر دوں گا۔۔جاؤ" اب اپنے کمرے میں۔نا جانے کس بات کا غصہ تھا جو اس بیچارے پر نکال رہا تھا کہ داریہ کی نم آنکھیں بھی نظر انداز کر گیا۔

داریہ نے اصفہان کی طرف دیکھا سر ہاں میں ہلاتے بمشکل مسکرائی اور اپنے آنکھوں کی نمی کو چھپانے اس کو اشارہ سے کمرے میں جانے کا کہا۔۔اپنے حلق میں اٹکتے آنسوؤں پر بڑی مشکل سے ضبط کئے ہوئے تھی۔۔

اصفہان خاموشی سے کمرے کی جانب چلا گیا جبکہ باقی سب بھی آہستہ آہستہ نکلتے چلے گئے۔داریہ تو کب کی کمرے میں جا چکی تھی۔

" بیٹا مانا کہ تم ٹھیک تھے لیکن داریہ نے ہمیشہ اپنے بچوں کی طرح پالا ہے اسے۔اس کی جائز ناجائز حرکت پہ ڈانٹا بھی ہے اسے۔۔اتنی تمہیں اصفی کے بارے معلومات نہیں ہوں گی جتنی اسے پتہ ہیں۔اصفی کا غصہ اس پہ نکال کر اچھا نہیں کیا آپ نے۔۔

عائشہ بیگم نے اس کو سمجھایا جو مڑنے لگا تھا۔ ایک ملامتی نظر یزدان کے ضبط کیے تکلیف دہ چہرے پہ ڈال کر چلی گئی۔

پیچھے یزدان بت بنا کھڑا رہ گیا۔

کیا نہیں تھا کی آنکھوں میں پچھتاوا۔دکھ،ملال۔۔حالات کی بے رحمی کا جبر۔۔۔

" ناں میرا بچہ اداس نہیں ہو۔۔وہ غصہ میں تھا اسے لیے ایسا کہا۔۔ورنہ وہ کتنا پیار کرتا ہے تجھ سے۔۔" وہ اس وقت اس کے کمرے میں تھیں جہاں داریہ بیڈ پہ گم سم بیٹھی تھی۔تو وہ

بھی خود پر ضبط کرتی مسکرا دی۔اور ان کا ہاتھ پکڑے تسلی دی اور سونے کے لیے لیٹ گئی ۔عائشہ بیگم بھی اداس نظر اس پہ ڈالتیں اس پر کمفرٹر اوڑھتی لائیٹ بند کرتی باہر چلی گئیں۔

ان کے جانے کے بعد کب سے رکے آنسو لڑیوں کی صورت میں گالیوں پہ بہہ نکلے۔۔یزدان کی بے رخی کے بعد اس کا یہ رویہ اس کی بے اعتنائی اسے تڑپا کے رکھ گئی۔آنسو تھے کہ خشک ہونے کا نام تک نہیں لے رہے تھے۔آخر کافی سارا رونے کے بعد اپنے اندر ہمت اور حوصلہ جمع کیے وہ اٹھی اور وضو کر کے واپس آئی۔۔اب اسے سکون اللہ کی بارگاہ میں ہی مل سکتا ہے۔۔اسے صبر کرنا تھا۔وہ کر رہی تھی۔اور اللہ تو اپنے بندوں کی تکلیف میں بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑتا۔جب وہ تمہیں سجدہ کرنے کا موقع دے رہا ہے تو ممکن کے کہ ان سجدوں سے ہی وہ تمہیں تمہاری محبت سے ملوا دے۔جب وہ تمہارے ٹوٹ جانے پر بھی تمہیں سنبھال لیتا ہے تو ممکن ہے کہ وہ تمہاری آزمائش کو تمہارے لیے آسان بنا دے۔جب وہ تمہاری چاہ کو تمہارے دل سے نہیں نکال رہا تو ممکن ہے کہ وہ تمہاری چاہ کو ہی تمہاری نصیب بنا دے۔وہ بھی اپنا معاملہ خدا پہ چھوڑتی جائے نماز بچھائے نماز ادا کرنے لگی۔دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ایک بار پھر اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی آس ٹوٹتی آ رہی تھی۔

اب تو اسے لگتا کہ اس کا انتظار انتظار ہی رہنے والا تھا۔۔۔ایک لاحاصل انتظار۔۔وہ نازک سے جسم میں تھکاوٹ اتر آئی ہو۔۔درد کی ٹیسیں دباتی سسکیاں بھرتی وہ سمجھ نہ سکی اب کونسا کڑا امتحان اسکا منتظر ہے۔

رات بھر وہ سسکتی رہی۔محبت ہونے کا غم مناتے رہی۔یزدان رات بھر کمرے میں نہیں آیا۔صبح چھ بجے کے وقت وہ کمرے میں داخل ہوا۔کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔داریہ کروٹ کے بل لیٹی ہوئی تھی اس کو دیکھ کر اندازا لگانا مشکل تھا کی وہ سوئی ہے یا جاگی ہوئی۔وہ آہستگی سے چلتا نماز کے لیے وضو کرنے واش روم گھس گیا۔ واپس باہر آکر جائے نماز بچھا کر نماز پڑھی اور دعا مانگ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

بیڈ کے نزدیک آتے ہوئے وہ اپنی جانب جانے سے پہلے اس کی جانب آیا۔سائیڈ لیمپ کی روشنی میں بھی اس کا چہرہ واضح نہ تھا کیونکہ گھنے بالوں نے چہرہ پہ پہرا ڈلا رکھا تھا۔

آہستگی سے جھکتے وہ انگلیوں سے حق سے اس کے چہرے سے بالوں کو ہٹا گیا تو چہرہ واضح ہوا۔

سرخ رنگت،آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان،سرخ لب اس کے بہت دیر تک رونے کی گواہی دے رہے تھے۔یزان نے اسے دیکھ کر سو بار خود کو ملامت کی۔دل تو رات بھر سے

ملامت کر رہا تھا جس کی وجہ سے کمرے میں نہیں آ سکا تھا۔ڈاکٹر نے اسے زہنی دباؤ سے دور رکھنے کو کہا تھا کہ وہ اتنی ہی تکلیف دے رہا تھا اسے۔انگلیوں کے پوروں سے وہ اس کے چہرے پہ آنسوؤں کے نشان مٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔معافی مانگنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔وہ انا پرست تو تھا ہی ظالم بھی بن گیا۔اپنے ہی خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ اس کی ہلکی سی کراہ سنائی دی اور نیند میں اس نے کروٹ بدلی تھی۔وہ سیدھا ہوا تھا۔پھر آ کر اپنی جگہ پہ لیٹ گیا۔دونوں بازو سر کے نیچے رکھے وہ چت لیٹا تھا پھر اس کی جانب دیکھا جو اس کی جانب کروٹ لیے سوئی تھی۔اس ٹائم تک وہ نماز کے لیے اٹھ جاتی تھی لیکن آج ایسا کچھ نہیں تھا۔

یزدان نے بھی جگانا مناسب نہیں سمجھا۔پہلے ہمیشہ دونوں ساتھ ہی نماز کے وقت اٹھتے تھے۔

سینے میں گھٹن کا احساس ہوا تو خود بھی کروٹ بدلی۔اس کا تکیے پہ رکھا ہاتھ آہستہ سے اپنے سیدھے ہاتھ میں لیا۔اور انگوٹھے سے اس کی ہتھیلی کی پشت کو سہلایا تھا۔وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ کیا کر رہا ہے۔چند پل اس کے سکون بھرے چہرے کے دیکھنے کے بعد وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اپنے سینے پہ رکھ دیا جہاں سے دل اپنے مقام سے ہٹ چکا تھا جس کا علم اسے خود بھی نہ تھا۔ہاں اب شاید نیند آ جاتی اس شہزادے کو۔

*

صبح کے وقت معمول کے مطابق ناشتے کے ٹیبل پہ گہما گہمی تھی۔ہر کوئی مصروف اپنے اپنے کاموں کو نکلنے کے لیے تیار تھا سب ہی ناشتے کی ٹیبل پہ جمع تھے۔اصفہان بھی خوشبوؤں میں رچا بسا سا ٹیبل پہ آیا اور سب کو مشترکہ سلام کر کے بیٹھ گیا۔چہرے پہ رات والی کسی بات کا شبہ تک نہ تھا۔یہی تو ہنر تھا شہزادے کا کہ باتوں کو چھپانے کو فن آتا تھا اسے داریہ اور یزدان بھی خاموشی سے بیٹھے ایک دوسرے کو نظر انداز کرنے کی اداکاری کر رہے تھے لیکن دونوں جانتے تھے کی ایسا ممکن نہیں

!داریہ یزدان سے غافل ہو جائے ناممکن

!یزدان داریہ کو بھلا دے ہو ہی نہیں سکتا

مما میرے فیورٹ آلو والا پراٹھا کہاں ہیں۔وہ لے کر آئیں ناں۔بھابھی آپ نے بنایا"

نہیں"اصفہان نے کرسی کھینچ کر بیٹھتے جب اپنا پسندیدہ ناشتہ نہ پایا تو عائشہ بیگم سے پوچھنے لگا اور پھر داریہ کو دیکھا۔

نہیں۔"داریہ نے ناشتے سے نظریں اٹھائے بغیر دھیمی آواز میں کہا۔"

لیکن کیوں بھابھی۔۔آپ جانتی ہیں میں آج کے دن ناشتے میں صرف آپ کے ہاتھ کے بنے پراٹھے کھاتا ہوں" وہ صدمے کی کیفیت میں بولا۔باقی سب بھی کھانے سے ہاتھ روک کر ان کو دیکھنے لگے۔داریہ خاموش بیٹھی رہی۔یزدان بھی کھانے سے ہاتھ کھینچ کر داریہ کو دیکھنے لگا۔

اچھا چلیں اٹھیں۔۔جلدی سے ایک پراٹھا بنا دیں۔۔بہت بھوک لگی ہے۔" وہ اپنی" کرسی سے اٹھ کر اس کی جانب آیا۔اور اسے اٹھانے لگا۔

میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی آج۔اور ویسے بھی اصفہان جو باقی اب کھاتے ہیں وہی کھا لیا کرو۔مجھ سے الگ میں کچھ نہیں ہوتا۔ویسے بھی بہت بگاڑ دیا ہے میں نے تمہیں۔تمہاری فرمائشیں پوری کرنی کی میری طبیعت مجھے اجازت نہیں دیتی۔جو بنا ہے وہی کھالو" وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑا کر سرد مہری سے بولی تو اصفہان بے یقینی سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔پھر سب کی جانب دیکھا۔کل یزدان اور آج داریہ کا رویہ۔۔باقی اب بھی حیرت و بے یقینی اور الجھن میں گھرے سے داریہ کو دیکھ کر رہے تھے جو پھر سے ناشتے پہ جھک گئی تھی۔

اصفہان بیٹھو! میں بنا دیتی ہوں تمہیں پراٹھا۔۔" عائشہ بیگم نے اس کے تاثرات دیکھتے" اٹھتے اس کی طرف آتے پیار سے کہا۔

نہیں مجھے بھوک نہیں ہے، میں جا رہا ہوں! وہ غصہ میں بامشکل ضبط کرتا لمبے لمبے قدم" اٹھاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جانے کے بعد ڈائینگ میں خاموشی چھا گئی جس کے بعد داریہ بھی خاموشی سے اپنی کرسی سے اٹھ کو چلی گئی۔کوئی کسی سے کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔یزدان نے ایک نظر جاتی داریہ کو دیکھا اور پھر خود بھی زور سے کرسی گھسیٹ کر کمرے میں چلا گیا۔

خیریت ہے بہو۔۔۔ہو کیا گیا ہے سب کو۔"آغا جان نے عائشہ بیگم سے پوچھا جو خود " بھی اداس نظر آ رہی تھیں۔

پتہ نہیں آغا جان۔۔ٹھیک ہو جائے گا سب۔۔سب لوگ ناشتہ کریں"وہ بس یہی کہہ " سکیں۔سب بھی خاموشی سے ناشتہ کرنے لگے۔

وہ اس کے پیچھے ہی کمرے میں چلا آیا۔داریہ جو ابھی کمرے میں آئی تھی۔بامشکل اس نے اپنے آنسوؤں پہ بندھ باندھا ہوا تھا۔یزدان نے اپنے پیچھے آتے دیکھ مڑ کر واپس جانے لگی لیکن اس سے پہلے کہ وہ سائیڈ سے ہو کر نکلتی یزدان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔اور روبرو لایا۔

داریہ"!یزدان نے پکارا تو وہ رک گئی۔اور نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔اس کی آنکھوں " میں چھلکتی نمی کو محسوس کیے اس نے دل کو ڈوبتا محسوس کیا۔

کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ کیوں ایسے بیہیو کر رہی ہیں۔ ہوا کیا ہے آپ کو۔۔" یزدان نے "
بالآخر خود کو تیار کر لیا۔

کچھ بھی نہیں" وہ رخ پھیر گئی۔"

آج نہیں جانے دیں گے ہم آپ کو۔۔۔ بتائیں مجھے کیا بات ہے۔" وہ مزید اس کے "
قریب آتے ہوئے بولا تو شکوہ بھری نگاہ اس پہ ڈال گئی۔

کچھ بھی نہیں ہوا ہمیں۔۔ کتنی دفعہ تو بتا چکے ہیں۔" وہ سرد مہری سے بولی۔"

تو پھر وہ ناشتے کی میز پہ کیا تھا۔ اصفہان کے ساتھ کیسے بات کی آپ نے۔" وہ اس کا"
دوسرا ہاتھ بھی جکڑ کر روبرو لایا جو جانے کر پر تول رہی تھی۔

کیا کیا ہے۔ کچھ بھی تو نہیں۔ آپ بھول گئے کیا۔۔ آپ نے ہی تو کہا تو کہ میں نے بگاڑا"
ہے اسے۔۔ تو بس اپنی وہی غلطی سدھارنے کی کوشش کر رہی ہوں" وہ گلے میں اٹکتے
آنسوؤں کے بیچ بولی۔ یزدان لب بھینچ گیا۔

داریہ۔ ایسی بات نہیں ہے میں نے صرف غصہ میں کہہ دیا تھا۔ میں جانتا ہوں آپ کتنا"
پیار کرتی ہیں اس سے۔۔۔ مجھے نہیں کہنا چاہیے تھا ایسا۔۔ ایم سوری۔۔" وہ بے بسی کے سنگ
کہتا اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر بولا لیکن وہ جھٹک گئی۔۔

نہیں آپ سوری کیوں کر رہے ہیں۔آپ بالکل صحیح ہیں۔جب آپ کے دل میں آپ" کی ذات پہ میرا کوئی حق نہیں تو اصفہان پہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔اب سے نہیں جتاؤں گی۔" وہ بے رحم بنی ہوئی تھی اور یزدان خود کو ہارا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔

داریہ میری بات۔۔۔" ابھی وہ مزید بات کرتا کہ اس کا فون بج اٹھا۔وہ رک گیا اور فون" نکال کر کان سے لگایا۔اگلے شخص کی بات سنتے اس نے داریہ کا ہاتھ چھوڑ دیا جو کب سے مضبوطی سے جکڑ رکھا تھا۔اور سائیڈ پہ چلا گیا داریہ ہاتھ چھوٹتے ہی تیر کی تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔

---

www.novelsclubb.com

کیا تو سچ میں اس کے ساتھ سیریس ہے حیدر؟" یہ ایک کلب کا منظر تھا جہاں نوجوان لڑکے نشے میں دھت میوزک کی آواز پر ڈانس کر رہے تھے اور کچھ جوا کھیل رہے تھے۔ایک ٹیبل پر حیدر اور اس کے کچھ نشے میں دھت دوست بیٹھے تھے اور باتوں کا مرکز ماہ وش ہی تھی۔جب اس کے ایک دوست نے اس سے پوچھا۔

ارے نہیں یار۔۔۔اس میں وہ بات کہاں۔۔اس کے ساتھ تو صرف ایک مقصد کے تحت ہوں"اس نے آنکھ دباتے مکروہ ہنسی ہنستے کہا۔

"لیکن وہ جو شادی کا کہہ رہی تھی تجھ سے اس کا کیا کرے گا۔"

نہیں یار یہ شادی وادی میرے بس کی بات نہیں۔مجھے تو بس اس کی اکڑ اور جو شرافت اور پاکیزگی کا لبادہ اوڑھ کے رکھتی ہے وہ اتارنا ہے۔"اس نے خیالوں میں اس کو تصور کرتے زہر خندہ لہجے میں کہا۔وہ کہیں سے بھی وہ سلجھا ہوا انسان نہیں لگ رہا تھا جو یونیورسٹی میں ماہ وش نے پسند کیا تھا۔

ویسے یار کافی امیر بھی ہے سنا ہے۔۔ہمیں بھی ملوا اس سے۔۔کچھ ہمارا بھی بھلا ہو جائے"۔ایک اور دوست نے نشے میں دھت ذو معنی سا کہا۔

ملتی ہی تو نہیں اب۔۔کافی پر نکل آئے ہیں لگتا ہے پر کاٹنے پڑیں گے۔ہر بات پر بس "شادی شادی۔۔ماں باپ کو لاؤ۔۔بھئی کہاں سے لاؤں ماں باپ۔دماغ کا دہی کر رکھا ہے۔ اچھا تو ایسا کر کل اس کو ملنے کے لیے بلا کیسے بھی کر کے۔"اس کے دوست نے معنی خیز نظروں سے سب کو دیکھتے کہا تو باقی سب بھی اسے اکسانے لگے۔اور اس کا موبائل اٹھا کر اس کے ہاتھ میں پکڑایا۔

وہ ابھی سونے کے لیے لیٹنے ہی لگی تھی جب اس کے موبائل پہ حیدر کی کال آگئی۔اتنی رات کو اس کی کال کا آنا اسے پریشانی میں مبتلا کر گیا۔جلدی سے دروازہ بند کر کے آتی اس نے ڈرتے کال پک کی۔

ماہ وش کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔اب بس اور نہیں کل تم مجھ سے مل رہی ہو۔"کال" اٹھاتے ہی وہ سخت لہجے میں شروع ہو گیا۔جب کہ اس کی بات سن کر اسے سانپ سونگھ گیا۔

" حیدر میری بات تو سنیں"

نہیں ماہ وش اب اور نہیں کل یونی کے بعد مجھ سے پاس والے ریسٹورنٹ میں ملو گی مجھے" ۔۔دیٹس اٹ۔"اس نے حتمی لہجے میں کہا۔

حید۔۔۔رر۔۔۔۔۔"اس نے پکارنے کی ناکام کوشش کی لیکن آواز حلق میں دب" گئی۔

خدا حافظ۔۔۔اس نے کہتے کال کے کر دی۔جب کی ماہ وش کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔کیسے مل سکتی تھی وہ اس سے اکیلے میں۔۔کیا کرے۔وہ تو کبھی گھر سے باہر اکیلی نہیں نکلی تھی اور اکیلے اس کے ساتھ ریسٹورنٹ۔لیکن حیدر کی ناراضگی بھی افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔وہ پاگل تو اس کی محبت کو سچ سمجھتی خود بھی پاگل تھی۔فورا سے اپنے آنسو پونچھتے کوئی نہ کوئی طریقہ

سوچنے لگی کہ اس سے مل سکے۔نہ جانے یہ محبت اس کو کہاں لے کر جانے والی تھی۔اس کا فیصلہ وقت نے کرنا تھا۔

ایک رات پھر سے داریہ پہ عذاب کی مانند اتری تھی۔یزدان کمرے میں نہیں تھا تو وہ آج پھر سے محبت کا غم منا رہی تھی۔وہ جس کے نام کا ورد اس کا دل و دماغ اتنی مدت سے کر رہا ہے وہی اس کے غم کا سبب ہے۔

"کیوں نہیں سمجھتے میرا درد۔۔کیا جان کے بھی انجانے ہیں۔نہیں چاہتی کہ آپ سے آپ کی محبت کی بھیک مانگو۔۔نہیں چاہتی۔۔لیکن ایسا کیوں لگتا ہے کہ آپ اپنے ہیں۔اور کبھی اتنے فاصلوں پر۔ایسا نہیں ہو سکتا کیا کہ بن بولے سن لیں مجھے۔میں ان آنکھوں میں ابھی اور خواب سجانا چاہتی ہوں۔بہت محبت کرتی ہوں آپ سے یزدان۔مجھے انتظار ہے اس دن کا کہ جس دن آپ اپنی محبت مجھے سونپیں گے۔آپ کو چھوڑنا میرے بس میں نہیں ہے۔میں ہمیشہ آپ کے نام کے ساتھ جڑ کے رہنا چاہتی ہوں چاہے آپ پوری عمر مجھ تک نہ آئیں۔۔میری تکلیف کو کم کر دے میرے مولا۔۔۔"موٹے موٹے آنسو آنکھوں میں لیے وہ بمشکل حلق سے گھسیٹ کر نکالی رندھی آواز میں بولی جیسے یزدان کے بنا اس کی زندگی بے رنگ اور بے کار ہو۔

اسے یزدان سے جو محبت تھی وہ عقیدت جیسی لافانی چاہت تھی۔۔

بھاری وجود اور سر کا درد کچھ کم ہوا تو وہ اٹھی اور ٹیرس کا دروازہ کھول دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ نظریں آسمان پر جمائیں۔۔آج آسمان ہر تارے بھی کہیں کہیں تھے اور ان دو کی طرح جاگتا چاند بھی۔

جس کے ایک گوشے میں وہ اپنا غم منانے آئی تھی۔آسمان کی طرف دیکھ کر وہ بس صبر مانگ رہی تھی۔ نظریں آسمان پر اڈتے بادلوں پر تھیں اور اسکا وجود بھی دہک دہک کر تھک گیا تھا۔۔ٹھنڈی یخ بستہ ہوا میں وہ بغیر کسی شال کے اپنی محبت کا غم منا رہی تھی۔کیا داریہ کے ٹوٹے دل کی تپش کی خبر یزدان کو ہو سکے گی۔یا وہ یونہی اس کی محبت سے محروم آپ نے سانسیں ہار جائے گی۔۔یہ ابھی بتانا فالحال ناممکن سا تھا۔

محبت جو اپنے ہونے کا وجود رکھتی ہے۔اور چھپائے نہیں چھپتی۔یہی حال یزدان سکندر کا بھی تھا۔۔۔دیکھتے ہیں کی اس کا محبت سے فرار کب تک ممکن ہو پاتا تھا۔کیا محبت اپنے ہونے کی گواہی دینے والی تھی۔یہ سب تو محبت ہی بتا سکتی تھی۔

تو یہاں ہے ازلان اتنی رات کو!!!اور وہاں عین اور ژالے کتنا پریشان ہیں۔۔تجھے اندازہ بھی ہے۔نہ تو کال اٹھا رہا ہے۔۔اتنی رات کو قبرستان میں "اسے عین کی کال آئی تھی کی ازلان ابھی تک گھر واپس نہیں آیا تو یزدان اسے بے فکر رہنے کا بول کر خود ازلان کو ڈھونڈنے نکلا اور وہ جانتا تھا کہ اس وقت اس کا دوست کس حال میں کہاں ہو گا۔قبرستان آیا تو وہ داخلی پٹی پر ہی اسے ایک قبر کے نزدیک لالٹین کی روشنی میں وہ بیٹھا دکھائی دیا جس پر وہ فکر مندی سے اس تک پہنچا اور اس کا سخت سنجیدہ اور اذیت بھرا چہرا دیکھ کر اس کے ساتھ آ بیٹھا۔

ہاں بس ویسے ہی"۔۔۔ازلان کی آواز بھاری تھی اور یزدان تو اس کے ہر بجھے انداز کو" بخوبی جانتا تھا۔تبھی لب بھینچ کر چہرہ موڑے ازلان کے شفاف مگر الجھے چہرے پر دکھ کی لمبی داستان کو کھوجنے لگا۔

تمہیں مجھ سے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں ہے ازلان۔میں جانتا ہوں یہ جگہ تجھے بنا" اداسی کے اس وقت کبھی نہیں کھینچتی۔دل دکھنے سے چہرے کی رنگت خود بخود بدل جاتی ہے۔بتا مجھے کیا ہوا ہے۔؟وہ جواب تک ازیت سے اپنا ہر دکھ برداشت کر رہا تھا یزدان کی طرف سے ایسی مضبوط اور ملائم ڈھارس بھی اسے مضبوط نہ کر پائی۔وہ تو مسکرا بھی نہ سکا۔

کل منہا کی برسی ہے اسے لیے یہاں اس سے ملاقات کرنے آگیا۔"دل کی اداسی لہجے سے عیاں ہو رہی تھی۔یزدان چپ رہ گیا تھا۔وہ تو جانتا تھا عشق کی تڑپ۔کچھ دیر دونوں کے بیچ خاموشی حائل رہی اور رات کی خنک ذدہ ہواپتوں سے اٹکیلیاں کرتی بھوں بھوں کی آوازیں پیدا کر رہی تھی۔

"مجھے منہا کی کمی محسوس ہوتی ہے یزدان!!مجھے اس کی یاد تڑپاتی ہے۔۔اس کی چند دن کی رفاقت مجھے اس دنیا کی ہر کھوکھلی چیز سے افضل لگتی ہے۔میں کیا کروں۔بتا مجھے یزدان۔وہ کیوں چلی گئی ہے۔وہ تو معصوم تھی ناں۔تو پھر کیوں اس پہ رحم نہ کیا گیا۔کیوں اسے سزا دی گئی ۔کیوں ان درندوں کو اس پہ رحم نہ آیا۔کیوں اس پہ ظلم کی حد کر دی گئی۔مجھے نہیں بھولتی اس کی وہ حالت نہیں بھولتی جس حال میں اس نے میری انہی بانہوں میں دم توڑا تھا۔مجھے اس کی فلک شگاف چیخیں نہیں بھولتی اس کا کرلانا،بلکنا مجھے سونے نہیں دیتا۔مجھ سے میرے ماں باپ چھین لیے گئے۔میری منہا چھین لی گئی۔یہ زمین کیوں نہ کانپی۔کیوں یزدان کیوں۔میں مر رہا ہوں۔۔میں مر رہا ہوں۔مار دے مجھے بھی یار۔۔۔نہیں سہا جاتا اب۔۔"خاموشی توڑتی ازلان کی یہ آواز یزدان کی سماعت سے اتر کر اس کے وجود میں سنسنی اتار گئی تھی۔اس کی بات اس کا دل جکڑ گئی تھی۔کہاں برداشت تھی اپنے جگر کی ایسی تڑپ۔۔۔

تبھی اس کا مضبوط شانہ تھپتھپائے ساتھ لگا کر اسے تسلی دی۔چند آنسو ازلان کی آنکھوں سے گالوں پہ بہے۔بہت بڑا خسارہ تھا کوئی عام تکلیف تو نہ تھی۔کہ رو دھو کر اندر کا ساری غبار نکال لیا جاتا۔جس کرب سے وہ گزر رہا تھا اس کا گواہ یزدان بھی تھا۔

یہ دنیا اس لائق نہیں ہے جگر۔حوصلہ کر میرے یار۔۔صبر کرو۔۔تمہیں سنبھالنا ہے "

خود کو ژالے کے لیے۔عین کے لیے۔۔۔"خود یزدنا کی آنکھیں بھی اس کی تکلیف اور ضیاع پر سرخ تھیں۔دلخراش سی نگاہیں اس پہ ڈالتا وہ اسے سینے میں بھینچ گیا۔۔ضبط کی ہر طناب ٹوٹ گئی تھی جیسے۔ملال اور یہ نقصان کسی صورت کم ہونے والا نہی تھا۔مگر دونوں جانتے تھے کہ اللہ صابرین کا مددگار ہوا کرتا ہے۔

وہ ٹوٹ گیا تھا۔۔بکھر گیا تھا۔۔اور ازلان نے صبر کا دامن بہت مضبوطی سے تھام لیا تھا ۔اگر وہ بھی کمزور پڑ جاتا تو ممکن تھا کہ اس کی بیٹی اور بہن بھی مٹ جاتے۔

خود سے جڑے ان دو کے لیے وہ اپنے سارے آنسو اپنے اندر اتار بیٹھا تھا۔اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ اگر وہ دل کی دنیا میں سمندر بنا گئے تو کیا ہو گا.

وجود کانپ اٹھا مگر اس دو جہاں کے مالک نے دل کو سہلائے اپنے ہر پل ساتھ ہونے کی تسلی دیے۔سکون پہنچایا۔

وہ بہت پیاری تھی یزدان۔۔اس کی شرارتیں،اس کی باتیں۔۔۔میں ڈرتا تھا کہ کہیں" میری نظر ہی نہ لگ جائے اسے۔لیکن اب ژالے کو دیکھتا ہوں تو اسی کا عکس نظر آتا ہے۔اس کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ وہ تو کسی اور ہی دنیا کی مسافر تھی۔۔کیوں بچھڑ جاتے ہیں اپنے اتنی جلدی ۔کیوں اتنی جلدی وہ خاک میں جا سمائی۔۔لیکن اب مجھے انصاف چاہیے۔میں چاہتا ہوں اس کی روح کو سکون ملے۔اس نے اپنے آخری وقت میں مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ ان درندوں کو اپنے منطقی انجام تک پہنچاوں۔۔بتا مجھے کچھ پتا چلا اس پاشا اور اس کے بیٹے کا۔۔خدا کی قسم ان کو عبرت کا نشانہ نہ بنا دیا تو میرا نام بھی ازلان آفندی نہیں۔اس کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔اسے حساب دینا ہو گا۔ان تین قبروں کا حساب۔۔خدا غارت کرے گا اسے۔سکھ حرام ہے مجھ پر جب تک اس کی بربادی نہ دیکھ لوں گا۔" وہ اپنی ضبط سے سرخ آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈالے سراپا سوال اس کے روبرو آیا۔اس وقت وہ کہیں سے بھی مزاج کا ٹھہرا ازلان نہیں لگ رہا تھا۔رگوں میں ابلتا لہو تکلیف کی آنچ سے کھول رہا تھا۔

ہمم۔۔تو فکر نہ کر۔اس پاشا سے کافی حساب ہیں جو چکانے ہیں اس نے۔۔خدا ہمارے" ساتھ ہے۔۔کب تک بھاگے گا۔۔کبھی نہ کبھی اس کی لگام ہمارے ہاتھوں میں ہو گی۔ایسا حال ہو گا اس کا کہ اس کی آنے والی اگلی ساری نسلیں یاد رکھیں گی کہ جب کسی بے گناہ پر ظلم کیا جاتا تو

خدا اس پر اپنی پکڑ مضبوط کر دیتا ہے اور وہ چاہ کر بھی اس شکنجے سے نہیں نکل سکتا۔۔بس کچھ وقت اور۔۔بہت قریب ہے وہ اپنی بربادی کے۔۔"

شعلہ برساتی آنکھوں سے وہاں موجود قبروں کو دیکھتے اس نے جس بے حسی سے کہا ایک پل کے لیے ازلان بھی خاموش رہ گیا۔اور وہ جانتا تھا کہ وہ جو کہتا ہے وہ کر کے دکھاتا ہے۔

آسمان پہ نظریں جمائے وہ خاموش اپنے آج کے رویے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔ابھی وہ ازلان کو گھر چھوڑ کر گھر آیا تھا لیکن کمرے میں جانے کی ہمت نہیں کر سکا تھا۔جب وہ اسے کوئی خوشی نہیں دے سکتا تو تکلیف کی وجہ کیوں بن رہا ہے۔۔۔دل بار بار ملامت کر رہا تھا لیکن اس کا سامنے کرنے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

"وہ سمجھتی ہیں کہ میں اس کا نہیں۔۔۔اور میں جانتا ہوں کہ میں اس کے سوا کسی کا بھی نہیں۔وہ مجھے کسی اور کا سمجھتی ہیں کیا؟؟یہی بے چینی مجھے لگی ہے۔لیکن میں نہیں چاہتا کہ میرے جذبات اس پر کھلیں۔ایسا لگتا ہے مجھ سے میری رہی سہی زندگی چھن گئی ہے۔میں کیا

کروں میرے مولا"۔وہ شہزادہ محبت سے نجات کی کوشش میں تھا۔انہی سوچوں میں گم تھا کہ کسی کے قدموں کی آواز پہ مڑا تو دیکھا جہاں صائم سینے پہ بازو باندھے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

یزدان کیا کرنا چاہتے ہو تم۔۔یوں اسے سب کے سامنے ڈانٹنا تجھے زیب دیتا ہے کیا

۔۔۔کچھ تو خیال کرو وہ بیوی ہے تیری۔اور تمہارے ہونے والے بچے کی ماں۔۔اس طرح کا سلوک کرے گا اس کے ساتھ۔۔بول کیا تکلیف ہے تجھ مجھے تمہارے اس بے حس رویے سے بہت دکھ ہوا ہے۔۔اور یوں اب خود کو بھی تکلیف سے رہے ہو۔وہ جو پہلے ہی کشمکش میں تھا عین اس کے سامنے آرکا اور عین مقابل ڈٹ گیا۔

میری تکلیف بھی وہ ہے میں انہیں دیکھتا ہوں تو میرا سینہ جلتا ہے۔۔نہیں سمجھ آرہا کی کیا" ہوا ہے۔بس اس کی تکلیف کو اپنے دل میں محسوس کر رہا ہوں۔۔"وہ اپنی حالت خود بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا اسے لیے مڑ کر اپنی کنپٹی سہلانے لگا۔

یزدان یار مجھے کھل کے بتا آخر کیا بات ہے۔کیوں اسے اپنی انا کی بھینٹ چڑھا رہا" ہے۔کیوں کسی معصوم کو دکھ دے رہا۔۔۔"صائم یہ بات کرتے ہوئے اسے شانوں سے پکڑ روبرو لاتے خود بھی خوف کھا گیا۔صائم جانتا تھا کہ یزدان شادی سے پہلے کسی اور سے محبت کرتا تھا۔۔لیکن نہیں جانتا تھا کہ وہ ماہ وش ہے۔لیکن اب شادی کے دو سالوں بعد بھی یزدان کا

داریہ سے اس طرح کا بیہیوا سے بھی دکھ میں مبتلا کر گیا تھا کہ یزدان اب بھی وہیں کھڑا ہے جہاں دو سال پہلے تھا؟؟؟اور داریہ جیسی لڑکی سے تو کسی کو بھی محبت ہو سکتی تو وہ کیوں نہیں بھلا دیتا اپنی پہلی محبت۔

جاؤ چلے جاؤ صائم یہاں سے۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔۔مجھے اکیلا چھوڑ دو۔"اس" نے جھنجھلاہٹ میں کہا۔۔۔

محبت ہو گئی ہے ناں یزدان اور وہ بھی داریہ سے "صائم شریر سا مسکرا کر اس" الجھے انسان پر نظر جمائے سامنے ہی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے براجمان ہوا اور سینے پر ہاتھ باندھے تسلی سے یزدان کو جانچا اور آپ صائم کے جانچنے پر پر کنفیوز سا دوسری سمت مڑ گیا۔

"۔اوئے ہوئے آثار تو ظالم ہیں۔"

صائم تم میرے ہاتھوں مر مت جانا"۔۔وہ غصے میں بولا تو اب کی بار صائم بھی اس کے" روبرو آیا۔

ادھر آؤ میرے دوست میری بات سنو!!!! تیرے اور داریہ کے نکاح کو دو سال" ہونے والے ہیں، یہ باہمی کشش تو فطری ہے۔وہ۔مان لے کہ تجھے محبت ہو گئی ہے داریہ سے۔اچھا مت سوچو اتنا۔۔خدا پہ چھوڑ دو سب۔۔پر سکون ہو جاؤ۔۔محبت کی محبت بننا فطری

خواہش ہے اور وہی دار یہ چاہتی ہے۔ جس رب کائنات نے تم دو کی زندگی جوڑی ہے وہ دل بھی "جوڑ دینے کی طاقت رکھتا ہے۔

صائم کتنی آسانی سے وہ بات کہہ گیا جسے وہ جھٹلا رہا تھا

دل و دماغ اس بات سے سخت انکاری تھے۔ یہ کچھ اور تھا لیکن محبت نہیں اور صائم کے بازو جھٹک کر نظریں چرا تا مڑ گیا۔

"مجھے اکیلا چھوڑ دو صائم۔۔ "

بنا جواب دیے وہ بس فرار چاہتا تھا اور صائم زیر لب مسکرا کر واپس چلا گیا۔

اور یزدان تیز ترین سانس لیتا اب وہیں باہر کی سیڑھیوں پر جا بیٹھا۔

سردی کی لہر اسکے وجود کے اندر گھس کر بھی وہ سکون نہیں دے رہی تھی۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی ابھی تک اپنے دل کو جانچ رہا تھا۔ پورے جسم میں سرگوشیوں سی بے چینی تھی ۔رات کی گہرائی اور اس کا احساس ندامت جو اس کی نیند بھی اڑا لے گیا تھا۔

نہ جانے ان دو کا فرار کتنا باقی تھا۔

جیسے ہی اس نے کمرے میں قدم رکھا اسے لگا اس کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔ سامنے ہی ژالے روئی روئی سی حالت میں حور کی آغوش میں نڈھال سی سکڑی ہوئی تھی۔ وہ جو خود آج تک منہا کی موت کے پہاڑ تلے دبا ہوا تھا۔۔ سامنے اس کی پیاری نازک سی پری جس نے تو ماں کا لمس سہی سے محسوس بھی نہیں کیا تھا۔ اس کے لیے تو ماں باپ سب وہ ہی تھا تو کیسے اس سے غافل ہو سکتا تھا وہ۔

دھیرے سے بیچ کا فاصلہ طے کرتا وہ ژالے تک پہنچا اور اس کے پاس بیٹھتے ہی اس کا ننھا نازک سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ حور العین اپنے بھائی کی اجڑی حالت پہ اپنے آنسو اپنے اندر اتارتی ایک شکوہ بھری نگاہ اس پہ ڈالے ژالے کو اس کی گود میں دیے خود کمرے سے باہر نکل گئی۔

خاموشی سے اس کو جاتے دیکھتے اس نے دوبارہ نظریں ژالے پر مرکوز کیں جو بخار میں تپ رہی تھی۔ کیسے فراموش کر سکتا تھا وہ اپنی بچی کو جو اس کے بغیر بالکل مرجھا جاتی تھی۔

کب وہ ازلان کا لمس محسوس کیے اپنی بے طلب نیند سے جاگی اور اس کے جاگتے ہی ازلان نے اپنی درد دیتی سوچیں اور چہرے کا کرب ضبط کیے اس کے اٹھتے ہی اسے دھیرے سے سینے میں سمو دیا۔

برے ڈیڈو۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہاں چلے گئے تھے۔۔۔۔۔برے ڈیڈو۔۔۔۔۔"اس کے سینے میں گھستے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑتی وہ رندھی آواز میں چیخی۔

میری جان۔۔۔میرا بچہ۔۔۔میری ژالے۔۔۔ڈیڈو پاس ہیں آپ کے۔۔۔کہیں نہیں جائیں گے ڈیڈو۔۔ شش رونا نہی میرا بہادر بچہ۔۔۔میں ہوں نا۔"

ازلان کے پیار اور بہلانے کا بھی اس پہ کوئی اثر نہ تھا۔اور اس کی گرفت سے نکلتے وہ روئی روئی سی سامنے آئی۔

ڈیڈو مجھے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔آپ نی تھے ناں۔۔۔"بری طرح آنکھیں مسلتی وہ درد میں لپٹی آواز میں بولی۔

بازو سے پکڑے اسے خود میں سختی سے بھینچے وہ خود اذیت کی انتہا پر تھا۔اپنی تکلیف بھلائے اسے اس وقت صرف ژالے کو بہتر کرنا تھا۔ تبھی اسے روبرو لایا۔پیشانی چومی۔۔سیدھے ہو کر بیڈ پہ لیٹتے اس نے ژالے کو اپنے سینے پر لٹایا جو اس کی شرٹ کو جکڑے ڈری سہمی ہوئی تھی۔

میرے ہوتے ہوئے ژالے کبھی نہیں ڈرے گی۔آئی پرامس کے ڈیڈو کبھی نہیں چھوڑ" کے جائیں گے آئندہ۔۔۔آپ تو بہادر ہو۔۔۔میرا بچہ تو بہادر بچہ ہے۔۔۔جب تک میں آپ کے پاس ہوں ژالے کبھی نہیں ڈرے گی۔"آہستہ سے اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے اسے اپنے سینے پہ لٹایا۔

ڈیڈوودور نہیں جانا۔۔۔"سرک کر کانپتی آواز میں کہتی اس کی گردن میں بازو حائل کیے" وہ ابھی تک حراساں تھی۔

کیوں دور ہوں گا اپنی گڑیا سے۔۔۔بہت پیاری ہو مجھے تم میری جان۔۔میری منہا کی" "نشانی۔۔۔میری منہا ہو تم۔۔۔پاس ہوں میں تمہارے ہمیشہ۔

دھیرے سے ژالے کو اپنی آغوش میں محفوظ پناہ سونپا اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اس کے ہر ڈر کو زائل کرنے کی کوشش میں تھا۔اس کے پاس وہ کانپتی جلد ہی نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔ازلان اب صبح حور سے بات کرنے والا تھا۔اسے منانا بھی تو تھا۔اس وقت وہ خود تھک چکا تھا۔۔اسی لیے سکون سے آنکھیں موند گیا۔۔

آہستہ سے ڈور کھولے وہ اندر داخل ہوا تو اندھیرے نے اسکا استقبال کیا۔داریہ کی تلاش میں نظریں دوڑائیں تو وہ اسے بیڈ پر بھی نظر نہ آئی۔۔کمرے کی لائٹ آن کر کے کمرے پر طائرانہ نگاہ ڈالی تو اسے کہیں نظر نہ آئی۔پریشانی میں اس نے قدم ٹیرس کی طرف بڑھائے ۔وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا جہاں وہ دیوار سے ٹیک لگائے بے سدھ پڑی تھی۔ گردن ایک طرف لڑھکی ہوئے تھی۔اس کی حالت دیکھ کر ایک مرتبہ پھر خود کو کوسا۔ضبط سے لب بھینچ لیے۔بغیر کسی گرم کپڑے کے اسے اتنی ٹھنڈ میں باہر دیکھ کر اس کے حواس جھنجھنا اٹھے۔جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے ساتھ بیٹھا اور اسکی گردن سیدھی کرتے اسے اپنی شال اس کے گرد اوڑھائی۔

داریہ۔۔۔اٹھیں یہاں سے اندر چلیں"اس نے پریشانی سے اس کے گال تھپتھپاتے کہا" ۔لیکن وہ بے سدھ پڑی رہی۔

داریہ"۔۔۔کسی انہونی کے خوف سے اس کی آواز کپکپا اٹھی داریہ نے آہستہ سے اپنی" درد دیتی آنکھیں کھولیں اور یزدان کو سامنے دیکھ اس کے چہرے پر اپنی ہتھیلی جوڑے اس کے ہونے کا یقین کرتی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

یزدان۔۔۔۔"شدید ٹھنڈ سے اس کا جسم اکڑ گیا تھا اور آواز بھی کپکپا رہی تھی۔"

شششش۔۔۔۔آئی ایم سوری مجھے معاف کر دیں۔"۔۔دکھی لہجے میں اسکے بالوں پہ لب " رکھے وہ کہہ گیا جو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔اسکے وجود میں کوئی جنبش نہ دیکھ کر اس نے اس کو بانہوں میں بھرا اور اندر لایا۔۔بیڈ پہ لٹاتے اس کے اوپر کمبل درست کیا اور دوسری طرف سے آکر خود بھی اس کے ساتھ بیٹھا۔ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو رگڑنا شروع ہو گیا۔کافی دیر کے بعد جب اس کی باڈی کا ٹمپریچر نارمل ہوا تو وہ بھی ہوش میں آئی۔لیکن اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں دیکھ کر الگ کرنے کی کوشش کرنے لگی۔اس کی حالت کے پیش نظر یزدان نے بھی آہستہ سے اسے آزاد کیا۔آزاد ہوتے ہی وہ اسے بنا دیکھے بیڈ سے اٹھنے لگی لیکن یزدان نے اس کی کوشش ناکام بناتے اسے پھر سے اپنی جانب کھینچ لیا اور خود بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

چھو۔۔۔چھوڑیں مجھے "اس کی آواز لرز اٹھی۔"

میری بات سنیں داریہ۔۔"اس کی مسلسل مزاحمت کو دیکھ کر اس نے تھوڑا سخت لہجہ " میں کہا تو اس نے بھی مذاحمت ترک کی۔یزدان نے اسے چھوڑا اور اسے خود سے الگ کر کے عین اس کے سامنے آکر بیٹھا اور اس ے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔دو انگلیوں سے اس کی تھوڑی کو اوپر کر کے چہرہ اوپر کیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

میں جانتا ہوں میری باتوں کی وجہ سے آپ کو دکھ پہنچا۔۔آئی ایم سوری۔"اور داریہ "
بھیگی آنکھوں سے اسے سن رہی تھی۔
دکھ تو بہت ہے یزدان۔کس بات کی معافی مانگیں گے آپ "شکوہ کناں نظروں سے وہ "
اسے اپنے دل کا حال پہنچا رہی تھی۔یزدان اس پہ نظریں جمائے پریشان بیٹھا تھا۔
مجھے بتائیں کیا برا لگا ہے آپ۔۔میں ہر چیز کا ازالہ کر دوں گا۔۔۔"وہ منت بھرے لہجے "
میں اسے یقین دلا رہا تھا۔
آپ نہیں کر سکتے یزدان۔۔آپ ازالہ نہیں کر سکتے۔۔۔"اس نے کپکپاتے لہجے میں "
روتے ہوئے بمشکل یہ الفاظ ادا کیے۔
خاموش ہو جائیں۔۔روئیں نہیں۔آپ کی طبیعت خراب خو جائے گی"۔نہ رونے کے "
حکم پر وہ بغیر کچھ کہے اسکے ساتھ لگی۔اور پہلی بار بہت برا روئی۔وہ سارے آنسو جو اس کے اندر
زہر بن کر پل رہے تھے آج اس نے سارے بہانے تھے۔خود یزدان کی آنکھوں میں تکلیف
تھی۔اک انا پرست محبوب سے جب کسی عاجزی عاشق کو محبت ہو جائے تو معاملہ ایسے ہی
تکلیف دہ ہوتا ہے۔وہ رو رہی تھی اور یزدان اس کے بال سہلاتا اپنی بازو حائل کیے اسے مزید
رونے دینا چاہتا تھا۔

بہت تکلیف دے رہی ہیں رو کر۔۔" سینے سے لگی داریہ کو خود سے نرمی سے الگ کیے"
اس کے آنسو پونچھے
یزدان۔۔۔۔۔"ٹوٹتے جڑتے حرف جوڑے وہ اسے پکار رہی تھی اور وہ جو اسکی پکار پر"
اپنا آپ وار دینا چاہتا تھا۔
ہمم بولیں۔۔۔بتائیں کیا چاہتی ہیں۔"۔۔وہ بلکل بچوں کی طرح اسے ہینڈل کر رہا تھا۔"
محبت کر لیں نا یزدان" بے حد آہستہ آواز میں سرگوشی کرتے وہ سسک اٹھی"
جس سے اچانک وہ تھم سا گیا۔۔
اور تھم تو داریہ بھی گئی تھی کہ جو راز وہ اپنے سینے میں دفن کر کے رکھنا چاہتی تھی وہ اس
نے کیسے اس پہ ظاہر کر دیا۔
اور اب وہ بھی اس کے روبرو ہوتے اس کے چہرے کی شدت دیکھتے ہلکان ہوئی جا رہی
تھی۔اور وہ جانتا تھا کہ یہی وقت ہے کہ اس کے جلتے دل کو سکون پہنچایا جائے۔
تو کیا محبت نہیں ہے" معا"اس کے چہرے کو دیکھتے اس نے گھمبیر سرگوشی میں کہا۔"
""بولیں۔آپ کو لگتا ہے کہ محبت نہیں ہے"؟
وہ اسے دیکھ رہی تھی جو اس کے چہرے پر نگاہوں کا ٹھنڈا سایہ کیے ہوے تھا۔

نہیں۔۔۔اظہار یقینی ہے۔داریہ نے بھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہا۔"

مجھے آپ سے محبت کیوں ہوئی ہے یہ وہ سوال ہے جو میں نے خود سے بہت بار کیا"

ہے۔یا شاید مجھے آپ سے محبت کی دعا لگی تھی ایک ایسی دعا جس نے مجھے آسودگی سے پہلے

تکلیف دی۔ہاں لیکن آج یزدان میر سکندر اعتراف کرتا ہے کہ اسے داریہ وجدان سے محبت

ہے۔"یزدان اپنے سامنے موجود داریہ کی آنکھوں میں دیکھتا مزید قریں ہوا۔اور داریہ تو جنبش

تک کی روادار نہ رہی۔۔۔جس کو دعاؤں میں مانگا وہ یوں ملے گا یقین نہ آیا۔اس کے اظہار اور

لفظوں میں کہیں کھو سی گئی۔

مجھے ابھی بھی یقین نہیں لیکن آپ کی آنکھوں سے تھوڑا تھوڑا یقین محسوس ہوتا"

ہے۔۔"داریہ ابھی بھی بے چین سی تھی۔۔آیا کیسے یقین کر لیتی کہ یزدان اس سے محبت

کرے گا۔۔کیسے یزدان کا ماہ وش کے لیے جنوں کو بھول جاتی۔۔کیسے اس کی آنکھوں میں

جذبات کے سمندر کو بھول جاتی جو ماہ وش کو دیکھ کر نظر آتے تھے۔۔۔یزدان بخوبی جانتا تھا کہ

اس کو حقیقی سکوں آنا اتنا سہل نہ تھا۔

یزدان سکندر کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔آج جتنا رونا ہے رو لو اس کے بعد کبھی رونے"

نہیں۔ہمیشہ یزدان سکندر کو اپنے ساتھ پائیں گیں۔یہ میرا وعدہ ہے آپ سے اور وعدہ خلافی

کرنا میری مردانگی اور غیرت پر کالک ہے۔" یزدان کی آنکھوں کی سچائی پر داریہ کا دل بھی ایمان لا چکا تھا۔

وہ جس طرح اس کے چہرے کو سہلاتا وہ بے قراری سے کہہ رہا تھا یہ انداز کسی جھوٹے کا تھوڑی نہ ہو سکتا تھا۔ان طلسمی نیلی آنکھوں والے شہزادے کا ہی ایسا انداز ہو سکتا تھا۔۔سب سے منفرد۔

سب سے انوکھا

وہ دل سے مسکرائی تھی۔

محبوب کا محبوب بننا بھی تو شرف ہوتا ہے۔

کبھی نہیں چھوڑیں گے نہ مجھے۔۔وعدہ کریں۔" دل کو کچھ سکون نصیب ہوا تو بے تابی" سے بولی اور آنکھیں جھلملا گئیں اور وہ اس کی خواہش پہ اپنا دل بھی بے چین محسوس کرتے اس کی انہی روتی آنکھوں کو چوما پھر دوبارہ روبرو ہوا۔

آپ میری زندگی کا ایک خوبصورت حصہ ہیں داریہ ۔۔میری زمہ داری ہی۔اور"

سب سے اہم ہمارا بچہ ہمارے وجود کا حصہ آپ کی کوکھ سے جنم لے رہا ہے۔۔اس سے بڑھ کر یزدان سکندر کی خوش قسمتی کیا ہو گی۔آپ یزدان سکندر کے سکون بڑھانے کا سبب ہیں۔۔تو

کس طرح آپ کی محبت وارد نہ ہوتی مجھ پر۔ جانتا ہوں جن حالات میں ہماری شادی ہوئی اس میں یہ سب قبول کرنا مشکل تھا۔ لیکن میرے دل میں ہمیشہ سے آپ کا ایک الگ مقام رہا ہے۔ چاہے محبت نہیں بھی تھی۔ اور وہ مقام ہمیشہ رہے گا۔ آپ کی محبت کی کشش مجھے آپ کی طرف کھینچتی۔ یہ آپ کی محبت ہی تھی جس کی بدولت مجھے آپ سے محبت ہوئی۔ میری محبت جنون نہیں ہے۔۔ یہ سکون ہے جو میں چاہتا ہوں کہ آپ کو بھی برابر نصیب ہو۔ آئی لو یو۔۔۔ آئی لو یو سو مچ "

داریہ اس کی لفظوں میں خود کو ڈوبتا ہوا محسوس کر رہی تھی تو کیسے نہ یقین کرتی دیوانی۔۔ وہ بھی اب خاصی پر سکون ہو چکی تھی۔

یزدان تسلی سے اس کے چہرے زاویے کھوج رہا تھا۔ داریہ کے لیے بن مانگے یہ لمس ان ہواؤں کے جھونکوں سے تھے جس نے اس کی روح، اس کے دل، اس کی جان، دھڑکن کی ہر ایک کمی کے خسارے کو آباد کیا تھا۔

وہ مرجھائی سی اب اس اظہار پر گلاب کی طرح کھل گئی تھی۔

دونوں کے چہرے پر اب سکون تھا۔ ایک دوسرے کی آنکھوں میں آسودگی سے دیکھتے رہے۔ یزدان نے مزید انتظار نہ کرتے اسے آہستہ سے خود سے لگا لیا، بڑی شدت سے!

!کیا نہیں تھا اس اظہار میں

محبت، حق، سکون اور سب سے بڑھ کر من پسند سی شدت، وہ شدت جو کسی کا نقصان نہیں کرتی۔

یوں لگا دھڑکنیں بدل گئی تھیں۔

وہ جان لیوا سا اظہار کرتا یزدان سکندر اسے پاگل کر رہا تھا۔

داریہ یزدان کی زندگی کا وہ واحد پسندیدہ مرد تھا جو اب سے صرف اور صرف اسکا تھا۔۔

اپنی خوش قسمتی پر وہ ناز نہ کرتی تو اور کیا کرتی۔۔

اس کی محبت داریہ کو سکون دینے لگی تھی جس کی شروعات آج سے ہو چکی تھی۔

---

www.novelsclubb.com

مسلسل بجتے فون پر اصفہان کی کال آتے دیکھ وہ جھنجھلا کر رہ گئی۔ابھی وہ ازلان کے روم سے اپنے کمرے میں آکر بیٹھی ہی تھی کہ اس کی کال آنا شروع ہو گئی۔اب تو اس کا روز کا معمول بن گیا تھا کی وہ یونہی گھنٹوں اسے کال کرتا رہتا تھا لیکن اس نے بھی نہ اٹھانے کی ٹھان رکھی تھی

۔

ایک یہ شوخا پتہ نہیں کیوں پیچھے پڑا ہے۔"اپنے غصے اور اشتعال کو بمشکل دباتے اس" نے بالآخر کال پک کی اور اٹھاتے ہی شروع ہو گئی۔

وہ رات کے اس وقت بیڈ پہ آڑھے ترچھے لیٹے اس کے تاثرات سوچ کر محظوظ ہو رہے تھے۔

اس وقت کال کیوں کر رہے ہو۔۔ سکوں نہیں ہے کیا تمہاری زندگی میں۔اور اگر نہیں" ہے تو پلیز مجھے سکون دے رہنے دو۔ تمہاری یہ اوچھی حرکتیں ختم ہوں گی یا میں تمہارے گھر آ کر تمہیں آگ لگا دوں اصفہان سکندر" اترتا آگ بگولا انداز۔۔

ارے لڑکی۔ حوصلہ۔۔۔ناں سلام نہ دعا سیدھا ابلتا لاوا ہی مجھ معصوم پر انڈیل ڈالا۔"

"فون پر دبنگ سے انداز سے جھاڑتی حور کی بات وہ بڑا مبہم سا مسکرایا۔اور اپنی ٹون مین واپس لوٹتے کہا۔

دیکھو میرا پیچھا چھوڑ دو۔ میں کہہ رہی ہوں تمہیں۔ میں یہاں آئی ہوں مجھے سکون سے" جینے دو۔ میں نے اپنا فیصلہ تمہیں بہت پہلے سنا دیا تھا۔"اس نے بھی دانت پیستے خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔

جتنا ہم ستائے گئے ہیں اتنا تمہیں بھی ستایا جائے گا جان من"۔وہ ہنوز غیر سنجیدہ تھا۔"

پہلی بات اپنے ان چھچھورے القابات کو اپنے پاس رکھو اور دوسری بات آئندہ اگر " مجھے کال کی تو سر پھاڑ دوں گی تمہارا"۔ غصیلے لہجے میں کہی بات پر اصفہان کا قہقہہ بے ساختہ تھا ۔جب کہ اس کا قہقہہ سن کر اس کا دل کیا اپنا سر کہیں دیوار میں مار دے۔ عجیب ڈھیٹ انسان تھا۔

کیا چاہتے ہو اصفہان؟ اس نے تھکے سے لہجے میں کہا۔

"صرف تمہیں۔۔۔ "

میں بتا رہی ہوں تمہیں کہ جو امید لے کر بیٹھے ہو تم وہ کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ ناممکن" ہے اور میں تمہارے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتی۔

کیا ہم پھر سے دوست بھی نہیں بن سکتے"؟ اس نے ایک اور امید کے تحت پوچھا۔ جبکہ " اس کی وہی رٹ پہ اس نے فون کو کان سے ہٹا کر گھورا گویا اسے گھور رہی ہو۔

" نہیں"

اصفہان نے دل کی طرف سے اٹھتا دھواں دیکھ کر ایک تلخ مسکان لبوں پہ سجائی۔

اتنی سنگ دل مت بنو حوری۔" وہ بھی کہاں پیچھے ہٹنے پہ راضی تھا۔ وہ چپ رہی"

کیا دوست بننے کے لیے بھی کوئی کورس کرنا پڑتا ہے۔الحمداللہ بہت لائق ہوں"
۔کار گردگی پہ پورا اتروں گا۔"وہ تو دل کا بادشاہ تھا اور وہ اس کے دل کی ملکہ۔
نہیں نہیں بن سکتے۔۔اپنی یہ فضول گوئی روک لو۔"جھنجھلا کر بالوں میں ہاتھ پھیرتی"
وہ اسے وارننگ دے رہی تھی۔
ٹھیک ہے پھر مس حورالعین آفندی اب تم بھی اصفہان سکندر کو الگ روپ میں دیکھو"
گی۔ تمہیں تو اپنا بنا کر رہے گا اصفہان سکندر۔"اپنی بات سخت لہجے میں کہتے اس نے رابطہ منقطع
کیا اور فون بیڈ پر پھینک خود بھی بیڈ پر گر گیا۔جب کہ حور بند ہوتی کال پر منہ بسور گئی۔۔
مجھے بابا سے بات کرنی ہو گی میں تمہیں اب کی بار کھو نہیں سکتا۔کسی صورت بھی"
نہیں۔مجھے اب جلد ہی کوئی سٹیپ لینا ہو گا۔ا"س نے بھی حتمی فیصلہ لے لیا تھا۔اب کی بار وہ
اپنے مستقبل کے حسین دنوں کے خواب اپنی آنکھوں میں بھر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

کمرے کے پردوں سے لہرا کر آتی صبح کے سورج کی کرنیں ہر ممکنہ رکاوٹ کے باوجود کمرے کے اندھیرے کو سنہری سی بھینی روشنی دان کر رہی تھیں۔وہ بالکونی میں کھڑی صبح کے اجالے کو دیکھ رہی تھی۔وہ خوش تھی اور خوشی اس کے چہرے سے واضح تھی۔

اس کی محبت اس کی دسترس میں تھی. رات یزدان کے اظہار کے بعد سے تو وہ وہ جیسے جی اٹھی تھی۔

یزدان نماز ادا کیے کافی دیر سے کھڑا داریہ کی پر سکون اور خاموش ہستی دیکھتا رہا اور پھر خود بھی اسکے جانب قدم بڑھائے۔اس کے پاس پہنچ کر اس نے داریہ کو دیکھا۔

اپنے ساتھ کھڑے یزدان کی موجودگی محسوس کرتے اور اسکے وجود سے اٹھتی خوشبو سے وہ جان گئی۔

وہ چہرہ موڑے اسے دیکھنے لگی جو خود بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ اس کی محبت تھا۔۔اس کا عشق۔۔اس کی دھڑکن۔۔۔بلیک شلوار قمیض میں وہ نظر لگ جان کی حد تک پیارا لگ رہا تھا اوپر سے نیلی آنکھیں اور دمکتی سپید رنگت۔۔۔

داریہ نے دل ہی دل میں نظر اتاری۔وہ بھی اس وقت گلابی سادے سلوار قمیض اور پٹیالہ شلوار میں سال اوڑھے ہوئے تھی۔بالوں کو کھلا ایک سائڈ پہ کندھے پہ ڈالا ہوا تھا۔

"آپ خوش ہیں دار یہ میرے ساتھ؟۔۔سچ بتائیں۔۔" یزدان جانتا تھا کی وہ اس کے اظہار پر راضی تھی لیکن یہ سوال پوچھنا حق جانتے ہوئے آگے بڑھ اس کے ہاتھ تھامتے کہا۔اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑاتے اس کے قریب آئی اور اس کے گالوں سے ہاتھ جوڑے بولی۔

"اپ کا ہونا میرے لیے کسی نعمت سے کم نہیں ہے۔۔۔آپ محبت ہیں میری اور مجھے فخر ہے۔بہت خوش ہوں میں۔۔"

وہ جانتی تھی کہ اسے ایک انا پرست سے عشق ہوا ہے جو کہ اسے نبھانا تھا ہر حال میں ۔یزدان تو گواہ تھا اس کے عشق کا۔۔

"آپ نے اس گھر کو اور مجھے جو خوشی دی ہے اس کے بعد سے عزیز ترین ہیں آپ میرے لیے۔۔" یزدان نے بھی اس کی خوشی کا صدقہ اتارا اور اس کے چہرے پر جھولتی لٹوں کو ہلکے سے کان کے پیچھے کیے۔

اس اظہار پر بے شمار جذبات سے بھری آنکھوں میں دیکھتی نگاہیں نیچی کر گئی۔

۔کہاں آسان تھا اس ساحر کے جلوے تادیر سہنا۔۔۔

گالوں پہ لالی بکھری جب کہ یزدان بھی اب دبی سی مسکان لبوں پہ سجائے اس کا لجایا روپ دیکھ رہا تھا۔

اچھا چلیں اب آپ آفس کے لیے تیار ہو جائیں۔میں آپ کے کپڑے نکال دیتی ہوں۔"

اس کے ہاتھوں سے ہاتھ چھڑائے وہ آہستہ سے فرار کے لیے ابھی مڑنے کی کوشش میں تھی کی یزدان نے ایک جھٹکے سے اس کو اپنی جانب کھینچا تو وہ اس اچانک افتاد پر اس کے شانوں پہ ہاتھ رکھے اسے گھور کر رہ گئی۔

آفس کو ماریں گولی اور وہ کریں جو مجھے چاہیے" سرور بھرے لہجے میں ہلکی سی شرارت" کی رمق لیے کہا۔تو داریہ نے پیاری مسکان لیے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

" یعنی کہ فدا ہو جاؤں۔"

یزدان کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔

فدا ہونے کا کام مجھ پر چھوڑ دیں۔آپ کے ساتھ زندگی کے نئے سفر پر گامزن ہونا چاہتا" ہوں۔آپ کی ہر خواہش پوری کرنا چاہتا ہوں۔آپ آخری سانس تک مجھ پر حاکم ہیں۔۔آپ کے جینے کی وجہ بننا چاہتا ہوں۔" یزدان اس کی پیشانی کو چوم اسے خود میں حلول کر گیا۔

سنیں یزدان! اس نے الگ ہوتے آہستہ سے کہا۔

www.novelsclubb.com

جی سنائیں۔"آج نے چاہت سے لبریز لہجے میں کہا۔"

و۔وہ آج اصفہان۔۔میرا مطلب ہے وہ ناراض ہو گا ہم دونوں سے۔۔۔"اس نے"

ڈرتے ڈرتے اپنی بات مکمل کر کے ترچھی نظروں سے اس کے تاثرات جاننے چاہے۔جب کہ

اس کی بات سن کر یزدان نے سرد سانس خارج کی۔

ہمم۔۔مجھے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا اس پہ۔لیکن کوئی بات نہیں آپ کے لاڈ صاحب"

کو بھی منالیں گے۔آپ فکر نہ کریں لیکن آپ اے بھی خاصے نظر آتے ہیں جناب۔اسے اپنے

ساتھ لگاتے واپس کمرے کے اندر لے جاتے کہا تو وہ بھی ہلکی سے مسکان کے سنگ اس کے

ساتھ اندر چلی آئی۔

اس وقت وہ ریسٹورنٹ میں انٹر ہوئی جہاں سامنے ہی سے اسے حیدر بیٹھا نظر آیا۔بلیک

پینٹ شرٹ میں وہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔خوشبوؤں میں بسا ہوا۔۔۔سوٹڈ بوٹڈ اور

ماہوش کا دل زیر کر دینے والی مسکراہٹ لیے وہ بڑی شان سے بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ بڑی مشکل سے وانی سے لیٹ کلاسز کا بہانہ کر کے اسے گھر بھیج چکی تھی اور سب کی نظروں چھپتی گھبرائی سی ڈرتے ریسٹورنٹ داخل ہوئی۔اصل میں وہ بہت خوفزدہ تھی۔حیدر کو دیکھ اس نے نقاب کو اچھے سے اوڑھے اس کی جانب قدم بڑھانے کی وش کے قریب آ کر رکنے پر وہ کسی دیوانے کی اس کی سمت دیکھتا رہا۔دوسری طرف بیٹھے اپنے دوستوں کو تھمب اپ کا اشارہ کیا۔

اور اپنی چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس کے پاس پہنچتے اس کے سامنے اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی

ماہوش نے نظر اٹھا کر ایک بار اس کی سمت دیکھا اور پھر کچھ سوچنے کے بعد اس کی ہتھیلی پر اپنا نازک ہاتھ رکھ دیا۔

کیسی ہو؟اس نے اس کی طرف دیکھتے پوچھا۔جب کہ ماہوش اپنی انگلیاں چٹخاتی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

جی۔۔جی ٹھیک ہوں۔۔آآ۔پپ۔پ کیسے ہیں؟اس نے اٹکتے بامشکل کہا۔

"ریلیکس ماہوش کیا ہوا۔۔کوئی نہیں ہے یہاں۔بے فکر ہو جاؤ۔

حیدر نے مسلسل اسے نظریں گھماتے دیکھ نرمی سے کہا۔وہ چپ رہی۔اور نقاب کو اور مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"کیا ہوا چپ کیوں ہو ماہ وش۔کچھ بولو۔"اس نے مسلسل اسے چپ دیکھ کر بولنے پر اکسایا کیونکہ وہ عجیب سی خود میں سمٹی لگ رہی تھی۔

"آپ۔پ کب لا رہے ہیں اپنے گھر والوں کو ۔۔۔اس طرح سے باہر ملنا بالکل ٹھیک نہیں ہے۔آپ نے کیوں بلایا ہے مجھے"

اس نے ڈرتے ڈرتے حوصلہ کر کے اپنی بات ذرا سخت لہجے میں کہی۔

"تو اور کیا کرتا ماہ وش نہ تم میری کال اٹھاتی ہو۔نہ بات کرتی ہو۔۔کتنے دن ہو گئے تھے تم سے ملے ہوئے یار۔اور جہاں تک رہی ماما بابا کی بات وہ ابھی آوٹ آف کنٹری ہیں جیسے ہی آئیں گے میں ان سے بات کروں گا۔لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ تم جان بوجھ کر مجھ سے دور بھاگ رہی ہو اگر اب بھی میں اصرار نہ کرتا ہوتا تم نہ آتی۔۔"ماہوش کا ہاتھ ہلکے سے دباتے اس نے پہلے سخت لہجے اور بعد میں چہرے پر ناراضگی سجا کر کہا تو ماہوش کو شرمندگی نے آن گھیرا۔

"ایسی بات نہیں ہے حیدر"اس نے آنکھوں میں آنسو لائے تڑپ کر جواب دیا۔تو حیدر نے چہرے پہ جھوٹی ہمدردی سجائے اس کا ہاتھ پکڑا۔

اچھا کوئی بات نہیں۔پریشاں نہیں ہو میری جان۔اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔اس وقت" میری ماہوش عزیز ہے مجھے اور کوئی بری بات نہیں مجھے۔میں نہیں چاہتا میری کوئی بات تمہیں اداس کرے۔اپنا چہرا تو دکھاؤ۔۔قسم سے ترس گیا ہوں تمہارے خوبصورت چہرے کا دیدار کرنے کو۔اب اتنا بھی مت تڑپاو"اپنے کھیل کو بگڑتا محسوس کیے اس نے گرگٹ کی طرح رنگ بدلا۔اس نے اپنے دوستو کی طرف دیکھ آنکھ دباتے لبوں پہ کمینی مسکان سجائے چاہت بھرے لہجے میں کہا۔

نہیں حیدر۔اگر کسی نے دیکھ لیا تو"۔۔۔وہ حقیقتا پریشان ہوئی۔۔"وہ اسے عزیز" تھا۔اسے حیدر قریشی بھی اس لیے اچھا لگا تھا کیوں کہ اس نے اس کے سامنے ایک بہترین روپ سجا کر رکھا ہوا تھا۔وہ اس کی محبت تھا۔۔ہینڈسم تھا۔۔محبت لٹانے والا اس لیے اسکے جال میں پھنس گئی۔

میں جانتا ہوں ماہوش تمہاری پریشانی کی وجہ۔تم سے دوری بنانے والے ہر سبب پہ مجھے" بھی غصہ آتا ہے۔تمہارے ملنے سے مجھے بھی قرار آئے گا۔تمہارا چھن جانے کا خوف رہتا ہے ہر لمحہ۔میں بھی جلد سے جلد تمہیں اپنا دیکھنا چاہتا ہوں۔۔کم آن چہرہ دکھاؤ۔"ان کا ٹیبل ذرا کونے پر ہٹ کر تھا اس لیے ادھر کسی کی نظر نہیں پڑتی تھی اسی لیے حیدر نے مجموعی لہجے اور

لہجے میں نے انتہا چاہت سموتے اس کے چہرے کو فوکس کرتا اپنی رو میں کہ گیا لیکن وہ گھبرا کر اپنا ہاتھ کھینچ گئی جو وہ اپنے لبوں سے چھونے والا تھا۔

حیدر ع م۔ مم۔۔ کیسے؟؟"اس نے گھبراہٹ سے کہا۔

پلیز ماہ وش۔۔۔۔۔"حیدر نے دوبارہ کہا تو اس نے ادھر ادھر دیکھتے آہستہ سے اپنا نقاب نیچے کیا۔جب کہ نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

واللہ آج تو غضب ڈھا رہی ہو۔۔۔ کیا قتل کرنے کے ارادے ہیں ظالم"جہاں حیدر نے اس کی تعریف کی تو اس کے لفظوں پہ ایک شرمیلی خوبصورت سی مسکان پھیل گئی۔اور وہیں دوسری طرف حیدر کے دوست مختلف اینگل سے ان کی تصویروں کیمرے کی آنکھ میں قید کر رہے تھے۔

حیدر اب میرے خیال میں مجھے چلنا چاہیے۔"کافی دیر خوشگوار ماحول میں ہلکی پھلکی باتیں کرنے کے بعد ٹائم کا احساس ہو تو ماہ وش نے ہلکی آواز میں ااس سے کہا۔

بس تھوڑا ی دیر اور ماہ وش۔ابھی جی بھر کے دیکھنے تو دو۔"بات کرتے ہوئے وہ اس کے ساتھ والی چیئیر پر آ بیٹھا۔جب کے ماہ وش اچانک اس کے ساتھ آ کر بیٹھنے پر پریشان ہو گئی۔

ماہوش یہ تمہارے فیس پہ کیا لگا ہے۔؟" کہتے ساتھ ہی اس نے رومال سے اس کے گال "
پہ نادیدہ نشان صاف کیا اور وہاں ان کی تصویر کو کیمرے میں قید کر لیا۔ یہ سب اتنی اچانک ہو
کہ ماہوش کو سنبھالنے کا وقت ہی نہ ملا۔ اس قدر حیدر کی نزدیکی سے وہ گھبرا گئی جب کہ حیدر اس
کی خوبصورتی میں کھو سا گیا۔ ہرنی جیسی گہری بڑی کاجل سے لبریز خوبصورت آنکھیں، گلابی
گال۔ بھرے بھرے ہونٹ چمکتی رنگت بغیر کسی میک اپ کے وہ کسی کا بھی ایمان ڈگمگانے کی
صلاحیت رکھتی تھی۔ اس کے گال کو اپنے ہاتھوں سے چھوتا نہ جانے کیوں اس کا قریب آنا اسے
ناگوار لگا۔

حیدر پلیز پیچھے ہٹیں آپ ایسے مجھے ٹچ نہیں کر سکتے۔ مجھے اچھا نہیں لگتا "اس "
نے منمناتے ہاتھ مسلتے ہوئے بتایا۔ تو حیدر بھی اپنے حواسوں میں واپس لوٹا اور جلدی سے
سیدھا ہوا۔

ہمم اوکے فائن۔ میری قسمت۔۔ اچھا بتاؤ کیا کھاو گی، پھر تم نے کہنا ہے حیدر کتنے "
کنجوس ہیں۔" بظاہر اپنی بے عزتی محسوس نہ کرواتے وہ ڈھٹائی سے نہ صرف بات بدل گیا بلکہ
مسکرا بھی دیا جس سے ماہوش کا بھی موڈ تھوڑا بحال ہوا۔

اسکے بعد حیدر نے اسکی مرضی کا کیک منگوایا تو ماہوش نے مسکرا کر سر ہلایا۔

کھانے کے بعد چونکہ ماہوش کو جانے کی جلدی تھی لیکن حیدر نے اسے کافی دیر بٹھائے رکھا لیکن پھر ماہوش کے اصرار پر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ سیدھا ہوا تو ماہوش کی نظر سامنے پڑی جہاں یزدان ایک ٹیبل پہ بیٹھا شاید اپنے کولیگز کے ساتھ میٹنگ کر رہا تھا۔ لیکن ماہوش کو تو بس یہ نظر آ رہا تھا کہ اگر اس نے اسے وہاں دیکھا تو کیا ہو گا۔ خوف سے اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا۔ وہ ساکن کھڑی اس پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔ ہاتھوں اور پیروں میں کپکپاہٹ واضح تھی۔

ماہوش؟، حیدر نے مسلسل اسے سامنے دیکھ متوجہ کیا جب کہ وہ ڈر سے اور خوف اس کی جانب خالی نظروں سے اس کی جانب دیکھی گئی۔

کیا ہوا ماہوش۔"؟اس نے پریشانی سے پوچھا۔ اچانک سے اس کا زرد چہرہ دیکھ وہ حیران پریشاں سا پوچھنے لگا۔

وہ۔۔وہ۔۔حیدر۔۔ چلیں۔ یہاں سے۔"اس نے جلدی سے اپنا نقاب ٹھیک کرتے" کپکپاتے لہجے میں کہا۔ اور اپنی جگہ سے آگے بڑھی۔

پر ہوا کیا ماہوش"؟"

وہ۔۔وہاں۔۔یزدان لالا۔۔"اس نے سامنے ٹیبل پر اشارہ کرتے کہا تو حیدر نے سامنے "
دیکھا جہاں سوٹڈ بوٹڈ یزدان کو دیکھا ایک پراسرار مسکراہٹ لبوں کو چھو گئی۔
یہ تو بزنس تائیکون یزدان میر سکندر ہے نہ۔اس سے تمہارا تعلق کیسے؟"جلدی سے "
اپنی حیرت پہ قابو پاتے سنبھل کر اس نے جان بوجھ کر الجھتے پوچھا۔
حیدر یہ میرے کزن یزدان ہیں۔میرے تایا کے بیٹے۔آپ چلیں یہاں سے "
جلدی۔"اس نے سکا بازو پکڑتے اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے کہا تو حیدر کے چہرے پہ کمینی
مسکراہٹ سج گئی۔یہ تمام تصاویر کسی اچھے موقع کی تلاش میں ہی تو اتاری تھیں اس نے۔
افف ماہوش میری معصوم تتلی۔ہاہاہایا۔۔۔خیالوں میں ہی وہ آگے کے منصوبے بناتے
خود کو تسکین پہنچا رہا تھا۔
اسے تو بس اپنی تسکین بجھانے کے وسیلے بنانے آتے تھے۔ماہوش کے مسلسل اصرار وہ وہ
اسے لیے باہر نکلا اور اسے اپنی گاڑی میں گھر ڈراپ کیا۔راستے میں ان میں کوئی بات نہ ہوئی۔نہ
جانے اب وہ کونسا نیا کھیل سرانجام دینے والا تھا

وہ بیڈ ٹیک لگائے بیٹھا تھا جب کسی کا اپنے پاس آنا بیٹھنا محسوس کر پٹ سے آنکھیں کھولی تو سامنے یزدان کو بیٹھے پایا جو اسے گہری نظروں سے جانچ رہا تھا۔

اسلام علیکم لالا۔"اسے دیکھ وہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور سلام کیا۔اس کے لہجے سے عیاں" ہوتی اداسی اور ناراضگی بھانپ اس کا دل بھی اداس ہوا۔

خفا ہے میرا شہزادہ"؟یزدان نے اس کا چہرہ جانچتے ہلکی سی مسکان کے سنگ دریافت کیا" ۔

تو کیا نہیں ہونا چاہیئے؟منہ بسور کر جواب دیا۔"

لالا کو معاف نہیں کرو گے۔"اس کے چہرے کا رخ اپنی طرف موڑتے اس کی آنکھوں" میں جھانکتے کہا۔جب کہ یزدان اس کی چہرے پر پشیمانی دیکھ کر اداس ہوا۔

کر دیں گے لیکن ایک شرط پر۔"لہجے کو ہشاش بشاش بناتے شاہانہ لہجے میں کہا۔" اور اگر تمہاری شرط مجھے پہلے سے پتہ ہو۔"اس نے مسکراہٹ دباتے کہا۔"

میز کہ آپ دلائیں گے مجھے؟"اس نے حیرت و خوشی کے ملے جلے تاثرات سے" ایکسائٹمنٹ میں پوچھا۔

اس برتھ ڈے پر تمہیں تمہاری ہیوی بائیک مل جائے گی۔"اس کا موڈ ٹھیک ہوتے" دیکھ وہ بھی پر سکون ہوا۔

آئی لو یو لالا۔۔۔یو آر دی بیسٹ۔۔"خوشی سے کہتے وہ اس کے گلے لگ گیا تو یزدان نے" بھی پیاری سی مسکان لبوں پہ سجائے اس کی مسکراہٹ کا صدقہ اتارا۔

لالا کو معاف کر دیا اور بھابھی کو؟؟"داریہ کی آواز ان کر وہ اس کی جانب دیکھنے لگا پھر" نروٹھے پن سے منہ پھیر گیا۔داریہ اس کے پاس آکر بیٹھی۔یزدان نے اس کے کندھے کے گرد ہاتھ پھیلایا۔

اصفہان میری جان۔۔بھابھی کو معاف کر دو۔۔"وہ معصوم شکل بنائے کان پکڑ کر بولی" تو اصفہان نے تڑپ کر اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔

بھابھی کیا کر رہی ہیں آپ۔۔میں تو مذاق کر رہا تھا۔ایسے نہ کیجئے گا۔۔ورنہ جس طرح" اپ کے ڈیئر ہسبنڈ مجھے گھور رہے تھے۔۔دیکھیں ابھی بھی گھور رہے۔۔۔"وہ معصوم سی شکل بنا کر بولا پھر یزدان کی جانب اشارہ کیا جو اسے سرد نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔داریہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔یزدان مبہوت سا اس کی ہنسی کو دیکھے گیا۔اصفہان کے سامنے بامشکل اس کے چہرے سے نظر ہٹائی۔

ہاں پر ایسے نہیں مانوں گا۔۔۔ صبح آلو والا پراٹھا ریڈی ہو۔" وہ وارن کے اندر زمیں بولا۔"
شیطان۔۔" وہ اس کے کان کھینچ کر ہنس دی۔"

ڈیٹس ناٹ فئیر۔آپ دونوں کا سارا پیار صرف لالا کے لیے۔مجھے تو آپ بھول ہی گئے"
ہیں۔" آواز پر دونوں نے دروازے کی سمت دیکھا جہاں وانی اپنی نیند میں ڈوبی آنکھیں ملتی منہ
بسورے ان کو ہی دیکھ رہی تھی۔اس کی شکایت پہ دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
یزدان بیڈ سے اٹھتا اس کے پاس گیا اور اپنے بازو پھیلائے۔اور وانی صاحبہ بھی جھٹ سے
اس کی آغوش میں سمو گئی۔
ارے میرا بچہ۔۔میری گڑیا ایسا ہو سکتا ہے بھلا کی یزدان سکندر اپنی بیٹی کو بھول"
جائے۔۔تم تو جان ہو میری" یزدان نے اسے ساتھ لگائے محبت سے کہا اور اسے الگ کرتے
پیشانی چومی۔
لیکن لالا آپ کا وہ ہٹلر والا روپ دوبارہ مت دکھایئے گا۔۔میں ڈر گئی تھی اور آپ نے"
"داریہ بھابھی کو اتنا سارا ڈانٹ دیا۔
اس نے پھر سے شکایت کرتے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔

ایم سوری میرا بچہ۔۔آیندہ نہیں ہو گا ایسا۔"اس نے اس کے بال سہلاتے پیار سے کہا تو" وانی اس کے معافی مانگنے پر خوامخواہ شرمندہ ہوئی۔

لالا آپ سوری تو نہ کریں۔۔۔میرے لالا سوری کرتے اچھے تو نہیں لگتے۔۔"اس نے" اس کے گال پہ بوسہ دیتے کہا تو یزدان بھی اس کے بچپنے پہ ہنس دیا۔پھر وہ داریہ کے ساتھ آ کر لپٹ گئی۔

چلو بچے اب سو جاؤ آپ دونوں میں چلتا ہوں۔آؤ وانی تمہیں بھی چھوڑ دوں تمہارے" کمرے میں۔"اس نے کہا۔

لالا آپ جائیں میں کچھ دیر میں آ جاؤں گی اصفہان لالا کے ساتھ۔۔" کھی کھی کرتے وہ" یزدان سے کہتی جلدی سے اصفہان کے ساتھ بیڈ پر چڑھ گئی۔۔اصفہان نے اس آفت کی پڑیا کو ایک نظر دیکھ کر یزدان کی طرف بیچاری نظروں سے دیکھا جو محبت پاش نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

ان دونوں کو گڈ نائیٹ کہتے وہ داریہ کا ہاتھ تھام کر مڑا جہاں سامنے ہی اسے عائشہ بیگم کھڑی نظر آئیں۔جو نہ جانے کب سے ان کے پیار کے مظاہرے ملاحظہ فرما رہی تھیں۔

اس نے روم سے نکلتے لائیٹ بند کی۔عائشہ بیگم سے پیار لے کر دونوں اپنے کمرے کی جانب چل دیئے۔

تھینک یو۔" کمرے کی جانب جاتے بے آواز الفاظ داریہ کے لبوں سے ادا ہوئے۔تو"

یزدان نے اس کے ہاتھوں کو عقیدت سے چھوتے اسے اپنے ساتھ لگایا۔اور اسے لیے کمرے کی جانب چل دیا۔

محبت کر لینا ہی کافی نہیں ہوتا۔محبت نبھانا ہی اصلی ہنر ہے۔

یہی تو ہوتی ہے اصل محبت یا تو محبوب کے لیے بدل جاو یا محبوب کو بدل دو۔اور یہی یزدان نے کیا تھا خود کو اس کے رنگ میں ڈھال کر۔

یہ عشق کا دائرہ ہے اس میں "میں" نہیں "ہم" کا رواج ہوتا ہے۔

www.novelsclubb.com

پورا کمرہ مدھم روشنی میں ڈوبا ہوا تھا۔کھلی کھڑکی کے پاس کھڑا وہ دونوں ہاتھ ٹراؤزر کی جیبوں میں پھنسائے وہ ایئر فون سے آتی بیل پر متوجہ تھا۔

مسلسل جاتی بیل پر سنجیدگی سے کال پک کرنے کا منتظر تھا دوسری طرف ایک کمپیوٹرز لیب میں بیٹھا وہ لگ بھگ اکیس بیس سالہ نوجوان تھا جسے کال جا رہی تھی۔

یس سر۔"دوسری طرف سے فوری آواز ابھری۔"

میں نے جو سی سی ٹی وی فوٹیج بھیجی ہے اس میں جس انسان کا چہرہ ہے اس کے بارے" میں پتہ چلا مجھے اس کے سارے ٹھکانوں کے بارے میں ارجنٹ انفارمیشن چاہیے۔

اور اس کالج میں سے جو جو لڑکیاں غائب ہوئی ہیں ان کی ساری انفارمیشن نکلواؤ۔وہ کب کالج سے غائب ہوئیں۔کالج والے کیا جانتے ہیں یہ سب۔۔ان کے گھر کا ایڈریس۔۔ایوری تھنگ۔صرف دو دن دے رہا ہوں تمہیں اس کام کے لیے۔"اسپاٹ انداز میں تمام احکامات دیتا وہ مقابل موجود اس لڑکے کو متحرک کر چکا تھا۔وہ اسی لمحے اس وجود کی طرف سے موصول ہوتی تمام انفارمیشن دیکھ چکا تھا۔

"یس سر۔میں آپ کو وقت سے پہلے انفارمیشن دینے کی کوشش کروں گا۔"

گڈ میں لیب خود آؤں گا جب تک میرے اگلے آرڈرز کا انتظار کرنا۔"پروفیشنل انداز" میں وہ بقیہ ہدایات جاری کرتا ساتھ ہی کال بند کر چکا تھا۔

گہری رات اور اس وجود کی حرکتوں بھی مشکوک تھیں۔

واپس کھڑکی سے بیڈ کی جانب آیا۔اس کا چہرہ اس وقت ہر احساس سے عاری تھا۔کون تھا یہ شخص جس کے اتنے رنگ تھے کہ گرگٹ بھی مار کھا جاتا۔

شام بس رات سے ملنے ہی والی تھی۔

اس کے توانا پر کشش جسم پر سیاہ رنگ آفت لگ رہا تھا۔

اس پر تو ہر رنگ ہی جچتا تھا وہ زیادہ رنگوں کو آزماتا ہی کب تھا

۔

گاڑی کے ہارن پر حورالعین جو ژالے کے ساتھ کھیلنے میں مگن تھی تو سامنے سے آتی گاڑی کو دیکھ دانت پیستے اس کی جانب بڑھی جو اس کے آنے کی امید ہر گز نہیں کر رہی تھی۔جب کی ژالے بھاگتے ہوئے اصفہان کی طرف بھاگی جو چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ سجائے سن گلاسز لگائے بلیو جینز شرٹ میں گاڑی سے نکل رہا تھا۔

چاچو "فورا سے بیشتر اس کی ٹانگوں سے لپٹی وہ اس خوشی سے بولی کہ اصفہان نے فورا "

سے اسے اوپر اٹھاتے ہوا میں اچھالا۔جس پر وہ کھلکھلائی۔اس نے دوبارہ سے اسے ہوا میں اچھالا

تو پھر سے کھلکھلائی۔اور اس کے گال پر پیار دیے اس کے ساتھ لپٹ گئی۔حور العین خاموش کھڑی ان دونوں کی لاڈیاں دیکھ رہی تھی۔

میں آپ سی نی بولتی "اس نے حیرت سے اسے دیکھا جو اس کی گود میں اب برے برے" پوز بنائے ہوئے تھی۔

آپ ژالے سے ملنے نی آئے اور چاکلیٹ بھی نہیں لائے۔"؟"

اس نے اپنی پھولی پھولی گالوں کو مزید پھلائے خفگی سے کہا تو وہ بھی ہنستے ہوئے اسے لے کر وہاں رکھی چیئر پر بیٹھا جب کہ حور کو یکسر نظر انداز کیا گیا۔

اووو۔۔۔تو پھر کیا سزا دیں گی اپنے چاچو کو۔؟"اس نے اور کو لمبا کھینچتے منہ لٹکائے" اس کی گالوں کو دباتے استفسار کیا اور ایک ترچھی نظر حور پر ڈالی جو یکسر ان سے بے نیاز دوسری چیئر پر بیٹھی کوئی بک پڑھنے میں مصروف تھی۔

ژالے نے اپنی چھوٹی چھوٹی انگلیاں اپنی کنپٹی پہ رکھے سوچنے کی بھرپور ایکٹنگ کی تو اصفہان کو اس کی اس حرکت پر بے ساختہ پیار آیا اور جھٹ سے اس کا گال چوما۔

چاکلیٹ ٹھانی ہے "(چاکلیٹ کھانی ہے؟اس نے اس کی گردن میں اپنی ننھی ننھی بازو" ڈالے معصومیت سے آنکھیں لڑ کھڑاتے کہا۔

اوکے ڈن چاچو آپ کے لیے ڈھیر سارے چاکلیٹ لے کر آئیں گے بلکہ ہم ابھی اپنی" گڑیا کے لیے چاکلیٹ لائیں گے ساتھ مل کر۔ کیسا؟" اس کی ناک دباتے اس نے کیا تو ژالے میڈم بھی ایکسائٹمنٹ سے بھرپور ہائی فائے کرتی اس سے لپٹ گئی۔ اصفہان کو یہ چھوٹی سی ژالے بہت پیاری تھی۔ چند دنوں میں ہی ان کی بہت اچھی بن گئی۔ خود ژالے کو اپنا چاچو بہت اچھا لگتا۔ جب ساتھ ہوتے تو باتوں میں دونوں کا کوئی ثانی نہ ہوتا۔

ویسے آپ کی حور پھپھو کا منہ کیوں پھولا ہوا ہے؟" اب بھی وہ دونوں باتوں میں" مصروف تھی جب اصفہان نے آہستہ سے شرارت سے ژالے کے کان میں سرگوشی کی۔ لیکن آواز اتنی تھی کہ حور کے کانوں میں باخوبی سنائی دی۔ تو اس کے کان بھی کھڑے ہوئے۔ ژالے نے ایک بار مڑ کے حور کو دیکھا اور پھر اصفہان کو۔

چاچو جیسے آپ نے میرے گال پہ کس کی نہ اس طرح پھپھو کو بھی کریں وہ بھی ٹھیک" ٹھیک ہو جائیں گی نہ۔" اس نے اپنی طرف سے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے جھٹ سے حل پیش کیا جسے سن حور نے فوراً شاک اس کی طرف دیکھا۔ خفت سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا جب کہ اصفہان نے بامشکل اپنے قہقہہ کا گلا گھونٹا۔ اور حور کو دیکھتے شرارتاً آنکھ دبائی۔ اس کی اس حرکت پہ اس نے دانت پیسے۔

لوفر" کہتے اس نے اپنا رخ موڑ لیا۔"

ژالے اپنی گڑیا لینے اندر بھاگی تو اصفہان بھی مغرور چال چلتا ہوا حورالعین کے پاس آیا

۔اس کی مسکراہٹ حورالعین کے چہرے کا طواف کرتے ہی تیرسی سنجیدگی میں بدلی تھی۔اور

خود حورالعین متذبذب سی

اصفہان کی نگاہیں خود پر محسوس کیے اسپاٹ چہرے کے ساتھ اس کی طرف رخ کیے

کھڑی ہوئی۔

رات کو تو بڑے ایٹیٹیوڈ سے کال کاٹی تھی اب کیا کرنے آئے ہو یہاں؟"خود پر اس کی"

جانچتی نگاہوں سے آنچ محسوس کیے وہ جو بات کر بیٹھی وہ اصفہان کے چہرے پر ایک بار پھر سے

مسکراہٹ لے آئی۔

مطلب کی اسے پرواہ تھی اس کے کال کاٹنے کی۔

ژالے سے ملنے آیا تھا۔تم تو ستمگر ہو"اس کا دل جلا سا انداز"

اس کی سبز آنکھیں ایک دم سے خالی کر گیا۔خفیف سی برہم ہوئے وہ نظریں پھر سے اس

کی سمت کیے پھر سے روبرو ہوتے دلیری سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔اصفہان کو ان

سبز کائی آنکھوں سے اپنے دل کی دنیا تہہ نہس ہوتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

بس بس خوب جانتی ہوں تمہیں۔اپنے یہ چھچھورے انداز اپنے پاس رکھو اور دور رہو"
مجھ سے "اس کی سمت انگلی اٹھائے سخت لہجے میں وارن کر رہی تھی۔
میں تو بے بس ہوں۔اور تم میری بے بسی کا تماشا دیکھ رہی ہو۔یاد رکھنا اگر میری"
برداشت کا امتحان لیا تو بہت بڑی قیامت آئے گی۔یہی بتانا چاہتا ہوں کہ دور بھاگ کر اپنے لیے
سزا مت بڑھاؤ۔۔"اس کی سمت ہلکا سا جھکتے اصفہان کا تلملاتے ہوئے کچھ بتانا انداز اسے آگ لگا
گیا اور اس پیچھے دھکیلتی وہ اس کا گریبان پکڑے وہ شعلہ ہوتی نگاہوں دے بڑی طرح سلگ
اٹھی
اس کی سبز آنکھیں اصفہان کے سینے میں خنجر سی لگیں۔
نہ جانے کس چیز کی سزا دے رہی تھی وہ اتنے سالوں سے اسے۔
آئندہ مجھ پر حق جتانے کی کوشش بھی مت کرنا اصفہان سکندر۔سمجھے تم۔تم سے ڈرتی"
نہیں ہے حورالعین آفندی جو تمہارے رعب جمانے سے سہم جاؤں گی۔اگر تم ضدی ہو تو میں
تم سے بڑی ضدی ہوں۔ہلکے میں نہ لینا مجھے۔تم سے خود کو دور رکھنا حورالعین بہتر جانتی ہے"
سخت لہجے میں غراتی اس کا گریبان چھوڑتی وہ رخ پھیرے کھڑی ہو گئی۔
حورالعین کا سخت غصے میں اس کو للکارنا اصفہان کو بھی آگ لگا گیا اور

ایک ہی جھٹکے سے اس کی کلائی کو پکڑ کر خود کے سامنے کر گیا۔اصفہان کی اس حرکت پہ وہ شاک میں سے اسے گھورتے خود کو چھوڑانے کی کوشش کرنے لگی۔

"یہ کیا حرکت ہے اصفہان۔۔۔چھوڑو مجھے ورنہ بہت برا ہو گا۔"

اصفہان اب شیرنی کو شکنجے میں لیے محظوظ ہوتا اس کی مزاحمت دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا شیرنی کو اب۔۔۔ساری دلیری غائب، کسی خوش فہمی میں مت رہنا۔مجھ سے بڑا کوئی پیدا نہیں ہو سکا اب تک۔۔اور اس کا اندازہ تمہیں باخوبی ہے"دبی سی مسکان لیے اسے باقاعدہ مذاق اڑانے والے انداز میں اس پر اپنا باور کراتا لہجہ

۔حورالعین کے چہرے پر اچانک مسکراہٹ نمودار ہوئی۔اصفہان حیرانی سے اسے مسکراتے دیکھ رہا تھا جب اچانک ہی حورالعین نے اس کے بازوؤں میں گھومتے اور پھر اسے سنبھالنے کا موقع دیے بغیر اپنی ٹانگ سے اس کے گھٹنے پر ضرب لگائی تو وہ گھٹنوں پہ جھکا اور آزاد ہوتے گھوم کر واپس آتے ہوا میں اچھلتے اس کے چہرے پر مکا رسید کیا۔اچانک ہونے والے حملوں پر وہ ذمین بوس ہوا جب کہ حورالعین اب سکون سے کھڑی دل جلا دینے والی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔جب کہ اصفہان کا تو دماغ ہی گھوم کر رہ گیا تھا۔اب

بھی وہ شاک کی کیفیت میں زمین پر لیٹا خود پر سایہ کیے حور کی تمسخرانہ نظروں کو دیکھتے سخت تلملا کر رہ گیا۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔معافضا میں کسی کا قہقہہ بلند ہوا۔دونوں نے گردن گھما کر دیکھا جہاں ازلان اور ژالے کھڑے اصفہان کی حالت کو دیکھتے محظوظ ہو رہا تھا۔ازلان جو نہ جانے کب سے کھڑا حور کی اصفہان پر کرتب آزمائی دیکھ رہا تھا جب رہا نہ گیا تو قہقہہ لگاتے ان کے قریب آیا اور زمین پر پڑے اصفہان کے سامنے ہاتھ پھیلایا۔جو اس نے پکڑا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ژالے کی تو ہنسی ہی نہیں رک رہی تھی۔اس نے یقیناً یہ مومنٹ بہت انجوائے کیا تھا۔

کیا ہو رہا تھا بھئی یہاں؟"اس نے شرارت سے پوچھا تو حور العین نے اپنی ہنسی دبائی"

جب کہ اصفہان ازلان کے سامنے شرمندہ ہو کر رہ گیا۔

کچھ نہیں بھائی بس کسی کو میری صلاحیتوں پر شک تھا تو ذرا سا ٹریلر دیکھا دیا ہے۔"حور"

نے معصوم بنتے شرارت سے اصفہان کو مزید سلگاتے کہا تو ازلان کا قہقہہ بے ساختہ تھا جب کہ اس نے خفت سے سر جھکایا۔ژالے میڈم تو اب اپنے چاچو کی گود میں بیٹھی اس کے چہرے پر زخم پر ہاتھ پھیرے اداس سی بنی بیٹھی تھی۔۔

تاتو میں نے کہا تھا نہ پھپھو کو بھی کشی کر دو اسی لیے مارا آپ کو "ژالے نے اصفہان کے "
کان میں آہستہ آواز میں کہا اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور دوسرے نظر حور جو ابھی بھی کچھ
جتاتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اس وقت وہ لوگ لاونج میں بیٹھے تھے۔
بیٹا آپ کی پھپھو بہت خطرناک لڑکی ہے۔ان سے تو ہم دور ہی اچھے: "اصفہان کی کہی "
بات پہ ژالے نے جھٹ سے اپنی گردن نفی میں ہلائی
نی چاچو۔ پھپھو اچھی ہیں۔وہ پیار کرتی ہیں۔آپ ان سے دوستی کر لو۔پھر وہ آپ کو')
بھی پیار کریں گیں "')نہیں چاچو پھپھو اچھی ہیں۔وہ پیار کرتی ہیں۔آپ ان سے فرینڈ شپ کر
لیں۔پھر وہ آپ کو بھی پیار کریں گی۔"اس نے جھٹ سے اس کی گال پہ پیار دیے حور کی
حمایت کی یقیناً اسے اپنی پھپھو کی برائی پسند نہیں آئی تھی۔اصفہان نے بھی فرمانبرداری سے سر
ہلا کر تائید کی۔اب وہ بیچاری کہاں جانتی تھی کہ وہ تو کب سے ان کی پیاری پھپھو کو دل میں
بسائے بیٹھے ہیں۔بس وہی ہیں جو انہیں گھاس نہیں ڈالتیں۔
اس کا بعد چند باتوں کے بعد اصفہان ژالے کو اپنے ساتھ لے گیا۔میڈم کو چاکلیٹس بھی
دلانی تھیں۔اور واپسی پر بھی وہ وانی کے پاس رہنے والی تھی۔

"میں کتنی سندر ہوں میں کیا کروں۔۔۔۔۔"

میں کتنی سندر ہوں میں کیا کروں۔۔۔"آئینے کے سامنے کھڑی آپ نے بالوں کی"

گھنگریالی لٹ کو گھماتے وہ اس وقت گلا پھاڑ پھاڑ کر گانا گا رہی تھی جب کی ماہوش اس کو چنداں اہمیت نہ دیتے ہوئے کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھی۔وانی کب سے اپنی بے سری آواز کے جوہر دکھانے میں مصروف تھی(۔ماہوش کے مطابق)۔آئینے کے روبرو ہوئے کبھی لپسٹک تو کبھی مسکارا لگا لگا کر خود کو سراہ رہی تھی۔ابھی بھی وہ جھومتی جھومتی ماہوش کے پاس آئی اور اسے لیے گول گول گھومنے لگی جب کی ماہوش کا تو سر چکرا کے رہ گیا۔

وانی کی بچی کیا کر رہی ہو۔۔۔"؟اس نے دانت پیستے اسے گھورتے کہا۔جسے وانی نے"

سنتے ہی ان سنا کر دیا۔وہ اپنے ہی شغل میں مصروف تھی۔۔اسے گول گول گھماتے وہ خود بھی بیڈ پہ گری اور ساتھ میں ماہوش کو بھی۔اب دونوں بیڈ پہ پڑی ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں جب اچانک ہی دونوں کا ہنسی کا فوارا چھوٹا۔

۔"وانی کی بچی پاگل والے تو نہیں ہو گئی یا کوئی خاص بات ہے آج۔"؟ویسے تو اسے اس طرح کے دورے آئے روز پڑتے رہتے تھے لیکن آج اس کی حد سے ایکسائٹمنٹ دیکھ وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی۔اور اپنی مشکوک نگاہیں اس پر ٹکائیں۔

ہاں ناں وش۔۔۔بتاتی ہوں بتاتی ہوں۔"اس نے اپنے چشموں کو ناک پر صحیح سے"
ٹکاتے سیدھی ہو کر بیٹھی اور ماہ وش کو بھی اپنے سامنے بٹھایا۔
پتہ ہے صائم لالا نے مجھے اپنی بیسٹ فرینڈ بنالیا ہو"اس نے خوشی سے اس کے جیسے"
بہت بڑے راز سے پردہ فاش کیا ہو۔
اووووو۔۔۔۔اچھا۔۔۔"ماہوش نے اس کی معصومیت پر مسکراہٹ دباتے اوو کو لمبا"
کھینچا۔جب کہ وانی ابھی کچھ کہتی اس سے پہلے صائم کمرے میں داخل ہوا۔
وش ایک کپ کافی تو بنا دو بیٹا۔"صائم نے تھکے سے انداز میں اپنی کنپٹی کو دباتے ایک"
نظر وانی کو دیکھ ماہوش کو کہا تو وانی میڈم بھی جھٹ سے کھڑی ہو گئیں۔
ارے ماہوش کیوں۔۔میں ہوں نہ۔۔میں بنا کر دیتی ہوں آپ کو کافی۔"فوراً سے بیڈ"
سے کھڑے ہوتے اس نے چپل پاوں میں ڈالی اور دروازے کی طرف بڑھی۔صائم اور ماہوش
نے مسکراہٹ دبائی۔صائم کو تو ویسے بھی اب اس کے ہاتھ کی کافی پینے کی عادت ہو چکی
تھی۔روز وہ خود ہی اس کے لیے کافی بنا کر لے جاتی اور وہ جتنا بھی تھکا ہوتا اس کی بنی کافی پی کر
ساری تھکاوٹ اتر جاتی۔وانی میڈم کو اور کچھ بنانا آتا ہو یا نہ ہو کافی وہ زبردست بناتی تھی۔اب

بھی وہ جلدی سے کچن میں گھس گئی۔جب کہ صائم بھی ماہوش کو پیار دیتا اپنے روم کی جانب چل دیا۔

وانی کافی بنانے کے بعد روم میں داخل ہوئی تو صائم کو اندھیرے میں بیڈ پہ لیٹا پایا۔لائٹ آف تھی لیکن شام کی بھینی بھینی روشنی اندر آرہی تھی۔

"اے یہ میرے پیارے دوست بھی ناں لگتا ہے واقعی طبیعت خراب ہے ورنہ کون شام کو اتنا اندھیرا کر کے سوتا ہے۔۔افف یہ بھی ناں۔۔" سر پہ ہاتھ مارتی وہ اپنا چشمہ درست کرتی اندر آئی۔لائٹ آن کی بیڈ پر وہ آنکھیں بند کیے پڑا تھا۔

"لگتا ہے اونٹ گھوڑے بکریاں سب بیچ کر سوئے ہیں۔" وہ بیڈ کے قریب آتے جائزہ لیتی ہوئی بولی۔

"اوہیلو۔اٹھ جائیں جلدی سے ورنہ وانی دا گریٹ کی کافی پینے سے محروم ہو جائیں گے۔" سائیڈ ٹیبل پر کافی کا مگ رکھتے اس نے اس کے اوپر سے کمبل ہٹاتے شرارت سے کہا تو صائم نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر بیٹھا۔

اسکو اس قدر تھکا دیکھ کر وانی بھی پریشان سی اس کے پاس آئی اور اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر چیک کیا۔

ارے یہ کیا آپ کو تو بخار ہے اور آپ نے مجھے بتایا نہیں۔"اس کے پاس بیٹھتے اس نے" فکر مندی سے اس کی طرف دیکھتے کہا تو صائم بھی مسکرا دیا۔

کچھ نہیں وانی بس۔۔ہلکا سا سر میں درد ہے۔کافی پیوں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔"اس نے" اسے پر سکون کرتے کہا اور

کافی کا مگ اٹھا کر لبوں سے لگایا۔

ارے ایسے کیسے ٹھیک ہو جائے گا۔میں آپ کا سر دبا دیتی۔میرے ہاتھوں کے میجک" سے آپ کا درد چھو سے غائب ہو جائے گا"اس نے اس کے پاس بیٹھتے اپنے نازک ہاتھوں سے اس کا سر دبانا شروع کیا۔اس کے ٹھنڈے ہاتھوں کے لمس سے اسے بھی راحت ملی تو وہ سکون سے آنکھیں موند کر گیا وہ زیادہ تر اسکے ساتھ ہی پائی جاتی۔۔ کبھی کوئی فرمائش تو کبھی کوئی فرمائش۔اسے صائم کا حد درجہ نرم دل اور مہربان ہونا بے حد پسند تھا۔وہ بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑتا تھا۔

صائم آپ بہت اچھے ہیں۔"۔۔۔اس کے چہرے پر پیار بھری نظریں ٹکائے اس نے" سوچا اور کہا بھی۔تو صائم نے بھی اپنی آنکھیں کھولیں اور اس پر ڈالیں جو بے نیاز سی اب ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔وہ بے انتہا گہرا مسکرایا۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے اگر تمہیں لگا کہ میں اس قابل ہوں۔مجھے یہ جان کر خوشی" محسوس ہوئی۔۔"بشاش لہجے میں کیا اعتراف واقعی خوشگوار تھا۔وانی بھی مسکرائی

آپ سے ایک بات کہوں۔۔۔"۔"

ہاں بولو۔"۔۔وہ مسلسل اس کے چہرے کو نظروں میں کیے ہوا تھا جہاں وہ بار بار اپنے" ناک پہ جھولتے چشموں کو اوپر کرتی اپنے بالوں کی لٹ کو انگلی پہ لپیٹے کھیلنے میں مصروف تھی۔

کچھ بھی ہو جائے۔۔آپ کی زندگی میں کوئی بھی آجائے۔۔کوئی بھی خاص آپ تب" بھی میرے دوست رہیں گے۔۔وہ خدشوں میں گھری تھی۔

ہمم۔۔۔سوچنا پڑے گا۔۔۔"اس نے سوچتے ہوئے مصنوعی کشمکش سے کہا تو وانی کے" چہرے پر اداسی اتری۔صائم اس کے چہرے کے معصومانہ تاثر پر مسکرا دیا۔

اہاہاہاہا۔۔۔کیا ہوا۔؟"وانی کی ہونق بنی صورت دیکھ صائم نے قہقہہ دبائے لاڈلہ سا" استفسار کیا۔جانتا تھا کہ وہ بھی اس کے لیے اب پوزیسو ہوتی جا رہی تھی۔محبت نہیں تھی مانا۔۔لیکن پھر بھی وہ اپنے دوست کو کسی کے ساتھ نہیں بانٹ سکتی تھی۔ا

ور وہ یہ بات دن میں کئی مرتبہ اسے یاد کراتی تھی۔۔اور صائم اسکی معصومانہ باتوں پر مسکرا کر سر ہلا دیتا۔

کبھی کبھار اسے تنگ کرنے کی غرض سے چھیڑتا تو وہ بھی ایسے ناراض ہوتی کہ بنا چاکلیٹ کے نہ مانتی۔

اس کی چھوٹی سی ناک پر غصہ خوب جچتا تھا۔

"کچھ نہیں" وانی نے نم آنکھوں سے آنکھ چراتے ماتھے پر آئی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے اپنا ہاتھ اسکے ماتھے سے کھینچ لیا۔ صائم نے بڑے غور سے اسے دیکھا۔

"مطلب آپ مجھے بھول جائیں گے۔۔میں کہ رہی ہوں کہ مجھ جیسی پیاری دوست آپ کو کہیں نہیں ملے گی۔آپ مانیں یا نہ مانیں میں ہمیشہ آپ کو اپنا بیسٹو مانتی رہوں گی۔" تھوڑی دیر بعد اس نے اسکی طرف جتاتے لہجے میں کہا۔ تو صائم اس کی انفارمیشن پر ہنس دیا۔ لیکن اپنی ہنسی دبائی۔

"تم اچھی دوست ہو میری وانی۔۔کوئی بھی آکر میری وانی کی جگہ نہیں لے سکتا۔۔۔تم جیسی شرارتی چنچل۔۔۔چاکلیٹ لوور۔دوست مجھے کہاں ملے گی۔۔۔تم ہمیشہ میری زندگی میں میری رہو گی۔۔اسی لیے اب یہ اپنا سڑا چہرہ صحیح کرو اور ایک پیاری سی سمائیل دے دو۔۔کیوں کہ میری وانی ایسے اچھی نہیں لگتی۔" اس نے وانی کے مقابل بیٹھتے اس کی ناک دباتے شرارت سے اس کی اہمیت اچھے سے واضح کرتے کیا تو وانی کھل اٹھی۔۔

سچی۔۔۔۔ہایو۔۔۔یو آر مائی بیسٹ بیسٹ بیسٹ ہیرو۔۔"اس نے خوشی سے نعرہ لگایا تو" صائم نے اس کی ایکسائٹمنٹ دیکھتے اس کے سر پر چپیت لگاتے قہقہ لگایا تو دونوں ایک دونوں کی سمت دیکھتے مسکرا دیے۔۔

!بہت پیارا

****

کیا ہوا داریہ۔۔ تھک گئیں کیا؟"جب وہ فریش ہو کر نکلا تو داریہ کو بیڈ سے ٹیک لگائے" نڈھال دیکھ کر اس کے پاس آیا۔اور اس کے قریب بیٹھتے ہی اس کی جانب رخ پھیرا۔ نہیں۔آپ کو دیکھ کر ساری تھکن اتر جاتی ہے یزدان "بے خود سی وہ یزدان وہ دیکھتے" ہوئے بولی ۔اپنے چہرے پہ دھرا اسکا ہاتھ نرمی سے اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتے ہتھیلی محبت سے چومی۔

داریہ "وہ اسکے شانے پہ سر رکھے لیٹی تھی۔"

"ہمممم"

کل ڈاکٹر کے پاس چلیں گے ریگولر چیک اپ کے لیے۔ تیار رہیے گا شام میں۔ میں جلدی آجاؤں گا۔"اس نے داریہ کے بال سہلاتے ہوئے نرمی سے کہا۔

پر یزدان مجھے نہیں جانا۔"اس نے اس کے سینے سے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھ کر کہا۔"

ہم نے کہا ناں۔ جانا ہے تو بس جانا ہے نو آرگومنٹس"اس نے واپس سے اس کا سر سینے پہ رکھتے قطعی انداز میں حتمی فیصلہ سنایا تو داریہ بھی اسکے انداز اور ملائم الفاظ پہ مسکراتی خاموش ہو گئی۔ یزدان ہنوز اس کے بال سہلا رہا تھا۔

یزدان"تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد اس نے پکارا۔"

جی جان یزدان"اس کا اتنے پاس سے اتنے پیارے انداز میں کہنا داریہ کے چہرے پر تبسم کھلا گیا۔

وہم اپنے بے بی کا کیا نام رکھیں؟"اس نے دھیمی مترنم آواز میں چہرے پر ایک دھیمی مسکان کے سنگ یزدان کے ہاتھ کی انگلیوں سے کھیلتے پوچھا تو یزدان بھی اس کے دل کی خوشی کو محسوس کرتے مسکرا دیا۔ اپنے بچے کا سوچتے وہ ایسے ہی خوش ہو جایا کرتی تھی۔

"کیا سوچا ہے آپ نے"

www.novelsclubb.com

یزدان اگر بیٹا ہوا تو یمان سکندر، اور اگر بیٹی ہوئی تو "دانین سکند""اس نے ایکسائٹمنٹ" میں تھوڑا اوپر اٹھتے کہا تو یزدان کو خود کی سمت دیکھ مسکراتے پایا۔۔۔دیوانہ تو فدا ہو گیا۔

ناجانے کیوں لگتا ہے کہ یزدان میر سکندر کو جلد ہی داریہ یزدان سکندر سے عشق ہونے" والا ہے۔۔۔کیوں ہیں اتنی پیاری "وہ داریہ کو اپنی زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ لگا۔دل کی دھڑکنیں بڑھیں تو پلکیں بھاری ہو عارضوں کر پر جھک گئیں۔

داریہ آپ کی ہر سانس میں، ہر دھڑکن میں اور روح میں جذب رہے گی۔اگر مجھے "کبھی کچھ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

گال سے ہتھیلی جوڑے اس کی محبت کو مان بخشتے دیکھتے وہ جو بات کہنے جا رہی تھی اس سے پہلے ہی یزدان نے اسے خود میں بے تابی سے بسایا۔

دوبارہ کوئی ایسی بات نہیں کریں گی آپ۔۔۔آپ اتنی کمزور نہیں ہیں۔انشااللہ سب" بہتر ہو گا۔اگر دوبارہ اس معاملے اگر پریشان ہوئیں تو ناراض ہو جاوں گا۔"گھمبیر سی ڈپٹتی آواز اس کا دل دھڑکا گئی۔

آپ میرے دل میں دھڑکتے ہیں یزدان۔میں آپ کو دیکھ کر سانس لیتی ہوں۔مجھے" کبھی جدائی کا دکھ نہ دیجئے گا۔ کبھی ناراض نہ ہوئیے گا۔ورنہ مر جائے گی داریہ۔۔"آج نہ جانے

کیوں داریہ کی آنکھیں یزدان سے جدائی کا سوچ کر ہی بھیگ گئیں۔یزدان اس کی کیفیت کو سمجھتے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور اسکی تھکی تھکن آنکھوں کو باری باری چومتا بولا۔۔

"شش۔۔۔بس۔۔ کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔"

وعدہ کریں نہ۔۔"اس کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔"

آپ میری زندگی کا قرار ہیں۔یزدان سکندر نے بھی محبت کی ہے جو وہ آخری سانس تک" نبھائے گا۔وہ بھی بھلا بچھڑ سکتے ہیں جنکی روح ایک ہو،دل ایک ہوں۔میرے کہنے سے آپ کو یقین آتا ہے تو لو کہ دیا کبھی نہیں چھوڑوں گا"۔آہستہ سے اسے اپنے وجود میں حلول کیے وہ بولتا گیا۔

کیا نہیں تھا یزدان کے دل نواز سے لہجے میں مان،یقین،محبت،عقیدت،اور خوشی سے حمکتے کئی دلفریب رنگ۔۔۔

وہ ایک دوسرے کے لیے بہت پیارے تھے۔

کیا دو دلوں کو ہر بار آزمائش سے ہی گزرنا پڑتا ہے۔

لیکن بنا آزمائش کہ کب محبت کی سچائی پرکھی جاتی ہے۔۔

دونوں نے محبت تو کر لی تھی اب آزمائش قریب تھی۔

داریہ اور ماہوش نے مل کر ناشتہ تیار کیا۔روز بروز داریہ کا نکھرا سراپا عائشہ بیگم کو حقیقی خوشی دیتا تھا۔

وائیٹ اور بے بی پنک شلوار قمیض پر گہری گلابی کٹاؤ دار کڑھائی والا ڈیزائنر سوٹ زیب تن کیے وہ واقعی بہار کا کوئی رنگ معلوم ہو رہی تھی۔

"میری جان میرا بچہ۔۔۔میرے یزدان کی۔میرے خاندان کی آئندہ آتی خوشیاں تم سے جڑی ہیں۔میرا بھائی بھی آج خوش ہو گا کی اسکی داریہ اپنے گھر میں خوش و خرم آباد ہے۔۔ایسا لگتا ہے ہر بوجھ سر سے اتر گیا ہے تجھے خوش دیکھ کر۔دعا ہے اللہ تم دونوں کو ایک دوسرے کا سکھ اور نصیب بنائے۔" ٹیبل پہ ناشتہ لگانے میں ابھی دیر تھی تبھی عائشہ بیگم آسودگی سے داریہ کی پیشانی چومے کھل سی اٹھی۔۔ماہوش اور صائمہ بیگم بھی ساس بہو کا پیار دیکھ مسکرا رہی تھیں۔

عائشہ بیگم کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے وہ ان کے گلے جا لگی۔

"آپ نے بھی تو اس دنیا میں مجھے جنت دی ہے عائشہ مما۔اتنے پیارے ہیں وہ۔۔تھینک یو ان کے لیے مجھے چننے کے لیے۔۔" داریہ کی بات عائشہ بیگم کو مزید رشک میں مبتلا کر گئی۔

میری پیاری بیٹی اچھا جاؤ اسے جگاؤ۔۔ناشتہ تیار ہے۔تب تک میں باقی سب" دیکھتی۔ماہوش بیٹا تم وانی کو جگادو" پیار سے داریہ کا چہرہ سہلاتی ماہوش کو بھی پیار دیئے وہ صائمہ بیگم کے ساتھ کچن جا چکی تھیں۔جبکہ داریہ نے یزدان کو بلانے کر لیے کمرے کا رخ کیا۔ماہوش وانی میڈم کو جگانے کے لیے تشریف لے گئیں۔

وہ اِک ہولناک چہرا تھا۔اس کا بدبخت انجام قریب تھا۔سیاہ لمبی ہڈی میں وہ رات کے اس بھیانک پہر مکمل چھپے ہوئے ہوئے حلیے میں ملبوس خوفناک عمارت کے ایک تاریک کمرے میں صوفے پر بیٹھا تھا۔۔ہاتھ میں سگار پکڑ رکھا تھا۔۔۔اس کے دونوں سائیڈ پر اس کے لوگ بھی بھدی اور خوفناک شکلوں والے گن مینز تھے۔اتنے میں ایک شخص وہاں داخل ہوتا ہے تھری پیس سوٹ میں وہ اس بھیانک چہرے والے کے سامنے آکر کھڑا ہوتا ہے۔۔نا جانے ان کے بیچ کیا بات ہوئی کہ اس کے چہرے کا رنگ ایک دم سے پھیکا پڑتا ہے لیکن پھر یک دم وہ خود کو سنبھال کر مکروہ قہقہ لگاتا ہے۔۔وہ اور بدصورت لگا۔۔جب کہ وہ تھری پیس والے کے چہرے پر بھی حقارت سمٹ آئی تھی وہ گناہوں کی دنیا کا بادشاہ تھا۔

کیا بات کرتے ہو یاسر۔۔۔ہم سے بڑا طاقت ور اور کون آئے گا۔" چہرے پر غلیظ سی شیطانی ہنسی سجاتا وہ اپنے سامنے کھڑے بندے کو تاکید کرتا قہقہہ لگائے زو معنی ہوا تو مقابل بھی کھسیانی ہنسی تھی۔

"لیکن باس آپ کہیں جانتے یہ کوئی طاقت ور انسان ہے۔۔بار بار ہمارے اڈوں پر ریڈ۔۔اور جو پچھلے کمشنر کو پیسے دیئے تھے اس نے بھی کام کرنے سے انکار کر دیا۔۔بلکہ رات و رات غائب ہو گیا ہے۔۔یہ کوئی بڑا کھیل ہے۔۔اور سنا ہے کالج سے جو لڑکیاں اغوا ہوئی تھیں اس کے متعلق بھی تھانے میں رپورٹ درج ہو چکی ہے۔"اس آدمی نے دانستہ محتاط انداز اپنایا۔۔نا جانے ایسے کونسے راز تھے لیکن وہ پتھر جیسا انسان واقعی بھیانک تھا۔

"فکر نہ کر۔کچھ نہیں ہوتا۔۔ایسے چھوٹے موٹے لوگ پاشا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔۔۔اور تو جانتا ہے جو ہمت کرتا ہے پاشا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کتوں جو کھلا دیتا ہے"اس کی آنکھوں میں حقارت تھی۔

"جی باس۔۔میں کسی نئے کمشنر کو خریدنے کا بندوبست کرتا ہوں۔اتوار کو جو ٹرک جانے ہیں اس کی سیکیورٹی ڈبل کر دی ہے۔ہمیں محتاط رہنا ہو گا باس۔" سینے پر ہاتھ باندھتا وہ کمینی ہنسی سجائے بھیانک منصوبہ بندی کے بارے بتانے لگا۔

کتنی لڑکیاں ہیں"۔۔یک لخت سنجیدہ ہو کر پوچھا گیا۔۔"

"باس بیس لڑکیاں ہیں۔۔بیسمنٹ میں رکھا گیا ہے۔۔"

"ہمم۔۔۔تیار کر دو ان کو۔۔۔آج رات ہی ٹرک روانہ ہوں گے۔۔کچھ سوچتا دو پل میں اپنا حکم صادر کرتا وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا حکم دے چکا تھا۔۔۔یاسر نامی آدمی حیران ہوا لیکن پھر سر جھکاتا اس کے ہاتھ چومتا اس اندھیرے کمرے سے نکل گیا۔جب کی پیچھے پاشا شراب کی بوتل کو منہ لگاتا نتا چلا گیا۔۔۔

اس کے ماتھے سے گال تک کسی کٹ کا دل دہلا دینا نشان تھا۔۔اس بھیانک چہرے کو دیکھ کر ایک پل تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔لیکن ان سالوں میں اب اس کا انجام آسمان کی بلندیوں تک پہنچ گیا تھا۔۔۔وہ پاشا ابرار تھا۔۔ایک ایسا نام جس سے انڈر ورلڈ کے دوسرے ڈون بھی خوف کھاتے تھے۔۔دنیا کی ہر گینگ،مافیا اس کے انڈر کام کرتی تھی۔ایسا کوئی غیر قانونی کام نہ تھا جو اس نے اپنی پچپن سالہ زندگی میں نہ کیا تھا۔لیکن شاید اب اس کے گناہوں کا گھڑا بھر چکا تھا۔یزدان سکندر نے اسے پاتال سے نکالنے کی بھی ٹھان رکھی تھی۔۔۔ایسے کونسے راز وقت اپنے اندر سموئے ہوئے تھا۔لیکن بعض حقیقتوں کا ادراک وقت پر ہی ہوتا ہے اور اس حقیقت کا ظہور بھی وقت پر ہونا تھا

وہ فریش ساواش روم سے باہر نکلا تو داریہ کو آئینے کے سامنے آنکھوں میں کاجل لگاتے دیکھ متبسم ہوتا اس کے پیچھے آکر کھڑا اور اور اس کے گرد حصار باندھا۔ داریہ جو اپنے دھیان میں ہی کاجل کی ڈبی رکھ پلٹنے لگی تھی رک گئی۔ نظر اٹھا کر دیکھا جہاں وہ اسکے کندھے پہ تھوڑی ٹکائے محبت پاش نظروں سے اس کے نین کٹوروں میں دیکھ رہا تھا۔ قسمت نے چپکے سے ان کی نظر اتاری۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔"

اس وقت یزدان کو دیکھنا وہ اپنے دل کی خوشی جان رہی تھی۔ داریہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے وہ رشک میں تھا۔

ایسا رشک جو ہزار سالوں کی سنگت کے باوجود بھی نہیں آپاتا۔

گہری پر سکون مسکراہٹ نے داریہ کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔

یزدان نے ہاتھ بڑھا کر دراز سے ایک بوکس نکالا۔

یہ آپ کے لیے۔۔۔"داریہ کی خود پر نگاہیں پا کر اس نے وہ باکس داریہ کو دیا۔"

داریہ نے اپنے دل ہی قابو پاتے وہ باکس اوپن کیا جس میں بہت ہی نایاب سیاہ نقش و نگاری کے سنگ گہرے جامنی دیدہ زیب موتیوں سے مزین ایک خوبصورت پینڈنٹ تھا۔داریہ نم آنکھوں سے یزدان کی اس محبت پر فدا ہوئی۔

کیسا لگا۔۔؟"یزدان چاہتا تھا کہ اس لڑکی کی ہر کمی کو وہ پورا کرے۔"

اس کو ہر خوشی دے۔۔۔

یہ بہت خوبصورت ہے یزدان۔۔آپ کی اس محبت کا بہت شکریہ۔"خوشی سے آواز لڑکھڑا گئی۔

اس کی خوبصورتی تب دگنی ہو گی جب آپ اسے پہنیں گیں۔"یزدان کی بات پہ داریہ نے مسکراتے پینڈنٹ اس کی طرف کیا۔یزدان نے اس کا اشارہ سمجھتے ایک نظر اسے دیکھ اپنے ہاتھ میں لیا مسکراہٹ لبوں پہ سجاتا اس نے بہت پیار سے اسکی سفید نازک سی گردن میں وہ چمکتا بیش بہا سا قیمتی پینڈنٹ پہنایا۔یزدان دنگ تھا کہ کوئی نیکلس کسی کی گردن میں اتنا کیسے جچ سکتا ہے!

بیوٹیفل"داریہ کو تو اس کی نثار ہوتی نگاہوں سے ہی اس کی پسندیدگی کا پتہ چل گیا۔"

یزدان نے اس کی جھکی نظروں کو دیکھ دل سے مسکرایا۔اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔

آج شام میں جلدی آؤں گا تیار رہیے گا۔ڈاکٹر کے پاس جانا ہے "نرم سی دونوں ہاتھ " اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیے حدت پہنچائے داریہ کی محویت کے سنگ تکتی آنکھوں میں جھانکے کہہ رہا تھا۔وہ سر ہلا گئی۔

یزدان کچھ دیر اس کا خوبصورت پر نور چہرہ دیکھتا رہا اور آج ماتھے پر مانگ کے قریب پہنچائی شدت اتنی پیاری تھی کہ داریہ سکون سے پلکیں جھکا گئی۔

وہ لمحہ داریہ کا دل اس طرح دھڑکا دیا کہ لگا کے سانس لینا بھی مشکل ہے۔دنیا جہان کی خوشیاں اسے ان پر سکون باہوں میں محسوس ہوا۔دنیا جہان کا سکھ اس شخص کے پاس ملا۔

آئی لو یو "ہلکی سی سرگوشی داریہ کی جانب سے کی گئی تو وہ گہرا مسکرایا۔"

آپ سے محبت عبادت ہے داریہ "بے پناہ محبت سونپتا وہ داریہ کے گرد حصار مضبوط " کر دیا تو وہ بھی بھینا سا مسکرائی۔

صائم صبح ناشتے کی ٹیبل پر آیا سب کے ساتھ ساتھ وانیہ بھی موجود تھی۔یزدان آفس کے لیے نکل چکا تھا۔اور آغا جان بھی اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ زمینوں کے کچھ معاملات دیکھنے چل دئے۔وانیہ کو دیکھ کر ہمیشہ ہی اس کے چہرے ہر ہنسی آجاتی تھی۔

یہ چڑیل ابھی تک گئی نہیں۔۔"وہ بڑے مزے سے کہتا ہوا بیٹھ چکا تھا۔سب ہنس دیے۔

جی بالکل کیوں کہ یہ چڑیل آپ کے ساتھ چمٹ چکی ہے۔اتنی جلدی پیچھا نہیں چھوڑے گی"۔وہ پوری حاضر دماغی سے بریڈ پر مکھن لگاتے ہوئے بولی۔

ویسے مجھے لگتا ہے مما۔۔۔وانی کی شادی کر دینی چاہیے۔۔۔"اصفہان نے وانی کے بال کھینچتے شرارت سے کہا تو جہاں وانی میڈم کی آنکھیں ہوتی طرح کھل گئیں۔وہیں صائم کو بھی زور کا اچھو لگا۔

لیکن بھیا ابھی کیوں۔۔۔؟"اس کی رونی شکل دیکھ سب نے بامشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

ہاں تو کیوں کیا ہوا۔۔۔جلدی سے تمہیں رخصت کر دیتے ہوں۔۔۔کیوں"

مما۔۔۔!"اصفہان ابھی بھی چہرے پر سنجیدگی سجائے کہہ رہا تھا۔اور وانی یونقوں کی طرح سب کو دیکھ رہی تھی۔صائم وانی کے تاثرات جانچ رہا تھا۔

لیکن میں تو ابھی چھوٹی ہوں ناں۔۔۔"اس نے روہانسے ہوتے پھر سے عائشہ بیگم کے ساتھ چپکتے کہا۔

اور ویسے بھی ماہوش کی شادی پہلے ہونی ہے۔۔۔یونو وہ مجھ سے بڑی ہے۔۔۔"اس بے اپنے دماغ کے گھوڑے دوڑاتے جھٹ سے جواب پیش کیا تو ماہ وش اس نے اچانک حملے پر بوکھلا گئی۔۔سب کی موجودگی میں اس کی بات پر اس کا دل کیا اس کا سر پھوڑ دے۔۔اس نے دانت پیستے اسے دیکھا جواب اصفہان کو دانت دکھا رہی تھی۔۔ماہوش کو فل اگنور مارے۔

ہاں بس اللہ میرے سب بچوں کے نصیب اچھے کرے۔۔"عائشہ بیگم نے سب بچوں" کی نظر اتارتے کیا تو سب نے آمین کہا۔

ویسے صائمہ ہمیں اب سوچنا چاہیئے ماہوش کا۔۔۔ماشاللہ شادی کی عمر ہو گئی ہے اس" کی۔۔۔"انہوں نے محبت پاش نظروں سے ماہ وش کو دیکھتے کہا تو ماہ وش نے سر جھکا دیا۔انہوں نے صائم کو دانستہ اگنور کیا کیوں کی اگر اس کی بات چلتی تو وانی میڈم کی بھی چلتی جو وہ اس وقت افورڈ نہیں کر سکتی تھیں۔

بھیا ناشتہ لگاؤں آپ کا؟"ماہوش نے بات بدلنے کی خاطر صائم سے پوچھا۔تو سب نے" اس کی اڑی رنگت دیکھ قہقہ لگایا۔وہ خجل سی ہو گئی۔

ہاں بس ایک کپ چائے"اس نے نرمی سے جواب دیا۔"

کیوں ڈاٹینگ شائٹنگ چل رہی ہے کیا آپ کی۔۔!"وانی کہاں سنجیدہ رہنے دیتی تھی۔"

جھلی۔۔۔"وہ ہنس کر چائے پینے لگا تو وہ بھی مسکرا دی۔"

ارے صائم بیٹا ایک بات کرنی تھی۔۔دراصل زرین اور آپا آرہی ہیں لندن سے۔اس کی پڑھائی ختم ہو گئی ہے تو اس لیے وہ واپس آرہی ہے۔۔آج شام کو پہنچ جائیں گی۔جا کر انہیں پک کر لینا۔"عائشہ بیگم کی بات پہ سب کو خوشگوار حیرت ہوئی۔سب کے چہروں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔زرین عائشہ بیگم کی بہن کی بیٹی تھیں۔اس کے والد کی وفات ہو گئی تھی اس لیے وہ دونوں ماں بیٹی وہیں پہ رہ رہی تھیں۔دراصل زرین خود ہی پاکستان نہیں آنا چاہتی تھی۔شروع سے ہی وہ پردیس میں رہی تھی۔وہاں پر اس نے میڈیکل کی تعلیم حاصل کی اب جب اس کی تعلیم مکمل ہو چکی تھی تو اس لیے اب وہ پاکستان میں اپنی جاب کو ٹینیو کرنا چاہتی تھی۔اس کی ماں زہرہ بیگم بھی اسے فورس کرتی رہیں تھیں پاکستان واپس جانے کے لیے لیکن اس نے منع کر دیا تھا۔یہ نہیں تھا۔اسے پاکستان سے انس نہیں تھا۔۔پردیس میں ہونے کے بوجود بھی وہ پاکستان سے محبت کرتی تھی۔لیکن لندن کو بھی وہ کسی حال میں چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔۔وہاں پر اس کی بچپن کی یادیں تھیں۔اس کے باپ کی یادیں۔۔لیکن اب اپنی ماں کے اکیلے پن اور اداسی کو دور کرنے کے کیے اسے یہ فیصلہ لینا تھا۔وہ اکلوتی اولاد تھی اس لیے شروع سے ہی ہر زمہ داری اس نے خود کے زمے لی ہوئی تھی۔۔بچپن میں وہ کئی بار اپنے بابا کے ساتھ پاکستان

آچکی تھی۔ یہاں پر سب بہت اچھا لگتا تھا اسے۔۔۔ سب اپنوں کے بیچ۔۔۔ لیکن سات سال پہلے وقار صاحب کی اچانک وفات کے بعد اس نے پاکستان کو بھی خیر باد کہہ دیا۔ اپنے بابا کی اچانک وفات نے اسے توڑ کر رکھ دیا۔ اکلوتی اور لاڈلی ہونے کے باوجود وہ بہت سمجھدار بچی تھی۔۔۔ کم گو اور سادی سی زرین سب کو پسند تھی۔ یزدان اور باقی سب لوگ بھی اکثر ان سے ملنے جاتے رہتے تھے لیکن وہ کبھی پاکستان نہیں آئی۔ سب ہی اس کی کمی محسوس کرتے تھے اب اس کی آمد کا سن کو سب کے چہروں پر اطمینان اور سکون کی لہر دوڑ گئی۔

"واو۔۔۔ مما۔۔۔ زری آپی۔۔۔ یاہو۔۔۔ ایم سو ہیپی۔۔۔۔۔ میں بھی جاؤں گی ان کو ریسیو کرنے۔۔ پلیز مما۔۔۔۔ پلیز لالا۔۔۔" اور وانی میڈم تو جھٹ سے چیئر سے اٹھتے ناچتے کودتے عائشہ بیگم کو پھر سے دبوچ چکی تھی۔ سب ہی اس کی حرکت پہ ہنس دئے۔

"ہاں میرا بچہ۔۔۔ چلی جانا تم بھی۔۔۔ صائم اس کو بھی لیتے جانا۔۔۔" عائشہ بیگم اس کے بال سنوارتی صائمہ بیگم کے ساتھ چل دیں۔ اور وانہ میڈم تو اب ماہوش کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھی اب انہیں زرین کے استقبال کی تیاریاں کرنی تھیں۔ اس لیے کھسر پھسر کرتیں ایک دوسرے کرے ساتھ چل دیں۔

فجر کی نماز ادا کیے وہ حجاب کے سٹائل میں لپٹی چادر اتارتی بالکونی میں نکل آئی۔اس دن کے بعد سے اصفہان کا میسج یا کوئی کال نہیں آئی تھی۔۔۔ناجانے اب وہ کیا کرنے والا تھا۔اس کا دل انجانے خدشوں میں گھرا تھا۔اب اس نے یونی جانا بھی سٹارٹ کر دیا تھا اور اتفاقاً اسی یونی میں ایڈمیشن ہوا تھا جس میں اصفہان تھا۔ژالے کے لیے گھر میں نینی کا بندوبست کر دیا گیا تھا۔۔جو صبح سے لے کر دوپہر تک اس کی دیکھ بھال کرتی تھی۔

"سمجھ نہیں آتا کیسے اس بد دماغ سے پیچھا چھڑاؤں جو جونک کی طرح چمٹ کے رہ گیا ہے۔میں کبھی اس سے محبت نہیں کر سکتی۔۔۔"سبز جھیلوں میں اک ان کہی سی یاس تھی۔جسے وہ کہ نہ سکتی تھی۔۔پہلے تو اس کی محبت کو کچی عمر کا خمار سمجھ کر چھوڑ دیا تھا لیکن اس کی ثابت قدمی نے اب اسے ڈرا کر رکھ دیا تھا۔۔اس کے دن بہ دن ہوتے الفاظ اور رویہ اسے الجھا کر رکھ گیا تھا۔۔کیسے اگنور کر سکتی تھی بار بار اسے۔۔۔وہ سمجھتی تھی کہ محبت انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔۔ایک عرصے سے اصفہان سکندر اس پر اپنی بے مول محبت نچھاور کرتا آرہا تھا۔۔لیکن اب اسے کوئی آخری فیصلہ لینا تھا۔اپنے لیے۔۔اصفہان کے لیے۔محبوب ظالم نہ ہو تو اسے محبوب کون کہے۔وہ ایک ضدی لڑکی تھی ضد بھی وہ جو فوراً آگ کی طرح۔لیکن نہیں

جانتی تھی کہ محبت تو آسمانی شے ہے جو مرضی سے نازل ہوتی ہے اور اپنی مرضی سے نجات دیتی ہے۔

سنو مجھے اپنے بیسٹو سے ملنا ہے"۔۔وانیہ اور ماہوش یونی سے واپسی پر صائم کے آفس" پہنچ چکی تھیں۔ سیکرٹری انہیں جانتی تھیں۔

مس وانیہ سر میٹنگ میں ہیں۔۔۔آپ بیٹھیں کیا لیں گی۔؟"سیکرٹری نے رکھائی سے" مسکراتے جواب دیا۔

دیکھا صائم لالا بزی ہیں۔تجھے کہا بھی تھا پر تو سنتی ہی کب ہے۔"ماہوش نے آہستی سے" اس کے کان میں سرگوشی کرتے اپنی آنکھیں پھیلائے اسے گھورا۔

اپ ان کو بتائیں وانیہ سکندر آئی ہے۔۔۔وہ میرے لیے میٹنگ بھی چھوڑ دیں گے"وہ بھی سٹائل سے اتراتے ہوئے کیا کمال کا یقین لیے بولی۔

وہ تو ٹھیک ہی لیکن میم۔۔۔سر نے کسی کو بھی اندر آنے سے منع کیا تھا"وہ سمجھانے" والے انداز میں بولی۔

آپ پوچھیں ان سے "اس نے بے نیازی سے کہا۔۔جب کہ سیکرٹری استہزائیہ ہنسی۔"
کیوں کہ صائم میٹنگ میں کسی کی بھی مداخلت برداشت نہیں کرتا تھا۔
جی میم۔۔۔"دل ہی دل میں اس کا مزاق اڑانے کا منصوبہ بناتے اس نے فون کان سے "
لگایا۔
سر وہ مس وانیہ آئی ہیں۔۔۔"اس نے وانیہ کی طرف دیکھتے کہا۔ناجانے آگے سے کیا"
کہا گیا کہ اس کا رنگ پھیکا پڑا۔
جی سر۔"اس نے بے دلی سے فون رکھا۔تو وانی اور ماہ وش کو اس کی شکل دیکھ ہنسی"
آئی۔وہ جانتی تھیں کہ صائم نے کیا کہا ہونا ہے۔
میم سر آپ کو آفس میں بلا رہے ہیں۔"اس نے مودب لہجے میں کیا تو وانی بھی گردن"
اکڑاتی اسے جتاتی نظروں سے دیکھتی ماہوش کے ساتھ آفس کی طرف بڑھ گئی
جب کہ سیکرٹری اس کی پشت دیکھتی دانت پیس کر رہ گئی۔
وہ دونوں آفس میں انٹر ہوئیں تو سب کلائنٹ جا چکے تھے۔ہاں صائم درانی کے لیے وہ
امپورٹنٹ تھی کہ وہ اس کے لیے میٹنگ کینسل کر دیتا۔

بیسٹو آپ کو نہیں پتا کہ ہمیں زری آپی کو پک کرنے جانا تھا۔"وہ بڑے مزے سے"
کہتی ہوئی صوفے پر بیٹھ چکی تھی اور ماہوش کو بھی کھینچ کر اپنے ساتھ بٹھا لیا تھا۔
پروانی ان کی فلائیٹ کا ٹائم تو 5 بجے ہے اور ابھی تو صرف 3 بجے ہیں۔"اس نے حیرت"
سے پہلے گھڑی کی جانب دیکھا اس کی طرف۔
ہاں تو کیا ہوا۔تب تک آپ جلدی سے میرے اور ماہوش کے لیے آئسکریم منگوا"
دیں۔"اس نے بے نیازی سے کہا تو صائم نے مسکراہٹ دباتے فرمانبرداری سے سر ہلایا۔اور
فون اٹھا کر آئسکریم کا کہا۔
ویسے آپ کو پتا ہے وہ آپ کی سیکرٹری مجھے بالکل اچھی نہیں لگتی۔۔۔میک اپ کی دکان"
ہے پوری اور تو اور مجھے آپ سے ملنے سے بھی روک رہی تھی۔۔۔"اس نے ناک چڑھاتے منہ
بنا کر بتایا۔
بری بات وانی ایسے نہیں کہتے۔۔"اس نے اسے آنکھیں دکھاتے سمجھایا۔"
ہاااااا۔۔۔آپ کو چاہیے کہ آپ اس کی کلاس لیں۔۔۔آپ تو الٹا مجھے آنکھیں دکھا"
رہے۔۔۔"اس نے صدمے کی کیفیت میں جواب دیا۔۔ماہوش خاموشی سے دونوں کو دیکھ
رہی تھی۔

پاگل میں تو تمہیں سمجھا رہا ہوں۔۔"اس نے نرمی سے صوفے پر بیٹھتے جواب دیا۔"

بس بس۔۔خوب سمجھتی ہوں۔۔آپ کو میرا آنا اچھا ہی نہیں لگا۔۔اسی لیے ایسا کہ "

رہے۔۔ٹھیک ہے جا رہی ہوں میں۔۔چلو وش۔۔"اسکے بیٹھتے ہی وہ خفا سی اٹھ کھڑی

ہوئی۔اصل میں تو وہ اتنی خوبصورت سیکرٹری کو اس کے آفس میں دیکھ جیلس ہو رہی تھی اوپر

سے صائم کی حمایت صائم بوکھلا گیا۔۔ماہوش نے ہنسی دبائی۔

کھڑے ہوتے بازو سے پکڑتے اس کو روکا۔۔

اچھا بابا۔۔۔آئی ایم سوری۔۔ڈانٹوں گا اسے۔۔۔تم ناراض مت ہو۔۔"اس نے "

صفائی پیش کی۔

نہیں۔"وہ ہنوز خفا تھی۔صائم نے بیچارگی سے ماہوش کی جانب دیکھا۔گویا کہہ رہا ہو"

دیکھ لو اپنی آفت کو۔۔ماہوش نے کندھے اچکا دیئے۔

اچھا دیکھو سوری۔۔میں اپنی باتیں واپس لیتا ہوں۔"وہ اسے منہ پھلائے بازو سے "

پکڑے کہہ رہا تھا۔

ہمممم۔۔۔"وہ کہاں اتنی جلدی ماننے والی تھی۔"

کان پکڑیں۔۔۔"اس کی بات پی جہاں ماہوش کی ہنسی نکلی وہیں صائم نے بھی اس کا موڈ" بحال ہوتے دیکھ سکھ کا سانس بھرا۔

ماہوش کے "؟اس نے معصوم بنتے پوچھا۔ماہوش اپنے لالا کا وانی کے لیے پیار دیکھ خوش" تھی۔

اپنے "وہ مصنوعی غصہ چہرے پر سجا کر بولی۔"

لو میں ملک کا مشہور پراسیکیوٹر "صائم درانی "اپنے کان پکڑتا اچھا لگوں گا؟اس نے معصومیت سے آنکھیں پھیلائے کہا تو وانی اور وش دونوں ہنس دیں۔

چلیں معاف کیا۔۔۔آئندہ ایسا ہوا تو ناراض ہو جاؤں گی۔۔"اس نے وارن کرنا " ضروری سمجھا۔

نہیں ہو گا۔۔۔"صائم نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے کہا۔"

چلو بیٹھو آ کر۔۔آئسکریم بھی آتی ہو گی۔"آخر کار وہ مان گئی۔۔۔صائم اسے دیکھ کر گہرا" مسکرایا۔

دیکھیں مسٹر یزدان ابھی جو بات میں آپ سے کہنے جا رہی ہوں اطمینان سے سنیے گا۔""

داریہ اور یزدان اس وقت ڈاکٹر کے کلینک میں موجود تھے۔داریہ کا چیک اپ کرنے کے بعد ڈاکٹر نے ان کو اپنے آفس میں بلایا تھا۔۔ڈاکٹر کے چہرے پر پریشانی اور ان کی کہی بات یزدان کو سنجیدہ کر چکی تھی۔

وہ خاموش رہا۔۔ڈاکٹر نے ایک نظر اسے دیکھ کر اپنی بات جاری کی۔

"ائی ڈونٹ نو کہ آپ یہ بات جانتے ہیں یا نہیں۔لیکن آپ کی وائف کی پریگننسی میں شروع دن سے ہی کافی پیچیدگیاں تھیں۔اور ہم نے ان کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ یہ بے بی کنسیو نہیں کر سکتیں۔ کنسیو کرنا چاہتی تھیں۔۔ تھینکس ٹو اللہ کہ یہ سات ماہ بغیر کسی مشکل کے گزر گئے۔لیکن ان کی حالیہ رپورٹس کے مطابق کافی پیچیدگیاں نظر آ رہی ہیں۔۔۔کمزوری کی وجہ سے ابھی ان کی باڈی یہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔لیکن ماننا پڑے گا کہ یہ ایک باہمت لڑکی ہیں۔سوری ٹو سے لیکن ان کی نارمل ڈلیوری کے 60 فیصد چانسز ہیں۔۔یہ ہیں ان کی رپورٹس جن کے مطابق یا تو بے بی کی پری میچور ڈلیوری ہو سکتی ہے یا پھر ماں یا بچے میں سے کسی ایک کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔۔آپکو مینٹلی طور پہ پریپیئر ہونا ہوگا اور ان کو فیس کرنے کے لیے تیار رہنا ہو

گا۔۔انہوں نے یہ بات آپ کو بتانے سے منع کی تھی۔لیکن اب اس سٹیج پر ایک ڈاکٹر سے حیثیت سے یہ بات آپ کو بتانا مجھے اپنا فرض لگا۔"

ڈاکٹر نے رپورٹس اس کے حوالے کرتے سچ سے آگاہ کیا۔جب کہ وہ تو جنبش تک کا روادار نہ تھا۔۔دل و دماغ دھماکوں کی زد میں تھے اس نے ایک بے یقین نظر داریِ کو دیکھا جو اس کے پہلو سے لگی سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی۔ہاتھوں اور پیروں کی لرزش واضح تھی۔۔ گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔اس کا سنجیدہ چہرا اور بھینچے جبڑے داریہ کا دل ہولا رہا تھا۔کب چاہا تھا اس نے کہ اسطرح سے حقیقت سامنے آئے گی۔۔اس نے گردن موڑ کر یزدان کی سمت دیکھا جس کی گردن کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔چہرے کی سرخ رنگت اور ماتھے پر بل اسکے ضبط کی نشان دہی کر رہے تھے۔خوف سے اس کا دل کپکپا رہا تھا۔آنکھوں میں بے اختیار نمی امڈ آئی۔اور گالوں پہ بہ نکلی۔اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اسے پکارے اور بتائے کہ اسے اس کا بچہ عزیز تھا۔اس یزدان کی نشانی پیاری تھی۔۔وہ کیسے اسے مارنے کا سوچ سکتی تھی۔۔ایک ماں کیا یہ گوارا کرتی۔۔۔کیسے اپنی ممتا کا قتل کر دیتی۔نہیں وہ اتنی ظالم نہ تھی کہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی اولاد کا ختم کر دیتی۔اس نے شروع میں ہی ڈاکٹر کو کسی کو بھی کچھ بتانے سے منع کر دیا تھا۔۔ڈاکٹر کے کافی اثرار پر بھی وہ کسی کو کچھ بتانے پر راضی نہ ہوئی۔۔اس نے

سب اپنے رب پہ چھوڑ دیا تھا۔۔۔زندگی اور موت دینے والا تو وہ ہے۔وہ کیسے خود ہی اپنے ہاتھوں سے۔۔۔سوچ کر ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔اسے یزدان میر سکندر کی اولاد کو جنم دینا تھا۔تو کیا ہوا اگر داریہ نہ ہوئی اس کی اولاد تو تھی ناں۔اب یزدان کی خاموشی اور چہرے کی سختی سے اسے خوف آرہا تھا۔سارے راستے اس کا دل اسے ملامت کرتا رہا کہ کاش وہ یہ بات نہ چھپاتی۔اس کے آنسوؤں کو جانتے بوجھتے وہ اگنور کیے مکمل سنجیدگی سے گاڑی چلانے میں مصروف تھا۔

یزدان "اس نے ہمت کر کے کانپتی آواز میں اس کے بازو کو تھامتے اپنی طرف متوجہ" کرنا چاہا لیکن یزدان نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

وہ سسک اٹھی۔۔اس کی سسکیاں یزدان کو بھی تکلیف دے رہی تھیں لیکن وہ اسے معاف بھی نہیں کر سکتا تھا جس نے اس سے اتنی بڑی بات چھپائی اور ہر تکلیف خود سہتی رہی۔لیکن اب اس کی برداشت جواب دے گئی تھی۔

شش۔۔۔چپ ایک دم چپ۔۔۔خاموش ہو جائیں ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔"اس نے" انگلی اٹھائے اسے سخت لہجے میں وارن کیا تو وہ اس کی جانب ایک شکوہ کناں نظر ڈال اپنے سرخ گال رگڑے رخ پھیر گئی۔

گاڑی گھر کے پورچ میں رکی تو یزدان سنجیدہ چہرہ لیے باہر نکلا اور دوسری طرف آ کر اس کے لیے دروازہ کھولا اور اس کی جانب ہاتھ پھیلایا۔ وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ سرخ آنکھیں لیے اپنی شال سنبھالتی اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھے باہر آئی۔ یزدان نے اس کی جانب دیکھے بغیر اسے سہارا دیے چلنا شروع کیا اور اندر کی جانب بڑھا۔ کمرے کے اندر پہنچتے اس نے آرام سے بیڈ پہ بٹھایا اور خود سٹڈی روم میں گھس گیا۔ داریہ نے بے بسی سے اپنے لب کچلے اور سٹڈی روم کے دروازے پر نظریں جمائے نم آنکھیں لیے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی۔

رولنگ چیئر پہ آنکھیں بند کئے بیٹھا وہ اپنی کنپٹی میں ہلکا درد اٹھتا محسوس کر رہا تھا۔ دل ہر چیز کو تہس نہس کرنے کو چاہ رہا تھا۔ گردن کی رگیں پھٹنے کے قریب تھیں۔ لیکن بمشکل خود پہ قابو کیے وہ اپنے دونوں ہاتھ کو کرسی کے بازوؤں پہ رکھے بے حد غضبناک حالت میں تھا۔ وجود ،دل، دماغ، آنکھیں، لہو سب ہی سلگ رہا تھا۔۔۔ دونوں ہاتھوں میں سر تھامے وہ چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا اور سر درد کی ٹیبلیٹ نکال ایک ہی سانس میں پورا گلاس اپنے حلق میں اتارتا بمشکل لڑکھڑاتا صوفے پر گرا۔ اسکی آنکھیں بند تھیں۔ اور دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو جکڑ رکھا

تھا۔(مسٹر یزدان آپ کی وائف اور بچے میں سے ایک کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے) بار بار ڈاکٹر کی باتیں اس دماغ میں گھوم رہیں۔اس کا سر پھٹ رہا تھا۔کیوں کیا داریہ نے ایسا۔۔وہ پوچھنا چاہتا تھا اس سے۔۔

داریہ کی حرکت سب سے زیادہ دکھ بنی۔اندر وہ تکلیف میں سسک رہی تھی اور ادھر یہ تکلیف میں تھا۔ایک ہاتھ سے سر تھامے وہ کمر سیدھی کیے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیبلیٹ نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا تھا۔آنکھیں کھلیں تو ان میں ضبط کی گئی اذیت نے سرخی بھر دی تھی۔

"

یہ محبت نامی شے تجھے راس نہیں آتی یزدان سکندر۔۔۔ایک بار پھر سے اپنی محبت کو کھو "نہیں سکتا۔۔۔۔یہ۔

یااللہ یہ کیسا امتحان ہے اب۔۔وہ لڑکی اتنی محبت کرتی ہے کہ اپنی جان کی پرواہ نہیں کر " رہی۔۔مجھے خوف آتا ہے میرے خدا۔۔میں ایک اچھا شوہر نہیں بن سکا۔اسے کچھ مت کیجئے گا ۔۔"سر اٹھائے بے بسی کی انتہا لیے وہ اس مالک دو جہاں سے ہم کلام تھا۔

۔۔مجھے اس اذیت سے نجات دیں۔ نہیں اللہ اب اور امتحان نہیں۔۔یہ امتحان میری سکت سے بڑا ہے۔۔مجھے اس امتحان سے بچا لیں۔میں اس بوجھ سے مر جاؤں گا۔۔"آج وہ تکلیف کے دہانے پر آ پہنچا تھا۔اس کی اداسی نے تو آسمان کو بھی افسردہ کر دیا تھا۔۔لیکن نہیں اسے سنبھالنا تھا اپنے آپ کو۔دار یہ کو!۔اس کا خیال آتے ہی وہ سیدھا ہوا اور گھڑی پہ ٹائم دیکھا جہاں رات کا 1 بج رہا تھا۔مطلب وہ تین گھنٹے سے ہی بند تھا۔۔ہونٹ بھینچتا وہ جلدی سے اٹھا اور سٹڈی روم سے باہر نکلا۔۔کمرے میں آتے ہی نظر سیدھی اس پر پڑی جو بیڈ کاؤن سے ٹیک لگائے بغیر کمبل کے ابھی تک آنکھیں بند کیے رو وہی تھی۔خود کو ملامت کرتا وہ اس کے جانب بڑھا۔اور کمفرٹر اٹھا کر اسے اوڑھایا۔وہ جو اپنے اوپر کمبل کو محسوس کرتے اپنی آنکھیں کھول چکی تھی اور دیکھا جہاں وہ اس کے اوپر کمبل ٹھیک کر رہا تھا۔

یزدان۔۔۔میری بات سنیں۔۔۔پیپ۔۔۔پلیز"اسے لگا کہ وہ ابھی بھی اس سے بات نہیں کرے گا اس لیے اٹھ کر بیٹھتی اس کے قریب آتے ہی اس کی بازو جکڑے کانپتی لرزتی آواز میں اسے روکا۔اس کا دل جس تکلیف میں تھا وہ صرف یزدان کی بدولت ہی ٹھیک ہو سکتا تھا۔۔لیکن وہ پھر سے مڑا اور سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اور ٹیبلیٹس اٹھا کر لایا۔بیڈ کے

قریب آتے ہی اس نے میڈیسن داریہ کی جانب کیں جانتا تھا کہ اس نے نہیں لی ہوں گی داریہ نے خاموشی سے اس کے ہاتھ سے ٹیبلیٹ پکڑی اور منہ میں ڈالی۔۔یزدان نے پانی کا گلاس اس کے منہ سے لگایا۔دوائی کھلانے کے بعد اس نے اسے لٹایا اور اس پر کمفرٹر درست کرتے جیسے ہی وہ مڑا تو اسے پکارا۔

"

یزدان۔۔پلیز ایسے مت کریں۔۔خاموش مت رہیں۔۔۔مجھ سے بات کریں۔۔۔"اسے لگا کی وہ ایک بار پھر سے سٹڈی روم میں جا رہا ہے تو اس نے ایک بار پھر سے مدھم سی آواز میں کوشش کی اور چہرا ہاتھوں میں چھپائے رو پڑی۔۔۔یزدان خاموشی سے اس کو دیکھتا اپنی سائیڈ پر آیا۔تھوڑی دیر بعد اس نے اپنے گرد بانہوں کا نرم حصار خود کے گرد محسوص کیا۔اور پھر اس نے یزدان کی انگلیوں کو اپنے بالوں کو سہلاتا محسوس کیا۔۔وہ شدت سے رو دی۔

شش۔۔۔۔بسس۔۔چپ۔"اس نے اس کی پیٹھ سہلاتے کہا تو داریہ کے رونا بند کر" کے اس کے کی جانب نظر اٹھا کر دیکھا جو آنکھیں بند کیے لیٹا تھا۔وہ جانتی تھی کہ وہ ٹھیک نہیں

میری جان مت نکالیں یزدان۔۔ایسے چپ مت رہیں۔۔ مجھ سے ناراض مت"
ہوں۔"اوپر ہوتی اس کے چہرے کو تھامے نم آنکھوں سے گزارش کی۔
جان تو آپ نے نکالی ہے داریہ۔"معا"بند آنکھوں سے اس کی گھمبیر تا سے کی گئی بات"
پر داریہ ایک پل کو چپ ہوئی۔اس کی آواز میں تکلیف محسوس کرتے وہ صدمے میں غرق ہو
چکی تھی۔داریہ کا دل بھی سہم گیا تھا۔تھا۔آنسو پھر سے گالوں پہ بہ نکلے جو یزدان کے چہرے پر
پہنچے۔۔داریہ نے روتے اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکایا۔
"مجھے معاف کر دیں یزدان
کس بات کی معافی۔۔؟؟۔ہاں بتائیں داریہ کس بات کی معافی۔اس بات کی کہ ہماری"
اولاد کا فیصلہ اکیلے آپ نے لیا اور ہمیں بتانا ضروری نہیں سمجھا۔۔؟؟یا اس بات کی معافی جب
جانتے بوجھتے آپ تکلیف برداشت کرتی رہیں۔۔؟؟اس بات کی معافی کہ آپ نے ہمیں
قابل اعتبار سمجھا ہی نہیں۔۔؟؟؟یا پھر اس بات کی معافی کہ جب ہمیں پتہ ہی نہیں کہ جب
ہم اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ جینے کے خواب سجا رہے ہیں وہاں ہمیں پتہ ہی نہیں کہ ہماری
بیوی یا ہمارا بچہ ہمارے ساتھ ہو گا کہ نہیں۔۔؟؟بہت غلط کیا آپ نے داریہ۔۔۔بہت

غلط "اس نے انگلی سے اس کا چہرہ اوپر کرتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے زخمی لہجے میں بولا۔

داریہ نے اس کا سامنا نہ کرتے بکھری ہوئی سی اس کے شانے میں چہرا چھپا دیا تھا۔

دل بھی اس نے دکھایا تھا اور اب رو کر اس کو بے جان کر رہی تھی۔

ہمم۔۔۔ ہمیں معاف کر دیں۔۔ لیکن ہم کسی قیمت پر اپنے بچے کو کھونا نہیں چاہتے" تھے۔۔ پلیز میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔"۔اس کی بات سن کر یزدان کے دل میں بھی ٹھیس اٹھی تھی۔

اور آپ کا کیا داریہ۔آپ کی زندگی کا کیا۔۔۔ کیا میں سکندر اپنی زندگی کے بغیر رہ لیتا" ۔اگر آپ کر کچھ ہوتا تو میرے سینے میں دھڑکتا دل بھی ساکت۔۔۔۔"اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی داریہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کے لبوں پہ رکھ دیا۔اور بھیگی شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

ہمم مرنا نہیں چاہتے یزدان۔ہم جینا چاہتے تھے ہیں آپ کے ساتھ۔۔اپنے بچے کے" ساتھ۔۔۔" پھوٹ پھوٹ کے روتے ہوئے اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھے وہاں زندگی کو محسوس کرتی ساک اٹھی۔

محبوب کی چاہت میں تو وہ آج موت سے لڑنے کے لیے تیار بیٹھی تھی۔۔

اس نے روتی ہوئی داریہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔
کچھ نہیں ہو گا آپ کو۔۔۔کچھ بھی نہیں۔آپ بہت مضبوط ہے۔۔۔نہ آپ کو کچھ ہو گا نہ ہمارے بچے کو۔۔ سمجھی آپ۔میں اپنی بیوی اور بچے کو کچھ نہیں ہونے دے گا۔۔ہمارا رب بہت مہربان ہے۔۔بس کچھ مت سوچیں آپ۔۔۔اپنا خیال رکھیں۔۔۔ٹھیک ہے؟؟" یزدان نے اس کے آنسوؤں کو صاف کرتے اپنی سرخ آنکھوں سے اس کی آنکھوں میں جھانک کر کہا تو

داریہ نے اثبات میں سر ہلایا

یزدان نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے پر سکون کرنا چاہا۔جلد ہی اس کی دھیمی دھیمی سانسوں سے اندازہ ہوا کہ وہ پر سکون نیند سو چکی ہے تو یزدان نے بھی اس کے گرد حصار ڈالے سونے کی کوشش کرنے لگا۔

جو کہ اسے پتہ تھا کی آج کی رات اس سے روٹھی ہوئی ہے۔

تم سوئے نہیں ابھی۔۔۔"صائم پانی پینے اٹھا تھا تو اصفہان لاؤنج میں صوفے پر نیم دراز "
سا تھا۔چہرے پر پائی۔الجھن اور سخت تاثرات صائم کو ٹھٹھکانے کی وجہ بنے تھے۔وہ پریشانی
سے اس کے پاس آتا پوچھنے لگا۔فل بلیک میں صائم کے بال الجھے ہوئے تھے۔جبکہ وہ وائٹ ٹی
شرٹ میں اور بلیک ٹاؤزر میں چہرے پر الجھن بھرے تاثرات لیے سیدھا ہوا۔
نیند نہیں آرہی۔۔"ہلکی سی اداسی تھی۔صائم بھی ساتھ ہی اس کے دیکھتا بیٹھ "
گیا۔نظرین اصفہان سکندر کے ساکت چہرے پر تھیں۔
کیا بات ہے میرے شہزادے۔۔۔آج چہرہ پہ کیوں بارہ بجے ہوئے ہیں۔کیا بات ہے "
؟؟یہ چہرے پر الجھن کیوں ہے؟"صائم نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر پوچھا تو وہ بھی سرد
آہ بھرے اب ٹانگیں لٹکائے بیٹھ گیا۔
کچھ نہیں بھائی بس۔۔۔بس تھک سا گیا ہوں۔"بات تو اس نے گہرائی کی کی تھی لیکن "
صائم نے پہلے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا پھر اس کے شانوں سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب
کیا۔
کہیں پیار ویار کا چکر تو نہیں "اس نے شرارت سے آنکھ ونک کر کے کہا جب کہ اصفہان "
تو سر جھٹک کہ رہ گیا۔

بھائی ایسی بات نہیں ہے۔"اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا لیکن صائم کی ذیرک" نگاہوں سے اس کی آنکھوں کی اداسی چھپی نہ رہ سکی تو وہ زیر لب مسکرایا۔

یہ۔لگتا تو ایسا ہے کہ جناب کسی کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبے ہوئے ہیں۔"اس" نے شرارت سے اسے ٹھوکہ مارتے ہوئے کہا تو اصفہان خاموش ہو گیا۔

کون ہے وہ"اس نے بغیر کسی لگی لپٹی کے پھر سے استفسار کیا۔تو اس نے بے ساختہ اس" کی جانب دیکھا تو صائم بھی بھینی سی ریشم سی مسکان میں لپٹا مسکرایا۔

ابھی نہیں بھائی۔۔کچھ سمجھ نہیں آتا کیا کروں۔۔۔بہت ذہنی دباؤ سا محسوس کر رہا" ہوں۔"اس نے صوفے کی پشت سے سر ٹکاتے ازیت بھرے لہجے میں کہا۔۔اصل میں تو وہ اتنی بڑی ریاضت سے تھک گیا تھا۔صائم جو خود محبت کی رگ رگ سے واقف تھا کیسے نہ پہچانتا اصفہان سکندر اسی وبا کا شکار ہو چکا ہے۔

معاملہ یک طرفہ لگتا ہے میرے بھائی۔۔کوئی بات نہیں شہزادے۔مجھے بتا۔تیرا یہ" بھائی تیری ہر ممکن مدد کرے گا۔"اس نے اس کے کندھے پر یا تھ رکھ کر کہا تو اصفہان نے اپنی بند آنکھیں کھولیں۔

نہیں بھائی۔یہ جنگ میری ہے۔۔مجھے خود ہی جیتنا ہے۔۔مجھے یقین ہے کہ اس عشق" کے کھیل میں جیت میرا مقدر ہو گی۔۔بس لگتا ہے کہ اس معاملے میں بڑی ٹھنڈی قسمت ہے میری۔" بے بسی عروج پر تھی۔اب کی بار صائم نے بھی ایک سرد آہ بھری۔

وہ کسی صورت بھی حور کے سامنے جھک نہیں سکتا تھا وہ حکمرانی سیکھتا اور کرتا آیا تھا۔

وہ کسی صورت اپنے معیار سے نیچے آنے کے لیے راضی نہ تھا۔

وہ اصفہان سکندر تھا۔۔۔وہ جنونی تھا۔اس کا جنون حور العین تھی۔

وہ جو چاہتا تھا پا بھی لیتا تھا۔اس معاملے میں وہ یزدان سکندر جیسا تھا تھوڑا انا پرست اور تھوڑا بد دماغ بھی

www.novelsclubb.com

ٹھیک ہے۔۔۔جیسی تمہاری مرضی۔۔۔لیکن پریشان مت ہو۔۔۔سب ٹھیک ہو گا۔۔" تمہارے چہرے پر ایسے بارہ بجے بلکل اچھے نہیں لگتے۔اب جاؤ جا کر سو جاؤ۔ایسے دیو داس مت بنو"۔ہلکی سی مسکان لیے ہلکے پھلکے لہجے میں کہتے اس کا شانہ تھپتھپاتے اٹھ گیا۔جبکہ اصفہان کے چہرے پر پھر سے تاریکی چھا گئی تھی۔

****

ہاں یزدان بتا کیسا ہے ؟"ہاف وائیٹ شرٹ اور نیوی بلیو پینٹ میں ازلان آفندی بالکل" الگ دکھائی دیتا گاڑی چلانے کے ساتھ ساتھ یزدان سے فون پر بھی مخاطب تھا۔ہلکی نفیس سی براؤن داڑھی اور سر کے بالوں کو ساحرانہ جمائے وہ اس وقت ایک جینٹل مین لک میں تھا۔ ۔دوسری سمت یزدان سکندر اپنے شاندار آفس میں بیٹھا سیگریٹ لبوں میں دبائے ریلیکس انداز میں اس سے مخاطب تھا۔

ہمم۔۔۔ٹھیک الحمداللہ !۔تو سنا۔۔کہاں ہے اس وقت ؟"اس نے نارمل انداز میں" مخاطب کر کے پوچھا جب کہ اب وہ اپنی کرسی سے کھڑا ہو کر گلاس وال کے سامنے کھڑا تھا جہاں سے سورج کی روشنی چھن چھن کر آفس کو منور کر رہی تھی۔چہرے پر مکمل سنجیدگی تھی

ہم ٹھیک۔۔۔ابھی تو ہاسپٹل جا رہا تھا۔۔۔کیوں کیا ہوا"معاا س کے لہجے سے محسوس" کر کے اس نے پوچھنا ضروری سمجھا۔

ہاں ابھی میرے آفس آؤ۔"اب کہ اس نے ٹیبل پر موجود پیپر ویٹ کو گھماتے ہوئے" حتمی لہجے میں کہا تو دوسری جانب ازلان کو بھی پریشانی نے آن گھیرا۔اس کی اس حد تک سنجیدہ آواز نے اسے بے چین کیا تھا۔

ہمم۔۔۔دس منٹ تک پہنچ رہا ہوں۔"جب اس کے دوست نے بول دیا تھا تو وجہ "
پوچھنے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔اس نے خدا حافظ کہتے فون سامنے ڈیش بورڈ پر رکھا اور پوری
توجہ ڈرائیونگ پہ رکھے اب وہ سامنے توجہ مرکوز کر چکا تھا۔کچھ دس منٹ کی لگاتار ڈرائیونگ
کے بعد وہ شاہ انڈسٹریز کی شاندار بلڈنگ میں داخل ہوا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد اس کے آفس
میں تھا۔آفس میں انٹر ہوتے ہی اس نے سامنے دیکھا جہاں وہ آفس میں موجود صوفے کی پشت
سے ٹیک لگائے کسی گہری سوچ میں غرق دیکھائی دیتا تھا کہ ازلان کے آفس میں آنے کا بھی
نوٹس نہ لیا۔پورے آفس میں سیگریٹ کی سمیل اور دھواں بھرا تھا ساتھ ہی ایش ٹرے میں کئی
آدھ جلے سیگریت کے ٹکڑے پڑے تھے۔سب سے پہلے ازلان نے کھڑکی کھولی اور پھر تشویش
سے اس کی جانب بڑھا۔

www.novelsclubb.com

کیا بات ہے یزدی! یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے تو نے اپنی۔۔۔کیا ہوا ہے؟اس نے "
پریشانی سے اس کے پاس جا کر بیٹھتے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا
کیا ہو گیا یار۔۔ایسے مت اداس ہو جانتا ہے ناں میری جان پہ بن آتی ہے ہوا کیا ہے تجھے "
۔۔ایسا نے حال تو کبھی نہیں دیکھا یزدان اب کہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو کر بیٹھا اور دونوں
ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم آپس میں ملائے تھوڑا آگے جھک کر بیٹھا۔

ازلان بھی اب اس کے عین سامنے کرسی رکھ کر بیٹھا۔

"ازلان کیا ایسا کوئی راستہ نہیں کہ اس دل کا درد کم ہو جائے۔ یہ سینے میں لگی آگ کی تپش نے مجھے سرتاپا جھلسا کے رکھ دیا ہے۔ مجھ میں وحشت ہے مگر زندگی نہیں ہے احساسات بلکل برف ہو گئے ہیں عجیب سی کیفیت میں مبتلا ہوں "

"کیا ہوا ہے یزدان۔۔۔بتائے گا کچھ ؟"ازلان نے اس کا مرجھایا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامے اب کی بار اس نے تھوڑا سخت لہجے میں محبت اور کڑے تیوتوں سے استفسار کیا۔

"کچھ نہیں۔۔۔تو یہ بتا کہ انسپکٹر فراز کا کچھ پتہ چلا؟اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے خود کو نارمل کرتے بات بدلی۔واقعی اس شخص کے کئی روپ تھے۔جب کی ازلان نے اب باقاعدہ منہ لٹکائے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ہمم۔۔۔چھپا ہوا ہے گھر میں ایک ہفتے سے۔کیا کرنا ہے اب اس کا؟؟"ازلان نے چہرے پر سخت تاثرات سجائے نفرت انگیز لہجے میں کہا۔جب کہ یزدان ایک ایک سرد آہ بھرے صوفے سے اٹھ چکا تھا۔ازلان نے ایک نظر اس کی پشت پر ڈالی آیا جاننا چاہتا ہو کہ یہ اب کیا کرنے والا ہے

www.novelsclubb.com

تو ٹھیک ہے۔اس انسپکٹر کا وقت ختم ہو چاہتا ہے۔۔جی لینے دے اسے کچھ دن اور۔اس" کے بعد صرف یزدان سکندر رہو گا دوبارہ کوئی بھی محافظ کے روپ میں چھپے بھیڑیے کسی معصوم کی جان لینے اور گناہگار کی پشت پناہی کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔" معا کمرے میں اس کی سرد آواز گونجی جس سے ایک پل کو ازلان بھی ٹھٹھک گیا۔وہ جانتا تھا کہ یزدان ٹھیک نہیں ہے کوئی ایسی بات ضرور ہے جس نے مینٹلی طور پر ڈسٹرب کیا ہے۔اسی لیے آہستہ سے اٹھ کو اس کی جانب آیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

جیسی تمہاری مرضی۔۔لیکن یہ یاد رکھنا کی وہ آخری مہرہ ہو گا پاشا تک پہنچنے کا۔جو کرنا" سوچ سمجھ کر کرنا۔"اس نے رسانیت سے نرم لہجے میں اس کی جانب دیکھ کر سمجھایا۔ یزدان نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

اچھا چل اب ریلیکس کر۔۔اس طرح کی سڑی ہوئی شکل نہ بنایا کر۔۔قسم سے زہر لگتا" ہے۔"ازلان نے اس کا موڈ بحال کرنے کی خاطر شرارت سے کہا تو یزدان بھی اس کی خاطر دھیما سا مسکرا دیا لیکن وہ مسکراہٹ بھی اپنی چھب دکھلا کر غائب ہو گئی۔ازلان تو منہ بنائے اس انوکھی مخلوق کو کچھ دے مارنا چاہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

کہیں بھابھی کو مس تو نہیں کر رہا تو" اس نے پھر سے چھیڑا تو اب کی بار اس کے چہرے پر" ناچاہتے ہوئے بھی پیاری سی مسکان آگئی تھی۔اس دشمن جان کا ذکر بھی اسے تروتازہ کر گیا تھا۔ازلان تو اب ہونقوں کی طرح اس کی شکل دیکھ کر رہا تھا۔۔لیکن پھر شرارتی مسکراہٹ لبوں میں دبائے اس کو ٹھوکا مارا۔

اوئے ہوئے۔۔۔کیا بات ہے جناب۔ویسے سچ میں یزدان مجھے خوشی ہوئی کی تو نے" وقت رہتے اس یک طرفی محبت کے دلدل سے خود کو نکال کے اپنے سارے جزبات اپنی شریک حیات کے نام کر دیئے۔یہ محبت بڑی مشکل سے ملتی ہے یزسان۔۔اس کی محبت کی قدر کرنا۔کہ اپنی تنہائی کا ہر خوف بتا اسے۔۔وہ تیرے اصل روپ کو جانے۔۔اور تیرے ہر درد کو اپنے اندر سمیٹ لے۔میں بہت خوش ہوں تیرے لیے میرے یار۔"۔اپنے ہاتھ یزد کے کندھوں پہ دھرے وہ اسے اچھا مشورہ دے رہا تھا۔۔اسے آج اپنے دوست ہر فخر محسوس ہوا تھا جو اس کے ہر رکھ ہر درد کو بن کہے سمجھتا تھا کیوں کی وہ خود بکھرا سا ازلان آفندی تھا۔اس نے نم آنکھوں سے مسکراتے اسے خود میں بھینچ لیا تھا۔تو ازلان اب کی بار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔لیکن یزدان کے وجود کی حرارت محسوس کر کے وہ کچھ فکر مند بھی ہوا تھا۔

یزدان تجھے تو تیز بخار ہے۔۔ایسا کر تو گھر جا۔۔آرام کر آج آفس میں ہوں۔۔میں "
سنبھال لوں گا"اس نے اس سے الگ ہو کر پریشانی سے کہا۔
ہمم۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔میں جاتا ہوں۔۔آج خان انڈسٹریز کے ساتھ امپورٹنٹ "
میٹنگ ہے تو سائٹ پہ جا کر اٹینڈ کر لیں۔"اس نے ایک ہاتھ سے اپنی پیشانی مسلتے اور
دوسرے سے اسکا شانہ تھپتھاتے ٹیبل سے اپنی چابیاں اٹھائیں۔اسے خود بھی آرام کی
ضرورت تھی۔۔ساری رات جاگنے کی وجہ سے اور کچھ اسے داریہ کی بھی فکر تھی۔۔صبح وہ اس
کے جاگنے سے پہلے ہی آفس سے نکل آیا تھا۔اب دل اس کو دیکھنے کو بے چین تھا۔
جاؤ۔۔میں دیکھ لوگا۔۔۔۔ٹیک کیئر۔۔"اس کی بات پہ وہ آنکھ دباتا اب جا کر اس کی "
کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا تھا۔۔یزدان نفی میں سر ہلاتا وہاں سے نکلا۔ازلان ایک
سرد آہ بھرے اپنے دوست کی خوشیوں کی دعا مانگ کے ٹیک لگا چکا تھا۔

★★★★★★★★

صبح ناشتے کے بعد ماہوش دودھ کا گلاس اور ساتھ سینڈوچ بنائے داریہ کے کمرے میں آئی
کیوں کہ صبح ناشتے پر بھی وہ نہیں آئی تھی۔۔کمزوری اور زہنی دباؤ کی وجہ سے وہ سکون آور

دوائیاں لے کر سو رہی تھی یزدان نے کسی کو بھی اسے جگانے سے منع کر دیا تھا کی اسے ابھی آرام کی ضرورت ہے۔اس نے عائشہ بیگم کو خاص ہدایت بھی کی تھی کہ جب وہ اٹھے تو اسے دودھ کے ساتھ دوائیاں دی جائیں۔وہ اس کے کمرے میں آئیں تو داریہ بھی اسی وقت اٹھی سیدھی ہو کر بیٹھی مسکرائی تھی۔

یزدان کے جلدی چلے جانے کی وجہ سے گرے آنکھوں میں ہلکی سی اداسی بھی تھی۔اپنی درد کرتی آنکھوں میں ہلکی سی چاشنی بھرے وہ عائشہ بیگم کو دیکھ رہی تھی جو اب فکر مندی سے اس کا چہرہ تھام کر اس کی نظر اتار رہی تھیں۔

"اب کیسا ہے میرا بچہ۔۔رات بھی تم نے کھانا نہیں کھایا۔اٹھو فریش ہو جاؤ۔میں ناشتہ بھجواتی ہوں۔"انہوں نے محبت سے اس کی پیشانی چومی۔

"آپ بہت اچھی ہیں مما۔۔میں بہت لکی ہوں کہ مجھے آپ جیسی مما ملی اور یزدان جیسے شوہر۔"عائشہ بیگم نے داریہ کو کبھی فیل ہی نہیں کروایا تھا کی وہ اس کی پھپھو یا ساس ہیں۔وہ ان کے سینے سے لگی ان کو بھی بہت عزیز لگی تھی۔آخر ان کے چاند کی بیوی جو تھی۔

قربان جاؤں۔۔خود کا خیال رکھا کرو۔۔دیکھو کیسے چہرہ مرجھا گیا ہے۔آنے دو یزدان کو" خبر لیتی ہوں اس کی کہ میری بیٹی کا خیال کیوں نہیں رکھتا۔۔کان کھینچوں گی اس کے۔"وہ نفی میں سر ہلائے مسکان لیے تھی۔

نہیں مما۔۔۔ان کو کچھ مت کہیے گا۔۔وہ بہت خیال رکھتے ہیں۔۔وہ بہت اچھے ہیں""" اس نے جلدی جلدی صفائی دی آیا کہ وہ سچ میں یزدان کی کلاس لینے لگی ہوں۔لیکن جب عائشہ بیگم کی خود پر شرارت بھری نظریں دیکھیں تو جھینپ گئی۔

خدا خوش رکھے میرے بچوں کو۔اٹھو میں ماہوش کو بھیجتی ہوں"۔اب کی بار وہ اسے" ہدایت دیتی کمرے سے نکل گئیں۔

ماہوش نے دروازے پر دستک دی تو تو داریہ جو واشروم سے نکل رہی تھی اسے دیکھ کر مسکرائی اور اندر آنے کی اجازت دی۔

ماہوش چلتے ہوئے اندر آئی اور دودھ کا گلاس سائیڈ ٹیبل ہر رکھ کر داریہ کے پاس آئی۔

اسلام علیکم بھابھی۔۔۔کیسی ہیں آپ۔"وہ اس کے پاس جا کر پیار سے اس کے گلے لگے" مسکراتی آواز میں گویا ہوئی۔

الحمداللہ میں ٹھیک ہوں تم بتاؤ کیسی ہو۔۔ پیپرز کیسے ہو رہے ہے "ماہوش کے فائنل سمسٹر" کے ایگزامز شروع تھے تو وہ آج گھر پر تھی۔

اچھے ہو رہے ہیں بھابھی۔ "اس نے دھیمی سی آواز میں کہتے آرام سے داریہ کو سہارا" دے کر چلتی ہوئی بیڈ کی جانب آئی اور اسے بیڈ پر بٹھایا۔

چلو بہت اچھی بات ہے۔ تمہارے پیپرز ختم ہو جائیں تو تمہیں بیاہنے کا انتظام بھی کرتے" ہیں۔۔ کیوں کیا کہتی ہو "داریہ کی اتنی سی شرارت سے کہی گئی بات پہ بھی اس کے چہرے پر گلال اترا تھا۔

بھابھی آپ بھی ناں۔ "اس نے سرخ چہرے کے ساتھ جھینپتے داریہ سے کہا جو شرارتی" نظروں سے اسے دیکھتی مسکان دبائے ہوئے تھی۔

ویسے اگر کوئی پسند ہو تو بتاؤ "داریہ نے محبت سے اسے کریدا تو ماہوش کے چہرے پر اس" کی بات سے حیدر کا چہرا لہرایا۔ اس کے چہرے کے تاثرات پریشانی میں ڈھلے۔ پیپرز کی وجہ سے حیدر نے ماہوش سے کیا تھا۔ کی ایک بار پیپرز ہو جائیں اس کے بعد وہ آئے گا۔ لیکن یہ بھی کہا تھا کی پہلے تم اپنے گھر والوں میں سے کسی ایک کو اعتماد میں لے لو تاکہ کوئی مسئلہ نہ ہو بعد میں۔ حیدر کی یہ بات اسے بھی معقول لگی تھی۔ لیکن اتنے دنوں سے وہ اسی پریشانی میں مبتلا تھی کہ کس

www.novelsclubb.com

سے یہ بات کہے نا جانے گھر والوں کا کیا ریکشن ہو گا اس کی بات سے۔۔وانی کو وہ بتا نہیں سکتی تھی کیوں کی جانتی تھی کہ وہ پیٹ کی کچی فوراً سے اپنے بیسٹو یعنی صائم کو بتا دیتی جو وہ ابھی افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔لیکن اب داریہ کے پوچھنے کی وجہ سے وہ اسی کشمکش میں تھی کہ آیا اسے بتائے نہ بتائے۔جبکہ اس کے چہرے کی پریشانی اس کو غور سے دیکھتی داریہ کی آنکھوں سے مخفی نہیں رہ سکی۔

ماہوش؟؟؟؟اس نے پکارا۔

ہاا۔۔اہاں۔۔جی بھابھی۔۔۔"اس نے نظریں چراتے ہڑبڑاہٹ میں جواب دیا۔"

کون ہے وہ"اس نے تھوڑا سا مصنوعی شرارت لہجے میں پوچھا تو ماہوش کی آنکھوں میں"

نمی ابھری۔اس نے پلکیں جھپکاتے نمی کو پیچھے دھکیلا۔

ارے ارے۔۔میری جان۔۔کیا ہوا۔میں تو مزاق کر رہی تھی۔۔بتاؤ کون ہے"

۔بلا جھجھک بتا دو اپنی بھابھی کو۔"اسے روتے دیکھ تو داریہ بھی بوکھلا گئی۔اسی لیے اسے ساتھ لگاتے اس نے پیار سے پچکارتے پوچھا۔۔

بھ۔۔ بھی وہ۔۔یونی۔۔میں پڑھتا ہے میرے ساتھ۔۔حیدر نام ہے ان کا"

۔۔بہ۔۔بہت محبت کرتا ہے مجھ سے اور۔۔۔"اس نے داریہ کے ساتھ لگے اپنے گالوں سے آنسو پونچھتے اسے بتاتے بتاتے رک گئ۔

اور؟؟؟داریہ جو اسے غور سے سن رہی تھی اس کے چپ ہوتے ہی اس کا چہرہ اوپر اٹھا کر" پھر سے پوچھا جس کی نظریں جھکی ہوئیں تھیں۔

اور۔۔۔۔وہ شادی کرنا چاہتا ہے مجھ سے"اس نے انگلیاں مڑوڑتے جھجھکتے ہوئے" بتایا تو داریہ کو اس پہ ٹوٹ کر پیار آیا۔۔

اچھا۔۔۔تو کیا تم بھی محبت کرتی ہو اس سے"۔۔اب کی بار داریہ نے دوسرا سوال داغا تو" ماہوش کی پلکیں لرز اٹھیں اور شرمیلی سی مسکان لیے دھیمے سے سر اثبات میں ہلا گئ۔داریہ نے بھی ہنستے ہوئے اس خود سے لگایا۔۔

پتہ ہے بھابھی وہ بہت اچھے ہیں جب وہ سامنے آتے ہیں تو میرا دل عجیب انداز میں" دھڑکتا میرا دل چاہتا ہے وہ بولتے رہیں اور میں سامنے بیٹھ کر ہاتھ پر ٹھوڑی رکے انکو یک ٹک دیکھ کر سنتی چلی جاوں"ماہوش کا دل جس سچی اور خالص محبت سے جڑا تھا یہ داریہ کو بھی خوشی دے گیا تھا۔

ماہوش کے لیے حیدع سے بیسٹ تو کوئی تھا ہی نہیں، ماہوش کی خوشی ہمت جوش میں لپٹی یہ باتیں داریہ کو آسودہ مسکان دے رہی تھیں۔

" ماما کہتی ہیں کہ ہمیں کسی دوسرے سے امید تب تک نہیں باندھنی چاہیے جب تک ہمارا آپس میں گہرا اور سچا رشتہ نہ بنے۔ تمہیں بھی یہی کہوں گی کہ جب تک تم حیدر کی زندگی میں پورے حق سے شامل نہیں ہوتی تب تک!۔ میں یہ نہیں کہہ رہی کی اس پر یقین مت کرو ۔۔ میں جانتی ہوں اگر میری ماہوش نے اسے پسند کیا ہوگا تو کوئی بہترین ہی کیا ہوگا لیکن پھر بھی دھیان سے میری جان" ماہوش کی ٹھوڑی پکڑے اسکا چہرہ اٹھا کر اسے ایک بہترین ہدایت دی۔

بات تو سچ کہی تھی اس نے اور ماہوش پوری دل جمعی سے سر ہلا کر اس کی بات کی حمایت کر چکی تھی۔

" بھابھی وہ پیپرز کے بعد شادی کرنا چاہتا ہے۔ آپ پلیز بات کریں گی ناں یزدان لالا سے کہ وہ مما پاپا سے بات کریں۔" اس نے اس سے الگ ہوتے آس بھرے لہجے میں ڈرتے ہوئے اصل بات بتائی وہ جانتی تھی کہ اگر یزدان لالہ مان جائیں تو باقی گھر والوں کو بھی کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ اور یزدان کو منانے کا کام صرف داریہ ہی کر سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

فکر مت کرو چندا۔میں بات کروں گی ان سے۔۔۔پریشان نہیں ہو۔۔چلو اب ہنس کے " دکھاؤ شاباش "اس نے پیار سے اس کے بال سہلاتے کہا تو اب کی بار ماہوش بھی مسکرا دی۔اس کے بعد ماہوش نے اسے ناشتہ کرایا اور پھر پڑھنے کے لیے اپنے روم میں چلی گئی۔اس کے جانے کے بعد داریہ کی سوچوں کا محور پھر سے یزدان کی جانب گھومنے لگا۔کس طرح بات کرے گی وہ ماہوش کے لیے؟؟ناجانے اس کا کیسا ریکشن ہو گا؟؟لیکن جو بھی تھا اسے بات تو کرنی ہی تھی۔وہ تو خود کسی الجھے خیال کے سحر میں تھی۔

★★★★★★

کل چونکی زرین کی فلائیٹ ڈیلے ہو گئی تھی اس لیے وانیہ اور صائم اور ژالے کے ساتھ زرین اور زہرہ بیگم کو پک کرنے آئے تھے۔وانی فل بلیک فراک کے اور بلیک ہی ٹراؤزر پہ ہم رنگ دوپٹہ لیے۔، گھنگریالے بالوں کو کھلا چھوڑے اور گلاسز لگائے مفلر گلے میں ڈالے ہوئے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ساتھ ہی ژالے بھی بلیو ٹاپ اور جینز میں چشمہ لگائے کھلکھلاتی ہوئی آنے والوں کے استقبال کے لیے پھولوں کا گلدستہ پکڑے ننھی پری لگ رہی تھی۔صائم نے اسے گود میں اٹھایا ہوا تھا۔جبکہ صائم آج خود فلیٹ ہائی نیک اور اور جینز میں اپر پہنے کئی

لوگوں کا دل دھڑکانے کا باعث بن رہا تھا۔آنکھوں پہ سن گلاسز لگائے، بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے اپنے کسرتی وجود کے ساتھ وہ اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ اوروں سے بے نیاز بس "وانیہ سکندر" کو دیکھ اپنی آنکھوں کو سکون پہنچا رہا تھا۔

بیسٹو۔۔۔کہاں رہ گئیں آپی۔۔کافی لیٹ ہو گیا ہے" وانی نے منہ لٹکائے یہاں وہاں" نظریں گھماتے صائم سے استفسار کیا ابھی صائم اس کی متوجہ ہوتا اور جواب دیتا جب سامنے سے اسے خالہ اور زرین چلتے نظر آئے۔وانی نے بھی صائم کی نگاہوں کے زاویے پہ سامنے دیکھا۔

زرین آپی" وانی چیخ مارتی ہوئی بھاگ کر اس تک پہنچی تب تک وہ خود بھی ان کے قریب" آ چکے تھے۔وانی جلدی سے ان سے لپٹ گئی۔جبکہ زرین اس کے اس اچانک حملے سے سہم گئی۔

ارے ارے آرام سے لڑکی۔۔۔آج بھی گھوڑے پر سوار رہتی ہو۔۔۔" زہرہ بیگم نے" اس کے بچپن کا حوالہ دیتے ٹوکا تو وانی بھی شرمندہ سی اس سے الگ اور کھسیانی ہنسی ہنس دی۔جبکہ اس کی شکل دیکھ کر ژالے بھی کھلکھلا دی اور صائم نے بھی قہقہہ لگایا۔

ارے میری پیاری خالہ۔۔کیسی ہیں۔۔۔آپ تو آج تک جوان ہے۔ماشاللہ ماشاللہ نظر" نہ لگے۔میں واری جاؤں۔" اب وہ اپنا چشمہ اوپر کرتی شرارت سے دادیوں کی طرح نظر اتارتی

خالہ سے بھی لپٹ گئی۔ جبکہ زہرہ بیگم نے اس کے شوشے پر اس کے سر پہ چپیت لگائی۔ پھر اس کی پیشانی کو چوم کر اس سے الگ ہوئی۔

"کیسا ہے میرا صائم بچہ۔۔ماشاللہ کتنا بڑا ہو گیا ہے۔۔اللہ سلامے رکھے میرے شیر پتر کو" زہرہ بیگم تو فل پیار لٹاتی ہوئی اب کی بار صائم کے پاس آئیں تو صائم نے انہیں گلے سے لگایا۔ زرین سے بھی وہ مل چکا تھا۔

"ہائے زرین آپی آپ تو بہت پیاری ہو گئیں ہیں۔۔۔ہائے اللہ میری نظر ہی نہ لگ جائے" وانی نے زرین کے حسن کو دیکھتے اب کی بار اکسائٹڈ سی اس کے پاس آئی تو زرین ہلکا سا مسکا دی۔ باقی سب بھی ہنسے۔

لمبا مناسب قد، دمکتی ہوئی گلابی مائل رنگت، بھرے لمبے بال جن پر دوپٹا سلیقے سے لیا گیا تھا، خوبصورت نیلی بڑی بڑی آنکھیں، سرخ بھرے بھرے لب، چھوٹی سی ناک، اس کے حسین پٹھانی نقوش اسے اور خوبصورت بنا رہے تھے۔۔چونکہ اس کی والد کا تعلق پٹھان خاندان سے تھا اسی لیے اس میں بھی ہلکی پٹھانی جھلک پائی جاتی تھی۔ جو بھی اسے دیکھتا مسمرائز ہوتا۔

اچانک زرین نے ژالے کی جانب اشارہ کر کے "ارے یہ چھوٹی سے گڑیا کون ہے" محبت بھرے لہجے میں پوچھا جو خود سٹل جمی زرین کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔

زری تمیں ازلان یاد ہے یہ اس کی بیٹی ہے ژالے، ژالے ہیلو بولو آنٹی کو" صائم نے" کہتے ہوئے ژالے کو بولا۔

Hello, aunty...

اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو زری نے آگے بڑھ کر اسے اپنی گود میں لیا تو سب مسکرا دیئے۔ جبکہ ژالے بھی خوشی خوشی اس کی گود میں جا سمائی۔ زرین نے پیار سے اس کا گال چومے

۔

اپ بوت بیوٹیفل ہو۔۔ بلکل فیری جیسی۔۔۔"۔ ژالے نے اس کے گالوں کو اپنے ننھے" ہاتھوں سے چھوئے اس کے گالوں پہ بوسہ دیتے کہا تو زرین کو اس پہ بے حد پیار آیا۔

چلیں گاڑی میں بیٹھیں سب۔۔ باقی باتیں بعد میں۔۔" صائم نے سب کو کہا تو سب" گاڑی کی طرف بڑھے۔۔ سارا راستہ باتیں ہوتی رہیں۔ ژالے تو نا جانے کب سے زری کی گود میں بیٹھی راز و نیاز کی باتیں شئیر کر رہی تھی اس سے۔ کبھی خود کھلکھلاتی تو کبھی باقیوں کو ہنسنے پر مجبور کر دیتی۔ وہ چھوٹی سی جان تھی ہی اتنی پیاری کہ سب میں اس کی جان بستی تھی۔۔۔ اس طرح باتوں اور مسکراہٹوں میں سفر اچھا گزرا۔

★★★★★★★

یزدان کمرے میں داخل ہوا تو داریہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے بالوں کی چوٹی بنا رہی تھی۔اس نے آہستہ سے کمرے میں قدم رکھا تو داریہ نے آئینے میں اس کی جانب دیکھا اور اپنا ہاتھ روک گئی۔لمبے کالے بال پشت پہ بکھرے تھے۔یزدان کو لگتا تھا اتنے خوبصورت بال اس نے کبھی نہیں دیکھے ہوں گے۔وہ خود بھی یزدان کی نظریں بھانپتی تذبذب کا شکار کھڑی تھی۔

"آپ اس وقت یزدان۔۔۔خیریت!"اس نے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد خود ہی اسے مخاطب کیا البتہ پلٹی نہیں۔

یزدان نے جواب نہیں دیا۔داریہ نے اس کے جواب کا انتظار کیا لیکن اسے خاموش کھڑے دیکھ کر وہ بھی پریشان ہوئی۔اپنے جگہ سے آگے بڑھتے وہ اس کی جانب آیا وہ اس لڑکی کی بے مثال محبت کا حق ادا کرنا چاہتا تھا۔اس پر واجب بھی تھا۔ہاں یزدان سکندر پر واجب ہو گیا تھا کہ داریہ یزدان سکندر کی محبت کا حق ادا کرنا۔۔

وہ جانتی تھی کی وہ اس کے لیے بے حد فکر مند ہے لیکن اسے اس کی پریشانی مٹانی تھی۔

"آپ میرے لیے فکر مند نہ ہوں،۔جانتی ہوں آپکی تکلیف کو،آپکی بے چینی کو۔۔۔۔۔میں آپکے ساتھ ہوں اب آخری سانس تک۔۔۔دیکھیں آپ کی آنکھیں کتنی بجھی

ہوئی ہی۔میں بھی آپ کا سکون چاہتی ہوں" وہ اس کی فکر میں بولتی اتنی اچھی لگی وہ اسے چپ چاپ گلے لگائے اچھے سے موقع دے گیا تھا۔

اس کے وجود کو اپنی باہوں میں بھرے وہ ہر تقاضا چپ چاپ کرنے پر باضد تھا۔آج اس کا شوہر درد میں تھا تو وہ بھی پریشان تھی۔

کیوں مجھے نہیں بتایا۔۔ایک بار تو مجھے بتایا ہوتا""

یزدان کی زخم لگاتی سوالیہ بات پر داریہ اس کے وجود کے گنجل سے نکل کر روبرو ہوئی۔

کیوں کہ میں نے آپ سے محبت کی اور پا بھی لیا۔اس قدر خوش قسمتی پر بھی ناشکری" سے سوال کرتی تو خدشہ تھا کہ یہ انعام مجھ سے دور نہ ہو جاتا آپ جیسا مرد میرا محرم ہے۔یہ "میری زندگی کا سب سے بڑا شرف ہے۔

واقعی شفا ہیں آپ مکمل شفا" وہ مسکرایا داریہ کا دل بھی کھل اٹھا۔"

اب بتائیں آپ کی کیا خدمت کروں چلیں آئیں یہاں بیٹھیں میں میڈیسن دیتی ہوں" آپ کو اتنا بخار ہے آپ کو"۔

یزدان سکندر تو لاجواب تھا۔اتنی محبت تو وہ شاید اب تک نہ کر پایا جتنی اس نے کر لی تھی

داریہ اس کا ہاتھ پکڑے بیڈ تک لائی اور اسے وہاں بٹھایا اور میڈیسن نکال کر اس کو دی۔ یزدان نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر میڈیسن پھر اس کے ہاتھ سے ٹیبلیٹ لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔ داریہ تو حیران سی اس کو دیکھ رہی تھی ابھی وہ کچھ کہتی جب یزدان نے اس کا ہاتھ پکڑے بیڈ پہ بٹھایا اور خود سیدھا ہو کر لیٹتا اس کی گود میں سر رکھ دیا۔ داریہ حیران پریشان سی آج اس کو دیکھ رہی تھی۔ یزدان نے اس کے ٹھنڈے ہاتھ تھامے اپنی تپتی پیشانی سے لگائے تو وہ خوبصورت سا مسکرا دی۔

میری میڈیسن صرف آپ ہیں" پیشانی پر اس کی ہتھیلی کا نرم لمس اسے اس قدر سکون" پہنچا رہا تھا جس کو وہ بیان کرنے سے قاصر تھا۔ یزدان نے آہستہ سے اپنی آنکھیں بند کر دیں۔ داریہ کے چہرے پر ایک کبھی نہ ختم ہونے والی مسکراہٹ تھی جو اسے اور حسین بنا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

جب صائم اور باقی سب زرین لوگوں کو لے کر پہنچے تو سب لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے۔آغا جان، سکندر صاحب، داؤد صاحب، عائشہ بیگم، صائمہ بیگم اور ماہوش اس وقت شام کی چائے پی رہے تھے جب زرین لوگوں کو گھر میں داخل ہوتے دیکھا۔۔

سب سے پہلے عائشہ بیگم اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنی بہن کی جانب بڑھی۔اتنے سالوں بعد اپنی بہن کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"آپا" ان کے پاس جاتے وہ روتے ہوئے زہرہ بیگم سے ملیں تو زہرہ بیگم کی آنکھیں بھی نم ہوئیں۔دونوں بہنیں ایک دوسرے کو دیکھ کر برسوں کے آنسو بہا رہی تھیں۔

"ماما۔۔بس کریں۔۔چپ ہو جائیں۔آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔اس طرح سے ویلکم کریں گی اپنی بہن کا۔۔اور دیکھیں تو زرین بھی آئی سے اس سے تو ملیں نہیں آپ۔" صائم بھی بچپن سے عائشہ بیگم کو مما ہی بلاتا تھا جب کہ صائمہ بیگم کو امی کہا کرتا تھا۔۔۔عائشہ بیگم نے بھی تو اسے اپنے بچوں کی طرح پالا تھا۔جب ان سے پوچھا جاتا تو وہ ہمیشہ یہیں بتاتیں کی میرے تین تین بیٹے ہیں۔ان بھی صائم ان کو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکا تو انہیں ساتھ لگاتے دلاسہ دیتے ہوئے بولا۔عائشہ بیگم نے اس کی بات سن کر زرین کی جانب دیکھا جو سر پہ دپٹا جمائے شاید تھوڑی نروس نظر آ رہی تھی۔

زری میری بچی۔۔کیسی ہو تم "انہوں نے اس کے چہرے کو جابجا چومتے ہوئے سوال" کیا اور اسے خود میں بھینچ لیا۔سب ان کے ایسا کرنے پر اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکے۔

میں بالکل ٹھیک خالہ،آپ کیسی ہیں "اس نے۔ایک نظر باقی سب کو دیکھ کر عائشہ بیگم" کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔

میں بالکل ٹھیک میری بچی۔۔۔ارے آپا کھڑی کیوں ہیں آئیں نہ بیٹھیں۔"انہوں نے" ایک بار پھر زری کی پیشانی چوم کر زہرہ بیگم کو مخاطب کیا اور انہیں لے کر لے کر صوفے کی جانب آئیں۔

ژالے اس دوران اصفہان کے پاس تھی۔

آغا جان اور سکندر اور داؤد صاحب بھی ان سے ملے اور انہیں دعائیں۔۔وہ سب تو زرین کو دیکھ کے حیرت کے پاتال میں جا پہنچے تھے۔آغا جان نے اسے اپنے سینے سے لگائے اور اس پر پیسے وار کے دیئے تو زرین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔باپ کا شفقت بھرا لمس محسوس کرنے کو وہ ترس گئی تھی۔سکندر صاحب اور داؤد صاحب نے بھی اسے پیار کیا۔اتنے میں یزدان اور داریہ بھی وہاں آن پہنچے۔

زرین اٹھ کر یزدان سے مل اس کا سر تھپکا۔

کیسی ہو؟اس نے نرمی سے پوچھا تو زرین نے صرف سر ہلایا۔

کیسی ہیں بھابھی آپ، بہت بہت مبارک کو آپ کو"اس نے داریہ کو دیکھتے اس سے ملی"

اور مبارک دی۔وہ بھی گرم جوشی سے ملی اور مبارک وصول کی۔تو زری بھی مسکا دی سب اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔

ژالے اب اپنے یزدان چاچو کو دیکھتے اصفہان کی گود سے اتر کر آہستہ آہستہ چلتی یزدان کے پاس آئی۔ویزدان جو کہ داریہ کے ساتھ بیٹھا آغا جان سے بات میں مصروف تھا چونک کر نیچے دیکھا جہاں ژالے اس کی جانب اپنے دونوں بازو پھیلائے اس کی گود میں بیٹھنے کے لیے اسے متوجہ کر رہی تھی۔

یزدان نے جھک کر اسے گود میں بٹھایا اور اس کے گالوں پہ بوسہ دیا۔

چاچو۔۔میں نے آپ تو اتنا شالا مش کیا"ژالے نے اپنی بازوؤں کو پھیلائے اسے بتانا"

چاہا کہ اس نے اسے کتنا مس کیا۔سب اس کی حرکت پر مسکا دیئے۔مسکراہٹ نے یزدان کے ہونٹوں کو بھی چھوا۔ژالے نے اٹھ کر اس کی گود میں کھڑے ہوتے اس کے دونوں گالوں پہ بوسہ دیا۔یزدان نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو اس کی داڑھی کی چبھن سے کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔

یہ لگتی ہے""ژالے نے اس کی داڑھی کی طرف اشارہ کر کے بتانا ضروری سمجھا"
۔یزدان نے اب کی بار جان بوجھ کر اس کے گال سے اپنی گال رگڑی تو پھر سے کھلکھلائی۔وہ دونوں ایک دوسرے میں مصروف دنیا جہان سے بے خبر ہو گئے تھا۔

چاچو۔۔میں آپ سے شب سے زیادہ۔۔۔پیار کرتی ہوں۔۔ڈیڈو سے بھی زیادہ،فان " چاچو سے بھی زیادہ،وانی اور حور آپی سے بھی زیادہ،سب سے زیادہ"جس طرح سے وہ اپنے ننھے جزبات کا زکر اس سے کرتی تھی اسکو اپنی زندگی کا خالی پن کم ہوتا محسوس ہوتا تھا۔

آئی لو یو ٹو میرا بچہ "یزدا نے مسکرا کر شفقت اپنائے کہا۔نا جانے کیوں کوئی بات تھی" اس بچی میں جو وہ اس کو اسقدر عزیز جانتا تھا۔دار یہ یزدان کو مسکرا کر دیکھتی سوچ رہی تھی کہ وہ اگر اپنے دوست کی بیٹی سے اتنی محبت کرتا ہے تو اپنے بچوں سے کتنے محبت کرے گا۔سوچ کر ہی اس کا دل خوشی کے سمندر میں ڈوبا جا رہا تھا۔

زری آپی آپ تو بہت پیاری ہیں"ماہوش زری کے پاس بیٹھی تھی جب ماہوش نے اس" کے گورے گورے ہاتھ دیکھ کر تعریف کی۔

تم بھی بہت پیاری ہو میری جان یہ گھر بھی بہت پیارا اور سب سے پیارے اس گھر کے " لوگ۔۔"زری اپنی موہنی مخملی مسکان سجائے بولی تو سب بھی اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

ارے میری جان، آج سے یہ تمہارا بھی گھر اور تم ہو ہی اتنی پیاری کہ تمہیں سب پیارا ہی لگے گا، کیسا رہا سفر بیٹا۔۔ کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی۔انہوں نے محبت پاش لہجے میں پوچھا تو وہ صائم اور وانی کی کھسر پھسر کو دیکھ کر مسکرائی۔

ارے مما،، سفر کا تو کوئی پتا نہیں لیکن یہ ایک گھنٹے کی مسافت میں ژالے نے اس کا دماغ" کھپایا اس کا پوچھیں۔"۔ صائم کی ہنس کر کہی بات پر زری کو وہ اور بھی پیارے لگے اور وہ تھے ہی ہنس مکھ سے۔وہ شدید پیار انہس کر ژالے محترمہ کے کارناموں پر روشنی ڈال رہا تھا اور ژالے میڈم تو اپنی بات پر یزدان کی گود سے نکلتی پھدکتی ہوئے صائم کے پاس آئی اور اس کی گود میں چڑھ منہ بسور کر بیٹھ گئی۔شاید اس کو اپنے متعلق یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔سب اس کا پھولا ہوا ناراض منہ دیکھ کر ہنس دیئے۔

ارے صائم لالہ آپ بھی کیا کہتے ہیں۔۔ہماری ژالے سے بیسٹ کوئی ہے کیا۔۔۔ایسے" نہیں کہتے۔۔ بری بات "اصفہان اس کے ساتھ آکر بیٹھتا پاکیٹ سے چاکلیٹ نکال کر مصنوعی ناراضگی سے صائم سے کہتے ژالے کی جانب بڑھائی جو صائم کے کندھے پر سر ٹکائے اداس پری بنی ہوئی تھی۔ لیکن چاکلیٹ دیکھتے اس نے جھٹ سے چاکلیٹ لی اور لو یو چاچو کہتی پھر سے اصفہان کو چمٹ گئی۔

آپ کو بہت شالا تنگ کلوں گی میں "اس نے اٹکتے ہوئے صائم کو اپنی چھوٹی چھوٹی"
آنکھوں سے گھورتے منہ پہ خفگی سجائے کہا تو جناب نے بھی مصنوری انداز میں اپنا دل تھاما۔
سب کے قہقہے بے ساختہ تھے۔اس کے آجانے سے حویلی میں گویا رونق آجاتی تھی۔
ہاں ژالے اب سے آپ کی ٹیم میں میں آپ کے ساتھ ہوں اب ہم آپ کو نہیں چھوڑنا"
"بچو۔
وانی صاحبہ بھی سیر سے سوا سیر ہو گئیں۔زری بھی اتنی ساری محبتوں کو دیکھ کر بے انتہا"
خوش تھی۔اسے سب کے بارے میں پہلے ہی پتہ تھا اس لیے بہت جلد سب سے گھل مل گئی
تھی گویا یہی کی مکین ہو۔
جاؤ بیٹا تم تھک گئی ہو گی فریش ہو جاؤ۔عائشہ بیگم نے زرین کو آسودگی سے دیکھتے کہا"
، نظریں فکر لیے ہوئیں تھیں۔
جی خالہ۔"اس نے ایک نظر سب کو مسکرا کر دیکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔"
جائیں آپا آپ بھی فریش ہو جائیں۔وانی بیٹا۔روم دکھاؤ اپنی خالہ کو""انہوں نے زہرہ"
بیگم سے کہتے وانی کو کہا۔

وانی جو کہ صائم کے ساتھ بیٹھی اس صائم سے کسی نئ چیز کی فرمائش کرتی اس کو منا رہی تھی عائشہ بیگم کے بلانے پر سٹپٹاتی اپنی جگہ سے اٹھی اور صائم کے بازو پر ایک مکہ رسید کرتی اپنا چشمہ صحیح کرتی آگے بڑھ گئی۔ایک گہری مسکراہٹ نے صائم کے لبوں کا احاطہ کیا۔۔آغا جان اپنے کمرے میں آرام کی خاطر چلے گئے تھے اور ماہوش بھی صائمہ بیگم کے ساتھ مل کر ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگوا رہی تھی۔

****

اندھیری خوفناک رات میں جہاں سڑک پر دور دور تک کوئی زی روح نظر نہیں آ رہی تھی وہاں وہ نقاب پوش بے دھڑک اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ کر اس نے ادھر ادھر دیکھا تسلی کر کے اس نے دیوار پر ہاتھ رکھا اور دیوار کو پھلانگ کر اندر چلا گیا وہ آگے بڑھا ہی تھا ایسے سامنے ایک کھڑکی نظر آئی تھوڑی سی کوشش سے وہ کھل گئی وہ بنا آہٹ کئے اندر چلا گیا۔وہ ایک بیڈ روم تھا جس کے وسط میں بیڈ پر ایک شخص آنے والے کی آمد سے انجان خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا۔کمرے میں گھپ اندھیرا تھا

اس نقاب پوش چہرے پر ایک پراسرار مسکراہٹ چھا گئی۔ جس کا پتہ اس کی نیلی روشن آنکھیں دے رہی تھیں۔ وہ چلتا ہوا بیڈ کے پاس آیا سائیڈ ٹیبل سے پانی کا یخ بستہ جگ اٹھا کر اس کے منہ پر انڈیل دیا۔ وہ شخص اچانک ٹھنڈا پانی پڑنے سے ہڑبڑا کر اٹھا۔ اندھیرے میں کچھ دیکھ نہیں سکا۔

ک۔۔۔کک۔ کون ہے "اس نے خوف سے ادھر ادھر دیکھتے کہا لیکن کوئی آواز نہ آئی۔ اس نے سائیڈ لیمپ جلایا جس سے کمرے میں مدھم سی روشنی پھیل گئی۔ اس شخص کی نظر اب سامنے صوفے پر موجود وجود پر پڑی جو ٹانگ پر ٹانگ جمائے گن کو ہتھوڑی کے نیچے رکھے اسے ہی گھور رہا تھا۔ رات کے اس وقت اپنے کمرے میں اس نقاب پوش کی اچانک آمد سے وہ سچ میں خوفزدہ ہو گیا۔۔

کون ہو تم اور اندر کیسے آئے "اس نے لیمپ کی روشنی میں اس کی پراسرار دہشت بھری آنکھوں کو دیکھ کر اپنے لبوں پہ زبان پھیرتے خوف سے سکڑتے پوچھا۔

تیری موت "معا کمرے کی خاموشی میں اس کی بے تاثر سی سرد آواز گونجی۔"

www.novelsclubb.com

اس شخص نے اب کی بار آہستہ سے سائیڈ ٹیبل کی جانب ہاتھ بڑھایا شاید اپنی گن نکالنا چاہتا تھا ابھی اس نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب ایک گولی اس کے ہاتھ کو چیرتی ہوئی نکل گئی۔اچانک خون کا فوارا ابل پڑا وہ درد سے چیخ اٹھا۔

"ناں۔۔ناں ایسی غلطی مت کرنا۔۔۔"اب کی بار وہ نقاب پوش اس کی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی جانب آیا اور اس کی گردن پر پسٹل کی نوک رکھ کر دباؤ دیا

"تم جانتے نہیں ہو میں کون ہوں اگر اپنی جان پیاری ہے تو چھوڑ دو مجھے ورنہ بہت برا ہو گا"درد کو برداشت کرتے اس نے پھر بھی اسے ڈرانا چاہا

"ارے انسپیکٹر صاحب آپ کو ہی تو جانتے ہین، لیکن فکر نہیں کرو اب بہت اچھے سے جان جا ئیں گے ایک دوسرے کو"اس نے تمسخر بھی نظریں اس پر ٹکائیں

www.novelsclubb.com

کون ہو تم'اس نے پھر پوچھا

"وئیر ڈو ولف،ڈئیر ڈیول دہشت کا دوسرا نام اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تو اس کی خوف سے رنگت پیلی پڑنے لگی۔

میں نے کچھ نہیں کیا۔۔مجھے نہیں معلوم کچھ۔۔پلیز مجھے جانے دو"اس کی نیلی خطر"
ناک آنکھوں کو دیکھتے اس نے
گھگھیاتے منتیں شروع کر دیں۔

ویسے میں نے سنا تھا کہ اگر انسان کو اپنی موت کا پہلے سے پتہ چل جائے تو وہ خود کو"
بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔۔تم نے بھی جتنی کوشش کرنی ہے کر لو"
جاندار قہقہہ لگاتے اس کے سامنے آکر تھوڑا جھکا اور پھر واپس جا کر صوفے پر ٹک گیا۔اس
نے خود کو بچانے کی خاطر اپنے ہاتھ کا درد سہتے بیڈ سے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی۔ گرتے پڑتے
وہ دروازے کی تک پہنچا ہی تھا جب ایک گولی اس کی ٹانگ میں لگی اور وہ منہ کے بل زمین پر
گرا۔اس کی دل دہلا دینے والی چیخ سے کمرہ لرز اٹھا۔

www.novelsclubb.com

اہہ ی۔۔۔۔۔پلیز مجھے جانے دو میں نے کچھ نہیں کیا"""
وہ چیخیں مار مار کر اس سے التجا کرنے لگا کی اس کے گارڈز آئیں اور اسے اس درندے سے
بچائیں۔

کوئی فائدہ نہیں انسپکٹر صاحب۔۔تمہیں یاد نہیں تمیار اکمرہ ساؤنڈ پروف ہے تمہاری"
آواز باہر نہیں جائے گی۔"اب بتا شاباش کیسے جانتا ہے پاشا کو اور کیا کیا کرتا رہا ہے اس کے

لیے۔"صوفے سے اٹھ کر اس کے قریب آتے گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا اور بالوں سے اس کا چہرہ اونچا کر کے پوچھا۔

بتاتا ہوں۔بتاتا ہوں۔۔پاشا کے آدمی مجھے پیسے دیتے تھے ان کا کام کتنے کے لیے۔۔وہ" بہت خطرناک لوگ ہیں مجھے جان سے مارنے کی دھمکی دی تو میں تیار ہو گیا ان کا ساتھ دینے کے لیے۔ان کے ٹرک جو سمگلنگ کے لیے جاتے تھے جن میں ڈرگز ہوتی تھی میرا کام ان کو حفاظت سے پہنچانا ہوتا تھا بس اور کچھ نہیں معلوم مجھے۔"اس نے روتے ہوئے ساری بات بتائی جب کی اس نقاب پوش کی اس کے بالوں پر پکڑ سخت ہو گئی۔

کمینے زلیل انسان۔۔جان کی خاطر تو نے اپنا ضمیر بیچ دیا۔۔تجھے شرم نہیں آئی۔۔جن" ٹرکوں کو تو خود حفاظت سے لے کر گیا تھا تو جانتا بھی ہے ان میں ہمارے ملک کی بچیاں ہماری عزت تھیں جن کو تو نے موٹ کے گھاٹ اتار دیا۔۔ان کی عزت کو روند دیا۔"اس نے اس کو کھڑا کرتے اس کے منہ پر زوردار مکا مارا جس وہ لڑکھڑا کر گرتا جب پھر اس نے اس کو گریبان سے پکڑتے کھڑا کیا اور اسے پھر سے مارنا شروع کیا۔یہاں تک کہ وہ ادھموا ہو گیا۔اس نے جا کر اسے کرسی پہ بٹھا کر باس کے ہاتھوں کو کرسی سے باندھا۔

پاشا کہاں ہے" وہ پھر سے اپنی بات پر آیا اور خنجر نکال کر اس کی نوک اس کی شہ رگ پہ "
رکھی۔

مجھے گھمانے یا ٹالنے کی صورت میں تمہیں اپنی جان دینی پڑے گی۔" اس کے چہرے پر "
خنجر سے کٹ لگاتے اس نے لہولہان آنکھوں سے کہا۔

مجھے معاف کر دو۔۔ میں بتا دیتا ہوں۔۔ ہمیشہ اس کے بندے مجھ سے کانٹیکٹ کرتے "
تھے۔۔ کوئی یاسر نامی بندہ تھا اس نے مجھے پیسے دیئے تھے۔ وہ شاید اسلام آباد میں تھے۔۔ لیکن
.اب میں کام چھوڑ دیا تھا۔۔ پلیز مجھے مت مارو۔۔ پلیز" اس نے خوف سے چیختے ہوئے کہا

تم جانتے ہو یزدان سکندر اپنے دشمن کو کبھی نہیں چھوڑتا اور گناہگار کو تو کبھی اس لیے "
بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے تم بہت جلد رخصت ہونے والے ہو" اس نے اپنے فیس سے
ماسک اتارتے ہوئے اس کے گلے پر خنجر رکھا۔ نیلی آنکھیں میں آگ، دہشت ناک چہرہ پر سپاٹ
سرد تاثرات۔۔۔ جس کو دیکھ کر خوف سے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

دیکھو پلیز مجھے معاف کر دو۔ تم جو کہو گے میں کروں گا۔۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے "
ہیں۔۔ پلیز وہ یتیم ہو جائیں گے" دوسروں کے گھر اجاڑنے والے، ہزاروں گھروں کی عزتوں کو

روندنے والے، سینکڑوں بچوں کو یتیم کرنے والے جب آج اپنے بچوں پہ بات آئی تو منتوں ترلوں پر اتر آتے ہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔

گڈ بائے انسپلکٹر صاحب" کہتے اس نے ایک ہی وار میں خنجر اس کی گردن پہ پھیرا تو"

خون کا فوارا چھوٹ نکلا۔ اس کی گردن ایک جانب لڑھک گئی۔

خس کم جہاں پاک" ایک نظر اس کی عبرت ناک لاش کو دیکھتے اس نے خنجر اپنی شرٹ"

سے صاف کی اور جیسے آیا تھا ویسے ہی نکلتا چلا گیا۔

****

ایک نیا دن ایک نئ کھلے عام لڑائی کی نوعید سنانے آچکا تھا۔ وہ یونی میں داخل ہوئی تو سامنے سے ہی اس کی دوست شانزے اسے دیکھ کر اسکی طرف لپکی اور اسے کس کے گلے گلایا جب کہ حورالعین کو سخت تیش چڑی۔ اس کی اس حرکت پہ وہ تلملا کر رہ گئی۔ جانتی تھی کہ اگر کچھ کرے گی بھی تو اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ شانزے سے اس کی دوستی ادھر یونی میں ہی ہوئی تھی۔ وہ دوست بنانا پسند نہیں کرتی تھی ہمیشہ اپنے کام سے کام رکھنا اس کو پسند تھا۔ شانزے بھی اسی کی طرح لمبے قد کاٹھ اور خوبصورت سے مکھڑے کی مالک اور زندہ دل لڑکی تھی۔ سب سے پہلے شانزے نے ہی اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا لیکن حور اسے

جواب دے کر آگے بڑھ گئی۔ یہاں شانزے بھی بہت ڈھیٹ ثابت ہوئی۔ وہ اپنے دل کی سننے والی لڑکی تھی جو اس کے دل نے اسے کہہ دیا کہ حور ہی اس کی دوست بنے گی تو اس نے بھی ہر وقت اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ وہ امیر گھرانے کی لڑکی تھی لیکن سادہ مزاج شوخ سی خوبصورت دل کی مالک تھی۔ کلاس میں حور کے ساتھ بیٹھنا، کینٹین میں اس کے ساتھ بیٹھنا، جان بوجھ کر اسے مخاطب کرنا۔۔۔۔

ایک دن حور نے بھی اسے اچھی خاصی جھاڑ پلا دی کہ کیوں وہ ہر وقت اس کا پیچھا کرتی ہے ۔وہ اس کی دوست نہیں ہے تو پلیز میرا پیچھا چھوڑ دو۔ بس وہیں شانزے کی ڈرامے بازی شروع ہوئی اور موٹے موٹے ٹسوے بہاتی اس سے اپنی کوئی دوست نا ہونے کے قصے سنانے لگی تو حور کو بھی اس پر بالآخر ترس آ گیا اور اور اس کا دل بہلانے کے لیے اس نے اس کا دوست ہونے کی حامی بھر لی۔ شانزے کو تو گویا ہفت ہیکل کا خزانہ مل گیا۔ حور نے اسے انگلی پکڑائی تو اس نے تو ہاتھ ہی پکڑ لیا۔ اور بس پھر ہر وقت اس کے ساتھ رہنا۔۔ حور کے ساتھ ساتھ چلنا تو اس کے لیے فخر بن گیا۔ وہ باتوں کی شوقین اسے پورے دن کے قصے سنانے بیٹھ جاتی تو حور اس کی باتوں سے سخت اکتا جاتی۔ لیکن کر بھی کیا سکتی تھی۔ اور تو اور کبھی اس کی بچگانی باتوں پر مسکرا دیتی

بلاشبہ وہ دونوں یونی کی سب سے منفرد اور ڈریسنگ سینس رکھنے والی حسینائیں تھیں۔جو ان دو پر منفرد رنگ جچتا تھا وہ کسی پر دکھائی دینا ناممکن تھا۔

کہاں رہ گئی تھی حور۔دیکھو کلاس شروع ہونے میں پانچ منٹ ہیں۔۔جلدی چلو"
۔"دونوں اب مین راہداری کراس کرتے ہوئے کلاس کی طرف روانہ تھیں۔لیکن وہیں سامنے ہی کسی ناقابل برداشت انسان کو دیکھتے حورالعین کو ببل چبانا تک یاد نہ رہا۔کیوں کہ سامنے ہی اپنے پر اعتماد اور پر وقار انداز میں راستہ روکے کھڑا اصفہان سکندر تھا۔ہلکی دھوپ میں اس کے براؤن بال اور داڑھی مزید آفت لگ رہی تھی۔
ارے چلو نا حور،رک کیوں گئی۔"شانزے جو اس کے پیچھے پیچھے آرہی تھی اسے رکتے" دیکھ جھنجھلاتے ہوئے بولی لیکن سامنے دیکھتے اس کی زبان بھی تالو پہ چپک گئی۔
اپنی کالی آنکھوں کو حور کی آنکھوں سے ملائے وہ دلکشی سے اسے دیکھتا سراسر آگ لگا رہا تھا جب کہ حور اسے چبا جانے والے تیوروں سے دیکھ رہی تھی۔
چلو شانزے۔۔"اس نے شانزے کا ہاتھ پکڑے آگے جانا چاہا لیکن واپس رکنا پڑا کیوں" کی شانزے دیدے پھاڑ پھاڑ کر کھوئی سی اچھان کو دیکھ رہی تھی

شانزے "اس کی بازو پہ ایک زوردار چٹکی کاٹی تو وہ ہوش میں آئی۔حور اسے لے کر"
آگے بڑھی لیکن اصفہان کے سامنے سے گزرنے سے پہلے ہی اس نے اس کا راستہ روکا۔اس کی
راستہ روکنے کی حرکت سے وہ سیخ پا ہوتی اپنا غصہ ضبط کرتی اسے گھورنے لگی جب کہ اصفہان
ابھی بھی سکون سے کھڑا پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا جب کہ ایک ہاتھ حور کے
سامنے راستہ روکے ہوئے تھا۔
یہ کیا بد تمیزی ہے اصفہان سکندر۔۔راستہ چھوڑو میرا۔۔"حور نے اسے گھورتے غصے"
سے کہا۔لیکن اب پھر سے اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔
بات کرنی ہے تم سے۔۔"اس نے اطمینان سے اس کی جانب جھک کر کہا۔"
مجھے کوئی بات نہیں کرنی راستہ چھوڑو"اس نے غصے سے کہا۔ان دونوں کی باتوں کے بیچ"
شانزے چپکے سے کھسک گئی جس کا بعد میں حور کو پتہ چلتا تو یقیناً اس کی ہڈیوں کا سرمہ بنا دیتی۔
دیکھو حور یہاں تماشا مت بناؤ۔اور میری بات سن لو صرف دو منٹ"اس نے دھیمی"
آواز میں مصالحت آمیز لہجے میں کہا تو حور نے بھی ارد گرد دیکھا جہاں سٹوڈنٹس انہیں ہی دیکھ
رہے تھے۔اسکا بس چلتا تو وہ وہیں پر اس کو تھپڑ رسید کر دیتی۔اس نے عافیت اسی میں جانی اور
شعلہ باز آنکھوں سے اسے دیکھتی ایک جانب کیفے کی طرف بڑھ گئی۔اصفہان دلکشی سے

مسکراتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اس کی جانب پیچھے پیچھے چل دیا۔ جبکہ جو لڑکیاں اس کی ایک نظر کے کے لیے ترستی تھی اس کو حور کے پیچھے جاتے دیکھ تلملا کر رہ گئیں۔اور وہ تھا جو کسی کو گھاس نہیں ڈالتا تھا کیوں کہ اس کا عشق تو "حور العین آفندی" تھی۔

"کیا ہے اب بکو۔۔۔میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ میرے تعاقب میں مت آنا لیکن تم تو کوئی ڈھیٹ ہڈی ثابت ہوئے ہو" حور بغیر کسی لحاظ کے اپنے لہجے اور تیر لفظوں کے سنگ اصفہان کا پھر سے ضبط آزما رہی تھی اس کے طرز مخاطب سے اس کو دل کی زمین اداس ہوتی ہوئی محسوس ہوئی لیکن پھر بھی لبوں پر پھیکی مسکان سجائی۔اس وقت وہ دونون کیفے میں ایک ٹیبل پر بیٹھے تھے۔

"مجھے یہ بتاؤ حور کہ دو سال پہلے بھی تو ہم دوست تھے ناں کیا ہم دوست بن کر نہیں رہ سکتے۔ایسا کیا ہوا ہے جو تم اتنی نفرت کرتی ہو مجھ سے۔کیا وجہ ہے" اصفہان نے سخت دلبرداشتہ ہوتے سامنے ٹیبل پر کہنیاں ٹکاتے اس کی آنکھوں میں جھانک کر کہا لیکن حور کو اس کی کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

"نہیں نہیں تھے ہم دوست نا آج نا پہلے۔۔۔کوئی تعلق نہیں ہے میرا تم سے۔۔اسک لیے بہتر ہے راستہ ناپو اپنا" اس نے بد تمیزی سے برہم لہجے میں ہاتھ کے اشارے سے جانے کے

لیے کہا جبکہ وہ اس کی بات سے جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔۔ لیکن حور کا اس سے چھپنا اس سے نفرت کا اظہار کرنا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ جب دو سال پہلے اس نے اسے پرپوز کیا تھا اور وہ بنا جواب دیئے چلی گئی تھی تو وہ پھر بھی اس کی فطری شرم سمجھ کر خاموش ہو گیا تھا اور سوچا تھا کے وہ سوچ کر جواب دے دے گی لیکن پے در پے ہونے والے واقعات کی وجہ سے دربارہ ان کی آپس میں بات نا ہو پائی۔ لیکن اب اس طرح کا رویہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

تمہیں ترس نہیں آتا مجھ پر"۔ حور نے نگاہیں پھیر کر اس کی جانب دیکھا اور ٹیبل پر اس" کی جانب جھکی۔

نہیں" اس نے سفاکی سے کہا تو اصفہان نے بے اختیار اپنا ماتھا مسلا۔"

۔میں تمہارا پیچھا ہر گز نہیں چھوڑ سکتا" اس نے بنا دبے ڈھٹائی سے جواب پیش کیا۔"

نا تمہیں پیار کی زبان سمجھ آتی ہے نہ تیڑھی۔ اس خوشفہمی کو دل سے نکال دو کہ میں" تمہیں کبھی اپناؤں گی۔ تم جیسے سے تو کبھی نہیں" سینے پر بازو باندھ کر استہزائیہ سا مسکرا کر وہ تلملا اٹھی۔

کیا مطلب ہے تمہارے جیسا۔۔ کیا میں لوفر میں، کیا آوارہ ہوں، کیا لڑکیوں سے" تعلقات ہیں میرے، شراب پیتا ہوں یا جوا کھیلتا ہوں، بتاؤ مجھے حور العین آفندی۔ ایک شریف

خاندان سے تعلق ہے میرا۔میں کہہ رہا ہوں میرا ضبط مت آزماؤ کہ میں آخری حد پار کر جاؤں۔
میں تمہیں ہر طرح سے قائل کر کے رہوں گا پیار سے غصے سے یا وقت پڑا تو اپنی موت سے"
اپنی جگہ سے اٹھتا وہ حور کو کھینچ کر کھڑا کرتا اس کی بازو کو جکڑتا دل دہلا دینے والے انداز میں کہا
جس نے حور کی چلتی کائنات تھما دی تھی۔اس کی انگلیاں اسے اپنے بازوؤں میں دھنستی ہوئی
ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

چھوڑو مجھے جاہل انسان،آ گئے ناں اپنی انہی تھرڈ کلاس سستی حرکتوں پہ،مجھے دھمکانے"
کی ہمت بھی مت کرنا"حور اس وقت کسی لحاظ کے موڈ میں نہ تھی۔

اصفہان نے اس کی غضبناک سرخ آنکھوں میں جھانکا جو اس وقت واقعی بے رحم
تھیں۔اب وہ اسے چھوڑ کر رخ موڑ کر لمبی لمبی سانسیں لیتا خود کو نارمل کرنے لگا۔جب کہ حور
اپنی بازو مسلتی اسے دل ہی دل میں سو سو اور صلوتیں سنا رہی تھی۔

نہ تمہیں سستی زبان سمجھ آتی ہے نہ تیڑھی۔اسی لیے تیڑھی زبان میں سمجھا دوں۔
۔قبول کر لو مجھے ورنہ۔۔۔۔

"میرا جوب ہمیشہ ناں ہی ہو گا۔۔آئی سیڈ نووووا اصفہان سکندر"

"عزت سے رشتہ بھیجوں گا جسے شرافت سے قبول کر لینا نہیں تو۔۔۔۔"

حکم کرتے انداز میں وہ اب اس پہ رعب جمانے کی کوشش میں تھا لیکن حور نے اس کی دیدہ دلیری پر اس کی بات بری طرح کاٹی۔

" ورنہ۔۔۔کیا۔۔۔ہاں۔بتاؤ کیا کرو گے۔۔حد بتاؤ تم اپنے پاگل پن کی"

۔"ورنہ کے تجسس تم مت رہنا حور۔۔۔بہت بھیانک انجام۔ہو گا۔۔۔ہیو آ گڈ ڈے"اس کی آخری کو بنا کھولے وہ مسکراتا۔۔پر اسرار مسکراہٹ کے سنگ مڑا لیکن حور کی بات نے اسکے قدم جکڑ لیے۔

تم جو بھی مرضی کر لو،میں تم سے ہر گز کوئی رشتہ رکھنے پر راضی نہیں،دوبارہ میرے " پاس مت بھٹکنا"۔انگلی اٹھا کر تنبیہی انداز میں وارن کیا۔

وہ کھسیانا سا ہنس کر اس کو آنکھ ونک کرتا وہ وہاں سے نکل گیا اور حور نے اپنا بیگ پٹخ کر وہیں بیٹھی اور بال مٹھی میں جکڑے۔

موسم نا صرف صبح سے تروتازگی اور خنکی سے بھرا تھا بلکہ دن میں بھی ہلکی پھلکی کن من نے سردی کو بڑھاسا دیا تھا۔

شام کے اس وقت شاہ ولا کو لاؤنج قہقہوں سے گونج رہا تھا۔آج سب نوجوان پارٹی شاہ ولا میں اکٹھے ہوئے تھے جن میں اژلان، حور اور ژالے بھی تھے۔یزدان بھی تھوڑی دیر کے لیے اژلان کی خاطر آ کر رسما بیٹھ گیا تھا لیکن اس کو ان چونچلوں میں بالکل دل نہیں لگتا تھا اس کے لیے یہ سب فضولیات تھیں۔

ژالے تو یہاں آ کر ویسے بھی انجوائے کرتی تھی اور اب بھی وانی کے ساتھ مزے کر رہی تھی .

داریہ اور زری نے شام کے لیے کافی اہتمام کروا دیا تھا۔

داریہ اور یزدان بھی اس وقت باقی سب کے ساتھ بیٹھے تھے۔یزدان اژلان کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔

آغا جان حسب معمول اپنے کام کے لیے نکلے تھے اور سکندر اور داؤد صاحب بھی کمروں میں تھے۔

بارش رکی تو وانی ژالے کو باہر لان میں لے گئی تھی اصفہان بھی کبھی کبھی ایک اچٹتی سی نگاہ حور پر ڈال لیتا جو اس سے بے نیاز ماہ وش کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھی۔اسے ہنستے دیکھ کر اس نے منہ بسورا۔

www.novelsclubb.com

مجھے دیکھ کر تو ان کو سانپ سونگھ جاتا ہے اور اب دیکھو "اصفہان نے جلتے دل کے ساتھ"
اسے دیکھ کر سوچا۔ حور کو بھی اس کی نظروں کی تپش پہنچ رہی تھی لیکن یکسر انجان بنی وہ بظاہر تو
باتوں میں مصروف تھی لیکن اس کا دل کر رہا تھا کہ اس کی آنکھیں نکال دے۔
سب اچانک ژالے کی رونے کی آواز سے چونکے۔ ازلان پریشانی میں کھڑا ہوا اور باہر کی
جانب گیا۔
مما۔۔ مما۔۔۔۔ "وہ مما مما کی پکار کرتی رو رہی تھی اور خود اوندھے منہ گری ہوئی"
تھی۔ ازلان اس کی جانب لپکا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی زرین آگے بڑھ کر اس کے پاس
بیٹھی۔ ازلان اپنی جگہ رک کر اس انجان لڑکی کو دیکھنے لگا جو اس کو اپنی گود میں بھرے اس کے
کپڑوں سے مٹی صاف کرتی اس کو چپ کروا رہی تھی۔ اور ساتھ ساتھ اس کا منہ چومتی اس خود
میں بھینچے دلاسہ دے رہی تھی۔ ژالے اس کی گود میں آتی خاموش ہو گئی تھی۔
آپی۔۔ چوٹ لگی ہے "اس نے سوں سوں کرتے اپنی چھوٹی سی بازو آگے کر کے دکھائی"
جہاں پر ہلکے سے خراش گئی۔
بس بیٹا۔۔۔ ابھی ٹھیک ہو جائے گا رونا نہیں "اس کی بازو چومتے اس کا سر سہلایا جب"
کہ ازلان تو اس انجان لڑکی کی اپنی بیٹی کے ساتھ بے تکلفی دیکھ رہا تھا۔

ازلان نے آگے بڑھ کے اچانک اس سے ژالے کو لیا کی زری بوکھلا گئی اور ژالے اب ڈیڈو کہتی پھر سے رونے کا شغل فرما رہی تھی۔زری بس ازلان کو گھور کہ رہ گئی۔ازلان اسے اگنور کیے اندر کی جانب بڑھا تو باقی سب بھی اس کے پیچھے گئے۔

زری بھی اٹھ کر اس کے پاس آئی۔

وانی نے جا کر فرسٹ ایڈ باکس لا کر دیا تو ازلان صوفے پر بیٹھ کو اس کے بازو پر زخم کو صاف کرنے لگا۔اسکے اتنے سے زخم پر اسکی آنکھوں میں نمی ابھری تھی۔اس نے ژالے کی پیشانی کو چوم کو اسے خود میں بھینچا تھا۔

ویسے اگر آپ ژالے کو یہاں لا ہی رہے تھے تو اس کی مما کو بھی لیتے آتے۔۔دیکھا" نہیں کیسے اپنی مما کو بلا رہی تھی۔اتنی چھوٹی سی تو ہے اور آپ۔۔۔اتنے لاپرواہ کیسے ہو سکتے ہیں۔"زرین نے اپنی طرف سے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے لتاڑا اصل میں تو اسے ژالے کے لیے برا لگ رہا تھا جو بار بار اپنی مما کو بلا رہی تھی۔لیکن اس کی بات سن کر ازلان نے جھٹکے سے اس کی جانب دیکھا۔۔آنکھوں میں سرخی کا جہاں آباد تھا۔زری کو ان آنکھوں سے خوف محسوس ہوا۔باقی سب تو اب ڈر رہے تھے کہ نا جانے ازلان کا کیا ریکشن ہو گا۔اس نے

ایک نظر اسے دیکھا اور دوبارہ سر جھکا کر خود پر نا جانے کیسے ضبط کیا۔ ژالے کو گود میں بھرا اور وہاں سے اٹھ کر زرین کے سامنے آیا اور ایک سپاٹ نظر اس کے چہرے پر ڈال کر نکلتا چلا گیا۔ حور بھی پریشانی میں اس کے پیچھے بھاگی۔ جبکہ زری اس کی لہو ابلتی آنکھیں میں ازیت کا سمندر دیکھتی اپنی جگہ منجمد ہو گئی۔

زری آپی ازلان لالہ کی وائف کی ڈیتھ ہو چکی ہے دو سال پہلے" وانی نے اس کے پاس آ" کر دھیمی آواز میں کہا تو اس نے بے یقینی سے وانی کی جانب دیکھا۔ زبان تالو سے چپک گئی تھی۔ اور کچھ کہنے کو بچا ہی نہیں تھا۔ اسے سمجھ آئی تھی ازلان کی آنکھوں میں دوڑتی سرخی کی داستان۔ یک لخت ہی اسے کئی سوچوں نے آن گھیرا۔ اسے اس چھوٹی بچی پر ترس آیا اور شاید ازلان پر بھی۔۔ انجانے میں ہی اس نے کسی کی دل آزاری کی تھی

یزدان ایک سپاٹ نظر سب کو دیکھتا اپنے کمرے کی جانب چلا گیا۔ زرین بھی بھاگ کر اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی۔ باقی سب بھی افسردگی سے اپنے اپنے کمروں کی جانب چل دئے۔ .

****

رات اپنی باہیں کھولے اسے اپنے اندر نگلنے کو تیار تھی۔اسے کسی خاموش تاریکی میں گم کرنے کے لیے۔اس لڑکی کی بات نے آج ازلان آفندی کی آنکھیں پتھر کر دی تھیں۔اسنے پھر سے منہا کی یادوں میں خود کو گم کر لیا تھا۔وہ ہر اذیت رینے والی چیز کو خود سے دور کر دیتا تھا۔۔پھر اس نے ہر خوشی دینے والی چیز کو بھی خود پہ حرام کر لیا۔ایک نا ختم ہونے والی سزا۔۔۔بے چینی۔افسوس اور سب سے زیادہ اپنے بد قسمت ہونے کا یقین۔۔

ازلان اداس نا ہوں۔۔ایسے اداس اچھے نہیں لگتے آپ۔۔سمائل کریں چلیں "ایک "

کھنکتی سر گوشی اس کے کان میں گونجی تھی۔اسے یاد آیا کیسے منہا اس کے اداس ہونے پر اسے منایا کرتی تھی۔ازلان نے بے تابی کے سنگ اپنے بالوں میں انگلیاں پھنسائیں۔

وہ اسے پکار رہا تھا۔۔چیخ چیخ کر لیکن اتنی بلندی پر سنائی نہیں دیتا۔۔

وہ ڈھونڈتا ہے تو اسے دکھائی نہیں دے رہا۔

نا جانے کیوں وہ جدائی سے ڈرنے والی آج اسے غموں کے صحرا اور اداسیوں کے سمندر میں بھیڑ میں کہیں گم ہو گئی۔

ایسا موڑ بھی ہماری زندگی میں آنا تھا کیا؟

تجھ سے بچھڑنا کیا ضروری تھا۔؟؟

زہن میں سب کچھ دھندلا سا تھا بس ایک مجسمے جیسا سماں تھا۔ پانچ سال پہلے جب وہ منہا سی ایک عام سی سانولی رنگت رکھنے والی لڑکی سے ملا تھا۔ جہاں سے ان کی عشق کی داستان شروع ہوئی تھی۔

شدت غم کے باعث آنکھیں نیند سے عاری اور رتجگے کی غماض تھیں۔

ازلان نے اپنا سر بیڈ پر گرا دیا اور سینے پر ہاتھ باندھے اپنی تھکن زدہ آنکھیں موند گیا۔ اس کا موبائل بج رہا تھا اسے پتہ تھا کس کا فون ہو گا لیکن وہ اس وقت کسی سے بات کرنے کے موڈ میں نہ تھا۔۔

★★★

وہ کمرے میں آئی تو یزدان کوٹیرس میں کھڑے فون کان سے لگائے پریشان دیکھا تو خود بھی آہستگی سے چلتی گلاس ونڈو کی دوسرے کنارے آکر یزدان کو دیکھنے لگی جو خاصا بے چین دکھائی دے رہا تھا۔

ایسا ہی تھا وہ مشکل اور گھمبیر۔

کیا ہوا یزدان۔ پریشان ہیں" داریہ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے فکر اور نرمی سے" پوچھا۔

یزدان نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور پھر سامنے دیکھا جہاں رات کی روشنی ہر طرف پھیل چکی تھی۔

"کچھ نہیں داریہ۔آپ پریشان مت ہوں۔"اس نے اپنے چہرے کے تاثرات درست کرتے خود کو نارمل کیا اور داریہ کو قریب کر اپنے حصار میں لیا۔

داریہ ایک اس کے چہرے کی جانب دیکھا جہاں وہ کچھ مضطرب دکھائی دے رہا تھا وہ جانتی تھی وہ ازلان کی وجہ سے پریشان ہے۔

"پریشان مت ہوں ،ازلان بھائی ٹھیک ہو جائیں گے۔"داریہ نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر دلاسہ دیا۔

"ہمم۔۔۔وہ بہت مضبوط انسان ہے میں جانتا ہوں۔۔اپنے دل کی حالت کبھی ظاہر نہیں ہونے دے گا"یزدان نے ٹھنڈی سانس بھر کر واپس روم کی جانب قدم بڑھائے۔

"ویسے یزدان ازلان بھیا دوسری شادی کیوں نہیں کر لیتے۔۔میرا مطلب ہے کہ ژالے ابھی چھوٹی ہے اسی لیے فیل نہیں کرتی لیکن جیسے جیسے بڑی ہوتی جائے گی اسے ماں کی کمی محسوس ہو گی۔ابھی عمر ہی کیا ہے بھیا کی۔۔۔آپ ان سے کہیں ناں"داریہ نے صوفے پر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اپنی بات سامنے رکھی۔یزدان نے اس کی جانب دیکھا جو خود آنکھوں

میں چمک لیے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔اس نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر ہتھیلی عقیدت سے چومی۔

آپ جانتی ہیں ناں داریہ کہ وہ منہا سے کتنی محبت کرتا ہے۔۔ایسے میں دوسری"
شادی۔۔اس کے لیے وہ کبھی راضی نہ ہو گا۔میں جانتا ہوں۔"اسنے رسان سے اپنی بات سمجھائی۔اپنی بات ختم کر کے اس نے داریہ کو دیکھا جو پر سکون چہرہ لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اس نے چہرہ جھکا کر شرمیلی سی مسکان لیے اس کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیکھا اور کچھ سوچا۔

ویسے میں نے سنا ہے یزدان کہ جن کے ہاتھ ٹھنڈے ہوتے وہ بے وفا ہوتے"
ہیں۔دیکھیں آپ کے ہاتھ "داریہ اس کے ہاتھوں کو دباؤ دیتی آنکھوں کو متبسم کیے یزدان کی سمت دیکھتے لب شرارت سے دبائے بولی تو یزدان نے ایک سرسری نظر اپنے ہاتھوں پر ڈالی جو واقعی میں ٹھنڈے تھے اور دوبارہ نگاہ اس پر ڈالی۔

بہت غلط کہتے ہیں لوگ مسز یزدان سکندر۔۔بلکہ آپ لوگوں کی باتیں ذہن سے نکالیں"
کیوں کہ مجھے لگتا ہے کہ جن کے ہاتھ ٹھنڈے ہوتے وہ اپنی بیوی سے شدت کی محبت کرتے

ہیں۔ جیسے کہ میں یزدان سکندر آپ سے بے پناہ محبت کرتا ہوں۔افف دیوانہ۔۔۔اس کے تو بولنے کا ہر انداز ہی نرالا کہ داریہ کا دل نہیں چاہا وہ کبھی رکے۔

اس دنیا میں یزدان سکندر کو صرف داریہ کے لیے بنایا گیا۔آپ نعمت ہیں میرے لیے" میرا سکون۔۔

"اتراہٹ اور غرور پر تو یزدان کا بھی دل ہاتھ سے پھسلا اس سے پہلے وہ اس کی جانب ہاتھ بڑھاتا داریہ جلدی سے اٹھتی ہنستی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی۔اس کی شرارت پر وہ بھی ہلکا سا سر جھٹک کر ہنس دیا۔اور جا کر آرام سے بیڈ پر بیٹھ گیا۔داریہ کو کانوں سے جھمکے اتارتے ہوئے ماہ وش کی بات یاد آئی اور کنکھیوں سے یزدان کی جانب دیکھا جس کا موڈ اب خوشگوار تھا اس نے سوچا یہی اچھا موقع ہے بات کرنے کا۔

یزدان آپ سے کچھ پوچھوں؟" داریہ مسلسل یزدان کو دیکھتی ہوئی یک لخت بولی تو " یزدان نے اس کے چہرے پر متجسس سی نگاہ ڈالے سر ہلایا۔

سمجھ نہیں آرہا کیسے پوچھوں" کچھ دیر کہنے کی جمع کیے بولی تو شہزادی دیوانے کو اور تجسس" میں ڈال گئی۔

ادھر آئیں" یزدان نے کہا تو وہ فرمانبرداری سے سر ہلاتی دھیمی دھیمی قدم اٹھاتی اس "
کی جانب آئی۔ یزدان نے اسے اپنے قریب بٹھالیا۔
اس اس کا ہاتھ اپنے دل کے مقام سے جوڑا تو داریہ کو ان دھڑکنوں میں اپنے نام کی واضح
گونج سنائی دی۔ اسے لگا یہ دھڑکنیں اسی کا نام کا راگ الاپ رہی ہیں۔
" کہیں داریہ کیا کہنا چاہتی ہیں داریہ"
وہ آپ ہنسیں گے، رہنے دیں" یزدان نے حیرت سے اس کو دیکھا"
بتائیں کیا بات ہے۔۔۔اب ہمیں تجسس ہو رہا ہے کہ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔"داریہ "
نے گہری سانس بھری اور آنکھیں میچ کر کھولیں
جھکیں آنکھیں اٹھا کر پھر سے ہمت جمع کی۔
ووہ۔۔میں پوچھ رہی۔۔۔ تھی کہ بے بی۔۔۔۔ہونے کے بعد بھی۔۔۔اتنی ہی ممم"
۔۔محبت کریں گے "بنا چہرہ اٹھائے وہ مدھم سی سرگوشی کیے بتاتی ہوئی سیدھا یزدان کی دل میں
اتری۔
ایسے ہی تو نہیں یزدان سکندر آپ کا دیوانہ۔اور رہی آپ کی بات کا جواب تو جو لڑکی مجھے"
زندگی کی سب سے بڑی خوشی سونپنے جا رہی ہے۔میرے لیے تب اور زیادہ عزیز ہو جائیں گی

آپ۔۔آپ سے جڑا وہ وجود بھی میرے لیے قیمتی ہو گا۔ "اس نے اس کے چہرے کو اوپر اٹھائے اس کی آنکھوں میں جھانکتے سچائی بیان کی۔

"داریہ بھی سدا آپ سے محبت کرتی رہے گی۔"

"قربان جاؤں آپ پر" یزدان اپنی ہی دھن میں معصومیت سے کہتا تب چونکا جب داریہ کو اپنی بے دم کرتی ہنسی منہ پر ہاتھ رکھ کر روکتا دیکھا۔ کتنی اچھی لگ رہی تھی وہ ہنستے ہوئے۔ شادی کے دو سال میں اس نے کبھی اسے اس طرح کھل کے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا ۔اب بھی اسے ہنستے دیکھ کر وہ اسے ہی دیکھتا اس کے تا عمر خوش رہنے کی دعا کر رہا تھا۔ ہنس ہنس کے اس کے گال سرخ ہو چکے تھے۔ جناب کے لبوں پر بھی پھیلتا تبسم اخیر دلکش تھا۔

"ہاہاہاہا۔۔۔یزدان آپ بھی۔!!، قربان جانے کا کام آپ مجھ ہی چھوڑ دیں۔ میں تو آخری سانس تک آپ کی رہوں گی۔۔ہاہاہاہا۔۔ چلیں سو جائیں اب۔۔۔ ہنستے ہوئے اس کی بات کا حوالہ دیتے اس نے کہا تو یزدان خجل سا ہو کر رہ گیا۔ اس کے بال بکھیرتی یزدان کو حیرت میں چھوڑ کر وہ اب بھی ہنسی۔

کھلکھلاتی داریہ کو مبہوت ہوئے دیکھتا اور پھر اس کے حرکت پہ وہ سانس لینا بھول گیا

یوں لگا زندگی بس اسی کے گرد رقص کرتی ہے

اب کی بار محبت خود اس جوڑے کی محافظ تھی۔

****

"وانی کی بچہ اٹھ جاؤ ورنہ اگلی بار پانی کا جگ انڈیل دوں گی۔حور نے کہا تھا کہ آج ان کی طرف جانا ہے اٹھ جاناں سوئی صورت۔آج چونکہ سنڈے تھا اسی لیے اس کو اٹھانے کا کام سب نے ماہوش کو سونپا تھا جو شاید مردوں سے شرط لگا کر سوئی تھی۔

دس بج چکے تھے سب نے ناشتہ تو کر لیا تھا لیکن وانی ابھی تک سوئی تھی۔اسکو جگانے والی ماہوش کھینچا تانی کر کر کے ہلکان ہو چکی تھی۔

"ماہوش آج سنڈے ہے آج تو سونے دو۔اچھا بس دو منٹ اور۔۔۔۔"بنا منہ نکالے ہی وانی کی سوئی ہوئی آواز ابھری۔۔اس کے کمرے میں بکھرے پوپ کارن سے وہ اندازہ لگا چکی تھی کہ وہ ساری رات جاگ کر فیری ٹیلز دیکھتی رہی ہو گی اور اب مزے سے گھوڑے بیچ کہ سو رہی تھی۔

"نووو۔۔وے ے ے ے اٹھ جا وانی۔۔۔چپک نا جا یا کر بستر سے۔اٹھ جا ورنہ میں تیری جوتی تجھے سونگھا دینی ہے اٹھو۔۔اٹھ فور اور نہ میں نے صائم لالا کو بلا لینا۔"اس کی الماری سے کپڑے نکالتے ہوئے اس نے آخری وارننگ دی اور اس سے پہلے کہ وہ واقعہ اس کی چپل

اٹھاتی لحاف زرا سا اٹھا کر دیکھتی وانی جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔اس کے گھنگریالے بال اس وقت وہی شکل اختیار کیے ہوئے تھے جیسے بم پھوٹا ہو۔

ماہوش اس نمونے کی حالت پر بتیسی پھیلائے اس کے گال کھینچتی باہر نکل گئی البتہ وانی نے بند آنکھوں سے لہرا کر بیڈ پر گرتے زور سے اپنا سر بیڈ کراؤن پر جامارا۔

چودہ تبق روشن ہوئے تو آنکھیں بھی تبھی کھلیں رونا تو بہت آیا لیکن اپنی غلطی پر رونا بھی اسے اچھا آپشن نا لگا تبھی اپنا سر مسلتی دوبارہ لحاف میں جا گری اور پھر سے نیند کو پیاری ہوئی۔

ہاہاہا دیکھ لیں میں نے ہر ادیا آپکو۔۔مان کیوں نہیں لیتے ایک وکیل کا دماغ ہے میرے" پاس۔۔"سردیوں کے سہانے موسم میں شطرنج کی گرما گرم بازی چار بہت اہم حضرات کے درمیان قائم تھی۔ایک طرف گیم صائم اور آغا جان کے درمیان تھی جس میں اس نے آغا جان کو ہرایا اور اپنے فرضی کالر جھاڑتا شوخا ہو رہا تھا۔

جب کہ دوسری طرف سکندر صاحب کے حالات بھی کچھ ایسے ہی تھے ان کی اتری صورت اور یزدان کو کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے سینے پر بازو باندھے دیکھ کر ہی سب کو اندازہ

ہو گیا کہ یزدان نے بازی جیت لی ہے۔صائم نے مسکرا کر یزدان سے ہینڈ شیک کیا۔جب کی گھر کی خواتین بھی اس کی
جوشیلی آواز سن کر مسکرائیں تھیں
رات کے بعد سے زرین بھی اب بہتر محسوس کر رہی تھی۔رات بھر گلٹ میں رہتے اس کی رات آنکھوں میں کٹی تھی۔اوپر سے ژالے کے لیے پریشان تھی کہ نا جانے کیسی ہو گی۔
یہاں پر سب کا اتنا پیار پا کر وہ بھی خوش تھی اس وقت سب کے لیے ٹیسٹی سنیکس تیار کرتی وہ بھی باہر ہلے گلے سے لطف اٹھا رہی تھی یہی چیزیں تو تھیں جو وہ اپنے ملک سے دور محسوس کرتی تھی۔پیار، محبت،انس،رشتے۔ماہوش اس کی ہیلپ میں لگی تھی۔
داریہ بھی ایک سائیڈ پر مسکراتی عائشہ بیگم سے بالوں میں تیل لگوا رہی تھی۔
ہاں بھئی تم تو چیمپئن ہو۔۔تم سے کہاں ہمارا مقابلہ۔۔۔لیکن یاد رکھو ہم بھی اپنے زمانے" میں چیمپئن ہوتے تھے کیوں سکندر بیٹا"آغا جان کا شرارتی پن سے کہی بات نے سب کو ہنسا دیا تھا۔

ارے واہ زری آپی۔کیا نگٹس بنائے دل چاہتا ہے آپ کے ہاتھ چوم لوں "اچانک "
اصفہان کے زری کے بنائے گئے نگٹس پر چھوڑے گئے شوشے پر جہاں سب کے قہقہے چھوٹے
وہیں یزدان اسے گھور کی رہ گیا۔زری بھی مسکراتی ہوئی سب کے پاس آ بیٹھی۔
فان صاحب کیا ایکٹیویٹیز ہیں آپ کی یونی میں "یزدان نے گلاس میں شیک ڈالتے "
سرسری سا پوچھا جب کی اس کی بات اصفہان کو نوالا نگلنا مشکل ہو گیا۔اس نے کن اکھیوں سے
یزدان کی جانب دیکھا جس کا دھیان شطرنج پہ تھا۔
کک۔کوئی نہیں لالا۔۔بس لاسٹ سمسٹر ہے پیپر ہونے والے ہیں۔اور تو کچھ خاص "
نہیں "اس کی اٹکتی آواز سن کر صائم نے ہنسی دبانے کو منہ نیچے کر لیا۔سب کے سامنے ڈون
بننے والا اصفہان یزدانی کے سامنے بھیگی بلی بن جایا کرتا تھا۔
ہمم۔۔"۔اس نے بس اتنا کہا اور اصفہان نے سکھ کا سانس بھرا۔صائم کی جانب دیکھا "
جہاں صائم نے اسے دیکھ کر آنکھ ونک کی تھی۔وہ کھسیانہ سا ہو کر ہنس دیا۔
ویسے یہ ہماری وانی صاحبہ کہاں ہیں۔۔کیا ابھی تک سوئی ہے۔؟؟ایک آخری پیس کی "
کمی محسوس کرتے آغا جان نے کہا۔

جی آغا جان۔۔دی گریٹ وانیہ سکندر حاضر ہیں!!!!" گرتی پڑتی وہ جیسے ہی لاؤنج میں "
آکر اپنی دبنگ انٹری کا اعلان کر رہی تھی

۔اس کی بات پہ سب ہنس دیے اور صائم تو اس جھلی کی بات پر سر جھٹک کر رہ گیا۔

★★★

وہ سب اس وقت حور کے گھر آئے تھے جہاں سے ان کا بعد میں شاپنگ پہ جانا تھا۔داریہ نے جانے سے انکار کر دیا اور یزدان نے بھی اسے آرام کا کہا تھا۔زرین کے نانا کتنے کے باوجود بھی وہ دونوں اسے گھسیٹ کر لے آئیں مجبوراً اسے بھی آنا پڑا .

وہ اس وقت حور کے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی تھیں۔وانی آڑھی ترچھی لیٹی نگٹس کے ساتھ انصاف کر رہی تھی۔

ماہ وش حور العین سے اس کے لندن کے یونی کے قصے سن رہی تھی اور ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔کیوں کہ حور اسے یونی کے ایک لڑکے کا بتا رہی تھی جس نے کینٹین میں آکر اسے پرپوز کر دیا تھا نتیجتاً حور کا دماغ گھوما اور دو پنچ اس کے چہرے پر مار کا اس کا نقشہ بگاڑ دیا اور ساتھ ہی اسے اچھی طرح سے سمجھا دیا تھا کہ سب کو اپنی بہن سمجھنا ہے۔وہ دھان پان سا لڑکا

اس سے سوری کرتا اپنا ٹوٹا ہوا منہ لے کر رفو چکر ہو گیا اور کبھی اسے شکل دکھانے کی ہمت نہیں کر پایا۔

ارے واہ حور آپی آپ تو کیا خوب درگت بنائی اس کی۔۔قسمے مزہ آگیا" وانی نے لوٹ پوٹ ہوتے سیدھا ہوتے کہا۔ حور بھی مسکرا دی۔

ویسے لڑائی کہاں سے سیکھی آپ نے آپی" اس نے ایکسائٹمنٹ سے بھرپور استفسار کیا۔"

"I am a blackbelt"

حور نے اس کے گال کھینچتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا تو وانی اسے حیرت سے اور کھلی آنکھوں سے دیکھنے لگی سب اس کی شکل دیکھ کر ہنس دیئے۔

ارے واہ واہ واہ حور آپی کیا آپ مجھے بھی سکھائیں۔۔پلیز پلیز پلیز" اس نے منمناتے" جوش سے کہا۔

ہاں ضرور کیوں نہیں میری جان" حور نے پیار سے کہا تو وہ بھی اور جوش میں آئی۔"

ویسے وانی میں نے سنا ہے کافی چوٹیں بھی لگتی ہیں اس میں اور ڈائیٹ شائیٹ بھی کرنی' پڑے گی۔۔" ماہوش نے دھیمی لیجے میں ہنسی دباتے کہا اور وانی کی صورت دیکھی جس کا ڈائیٹ کا سن کر جوش ٹھنڈا ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

لیکن حور آپی مجھے سیکھنے کی کیا ضرورت۔۔۔ویسے بھی میری آئی سائیٹ ویک"
ہے۔۔ہے نا۔۔۔یہ ٹھیک ہے! چلو ژالے ہم باہر چلتے ہیں۔مجھے کمرہ دکھاؤ اپنا۔۔"جلدی
جلدی کہتے بیڈ سے کھڑے ہوتے اس نے ژالے کو اٹھایا جو نیچے زرین کے ساتھ اس کو اپنے
کھلونے دکھا رہی تھی اور چائے کے ننھے ننھے کپس میں فرضی چائے ڈالتی سرو کر رہی
تھی۔۔۔ژالے کو بغیر کوئی موقع دیے وہ اسے اٹھاتی نو دو گیارہ ہوئی تھی۔۔
اس کے جاتے ہی سب کے قہقہے چھوٹے تھے۔
ایک دم جھلی ہے پوری۔۔ژالے سے بھی بچگانی حرکتیں ہیں اس کی"زرین نے ہنستے"
ہوئے محبت پاش لہجے میں کہا تو حور العین اور ماہوش بھی مسکرا دیں۔
صحیح کہا۔۔۔اس کی شرارتیں ہی تو جان ہے شاہ ہاؤس کی"ماہوش نے بھی محبت سے"
کہا۔
اور ژالے آفندی ہاؤس کی"حور نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔تو وہ دونوں ہنس دیں۔"
ویسے حور ایک بات بتاؤ۔۔۔تم اتنی سویٹ ہو، ژالے اتنی پیاری ہے لیکن وہ کھڑوس"
میرا مطلب ہے ازلان صاحب کس پر گئے ہیں۔اس نے حیرت سے ازلان کے بارے میں
استفسار کیا۔

اب ایسے تو ناں کہو یار۔۔وہ بہت سویٹ ہیں۔۔سب سے کول "اس نے لہجے میں شیرینی اور پیار ملا کر کہا۔

کہاں سویٹ ہیں۔۔دیکھا نہیں کل کیسے مجھے گھور گھور کر دیکھ رہے تھے جیسے میں نے ان کا کوئی ادھار رکھا ہو۔۔ایک بار بچپن میں دیکھا تھا انہیں یزدان بھائی کے ساتھ تب تو خاصے اچھے ہوتے تھے۔۔۔"اس نے منہ چڑھا کر چبا چبا کر کہا تو ازلان جو پیچھے کھڑا تھا ایک ابرو اچکا تا لب بھینچ گیا۔اسے بھی اب یاد آ گیا تھا کہ یہ وہی یزدان کی کزن نے جس نے مٹی سے بھرے ہاتھ اس کی شرٹ پہ لگا دیے تھے اور پھر بعد میں اسے صاف کرنے کے چکر میں اور خراب کر دی تھی۔لیکن پھر خود ہی اپنی حرکت پر دانت نکوستی سوری کرتی اندر بھاگ گئی تھی۔وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔

مس زرین اگر میری ذات پر تبصرے ہو گئے ہوں تو کیا میں حور سے کچھ بات کر سکتا" ہوں۔بہت بہت نوازش ہو گی آپ کی "اس نے دروازے پہ ہی کھڑے ہو کر چبا چبا کر ایک ایک لفظ کہا جبکہ زرین تو اس کی آواز سن کر ساکت ہو گئی۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی بھی ہمت نہیں کی۔

www.novelsclubb.com

اور اب حور کو آنکھیں دکھا رہی تھی جس نے اسے اس کی آمد کا بتایا نہیں حور نے اسے مکمل اگنور کیا۔

ج جی بھائی۔"اس نے فورا کہا۔"

"ایک کپ چائے سٹڈی میں پہنچا دو۔میں اوپر ہوں"

جی بھائی۔"اس نے فرمان برداری سے سر ہلایا۔ازلان ایک نظر سب کو دیکھتا واپس مڑ" گیا۔حور نے زرین کو دیکھا جو کبوتر کی طرح آنکھ بند کیے بیٹھی تھی۔اس کی شکل دیکھ ماہوش اور اس کے قہقہے چھوٹے تھے۔

اوہ کم آن زری یار تم تو ایسے ڈر رہی ہو جیسے بھائی نے تمہیں کھا جانا تھا۔۔ہاہاہا۔۔۔اس" نے ہنستے ہوئے وش کے ہاتھ پہ تالی مارتے ہوئے اسے چڑایا تو زری نے تکیہ اٹھاتے اس مارا۔ حور نے بدلے کے تحت اسے مارا تو تینوں آپس میں گھتم گھتا ہو گئیں۔تھوڑی دیر میں کمرہ میدان جنگ کا سماں پیش کر رہا تھا۔تھک ہار کر وہ بیڈ پر گر گئیں اور کمرے میں ان کے قہقہے گونجنے لگے۔۔

وہ کشمکش میں کھڑی اس وقت سٹڈی کے دروازے کے سامنے کھڑی تھی کہ جانے جلاد موڈ کیسا ہو گا۔پہلے تو اس کا دل چاہا کہ واپس چلی جائے لیکن پھر سوچا کہ نا جانے حور کیا سوچے گی کی کیوں واپس آ گئی۔اس نے ہمت کر کہ تھوک نگلتے دروازہ کھٹکھٹایا۔

یس کم ان۔"اندر سے اس کی بھاری آواز گونجی۔"

وہ دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی جہاں وہ وہ صوفے پر نیم دراز شاید کوئی کتاب پڑھنے مصروف تھا۔۔

لے آؤ حور یہاں رکھ دو"ازلان نے پھر سے کہا لیکن کوئی جواب موصول نا ہوتے دیکھ" سیدھا ہو کر دیکھا جہاں زری چائے کا کپ لیے کنفیوز سی کھڑی تھی۔زرین نے اسے دیکھا جو چشمہ لگائے بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ جازب شخصیت دکھائی دے رہا تھا۔

ازلان نے اسے خاموش کھڑے دیکھ ایک ابرو اچکائی۔

ہمم۔۔۔یہاں رکھ دو چائے یا کوئی خاص انویٹیشن دینا پڑے گا۔"اس نے بے تاثر لہجے" میں کہا۔زرین نے ہمت کرتے کپ لا کر میز پر رکھا اور واپس جانے کے لیے۔

سنیں۔"اس نے پلٹتے اسے پکارا۔"

ازلان نے گھور کر اسے دیکھا گویا آنکھوں سے کہ رہا ہو کہو۔

وہ مجھے آپ سے معذرت کرنی تھی کل کے لیے۔۔دراصل میں نہیں جانتی تھی تھی"
کہ منہاجی۔۔میرا مطلب ہے آپ کی وائف کی ڈیتھ۔۔۔۔ورنہ میں کبھی نہیں کہتی۔"ازلان
سرخ آنکھیں لیے خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔زرین نے انگلیاں مروڑتے اس کے جواب کا
انتظار کیا لیکن کوئی جواب نہیں۔ نظر اٹھا کر دیکھا جو اسے ہی گھور رہا تھا۔
ہمم۔۔۔ٹھیک ہے جاؤ۔"اس نے چائے کا کپ اٹھاتے بس اتنا کہا۔"
لیکن۔آپ نے۔۔"ازلان نے اس کی بات بری طرح کاٹی۔"
میں نے کہا نا جاؤ۔۔۔جسٹ گو۔اینڈ دروازہ بند کر دینا۔"اس نے تھوڑا سخت ہوئے"
کہا تو وہ فورا بھاگی اور جاتے ہوئے دروازہ بند کرنا نہ بھولی۔اور باہر آکر ہی سکون کا سانس لیا
ہونہہ۔۔کھڑوس کہیں کا۔"دروازے کو گھورتے اس نے کہا۔"
کون کھڑوس زری آپی"اچانک سے آواز ابھری تو وہ ڈر کے مارے چیخ اٹھی۔ نظر نیچے"
کی تو ژالے اس کمر پہ ہاتھ گھور رہی تھی۔اس نے ہنستے ہوئے اسے اوپر اٹھایا۔
کوئی نہیں میری جان۔آپ کے پاپا کو کہہ رہی تھی۔"اس نے ژالے کے گال چومتے"
ہوئے کہا تو ژالے نے پھر سے اسے گھورا۔
میلے پاپا کھلوش نی ہیں"۔۔اس نے منہ بسورتے کہا تو زرین نے اس کے گال چومے۔"

اوسو شولی میلی جان۔۔۔معاف کر دو اپنی آپی کو"اس نے کان پکڑتے ہوئے کہا تو"
ژالے کھلکھلا کر ہنس پڑی اور ژالے کی گالوں پر بوسہ دیا۔زری اس کا موڈ ٹھیک ہوتے دیکھ اسے لے کر باقی سب کی طرف چل دی جہاں وہ سب مارکیٹ جانے کے لیے تیار کھڑی تھیں۔

بھابھی ویسے ہمارے منھے مہمان کو کتنا ٹائم ہی اس دنیا میں تشریف لانے میں۔۔قسم"
سے بھابھی میں بے تاب ہوں کب اس چھوٹی سی جان کو اپنے ہاتھوں میں لوں۔اور میں کہہ رہا ہوں اس کا نام میں رکھوں گا۔۔بلکہ میں نے تو ابھی سے سوچ لیا۔ہے۔۔۔"اصفہان اس وقت داریہ کے پاس بیٹھا جو کھڑکی کے پاس بیٹھی سنہری دھوپ میں کھڑکی کے وسط میں رکھے گلاب پودوں کو پانی دے رہی تھی۔اس کی بات سن کے مسکائی تھی۔
اچھا جی تو کیا نام رکھا ہمارے دیور جی نے"داریہ نے اس کے بال بکھیرتے ہوئے کہا۔"
"نہیں بھابھی ابھی نہیں۔۔۔جب بے بی ہو گا تب بتاؤں گا"
اصفہان دیکھو تمہارے بالوں کو کیا ہو گیا ہے۔۔کتنے روکھے ہو رہے ہیں۔آجاؤ میں تیل"
لگاتی ہوں تمہارے سر میں۔۔۔"داریہ نے کہا تو وہ جھٹ سے راضی ہوتا اٹھ کہ تیل اٹھاتا اس کے سامنے آکر چوکڑی مار کر بیٹھ گیا۔

داریہ نے آہستہ آہستہ اس کے سر میں تیل کی مالش کرنا شروع کی۔

"آہاہا۔۔۔واہ کیا جادو ہے آپ کے ہاتھ میں بھابھی۔۔۔قسم سے سکون مل جاتا ہے۔۔"

بھابھی مما بابا اور لالا چاہتے ہیں کہ میں ہائیر سٹڈیز کے لیے آؤٹ آف کنٹری چلا"

جاؤں۔۔لیکن میں نہیں جانا چاہتا۔۔آپ جانتی ہیں ناں کہ وہاں نے نہیں ایڈجسٹ کر سکتا اور

ویسے بھی میں نے لالا کا بزنس سنبھالنا ہے تو اس کے لیے ہائیر سٹڈیز کی کیا ضرورت ہے۔۔میں

ویسے بھی بہت اچھے سے سنبھال لیتا ہوں۔۔"ہاتھ میں موبائل گھماتا ہوا اصفہان اپنی ہر بات

داریہ سے شئیر کر لیتا تھا۔یہ سچ تھا کہ کبھی کبھی وہ یزدان کے ساتھ آفس چلا جاتا تھا اور اسے کام کا

کافی تجربہ ہو چکا تھا۔اور اوپر سے حور سے جدائی۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ اب ان دو کے درمیان پھر

سے کوئی فاصلے آئیں وہ بس اسے اپنا بنانا چاہتا تھا۔

ارے میں ہوں ناں۔۔۔اگر میرے بھائی کا نہیں ہے دل تو میں بات کروں گی مما بابا"

سے۔۔۔لیکن پہلے یہ بتاؤ یہی وجہ ہے یا کوئی دوسری۔۔۔"داریہ نے شرارت سے معنی خیز لہجے

میں کہا تو اصفہان نے ایک ٹھنڈا سانس بھرا۔

وہ دراصل بھابھی ایک اور بات بھی ہے۔۔۔میں حور کو پسند کرتا ہوں۔۔"اس نے'

صاف صاف بتا دیا۔

اچھا اور کب سے شروع ہے یہ سب۔"اس نے اس کے کان مڑوڑتے کہا جبکہ لب مسکا"
رہے تھے۔وہ چونکی ضرور تھی لیکن خود کو نارمل کرتے کہا۔اس کے بعد اصفہان نے اسے سب
سچ سچ بتا دیا شروع سے لے کر آخر تک کہ کیسے تین سال پہلے اس نے اسے پرہوز کیا۔۔اس کا بنا
جواب دئے چلے جانا۔۔۔پھر واپس آنا اور اس سے نفرت کا اظہار کرنا۔۔سب کچھ۔۔
ہمم۔لیکن اصفہان اس سے پوچھو تو سہی کہ آخر کیا وجہ ہے اس بے رخی کی"داریہ نے"
کہا تو اصفہان اس کی طرف رخ موڑ کے بیٹھا۔
بھابھی آپ کو کیا لگتا ہے میں نے کچھ نہیں ہو چھا ہو گا۔۔۔ہزار مرتبہ پوچھ چکا"
ہوں۔لیکن وہ کچھ نہیں بتاتی۔
"میں بات کروں اس سے"
بھابھی آپ سچ میں بات کریں گی ناں۔"اس نے حیرت سے پوچھا۔"
ہاں میری جان میں بات کروں گی اس سے، پھر اپنے دیور جی کی بارات بھی تو لے کر"
جانی ہے مجھے داریہ نے اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پیار اور شرارت سے کہا۔وہ جھینپ گیا۔
ارے ارے دیکھو، میرا بھائی شرما رہا ہے"وہ بھی ہنستے ہوئے اس کی گود میں سر رکھ گیا۔"

بھابھی ماں! اپ اتنی اچھی کیوں ہیں۔ مطلب سب کا خیال رکھتی ہیں۔۔۔سب کی مدد" کرتی ہیں۔ بہت عزیز ہیں آپ مجھے۔۔"اور داریہ تو اس سکون کو بیان کرنے سے قاصر تھی جو اس کے "بھابھی ماں" کہنے سے اس نصیب ہوتا تھا۔اس کی آنکھوں میں ستارے جھلملانے لگے یہ سوچ کر کہ کیا وہ اتنی محبتیں پانے کے لیے زندہ بھی ہو گی کہ نہیں۔

"لو یو ٹو میری جان "

بھرائے ہوئے لہجے میں کہا تو اصفہان نے اس کی آواز میں نمی محسوس کر کہ اس کی گود سے سر اٹھایا۔

" بھابھی آپ رو رہی ہیں"

"نہیں میری جان میں تو بس ایسے۔۔شاید آنکھوں میں کچھ چلا گیا۔"

لیکن اصفہان کو وہ ٹھیک نا لگی۔ابھی وہ کچھ کہتا جب اس کی نظر اصفہان پر پڑی جو دروازے پر کھڑا انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔اس نے داریہ کی آخری باتیں سن لیں تھیں اسی لیے اس کے دل کی حالت سمجھ رہا تھا۔

لالا۔۔اچھا ہو آپ آ گئے۔۔دیکھیں ناں بھابھی کو پتا نہیں کیا ہوا ہے۔"داریہ کے" اشاروں سے منع کرنے کے باوجود بھی اس نے اٹھ کر یزدان کو پریشانی سے بتایا۔

اصفہان تم جاؤ میں دیکھتا ہوں۔یزدان نے ضبط سے اسے دیکھ کر کہا۔"

پر بھائی۔۔۔۔۔۔۔"اس نے کچھ کہنا چاہا۔"

فان جاؤ۔۔۔"اس نے زور دیتے ہوئے کہا تو داریہ کی سر پہ بوسہ دیتے ہوئے باہر نکل"

گیا۔یزدان دروازہ بند کرتے اس کی جانب آیا جو نظریں جھکائے ہوئے تھی۔

وہ اس کے پاس جا کر بیٹھا اور اس کو اپنے ساتھ لگایا۔

وہ کیا کہتا تکلیف تو خود اس کا سینہ چیر رہی تھی لیکن خدا پر یقین کر کے اور صبر سے کام لے

کر وہ خود کو مضبوط رکھے ہوئے تھا۔

یزدان مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے۔۔مجھے کہیں نہیں جانا۔۔یزدان آپ کچھ نہیں"

"ہونے دیں گے ناں مجھے ہے ناں۔۔

میرے۔۔بعد آپ ہمارے بچے کا بہت خیال۔رکھئے گا۔ٹھیک ہے ناں"اس سے "

الگ ہوتے اس نے پھر سے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ڈر اور خوف کے زیر اثر حراساں ہو کر

کہا تھا۔

بس کریں داریہ۔۔کچھ نہیں ہو گا آپ کو۔۔اگر دوبارہ ایسی بات کی تو آپ سے پہلے ہم" خود کی جان لے لیں گے۔"اس نے سختی سے اسے مزید کچھ کہنے سے باز رکھا۔داریہ نے اس کے لہجے کی سختی محسوس کر کے اس کے سینے میں سر چھپایا تھا۔

کہیں مت جایئے گا بس۔ کہیں مت جایئے گا۔" بار بار اسی جملے کو دہراتی گئی۔"

یزدان نے سائیڈ ٹیبل سے اس کی دوائی نکالی اور پانی کا گلاس بھر کر اسے دوائی کھلائی اور آرام سے بیڈ پر لٹایا۔۔اس کے اوپر کمبل دیتے ہوئے وہ آرام سے اس کے ساتھ بیٹھا اور اس کے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔ جلد ہی وہ دوائی کے زیر اثر نیند میں چلی گئی لیکن وہ نیند میں بھی خوفزدہ لگتی تھی۔ یزدان اس کی کنپٹی چھوتا اس کے آرام کے خیال آہستہ سے اٹھ کر جا کر لیپ ٹاپ لیے صوفے پر بیٹھ گیا۔اسے اپنا پینڈنگ کام نپٹانا تھا۔

www.novelsclubb.com

****

ابھی وہ واش روم سے فریش ہو کر باہر نکلی تھی اور تولیے سے منہ پونچھتے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی تھی کہ اس کا فون رنگ ہوا۔ تھوڑی دیر پہلے ہی وہ شاپنگ سے فری ہو کر گھر آئے تھے۔ حور نے ان کو شاہ ولا ڈراپ کیا اور خود ژالے کے ساتھ اپنے گھر کی طرف بڑھ گئی۔

اس نے بیڈ کے قریب جا کر موبائل اٹھایا۔حیدر کی کال دیکھ کر حیران ہوئی۔جلدی سے جا کر دروازہ بند کیا اور دھک دھک دل کے ساتھ بیڈ پر آ کر کال ریسیو کی۔

ہیلو اسلام علیکم !اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔

وعلیکم اسلام ! کیسی ہو ماہوش؟

میں ٹھیک۔۔۔آپ سنائیں۔۔۔کیسے ہیں؟"اس نے نرمی سے آہستہ آواز میں کہا۔"

کیسا ہو سکتا ہوں تمہار بغیر۔۔۔نا دن کٹتے ہیں ناں راتیں۔۔۔کتنی ظالم ہو نا"

ماہوش۔۔۔کتنے دن ہو گئے تم سے بات کیے ہوئے۔۔۔نا فون کرتی ہو ناں ملتی ہو۔"اس نے شکایتی آواز میں اپنی باتوں کے جال میں اسے پھنسانا چاہا۔۔

ان کے فائنلز کے پیپرز ہونے والے تھے اسی لیے آج کل چھٹیاں تھیں۔ماہوش بھی اپنے پیپرز کی تیاری میں بزی تھی۔اس کی شکایت سن کر مسکرا دی۔

نہیں حیدر۔۔۔بس پیپرز کی ٹینشن ہے اسی کی تیاری کر رہی"اس نے آرام سے بیڈ سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

اچھا بس بس۔۔بہانے ناں بناؤ۔۔یہ بتاؤ گھر میں بات کی تم نے تاکہ میں آؤں"اس نے"
اسے پرکھنا چاہا۔اصل میں تو وہ جان بوجھ کر شادی پر زور دے وہ جانتا تھا کہ شادی سے پہلے وہ
!جال میں نہیں پھنسنے والی۔۔شادی کرے گا اور طلاق دے دے گا۔۔۔اور کام ختم
جی حیدر بھابھی سے بات کی ہے۔وہ لالا سے بات کریں گی۔"ماہوش نے سکون سے"
جواب دیا۔وہ خوش تھی کہ اب وہ اور حیدر بھی پاکیزہ بندھن میں بندھ جائیں گے۔ان کی محبت
کو بھی منزل مل جائے گی۔
یہ تو اچھی بات ہے۔۔اسی خوشی میں کوئی پیار بھری بات ہی کہہ دو"اپنے کمرے میں"
بیڈ پر لیٹا اس معصوم دل کے ساتھ کھیلتا بالکل بھی شرمندہ نہیں تھا۔اس کی بات سن کر اس کی
زبان تالو سے چپک گئی۔اس کی اس طرح کی باتوں پہ وہ ایسے ہی خاموش ہو جایا کرتی تھی۔
کیا ہوا ماہوش خاموش کیوں ہو گئی کچھ بولو۔۔"اس نے اکتاہٹ سے کہا"
میں کیا بولوں۔"اس نے مدھم سے آواز میں اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔"
اچھا یہ بتاؤ یاد کرتی ہو مجھے"اس نے لہجے میں دنیا جہان کی چاشنی بھرے محبت سے پوچھا۔
ج۔۔جی"ماہوش نے شرمیلی سی مسکراہٹ سے جواب دیا۔"

قسم سے ماہوش اب اور انتظار نہیں ہوتا۔۔بس جلدی سے میری ہو جاؤ"اس نے زہر" خند مسکراہٹ لبوں پہ سجائے بے صبری سے کہا تو ماہوش اس کی بات کا مطلب سمجھے بغیر بس مسکرا کر رہ گئی۔

"بہت بور نگ ہو ماہوش۔۔ایک تو کچھ بولتی نہیں ہو۔۔۔اچھا ٹھیک ہے۔گڈ بائے۔۔" اللہ حافظ "ماہوش نے کہہ کر فون بند کر دیا۔اور چلتی ہوئی آئینے کے سامنے" آئی۔ مستقبل کے سہانے خواب بنتی وہ یہ بھول گئی تھی کہ نامحرم پر یقین کر کر اس نے خود کے کتنا گہرہ گڑھا کھودا ہے جس میں سے وہ چاہ کر بھی نہیں نکل پائے گی۔۔

****

اب اگر تو نے مجھے اپنے اترے چہرے کی وجہ نا بتائی ناں میں ناراض ہو جاؤں گی۔کیا ہوا" ہے میری جان بتاناں "بیڈ پر عین تکیہ گود میں رکھ کر اداس بیٹھی وانی کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھی ماہوش اس کا نازک ہاتھ تھامے کب سے اس کی اداسی جاننے کی کوشش میں تھی مگر وانیہ اپنے باربی نائیٹ سوٹ میں گھنگریالے بالوں کو پونی میں جکڑے چشمہ لگائے مزید بجھے پوز بنا کر ماہوش کو تپانے کے لیے تیار بیٹھی تھی۔اس سے پہلے کہ ماہوش مزید کچھ کہتی ماہوش کا فون رنگ ہوا۔اس نے فون پر آئے میسج کو دھیان منتشر ہونے پر اٹھا کر دیکھا تو صائم کا میسج تھا۔ میسج

کھولنی کی دیر تھی کہ وہ ایک پل شاکڈ ہوئی۔اب اسے سمجھ آئی تھی کہ وانی کیوں ایسی بنی بیٹھی تھی۔صائم کو اوکے کے ساتھ دل والا ایموجی بھیجتی وہ فون سائیڈ پہ رکھے وانی کی اتری صورت دیکھ کر اس کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

وانی نے اس کا قہقہ سن کر اس پڑا تکیہ اٹھا کر اسے مارا۔

بد تمیز میں یہاں اتنی اداس بیٹھی اور تم ہنس رہی ہو بیٹھ کر" وانی نے منہ بسور کر غصے سے" کہا تو ماہوش نے کھینچ کر اسے گلے سے لگایا۔

اچھا موڈ ٹھیک کرو۔اب تم نے کچھ بتانا تو ہے ہی نہیں تو چلو میرے ساتھ باہر کچھ دکھانا" ہے تمہیں" ماہوش نے بیڈ سے اٹھ کر اسے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے کہا۔

نہیں مجھے کچھ نہیں دیکھنا جاؤ تم" وانی نے ضدی پن کہا تو ماہوش نے اسے گدگدایا تو وہ" بھی ہنستے ہوئے ہار مانتی اس کے اس کا ساتھ ہولی۔اس کی ناراضگی بھی بس اتنی ہی ہوتی تھی فورا سے مان جاتی تھی۔

ماہوش اسے لے کر لاؤنج سے گزرتی ہوئی باہر لان میں لے کر آئی۔چونکہ ابھی رات کی تاریکی پھیلنے میں کچھ وقت تھا اسی لیے شام کی لالی آسمان پر چھائی ہوئی تھی۔

وانی نے سامنے دیکھا جہاں صائم کھڑا تھا۔اسے دیکھتے ہی اس نے منہ پھلاتے واپس جانا چاہا لیکن صائم کے ساتھ نظر پڑتے ہی اس کی خوشی سے چیخ نکل گئی۔

صائم کے ساتھ ایک دم برینڈ نیو سکوٹی کھڑی دیکھ کر وہ ایک دم اچھلی اور بھاگتے ہوئے اس کے پاس گئی اور ہاتھ لگا کر محسوس کرنے لگی۔اس کی خوشی دیکھ کر وہ دونوں مسکرا دیئے۔

وش ادھر آؤ ناں دیکھو نہ یہ کتنی پیاری ہے ہائے ے ے ے ے۔۔۔مجھے چٹکی کاٹو"

کہیں یہ خواب تو نہیں "اس نے جوش سے ماہوش کو بھی کھینچتے پاس لائی اور بے یقینی سے بولی۔تو ماہوش نے زور سے اسکے چٹکی کاٹی۔جو کچھ زیادہ ہی زور سے لگی اسے۔

بد تمیز اتنے زور سے نہیں کہا تھا۔بائے داوے۔۔دیکھو تو سہی کتنی پیاری ہے یہ۔""

دینے والے کو یکسر نظر انداز کرتی وہ مسلسل اس کے گن گا رہی رہی تھی۔

صائم ایک سائیڈ پہ کھڑا اطمیناں سے سینے پہ ہاتھ باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔ماہوش رشک سے اپنے بھائی کی محبت دیکھ رہی تھی۔وہ بھی تو یہی چاہتی تھی کہ اس کی دوست کو اس کے خوابوں کے شہزادے جیسا پیار کرنے والا شوہر ملے۔اس کے دل نے دعا کی تھی کہ اسکا بھائی بھی ایسی شدت پائے جسکا وہ حقدار ہے۔

اہمم۔اہمم۔"صائم نے آخر تنگ آکر اپنی موجودگی کا احساس دلانا ضروری سمجھا۔"

دونوں چونک کر سیدھی ہوئیں وانی جو سکوٹی پر بیٹھی مختلف پوز زپہ اپنی تصویریں بنوا رہی تھی شرمندہ سی ہو کر سر جھکا گئی۔کئی دن سے وانی نے اس سے سکوٹی کی فرمائش کر رکھی تھی۔پہلے تو صائم نے اسے جان بوجھ کر تنگ کیا کہ نہیں لے کر دے گا۔تو وہ اس سے ناراض ہو گئی۔پھر کورٹ کی بعض مصروفیات کے باعث وہ بزی رہا۔اس دن سے وانی اس سے منہ پھلائے گھوم رہی تھی آج جا کر اسے ٹائم ملا تھا تو وہ سیدھا آفس سے ہی اس کے لیے سکوٹی پسند کر لے لایا تھا۔اس وقت بھی وہ اپنے مخصوص تھری پیس میں تھا۔جب کہ کوٹ اب بازو پہ ڈالا ہوا تھا۔ماتھے کے بال بکھرے ہوئے اسے اور پر کشش بنا رہے تھے۔ماہ وش تو آرام سے ان دونوں کو بات کرنے کا ٹائم دیتی خاموشی سے اندر چلی گئی۔صائم اس کی عنایت دیکھ کر مسکرا کر رہ گیا۔اب آرام سے جیبوں میں ہاتھ پھنسائے وانی کی جانب آیا جو اب سکوٹی سے اتر کر بے نیازی سے ادھر ادھر نظریں گھما رہی تھی۔

ویسے اب تو ناراضگی دور ہو گئی ہو گی جناب کی"صائم نے طنزیہ کہتے ہوئے مسکراہٹ دبائی۔

۔ک۔۔۔کون ناراض تھا۔میں ؟۔۔میں تو نہیں تھی"اس نے صائم کی جانب دیکھتے"
اپنا بھرم قائم رکھنا چاہا۔
"!اچھا تو مطلب یہ سکوٹی کی فرمائش بھی آپ کی نہیں تھی۔۔؟"
ہا۔۔ہاں میری تھی۔۔۔لیکن میں ناراض نہیں تھی نا۔۔۔میں نے تو کیا تھا آسانی سے لا"
"سکتے تو لا دیں کوئی مسلہ نہیں۔
اچھا اچھا۔۔مطلب تمہیں نہیں چاہیے تھی۔چلو میں واپس کر دیتا۔۔۔۔۔۔"وانی نے"
اس کی بات کاٹی اور سکوٹی کے ساتھ جڑ کر کھڑی ہو گئ۔
اب ایسا بھی نہیں کہا میں نے۔۔اب آ ہی گئی ہے تو کیوں انکار کرنا۔رکھ لیتی ہوں بے"
چاری کو"اس نے ترس کھاتی نظروں سے سکوٹی پر ہاتھ پھیرتے کہا۔صائم کو اس کے انداز پہ
ہنسی آ گئی۔
ہمم۔رکھ لیتے ہیں لیکن مجھے کیا ملے گا اس کے بدلے"اس نے پھر سے ایک ابرو اچکا کر"
اسے دیکھا تو وہ سوچ میں پڑ گئی۔
لیکن میرے پاس تو کچھ نہیں ہے آپ کو دینے کے لیے"وانی نے منہ لٹکا کر کہا تو صائم"
بھرپور انداز میں مسکرایا اس کے گالوں پہ پڑے ڈمپل دیکھ کر وانی بھی مسکرائی۔

کیا ہوا"اس نے تعجب سے وانی مسکراتے دیکھ کر سوال کیا۔"

آپ کے ڈمپل۔۔بہت پیارے لگتے ہیں آپ ہنستے ہوئے.بیسٹو"وانی نے پیار سے "
مسکراتے ہوئے اس کی تعریف کی وہ بھی مسکرایا۔

آپ کو پتہ ہے میں نے اپنا آئی فون یزدان لالا کو بھی دکھایا تھا۔۔"وانی نے کہا تو صائم"
کے گلے میں پھندا اٹکا اس نے بے یقینی سے اس عجیب مخلوق کو دیکھا۔

اچھا تو کیا کہا تمہارے لالا نے"صائم نے چبا چبا کر پوچھا۔"

نہیں کچھ نہیں کہتے کس نے دیا"وانی اپنی ہی ہانکی جا رہی تھی۔'

تو تم نے کیا کہا۔۔۔!؟"اس نے پھر سے استفسار کیا۔"

ارے کیا کہنا تھا یہی کہ میرے.بیسٹو صائم نے دیا ہے"وانی نے عقل مندی کا مظاہری"
کرتے کہا تو صائم نے شکل تھوک نگلا اور خواب میں ہی یزدان سے اپنی درگت بنتا سوچ کر رہ گیا

۔

میں یہ سکوٹی بھی دکھاؤں گی ان کو"اس نے اپنے ہی دھیان میں کہا تو صائم نے بس سر "
ہلانے پر اکتفا کیا۔ضرور یہ لڑکی اسے اس کے ہونے والے سالے سے پٹوا کر رہے گی۔۔وہ
سوچ کر رہی رہ گیا۔۔

اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ چلو ایسا کرتے ہیں اگر کوئی گفٹ نہیں ہے تمہارے پاس تو " ایک اچھی سی کافی پلا دو اپنے ہاتھ کی۔ میں روم میں جا رہا ہوں وہیں لے آنا۔" صائم نے باہر اندھیرا پھیلتے دیکھ کر اسے دیکھا اور کہا لیکن۔۔۔۔۔۔

تھینک یو سو مچ بیسٹو۔۔۔۔یو آر دی بیسٹ" صائم نے اس کے سر پر چپیت لگائی۔"

پگلی دوست کو تھینکس تھوڑی ناں بولتے۔۔۔جاؤ جلدی سے کافی بنا کر لاؤ" صائم نے" کہا تو وہ فورا بھاگتی ہوئی اندر چلی گئی پیچھے صائم نے اس کے صدا خوش رہنے اور مسکرانے کی دعا کی تھی۔۔

*****

اگلے تین دن ایک پراسرار خاموشی کی نظر ہو چکے تھے۔ وانی اپنی یونی میں بزی تھی اور ماہوش، اصفہان اور حور کے بھی ایگزام شروع ہو چکے تھے۔۔ کچھ ہی دنوں میں وہ لوگ فری ہونے والے تھے۔ ازلان بھی اپنی ڈیوٹی سنبھال رہا تھا۔ یزدان نے ان دنوں میں داریہ کا ہر طرح سے خیال رکھا تھا۔۔

****

خطرہ بڑھ چکا ہے ہے وہ درندہ ضرور کسی نئے منصوبے کی تاک میں ہے وہ بہت بڑا اور" عادی مجرم ہے۔مجھے لگتا ہے کہ اسے جلد از جلد پکڑنے کے آرڈرز دینے چاہئیں "کرنل یاور کے ساتھ لیفٹیننٹ ہارون،ایجنٹ ون اور ایجنٹ فور کی میٹنگ تھی۔یہ مشترکہ پانچ لوگوں کی ٹیم تھی۔

ایجنٹ فور آپ کیا کہتے ہیں "کرنل آصف نے خاموش بیٹھے اس وجود سے پوچھا تھا۔۔" لیفٹیننٹ ہارون کی رائے زرا قابل غور تھی جو سب کے چہروں پر فکر مندی لا چکی تھی۔

ایسے عادی مجرم سزا کے باوجود نہیں سدھرتے۔اس کے تعلق بہت اوپر تک ہیں۔ہمارا" مقصد اسے پکڑنا نہیں اس ناسور کو جڑ سے ختم کرنا ہے تمام ثبوتوں کے خلاف۔۔ہمیں اس کے تمام اختیارات اور اڈوں کے بارے میں جاننا تاکہ اس کی موت کے بعد کوئی دوسرا آکر اس کی جگہ نہ لے سکے۔ہمیں اسے ٹریپ کرنا۔وہ گھٹیا شخص جس طرح کے گندے پیشے اور کالے دھندوں کو چلاتا ہے وہ ناگزیر ہے۔۔"ایجنٹ فور کی سرد آواز خاموشی میں گونجی تھی۔

ایم ایگری وڈ ایجنٹ فور۔۔چار ون صوبوں کی پولیس سے کہہ کر جگہ جگہ ناکہ بندی کروا" دو اور اپنے کچھ آفیسرز کو اس کے خاص بندے کے خفیہ اڈوں کی تلاش میں لگواؤ۔ہمیں پورے ثبوتوں کے ساتھ اسے پکڑنا ہو گا۔بحیثیت محافظ ہمیں ہر وہ قدم اٹھانا ہو گا جس سے ہمارے ملک

کی عزت محفوظ رہے۔میٹنگ ڈس مسڈ" کرنل آصف کے لہجے میں جوش تھا جس نے وہاں موجود سب کے دل میں جوش بھر دیا تھا۔

ٹھیک ہے سر میں تمام ضروری اقدامات کرواتا ہوں۔جلد ہی آپکو خوشخبری ملے" گی "ایجنٹ فور نے کڑک انداز میں تمام صورت حال کو قابو کرنے کی یقین دہانی کروائی تھی۔

کرنل کے کھڑے ہونے پر سب مودب سے اٹھ گئے۔

ایجنٹ فور کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کرنل ہمیشہ اسے سپورٹ کرنے کے حامی تھے

۔ہمہشہ اپنے ساتھ پاؤ گے۔۔میجر ابراہیم ودود میں جو ولولہ تھا ملک کی خاطر کچھ کرنے کا" وہ تم میں نظر آتا ہے مجھے ان کی کمی کو تم نے پورا کیا ہے بچہ۔۔۔مجھے یقین ہے پاشا تو کیا اس جیسی ہر ناسور کو ختم کرنے کی ہمت تم میں موجود ہے"۔کرنل صاحب کی کمر ٹھوک دی تسلی اس کی ہمت بندھا چکی تھی۔

۔اس کی آنکھوں میں جو سرد پن تھا۔۔چہرے پر کوئی مسکراہٹ نہ تھی۔فوج میں وہ غصہ والا اور سڑو آفیسر کے نام سے مشہور تھا۔اصولوں کا پکا اور کام میں کوئی کوتاہی نہ برداشت کرنے والا اس کے ساتھ ساتھ ایجنٹ ون کے حوصلے بھی چٹانوں کی مانند مضبوط تھے۔اس سے ڈیپارٹمنٹ کا ہر بندہ خوف کھاتا تھا۔اتنے سالوں بعد اس کی کسی مشن میں آمد سے فوج کو کافی

سپورٹ ملی کیوں کہ ایجنٹ ون اور ایجنٹ فور جیسے ہونہار جوانوں کی قابلیت کی درکار تھی فوج کو۔۔۔وہ دونوں آئی ایس آئی کے ایجنٹ تھے اور پاک فوج کی مدد کے لیے آئے تھے۔

کرنل کے جانے کے بعد لیفٹیننٹ ہارون ان دو کی جانب آئے تھے جو آپس میں کچھ ڈسکشن کر رہے تھے۔

ہیلو گائز۔ویلکم ٹو باتھ آف یو۔۔بہت خوشی ہوئی آپ دونوں سے مل کر "لیفٹیننٹ" ہارون نے دلکش مسکراہٹ کے ساتھ سلام کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تھا جسے ایجنٹ فور نے تو ایک ایک گھوری ڈالتے تھام لیا تھا جبکہ ایجنٹ ون اکتائے لہجے میں برداشت کرتا باہر نکل گیا۔اپنی بے عزتی پر اس کا منہ کھلا رہ گیا۔ایجنٹ فور نے اس کا کھلا منہ بند کیا۔اور خود بھی باہر نکل گیا۔

نہیں مطلب بے عزتی نہیں ہو گئی۔۔۔کھڑوس کہیں کے دونوں "منہ بسور کر کہتا وہ" بھی ان کے پیچھے بھاگا تھا۔

****

حور بیٹا کل شام پھوپھو آرہی ہیں تو ان کے لیے کمرہ ریڈی کرا دینا۔۔۔"ازلان نے"
ڈائننگ ٹیبل پر کھانے کھاتے ہوئے حور کو مخاطب کیا۔اس کی بات سن کر حور کے چلتے ہاتھ
ایک دم ساکت ہوئے۔۔اس نے رخ موڑ کر ازلان کو دیکھا۔
کیوں آرہی ہیں وہ"حور نے ہاتھ روک کر سپاٹ چہرے اور آواز کے ساتھ پوچھا"
۔ازلان کھانے میں مصروف رہا۔
کیا مطلب کیوں آرہی ہیں۔۔ہماری اکلوتی پھپھو ہیں۔۔کیا نہیں آسکتی۔۔"اس نے"
نرمی سے بنا دیکھے جواب دیا۔
تو پھپھو ہونے کا کونسا فرض نبھایا ہے انہوں نے"اس نے پھر سے کہا جب کہ آواز میں"
ہلکا غصہ واضح تھا۔
ازلان چپ رہا۔۔۔
بھائی کیا آپ نہیں جانتے یا بھول گئے ہیں کہ انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا تھا۔۔۔پھر"
بھی آپ۔۔۔۔"اس کی آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی۔
کچھ نہیں کیا انہوں نے۔۔۔بس اس وقت حالات ایسے تھے۔۔۔۔"ازلان نے اب"
اس کی جانب نظر اٹھا کر دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

کیا حالات ایسے تھے جب ہمیں ان کی سب سے زیادہ ضرورت تھی تب کہاں تھیں"
وہ۔۔۔بتائیں۔۔۔اور آپ کہہ رہے ہیں وہ مجبور تھیں۔۔حالات ایسے تھے۔۔۔نہیں بھائی وہ
مجبور نہیں تھیں۔۔۔۔"آنسو اس کی گالوں سے ٹپ ٹپ بہ رہے تھے۔
حور بچے وہ شرمندہ ہیں۔۔۔۔انہوں نے معافی مانگی تھی مجھ سے۔۔میں نے معاف کر"
دیا ہے۔"اس کے آنسوؤں سے نظریں چراتے ہوئے اس نے بے بسی سے کہا تھا۔
بھائی آپ کیسے کر سکتے ہیں ایسے۔۔میں انہیں کبھی معاف نہیں کر سکتی۔۔۔وہ عورت"
معافی کے لائق نہیں"اس نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھ کر کیا تھا۔
وہ بڑی ہیں ہماری۔۔مت بھولو۔۔۔۔تمیز سے بات کرو۔۔۔"ازلان نے سخت لہجے"
میں کہا۔
ٹھیک ہے۔۔۔لیکن ایک بات رکھیے گا میں کبھی معاف نہیں کروں گی انہیں اور اس"
بات کے لیے آپ مجھے فورس نہیں کر سکتے۔"وہ روتی ہوئی غصے میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی اور
بھاگتی ہوئی روم میں چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

حور بیٹا۔میری بات تو سنو۔۔"ازلان نے آواز دی لیکن اس نے ان سنی کر دی۔۔اس نے دیکھا حور نے کھانا بھی نہیں کھایا۔۔۔وہ افسوس سے سر ہلا کر رہ گیا۔وہ جانتا تھا اس کی بہن بہت مضبوط ہے لیکن اس جگہ آ کر وہ کمزور پڑ جاتی تھی۔

اس نے کھانا کی پلیٹ اٹھائی اور کچن میں جا کر رکھا۔۔

کافی میکر میں کافی بنائی اور دو کپ تیار کر کے اس کے کمرے کی طرف چل دیا۔۔۔

مما بابا۔۔آپ لوگ کیوں چلے گئے۔۔دیکھیں ناں آج آپ کی بیٹی پھر سے کمزور پڑ" گئی۔۔اتنی جلدی کیوں چلے گئے آپ لوگ۔۔۔کیا اپ کو میری یاد نہیں آتی۔۔۔مجھے بہت یاد آتے ہیں آپ لوگ۔۔۔کیوں چلے گئے۔۔آپ۔۔بابا آپ نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا ناں ہمیشہ ساتھ رہنے کا۔۔۔پھر کیوں کیا ہمارے ساتھ۔؟؟؟۔۔اپنے ساتھ ہماری خوشیاں بھی لے گئے ۔۔۔مجھے بھی بلا لیں اپنے پاس ماما۔۔۔آئی مس یو۔۔۔مجھے آپ کے ہاتھ کا کھانا کھانا ہے۔۔مجھے آپ کی گود میں سر رکھ کر سونا ہے۔۔۔آپ دونوں کو بہت تنگ کرنا۔۔۔اتنے

دور چلے گئے ہیں آپ۔۔۔آپ کو پتا ہے ژالے بہت شیطان ہو گئی ہے۔۔۔بہت تنگ کرتی ہے مجھے۔۔۔بلکل بھابھی پہ گئی انہیں کی طرح چلبلی گول مٹول سی پیاری۔۔۔

اپ لوگ بھابھی کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔۔۔ماما مجھ سے بھائی کی حالت نہیں دیکھی جاتی۔۔۔ مما وہ بہت تکلیف میں ہیں۔۔۔وہ بہت درد میں ہیں۔۔۔میں کیا کروں۔۔آپ کی چھوٹی سی حور بہت جلدی بڑی ہو گئی ہے۔۔۔واپس آجائیں ناں۔۔میرا دل رو رہا ہے۔۔۔۔"وہ روتی بلکتی تو کبھی ہنستی ہوئے اپنے مام بابا کی تصویر کو ہاتھ میں لیے تڑپ رہی تھی۔۔۔وہ سب کو حوصلہ دینے والی حور آج کمزور پڑ گئی تھی۔۔

ازلان آنکھوں میں آنسو لیے دروازے پر کھڑا اسے ماما پاپا سے باتیں کرتا دیکھ رہا تھا۔اسے روتے دیکھ وہ آگے آیا اور کافی ٹیبل پر رکھ کر اس کے پاس آیا۔

حور بیٹا۔۔۔"اس کے پاس بیٹھتے ہوئے وہ اسے سینے سا لگا لیا۔۔۔حور بلک بلک کر روتی" اس کے سینے پر سر رکھتی تکلیف میں تھی۔۔دونوں بہن بھائیوں کی تکلیف ایک تھی۔۔۔دونوں ایک دوسرے کا غم ہلکا کرنے کی کوشش میں تھے۔ازلان نے حور کے چہرے کو تھام کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

بس۔۔میری بچہ چپ ہو جاؤ۔۔تم تو سٹرونگ ہو ناں۔۔۔اور کس نے کہا تمہارے پاس ماں نہیں ہے۔میں ہوں نا۔۔ششش بس چپ۔۔۔"اس نے اس کے آنسو صاف کرتے محبت سے کہا۔۔تو حور خاموشی سے اس کی گود میں سر رکھ لیٹ گئی۔ازلان کے ہاتھ کو پکڑ کر اس نے لبوں کو لگایا۔۔

بھائی آپ تو کبھی نہیں چھوڑیں گے ناں مجھے"اس نے ہچکیاں لیتے ہوتے سسکتے اس سے پوچھا۔۔

نہیں میری جان۔بھائی کہیں نہیں جائیں۔۔میں ہمیشہ ساتھ ہوں۔۔۔۔۔"اس نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہااور اور خود بھی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔تھوڑی دیر بعد اسے اپنی گود میں کسی دوسرے وجود کا بھی احساس ہوا تو آنکھیں کھولیں اور دیکھا جہاں ژالے سر اس کی گود میں رکھے حور کے بالوں کے ساتھ کھیلتی ٹانگیں اس کے اوپر رکھ کر اپنے ننھے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کر رہی تھی۔حور بے ساختہ کھلکھلا کر اس کے لمس کو محسوس کرتی اس کی جانب ہو کر اسے آغوش میں لے کر گدگدانے لگی تو دونوں کی ہنسی کمرے میں گونجنے لگی۔ازلان اپنی چھوٹی سی دنیا کو دیکھ رہا تھا۔۔وہ خوش تھا اپنی انہی پیارے رشتوں

کے ساتھ۔۔۔اگر اللہ تعالیٰ کوئی چیز لیتے ہیں تو اس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز سے نوازتے ہیں۔۔

★★★

آج زری کا ہاسپٹل میں ڈیوٹی کا پہلا دن تھا۔یہاں آکر وہ اپنی جاب کو ٹینیو کرنا چاہتی تھی اسی لیے یزدان نے اسے ازلان کے ہاسپٹل میں جاب کرنے کا کہا۔تو اس نے بھی حامی بھر لی۔۔یزدان نے ازلان سے بات کی۔۔بھلا اسے کیا اعتراض۔ہو سکتا تھا۔اسے ویسے بھی اپنے ہاسپٹل کے لیے قابل اعتماد ڈاکٹرز کی ضرورت تھی تو پھر زرین کو آزمانے میں کیا حرج تھی اس نے حامی بھرتے ہوئے اسے ہاسپٹل آنے کا کہا تھا۔

ابھی ابھی وہ ہاسپٹل میں انٹر ہوئی تھی۔پاکستان میں کام کرنے کا تجربہ نا جانے کیسا ہونا تھا لیکن وہ بہت ایکسائیٹڈ تھی۔وہ ایک صاف دل کی مالک اور کانفیڈینٹ انسان تھی۔ریسیپشن پہ ڈاکٹر ازلان کے کیبن کا پتہ کرتے ہوئے وہ اس طرف چل دی۔۔ہاسپٹل کی ہر چیز اپنی شان و شوکت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔۔مہنگا سامان۔۔۔صفائی کا خاص انتظام۔اور سب سے بڑھ کر خوش اخلاق عملہ۔۔۔سب سے اچھے طریقے سے مل رہے تھے۔یہ سب دیکھ کر اسے خوشی

بھی ہوئی تھی۔اس کی ایکسائٹمنٹ بھی اور بڑھی تھی۔۔خیالوں خیالوں میں ہی اسے پتہ نا چلا جب وہ ڈاکٹر ازلان کے کیبن کے سامنے کھڑی تھی۔۔

اس نے ڈوپٹہ سر پہ جماتے ہوئے ایک سانس بحال کرتے ہوئے دروازے پہ دستک دی اور اجازت ملنے کا انتظار کرنے لگی۔

یس کم ان۔"اس کی بھاری مصروف آواز آئی تو وہ ہمت کرتی اندر داخل ہوئی۔سامنے" ہی وہ لیپ ٹاپ پہ جھکا کوئی اہم کام میں مصروف تھا۔گلے میں سٹیتھو سکوپ ڈالے وائٹ کوٹ پیچھے کرسی پہ ٹنگا اور خود اس وقت وائٹ ہی شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس آنکھوں پہ چشمہ لگائے وہ خاصا ہینڈسم اور مصروف دکھائی دیتا تھا زرین نے دل ہی دل میں اس کی وجاہت کی تعریف کی تھی۔۔اور اس کے آنے کا بھی اس نے نوٹس نا لیا۔مجبوراً اسے گلا کھنکھار کر اسے متوجہ کرنے پڑا۔ازلان چونک کر سیدھا اور سامنے نظر ڈالی۔

اوہ ہیلو ڈاکٹر زرین آیئے بیٹھیں۔۔۔"اس نے خوش اخلاقی سے کہتے ہوئے سیدھا" ہوتے چیئر سے ٹیک لگائی۔وہ تو اس کے نارمل رویے اور اتنی میٹھا بولنے سے ہی غش کھا کر رہ گئی۔خود کو سنبھالتے وہ فائل مضبوطی سے پکڑتی ہوئی سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔۔پہلے کی نسبت اب وہ زرا نروسنس کا شکار ہو رہی تھی۔

جی تو آپ نے سپیسلائزیشن کہاں سے کی ہے ڈاکٹر زرین" اس نے بال پوائنٹ اپنی" انگیوں میں گھماتے ہوئے اسے دیکھ کر پوچھا۔

"Homerton university hospital "

اس نے بااعتمادی سے جواب دیا۔ازلان نے محض سر ہلایا۔

اوکے۔گڈ۔۔اور کس چیز میں سپیشلائزیشن کی ہے آپ نے" اس نے پھر سے" پوچھا۔۔کہتے ہوئے اس نے اس کی فائل کی جانب اشارہ کیا تو زرین نے اپنی فائل اس کی جانب بڑائی۔

"I am a heart specialist"

اس نے فخریہ بتاتے ہوئے چہرے پر مسکان سجا کر کہا۔

ازلان نے اس کی فائل چیک کرتے ہوئے ہلکی سی سمائل "impressive" "ہمم لیے کہا اب نا جانے وہ اس کی فائل دیکھ کر کہہ رہا تھا۔یا اس کو بولنے پر۔جب کہ اس کے ٹیبل پر پڑی شیلڈ پر کامیاب "کارڈیالوجسٹ" کے آوارڈ کو دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ بھی اسی فیلڈ کا ہے۔

"پہلے کہیں جاب کا ایکسپیرینس ہے آپ کو"

نو سر۔۔اہیوناٹ "اس نے نفی میں سر ہلایا۔اس کے بعد بالکل خاموشی چھا گئی۔ازلان" اس کی فائل چیک کرتا نا جانے کیا سوچ رہا تھا۔اس عرصے میں زری نے پورے کمرے کا جائزہ لے لیا تھا۔وہ خاصی امپریس ہوئی تھی ازلان کی چوائس سے۔

دیکھیں مس زرین۔۔۔چونکہ آپ کو پہلے جاب ایکسپیرینس نہیں ہے۔۔لیکن آپ کے تعلیمی ریکارڈ کو دیکھ کر مجھے اندازہ ہے کہ آپ کافی ہونہار طالب علم رہی ہیں۔اسی لیے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے اپنے ہاسپٹل کے بااعتماد اور قابل ڈاکٹرز چاہییں۔۔اسی لیے آپ کو میری اسسٹنس میں کام کرنا پڑے گا۔اپنی جاب کو لے کر بے فکر ہو جائیں۔اور ایک بات اس ہاسپٹل کے تمام رولز اینڈ ریگولیشنز آپ کو ڈاکٹر عنایہ بتا دیں گی۔۔۔باقی انشاءاللہ آپ کو ساتھ ساتھ پتہ چل جائیں گی۔۔لیکن چونکہ آپ میرے ساتھ کام کریں گی تو میرے ساتھ کام کرنے لے کچھ اصول ہیں۔ان میں سے جو ہیں یعنی کہ. DDP

be Disciplined

Be devoted to your profession

Be punctual.

www.novelsclubb.com

آئی ہاپ آپ سمجھ چکی ہوں گی۔اس نے نرمی سے تمام باتیں سمجھائیں توزرین بھی مسکرائی تھی۔

Sure sir..

میں آپ کو شکایت کا کوئی موقع نہیں دوں گی"اس نے باعتمادی سے کہا تھاتوازلان نے" بھی متاثرانداز میں سر ہلایا۔

کب سے جوائن کر سکتی ہوں سر"اس نے پھر سے پوچھا۔"

پہلی بات ڈونٹ کال می سر۔۔۔اونلی کال می ڈاکٹر ازلان۔۔اور دوسرا جیسا کہ میں نے توآپ کل سے نہیں آج سے جوائن کریں گی آپ۔۔۔ڈویوگیٹ be devoted کہا دیٹ"اس نے زراسخت لہجے میں ابرواچکا کر دیکھا۔توزرین نے بوکھلاتے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا۔

اوکے یومے گوناؤ۔۔ڈاکٹر عنایہ آپ کو آج سب ڈیٹیلز دے دیں گی"اس نے اس کی" فائل ٹیبل پہ رکھتے ہوئے کہاتوزرین جلدی سے فائل لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اوکے تھینک یو۔خدا حافظ "زرین نے کہتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھائے ازلان" نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔زرین دراوزہ کھول کر باہر نکل گئی جہاں اسے ڈاکٹر عنایہ مل گئیں تھیں اور اب اسے گائیڈ کر رہی تھیں۔

★★★★★★

داریہ کی طبیعت آج صبح سے ہی کچھ بوجھل سی تھی۔عائشہ بیگم نے یزدان کو چھٹی کا کہہ کر اپنی بیوی جان کی خدمت کا سختی سے حکم دیا تھا۔یزدن نے باقی تمام کام بعد کے لیے چھوڑ داریہ کے پاس ہی رکنے کا فیصلہ کیا۔

داریہ جو لحاف سائیڈ پہ کیے لیٹ لیٹ کر تھک کر اٹھنے کی تیاری میں تھی یزدان کی پروفیشنل انداز سے ٹرے سجا کر لانے اور مصنوعی گھوری پر ناچاہتے ہوئے بھی نڈھال سی کھل اٹھی

خبردار مسز یزدان اگر اٹھی تو پہلے ہی طبیعت ناساز ہے۔آج ہم خود ناشتہ لے کر آئے" ہیں آپ کے لیے۔۔اور یہ بندہ اپنے ہاتھوں سے کھلائے گا آپ کو۔

ٹرے لا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہی وہ داریہ کی حیرت بھری نظریں اور مسکان دیکھتا وہ اس کے قریب آ بیٹھا اور اسکے بکھرے بے بال سمیٹتا کان کے پیچھے کیے۔

"یہ سب آپ نے بنایا یزدان؟"

اس نے خوشگوار حیرت کے ٹرے کے اندر فریش جوس، ٹوسٹ، ابلے انڈے،، فرائیڈ ایگ اور ادیکھ کر سوال کیا۔

یس مسز یزدان، آج کا دن آپ کے نام۔۔۔"یزدان نے اس کا ہاتھ تھام شرارتی مسکراہٹ لیے کہا۔

مجھے ایسی عادتیں مت ڈالیں"داریہ لاڈ سا شکوہ کرتے کہا۔"

"کیوں ناڈالوں"

یزدان نے سینے سے لگی داریہ کے بال سہلاتے کہا ی تو داریہ نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔اس کی گرے میں جھانکتے یزدان پھر سے مسکرایا تھا۔

نہیں کچھ نہیں۔۔۔"داریہ نے ٹال دیا۔"

یزدان نے بھی ذیادہ زور نا دیا اور ٹرے اٹھا کر اس کے سامنے رکھی۔

لیکن یزدان میرا بالکل بھی من نہیں ہے۔۔۔اور اتنا سب کچھ "داریہ نے سارے کھانے کو دیکھ کر بے چارگی نظروں سے یزدان کی جانب دیکھا تھا۔

چلیں کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ناشتہ کریں۔۔۔"دیکھیں کتنا کمزور ہو گئی ہیں آپ۔۔۔سب فنش کریں۔میں اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں گا"یزدان نے اسے گھورتے ہوئے جوس کا گلاس اٹھایا۔

دیکھ لیں یزدان۔۔۔پلیز نہیں۔۔۔"اس نے ٹالنا چاہا لیکن یزدان نے گلاس اس کے لبوں سے لگایا۔تو مجبورا اسے پینا پڑا۔اور گھورتے اسے دیکھا

میں اور میرا بے بی مل کر آپ کو بہت تنگ کریں گے"داریہ نے منہ بسورتے ہئے اسے پیاری سی دھمکی دی تو وہ ہنس دیا۔

ہم نے کب منع کیا۔ہم تو چاہتے کہ آپ دونوں مجھے خوب تنگ کریں۔۔"یزدان نے محبت سے کہا۔

لیکن جی متلانے پر منہ پر ہاتھ رکھتی جلدی سے اٹھی اور واشروم میں گئی یزدان بھی پریشانی میں اس کے پیچھے گیا اور اس کی پیٹھ سہلائی۔۔۔اس کا چہرہ زرد اور ہونٹ نیلے ہو رہے تھے۔وہ نڈھال سی ہانپتی ہوئے یزدان کے سہارے کھڑی تھی۔یزدان اٹھا کر اسے بیڈ پر لایا اور لٹایا۔

"میں نے کہا تھا ناں یزدان مجھے نہیں پینا جوس۔۔۔پر آپ۔۔۔۔"

لیکن ناشتہ بھی تو ضروری ہے۔۔لیکن ایسی حالت پہلے تو نہیں ہوتی آپکی۔۔میں ڈاکٹر کو" بلاتا ہوں۔یزدان نے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے اٹھنا چاہا تو اس نے روک لیا۔

او۔۔۔ہو۔۔۔ڈاکٹر کیا کیا کرنا۔۔ایسا ہوتا رہتا اس کنڈیشن میں۔میں ٹھیک ہوں"

"۔۔آپ پریشان ناں ہوں۔

۔یزدان کو تسلی ناں ہوئی لیکن ہاں میں سر ہلا گیا۔۔

اس کے قریب ہی نیم دراز ہوتے وہ گہری سوچ میں اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

یزدان مجھے ایک بات کرنی تھی آپ سے "اصفہان کے متعلق اسے بات یاد آئی تو اس" نے پوچھا۔

"جی ایک نہیں سو پوچھیں"

یزدان آپ اصفہان کو باہر بھیج رہے ہی ہائیر سٹڈیز کے لیے "داریہ نے اس کے بلیک" سوٹ کے کلف لگے کالر کو سیٹ کرتے پوچھا۔

جی۔۔ماما بابا بھی یہی چاہتے ہیں" یزدان نے نارمل کہا۔"

www.novelsclubb.com

لیکن یزدان باہر ہی کیوں۔۔وہ یہیں رہ کر بھی تو کمپلیٹ کر سکتا ہے ناں سٹڈیز۔۔اور" اس میں حرج ہی کیا ہے۔

یہ آپ سے اصفہان نے کہا ہے؟" یزدان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔"

جی اس نے بھی کہا ہے۔۔وہ بزنس سنبھالنا چاہتا ہے جو وہ کر سکتا ہے جہاں تک سٹڈیز کی" بات ہے تو وہ بھی ہوتی رہیں گیں۔" داریہ نے تھوڑا سے زور دیتے ہوئے کہا۔

لیکن ہم چاہتے ہیں وہ ایک اچھا بزنس مین بنے۔۔اور باہر جا کر ہی وہ اچھی تعلیم حاصل" کر سکتا اور آج کل ویسے بھی اس کی حرکتیں مشکوک ہیں" یزدان نے نرمی سے سمجھاتے ہوئے کیا لیکن اس پر اثر نا ہوا۔

یزدان میں نہیں چاہتی وہ کہیں جائے۔۔پلیز اسے مت بھیجیں۔۔پلیز۔" اس نے منہ" لٹکا کر کہا

بس داریہ۔۔۔ضد مت کریں۔۔۔" وہ بے بس ہوا۔ "

ہمم ٹھیک ہے۔۔ صحیح ہے بھیج دیں۔۔ہم کچھ نہیں کہیں گے" اس نے ناراضگی سے" کڑوٹ لیتے ہوئے بازو سر کے نیچے اس کی جانب پیٹھ کر لی۔

یزدان اس کی ناراضگی اور ضدی پن پر شاک ہوا۔اور اس کو دیکھا جو آنکھیں موند چکی تھی۔ایسی سچویشن کا سامنہ پہلی بار ہوا تھا یزدان تو بوکھلا ہی گیا۔فورا سے دوسری سمت آتے اس کے پاس بیٹھا اور اسے بھی اٹھایا۔

کیا ہوا ہے۔۔۔کیوں پریشان کر رہی ہیں۔۔؟"

یزدان ہمیں لگا تھا کہ آپ ہماری بات مانیں گے لیکن آپ نے نہیں مانی اور اوپر سے " جب میں ناراض ہوئی آپ نے مجھے منایا بھی نہیں۔"اس نے سوں سوں کرتے کہا

ایم سوری۔اگر آپ چاہتی ہیں تو ہم نہیں بھیجیں گے اسے بلکہ ایک اور بار اس سے پوچھ " لیں گے آپ روئیں نہیں۔۔رویا مت کریں آپ کے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں" یزدان نے پیار سے کہا تو داریہ بھی دل میں اپنی کامیابی پر خوش ہوتے محض سر ہلا کر اس کے کندھے پر سر ٹکا گئی۔اب وہ مطمئن تھی۔

مجھے آئسکریم کھانی ہے" تھوڑی دیر بعد اس کی ہلکی سی آواز آئی۔"

نو۔۔۔بالکل بھی نہیں۔۔دیکھ نہیں رہیں کتنی سردی ہے۔۔میں آپ کی طبیعت کو " لے کر کوئی بھی رسک نہیں لے سکتا" یزدان نے مصنوری غصے سے اسے باز رکھنا چاہا۔

ہمیں کھانی ہے یزدان ابھی"اس نے بھی ڈھیٹ پن سے کہا۔"

لیکن دار یہ دوپہر کو آئسکریم۔؟؟۔آپ نے ناشتہ بھی نہیں کیا اب آپ کھانا کھائیں گی"
بس۔۔۔"یزدان نے ڈپٹنے والے انداز میں حتمی کہا۔
ناکھلائیں۔۔۔ہمیں بات ہی نہیں کرنی۔۔آپ کوئی بات نہیں مانتے ہماری۔۔بردستی"
میڈیسن،زبردستی کھانا کھلاتے ہیں۔۔۔اور ہماری کوئی بات نہیں سنتے آپ محبت ہی نہیں
کرتے ہم سے"اس کے ساتھ لگی وہ شکایتوں کی لمبی لسٹ منہ بسور کر سنا رہی تھی۔اور یزدان
مسکرا کر سن رہا تھا۔۔لیکن پھر بھی وہ اسے آئسکریم نہیں دے سکتا تھا۔
دیکھیں ایک دن ہم نہ ہوں گے تو یاد کریں گے کیسے معصوم بیوی کی خواہش پوری"
نہیں۔۔۔۔۔۔"بولتے بولتے جب احساس ہوا،کہ کیا بول گئی ہے تو زبان پر قفل پڑا۔اس کی
بات سے یزدان کو دل رکتا ہوا محسوس ہوا۔اس کے چہرہ سامنے کرتے اس نے سرد نظروں سے
اس کی جانب دیکھا۔
مسز یزدان اگر آئندہ آپ نے اس طرح کی کوئی بات کہنے کی جرآت بھی کی تو ہم سے"
برا کوئی نہیں ہوگا۔۔سمجھی آپ۔۔۔۔"اس کی جانب سر جھکا کر سرد لہجے میں بولا۔
اس پر شکوہ کناں نظریں ڈالتی اپنا آپ چھڑاتی لیٹ کر کمبل سر تک تان گئی۔

افففف۔۔۔۔اب کیا کروں؟"اس نے بے بسی سے سوچا۔آج نا جانے وہ کیوں بات بات پہ ناراض ہو رہی تھی۔۔پھر کچھ سوچتے ہی اس نے فون نکالا اور ڈاکٹر کا نمبر ملایا۔بالکونی میں چلا آیا

الاسلام علیکم ڈاکٹر ارم۔۔۔"اس نے خود کو نارمل کرتے پوچھا۔"

وعلیکم السلام یزدان صاحب۔۔۔جی بتائیں کیسے فون کیا۔داریہ ٹھیک ہے"ڈاکٹر نے خوش اسلوبی سے پوچھا۔ڈاکٹر ارم داریہ کی پرسنل ڈاکٹر اور ازلان کے ہاسپٹل میں کولیگ بھی تھیں۔

جی ڈاکٹر ارم۔وہ دراصل سار یہ آئسکریم کھانا چاہتی کیا ائس کریم دے دیں"

انہیں۔۔اگر کوئی خطرے والی بات نہیں تو"اس نے ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے پیشانی مسلتے ہوئے پوچھا۔

جی کوئی بات نہیں۔۔آپ کھلا دیں۔۔کوئی مسئلہ نہیں۔۔لیکن زیادہ نہیں"ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے اس کی پریشانی حل کی۔

www.novelsclubb.com

اوکے تھینک یو ڈاکٹر۔۔خدا حافظ "اس نے نرمی سے کہتے فون بند کر دیا۔۔دروازہ"
کھول کر وہ جلدی سے نیچے گیا اور کچن میں جا کر فریزر س آئس کریم نکال کر واپس اوپر آیا اور بیڈ
کی جانب گیا جہاں اب بھی وہ کمبل سر تک تانے ہوئے تھی۔
داریہ اٹھیں دیکھیں کیا لائے ہیں ہم "یزدان نے دور سے ہی پکارا لیکن جواب"
ندارد۔اس نے آگے بڑھ کر کمبل اس کے سر سے ہٹایا لیکن وہ بازو آنکھوں پر رکھی لیٹی رہی۔
۔۔۔دیکھیں آئی ایم سوری ہمیں غصہ نہیں کرنا چاہیے تھا آپ پر۔۔آپ نے بات ہی "
ایسی کی تھی۔وہ اس کے پاس بیٹھتا گویا ہوا۔
اچھا اب سوری نہ کریں۔۔ہمیں معاف کر دیں ہمیں ویسی بات نہیں کرنی چاہیے'
تھی۔"وہ بھی نظریں جھکا کر بولتی ہوئی اسے نہایت پیاری لگی۔
اچھا چلیں چھوڑیں۔۔۔یہ دیکھیں کیا لائے آپ کے لیے "یزدان نے آئسکریم کا کپ"
اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا تو داریہ کی بھی آنکھیں چمکیں۔اس نے فورا سے پیالہ پکڑا اور
کھانا سٹارٹ کر دیا۔
تھینک یو یزدان۔۔۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔"
لیکن زیادہ نہیں بس تھوڑی سی "اس نے یاد دہانی کروائی۔"

ہمم ٹھیک ہے پھر آپ بھی کھائیں میرے ساتھ "اس نے آیسکریم کا چمچ اس کی جانب" کیا تو یزدان نے اس کا دل رکھنے کی خاطر اپنے منہ میں لیا اور پھر خود کھایا۔ داریہ نے جان بوجھ کر اس کی ناک پر آیسکریم لگائی تو بے ساختہ ہنس دی۔ یزدان شاک میں ہکا بقا اسے دیکھتا خود بھی تھوڑی سی آئسکریم لے کر اس کی گال پہ لگا دی۔۔

داریہ نے مصنوعی گھوری سے نوازا۔۔ لیکن پھر دونوں خود ہی ہنس دیے۔

★★★★

پاشا کی طرف سے مکمل خاموشی تھی۔ کمشنر کی موت کی خبر اس تک پہنچ چکی تھی۔ وہ ٹرک پر پڑنے والی ریڈ کے زریعے سے اس کا لاکھوں کا اسلحہ بھی تباہ ہو چکا تھا۔ اب اسے پکا یقین ہو چکا تھا یقینا کوئی نا کوئی ضرور طاقت ور انسان ہے ہے جس نے پاشا سے پنگا لینے کی گستاخی کی ہے نہیں جانتا تھا کہ اس بار اس کا پالا پاک فوج سے پڑا ہے۔ اس نے اپنے کتوں کو ہر طرف تلاشی کے لیے چھوڑ دیا تھا لیکن کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا۔۔ آرمی کی بھاری نفری لیے وہ اس وقت اسلام آباد کے ایک خفیے اڈے کے قریب تھے جو جنگل میں واقع تھا۔ ارد گرد پہاڑ اور گہرہ جنگل اس جگہ کو اور خوفناک بنا رہا تھا۔

ایجنٹ فور اور ایجنٹ ون لیفٹیننٹ ہارون کے ساتھ ہی تھے۔

۔آہستہ آہستہ وہ آگے بڑھ رہے تھے۔انہیں ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھنا تھا۔
جیسے جیسے وہ آگے جا رہے تھے ماحول اور سنسنی خیز ہوتا جا رہا تھا۔اڈے کے قریب آکر
انہوں نے دور سے کھڑے ہو کر وہاں ہر پہرے داروں کی نفری کے بارے میں اندازہ لگایا
وہاں کل تیس لوگ تھے۔اندر جانے سے پہلے انہیں ان کا خاتمہ کرنا تھا۔
لیفٹیننٹ ہارون آپ کچھ نفری کے ساتھ لیفٹ سائیڈ پر جائیں اور ایجنٹ ون آپ رائیٹ"
سائیڈ پر جا کر ان کو ٹھکانے لگائے میں سامنے سے جاؤں گا اور اندر کا جائزہ لوں گا۔اشارہ ملتے ہی
آپ لوگ اندر آ جایئے گا۔انڈر سٹینڈ؟"ایجنٹ فور نے بلیک نقاب میں اپنی چوکنا اور دھیمے آواز
میں حکم جاری کیا تھا۔
یس سر"دونوں نے پر جوش لہجے میں کہا تھا۔"
اللہ اکبر۔۔۔"وہ سب نعرہ لگاتے ہوئے اپنی اپنی ڈائریکشن میں چلے گئے تھے۔ایجنٹ"
فور کچھ سوچتا سامنے کی طرف بڑھا تھا اور جیب سے خنجر نکالا تھا۔
سر اگر آج میں شہید ہو گیا تو پلیز میری کبھی نا ہونے والی بیوی کا خیال رکھیے گا"تھوڑی"
دیر میں لیفٹیننٹ ہارون کی مائیکروفون میں آواز گونجی تھی۔

لیفٹیننٹ ہارون کائنیڈلی فوکس آن یوورک "ایجنٹ فور نے سرد لہجے میں کہا تھا جب کہ "
جانتا تھا کی سنجیدہ موقع ہر بھی اس کی چلتی زبان بند نہیں ہونے والی۔اس کی شادی ناہونے کو وہ
کچھ زیادہ ہی دل ہی لگایا ہوا تھا۔
لیکن سر میں سوچ رہا ہوں کہ ابھی بھی دیر نہیں ہوئی میں۔۔ہم واپس جا سکتے "
ہیں۔میرے کبھی ناہونے والے بچے میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔"وہ آگے بڑھتے ہوئے
اپنی ہی ہانکی جا رہا تھا۔ایجنٹ ون نے اس کی فضول گوئی پر دانت پیسے تھے۔
لیفٹیننٹ ہارون اگر آپ نہیں جانا چاہتے تو اپ واپس جا سکتے ہیں باخوشی "ایجنٹ ون "
نے چبا چبا کر کہا تھا۔۔۔
یار مجھے تو سمجھ نہیں آتا آپ لوگوں نے ہمیشہ کیا اگلے کی بے عزتی کرنے کا ٹھیکہ اٹھایا
ہوا۔۔ہر وقت سڑے ہوے رہتے ہیں۔ کبھی خوش بھی ہو جایا کریں بلکل میری طرح اس سے
چہرے پہ رونق بڑھتی ہے *۔اس نے شوخے ہوتے ہوئے پھر سے ہانک لگاتے ان کو تپایا تھا۔
اگر آپ نہیں چاہتے کہ جانے سے پہلے خود آ کر آپ کو شوٹ کر دوں تو کام شروع "
کریں خاموشی سے۔۔۔"ایجنٹ فور نے وارننگ دی تھی تو وہ بھی منہ بسورتے خاموش ہو گیا۔

اہہہ۔۔۔۔ابھی چپ ہوا ہی تھا کہ اس کی ہلکی چیخ خونجی تھی۔ایجنٹ ون اور فور دونوں چونکے تھے۔

لیفٹیننٹ ہارون آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔ہیلو۔۔۔۔"ایجنٹ ون نے پریشانی سے کہا تھا"

لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ موصول ہوا۔

ہیلو لیفٹیننٹ۔ہارون۔۔۔آر یو اوکے۔؟؟؟"انہوں نے دوبارہ پوچھا۔۔"

یس سر ایم رائیٹ۔۔"اس نے جلدی جلدی کہا تھا۔""

تو پھر کیا ہوا تھا"ایجنٹ نے ناسمجھی سے پوچھا۔"

نہیں سر وہ بس ایک آدمی سامنے آگیا تھا۔تو مار دیا۔"اس نے تیز تیز کہا تھا۔۔"

آپ زخمی ہیں"سوال ایجنٹ ون کی طرف سے آیا تھا۔"

نو سر میں نے مار دیا اسے"اس نے شوخی جھاڑی۔۔"

چلیں پھر اپنے کام پہ لگیں۔۔۔گو فاسٹ"ایجنٹ ون نے پھر سے غصے سے کہا تھا۔اسے"

غصہ آرہا تھا جو صرف باتوں میں اپنا ٹائم ویسٹ کر رہا تھا۔

لیکن سر مجھے آپ لوگ نظر نہیں آرہے۔۔۔میں تو کب سے سب کا خاتمہ کر کے یہاں"

کھڑا ہوں۔"اس نے ہنسی دبانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا۔

کیا۔۔۔؟؟؟"دونوں کی شاک بھری آواز ابھری تھی۔۔۔اس کا قہقہہ بلند ہوا تھا"

لیکن جب احساس ہوا کہ کہاں ہے تو قہقہہ کا گلا گھونٹ دیا۔۔وہ ایسا ہی تھا، بہادر، نڈر لیکن چلبلا سا۔۔پاک فوج کی جان،،وہ سائلٹ کلر تھا مزاق مزاق میں دشمن کی جان حلق تک لے آتا تھا۔پاک فون کی جان تھا وہ۔۔ سنجیدہ حالات میں دوسروں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیرنے والا۔۔بہت کم عرصے میں اس نے اپنی طاقت کا لوہا منوایا تھا فوج میں۔۔۔اس کے بابا بھی فوج میں ریٹائرڈ میجر تھے۔۔۔والدہ وفات پا چکی تھیں۔۔اس کا زندگی کے دو مقصد تھے ایک تو اپنے والد کا سر فخر سے بلند کرنا اور دوسرا شادی جو کہ شاید اس جنم میں نہیں ہونے والی تھی۔مزاق مزاق میں اپنی شادی کا رونا رونے والا دشمنوں کے لیے کیا تھا اس کا اندازہ سب کو تھا۔

رات کے پر خطر ماحول اور سناٹے میں یکے بعد ہولناک فائرز کی آوازوں نے ہلچل مچا دی تھی۔

تھوڑی دیر میں ایجنٹ فور اور ایجنٹ ون بھی پہنچ چکے تھے۔۔سب سے پہلے ایجنٹ فور اندر داخل ہوا تھا۔

"آج رسوا تیری گلیوں میں محبت ہو گی"

میرے محبوب قیامت ہو گی۔۔۔۔ہائے ے ے ے ے ے"اپنے سامنے شراب کی دھری بوتل سے گلاس میں انڈیل کر خباثت کے سنگ راگ الاپ رہا تھا۔

ایجنٹ فور آگے بڑھا تھا۔سامنے ہی اسے ایک کمرے کے دروازے پر دو پہرے دار کھڑے نظر آئے۔اس نے دوسری جانب سے جا کر سامنے دیکھا جہاں وہ ٹہلتے ہوئے آگے پیچھے چکر کاٹ رہے تھے۔۔وہ آرام سے ایک کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا۔جب اس پہرہ دار کو کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو پیچھے مڑا لیکن اس کے مڑنے سے پہلے ہی اس نے اس کی گردن پکڑی اور ایک ہی جھٹکے میں مروڑ دی۔۔کٹک کی آواز سے اٹھ اس کی گردن ایک جانب لڑھک گئی۔۔اسے چھوڑ کر دوسری جانب آیا جہاں وہ پہرہ دار مخالف سمت میں جا رہا تھا۔اس نے خنجر نکال کر اس کے پیچھے گیا اور اس کے مڑنے سے پہلے ہی تیز دھار چاکو اس کی گردن پر پھیر کر کام تمام کر دیا۔چاروں جانب نظر دوڑا کر اس نے کمرے پر نظر ڈالی اور دروازہ ایک ہی جھٹکے سے کھول کر اندر داخل ہوا۔ساتھ میں وہ اشارہ دے چکا تھا باہر۔

کمرے میں ہلکی سبز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

صوفے پر نیم دراز سا بیٹھا یاسر آنکھوں میں حیرانی لیے اس آنے والے وجود کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہو تھا۔کنپٹی کی رگیں پھڑ پھڑا اٹھیں۔

کمرے میں اس وقت تین لوگ تھے جو گارڈز معلوم ہوتے تھے۔۔

اے کون ہے تو۔۔حملہ کرو۔"اس نے بلند آواز میں ڈھارتے ہوئے اپنے غنڈوں کو"
حکم دیا تھا۔

تیری موت"وہ سرخ انتقام کی آگ آنکھوں میں لیے آگے بڑھتے ہوئے سامنے آنے"
والے تمام غنڈوں کی گردنیں اپنے خنجر سے الگ کرتا جا رہا تھا۔۔ایک آگ،ایک جنون نظر
آرہا تھا اس کی آنکھوں میں۔

تمام غنڈوں کا خاتمہ کر کے وہ اسکی جانب بڑھا جو خوف سے تھر تھر کانپتا بھاگنے کے چکر
میں تھا۔ابھی وہ پچھلے جانب سے فرار ہوتا سامنے سے لیفٹیننٹ ہارون نے اس کا راستہ روکا تھا۔

ابھی کہاں مسٹر"اس نے ایک زور کا مکہ اس کے منہ پر مارتے ہوئے اسے کمرے کے بیچ"
و بیچ دھکا دیا تھا۔کمرے کو اب چاروں طرف سے پاک فوج نے گھیر لیا تھا۔

پاک فوج کی ٹیم آج شاید زمین لرزا دینے کا منصوبہ بنائے اس خبیث کی اسی کے بل میں
قبر بنا دینے کا منصوبہ بنائے ہوئی تھی۔ا

تجھے کیا لگا تھا تو یہاں پر چھپ کر بیٹھے گا اور ہمیں کچھ پتہ نہیں چلے گا۔۔بس بہت بھاگ لیا کمینے۔۔"ایجنٹ فور نے گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھ کر اس کے بال گدی سے پکڑ کر سر اونچا کیا اور مکہ ناک پر مارا۔۔

باندھو اسے "اس نے حکم جاری کیا تو ایجنٹ ون اور لیفٹیننٹ ہارون نے مل کر اسے "

باندھا۔

بہت بڑی غلطی کی ہے تم لوگوں نے مجھ پر حملہ کر کے اپنی موت کو دعوت دی ہے "

"لہجہ اشتعال انگیز تھا۔

ایجنٹ فور کا دل یہی کیا کہ ساری گولیاں میں سینے میں گاڑ ڈالے۔لیکن نہیں اسے صبر کرنا تھا اپنے ملک کی خاطر۔

تیری جیسی گندگی مزید اس زمین پر گندنہ پھیلائے بس وہی چاہتا ہوں ذلیل انسان"۔"

اب بتا مجھے کہاں ہے پاشا اور کون کون ہے تم لوگوں کے ساتھ اس غناؤنے کام میں""

لیفٹیننٹ ہارون نے اسکے دوسرے جبڑے پر زور سے مکہ مارا تھا کہ اسے اپنی ناک کی ہڈی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔

کبھی نہیں کچھ نہیں کر سکتے تم لوگ۔۔۔۔ کبھی نہیں بتاؤں گا""اس نے خباثت سے"
ہنستے ہوئے کہا تھا۔تو ایجنٹ ون نے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی برسات شروع کر دی۔
ایجنٹ فور نے اس کے سامنے آتے اپنا ماسک اتارا تھا۔۔۔اس کا دہشت بھرا چہرہ دیکھ کر
شان ایک دم ساکت رہ گیا تھا۔نا جانے کیوں مگر اسے وہ چہرہ شناسا سا لگا تھا۔
ک۔۔کوں ہو تم"اس نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا تھا۔"
ابراہیم ودود کو جانتے ہو؟"اس نے الٹا اسے سوال کیا تھا۔۔جسے سن کر اچانک اس پر"
ساتوں آسمان گرے تھے۔۔ابراہیم ودود کا نام کیسے بھول سکتا تھا وہ۔۔اب سامنے موجود
چہرے کو بھی دیکھ کر اسے یقین ہو چلا تھا کہ یہ سامنے بیٹھا مضبوط ٹنڈر نوجوان اسی میجر ابراہیم
ودود کا بیٹا ہی ہو سکتا ہے۔
تم۔۔۔۔اس کے بیٹے ہو"اس نے اٹکتے ہوئے کنفرم کرنا چاہا تھا۔"
ہاں میں ودود۔۔۔ایجنٹ ودود۔۔۔دشمنوں کے لیے سفاک۔۔۔میجر ابراہیم ودود کا بیٹا"
۔۔۔۔تم جیسوں کی شکست آج تیرے سامنے کھڑا تجھ سے تیرے گناہوں کا حساب مانگنے آیا
ہوں۔۔"سامنے والے نے بے رحمی کی انتہا کرتے کہا۔

د۔دد دیکھو میں نے کچھ نہیں کیا تھا۔۔سب پاشا نے کیا تھا۔۔۔۔میں نے نہیں۔۔۔مارا"
ابراہیم ودود کو۔۔مجھے۔۔۔چھوڑ دو،،میں سب بتاؤں گا اس کے بارے۔۔۔میں "اس نے
جلدی جلدی ہاتھ جوڑتے ہوئے ابراہیم کی موت کا راز خود ہی فاش کرتے پاشا کے خلاف گواہی
دینے کے لیے تیار ہو گیا اور اپنی جان کی بھیک مانگنے لگا لیکن جانتا نہیں تھا کہ ودود کی ڈکشنری
میں معافی کی کوئی گنجائش نہیں ہے"۔
فون کر پاشا کو اور بات کرا میری۔۔۔بتا میرے بارے میں اسے۔۔۔اور تجھے تو ایسی"
موت دوں گا کہ تیری رگ رگ میں موت کی اذیت ناچے گی تجھے معلوم ہو گا کہ زندہ در گوری
کیا
بلا ہے "اس نے کہتے ہی اس کی گود میں موبائل پھینکا۔اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے
موبائل پکڑ کر پاشا کا نمبر ملایا۔۔دوسری جانب سے فون اٹھا لیا گیا۔
ہاں شانے بتا کہاں تک پہنچا کام۔۔۔۔ٹرک کب پہنچے گیں۔" پاشا نے ہونٹوں میں"
سگار سلگاتے ہوی ئے پوچھا۔
۔س۔۔۔سس۔۔وہ فوج۔۔۔کی ریڈ پڑی ہے۔۔۔ہمارا اڈا تباہ ہو گیا ہے۔۔۔"اس"
نے ودود کے اشارے سے اسے بتایا۔

ک۔۔۔کیا بکواس کر رہا ہے تو وہ *گالی* فوج والے کیسے پہنچ گئے وہاں اور تو کدھر"
ہے"اس نے منہ سے غلاظت بکتے ہوئے کہا تو ودود نے لب بھینچ لیے جب کہ دل کر رہا تھا
اسے فون سے ہی کھینچ کر باہر نکالے اور جسم کا ریشہ ریشہ ادھیڑ دے۔
سر سر میں۔۔مجھے بچا لیں ان لوگوں نے مجھے۔۔۔۔"وہ جانتا تھا اس کی موت لازم ہے"
اس لیے ہوشیاری سے اسے بتانا چاہا۔۔۔ایجنٹ فور نے فورا سے اس کے ہاتھ سے موبائل لیا۔
پاشا تو اپنی الٹی گنتی گننا سٹارٹ کر دے۔۔۔اب سے تیرے برے دن شروع"
۔۔تیری پکڑ ہو گئی ہے اب۔۔"ودود نے دہشت ناک لہجے میں چہرے پر حقارت سجائے کہا تو
دوسری جانب پاشا ہڑبڑا گیا۔
کک ون ہو تم لوگ۔۔۔۔۔اور یا سر کدھر ہے"اس نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔"
ابراہیم ودود۔۔یاد تو ہو گا یا بھول گئے۔۔تیرے جیسے کتے کی موت ہوں میں"
۔۔۔"اس نے استہزائیہ مسکراتے ہوئے چٹانوں کی سی سختی لیے بولا۔
ابراہیم۔۔۔ودود۔۔۔۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے اسے تو میں نے خود اپنے ہاتھوں سے مارا"
تھا۔۔۔۔بتا کون ہے تو۔۔۔"اس نے خوف سے سر دپڑتے ہوئے آخری کوشش کی اور اپنی

آدمیوں کو نکلنے کا حکم دیا۔۔وہ جانتا تھا اب تک آرمی نے اس کی لوکیشن کر لی ہونی ہے اس لیے وہ باہر ملک بھاگنے کا پلین بنانے لگا۔

پتہ چل جائے بہت جلد۔۔۔۔اور بھاگ لے جہاں تک بھاگ سکتا ہے"۔۔۔تیرا انجام" بہت برا ہو گا۔۔۔۔ تجھ سے گن گن کر بدلا ابراہیم ودود کا بیٹا لے کر رہے گا تو نے جو جو بویا ہے وہ تجھے کاٹنا پڑے گا۔۔۔اور یہ میرا تجھ سے وعدہ ہے"اس نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا تو پاشا نے جلدی سے فون بند کیا۔اس کے فون بند ہوتے ہی ودود نے فون سامنے دیوار پر زور سے مارا۔

اٹھا کر ڈالو اس کچرے کو گاڑی اور آگ لگا دو اس جگہ کو۔۔"اس نے باہر نکلتے کو ہوئے" شانے کی ہستی فنا کرتے دھاڑا تھا۔

سر یہ کام میں اپنے ہاتھوں سے کرنا چاہوں گا۔"لیفٹیننٹ ہارون نے مسکراتے ہوئے کہا" تو ایجنٹ ون نے اپنی بے ساختہ ہنسی کو کنٹرول کرنے کے لیے سر جھکا لیا۔

فوج کے نوجوانوں نے اس کو گھسیٹ کر گاڑی میں ڈالا وہ تینوں باہر آئے تو ہارون نے پوری عمارت پر پیٹرول چھڑک کر آگ لگا دی۔زوردار دھماکے کے ساتھ پوری عمارت آگ کی لپیٹ میں آ گئی

چلیں سر۔۔۔"اس نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے ان کے پاس آ کر کہا۔"

آئی ایم پراؤڈ آف بوتھ آف یو۔۔۔گڈ جاب"اس نے شاباشی دیتے ہوئے نرمی سے"

مسکرا کر کہا تو وہ تینوں جلتی عمارت کو چھوڑ کو شان سے چلتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔وہ پاک آرمی تھے. جن کی دہشت سے ملزم کانپتے تھے(trio) کے خطرناک ٹریو

★★★★★★★

اس وقت وہ ریسٹورنٹ میں بیٹھی تھی۔بلیک شرٹ اور بلیک ہی ٹائیٹ جینز میں وہ شاید چیونگم چباتی بالوں کی کچھ جھولتی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑساتی کسی کے انتظار میں تھی۔ نظریں ادھر ادھر گھماتی وہ باقی ٹیبلز سے ہٹ کر زرا دور بیٹھی ہوئی تھی۔ابھی اسے بیٹھے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب سامنے وہ آ دھمکا۔وہ اس کو اچانک سامنے دیکھ وہ گھبرا گئی۔

کیسی ہو جان جاناں۔"اس نے اس کے سامنے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے آنکھوں میں چمک"

لیے شوخی سے کہا۔

وہ وہاں کسی دوست سے ملنے آیا تھا لیکن حور کو وہاں دیکھ خوشگوار حیرت لیے اس کے سامنے آ بیٹھا۔

تم۔۔۔تم یہاں کیسے۔۔؟؟؟تم میرا پیچھا کر رہے تھے؟؟؟"سامنے اصفہان کو دیکھتے وہ" غصہ سے آگ بگولا ہوتے پوچھنے لگی۔

کیوں جان یہ ریسٹورنٹ آپ نے بک کرایا ہے جو ہم نہیں آ سکتے۔۔اور ویسے بھی میں" اصفہان سکندر ہوں۔۔ہائے داوے تم یہاں کس کا انتظار کر رہی تھی؟؟؟"زرا سا آگے جھک کر کہا

تم سے مطلب۔۔۔میں جہاں آؤں۔۔۔اور تم دفعہ ہو جاؤ یہاں" سے۔۔۔۔"حور العین نے دانت پیس کر کہا۔

مطلب تو اب سارے تمہارے مجھ سے ہی شروع اور مجھ پر ہی ختم ہوتے ہیں۔اور" جہاں تک جانے کی بات ہے میں تو نہیں جانے والا۔۔"۔اس نے ڈھیٹ پن سے بازو ٹیبل پر ٹکاتے ہوئے شرارت سے کہا۔

دیکھو اصفہان چلے جاؤ یہاں سے ورنہ۔۔۔اس نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتے ہوئے" کہا لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔اسی وقت بلیک ماسک میں کوئی ریسٹورنٹ میں کوئی داخل ہوا تھا۔اور چپکے سے ایک ٹیبل پہ جا کر بیٹھ گیا۔اور نگاہیں سامنے بیٹھے ان دو وجود پہ جما دیں۔ایک پل کو تو ان کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں تعجب اترا تھا۔لیکن پھر خاموش ہو کر ان کی باتیں سننے

لگا۔چونکہ اس کا کیبن ان کے پیچھے بائیں سائیڈ پہ تھا۔اس لیے وہ باآسانی ان کی باتیں سن سکتا تھا۔

"براتو ویسے بھی اس وقت تم سے زیادہ کوئی نہیں۔حورالعین آفندی۔خیر چھوڑو یہ دیکھو کیا لایا ہوں تمہارے لیے۔"

اس نے اپنی پاکیٹ سے ایک خوبصورت کیس نکالتے سامنے ٹیبل پر رکھا۔حور نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔تو اصفہان نے کیس کھول کر دکھایا۔جس میں ایک نہایت ہی خوبصورت ڈائمنڈ رنگ تھی۔

پہلے کتنیوں کو دی ہیں ایسی رنگز۔۔۔اس نے واپس اپنے خول میں لوٹتے ہوئے بے تاثر سے لہجے میں کہا۔

"الحمداللہ تم پہلی ہو۔۔۔ہاں لیکن آگے کا کوئی پتہ نہیں۔اس کی بات پہ ایک پل کو اس کی مسکراہٹ سمٹی لیکن جلد ہی ازلی مسکراہٹ لبوں پہ سجاتے ہوئے اس نے شوخ ہوتے ہوئے کہا،حور نے کوئی جواب نہ دیا۔اور رخ موڑ کر بیٹھ گئی۔

"اچھا یار پہن تو لو،،،اتنی پیار اور محبت سے لایا ہوں تمہارے لیے۔۔۔تحفہ کی ناقدری اچھی بات نہیں ہوتی۔یا پھر تم چاہتی ہو کہ میں پہناؤں تمہیں۔"

۔۔اس کے خاموش رہنے پر اس نے ہی دوبارہ مخاطب کیا۔۔۔

"خیر کوئی نہیں میں ہی پہنا دیتا ہوں۔۔۔اس میں کونسا بڑی بات ہے۔"۔۔اس نے خود ہی کہتے ہوئے حور کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔حور نے جلدی سے اس کی جانب دیکھا اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھوڑانا چاہا۔

"اصفہان میرا ہاتھ چھوڑو۔۔۔۔"اسنے ہاتھ چھوڑانے کی کوشش کی لیکن بے سود تمہارا ہاتھ تو اب میں چاہ کر بھی نہیں چھوڑ سکتا جان من۔۔۔۔۔اور اب خاموش ہو کر بیٹھو۔۔۔مجھے سکون سے رنگ پہنانے دو۔"۔اس نے سکون سے کہہ کر اسے اور تپایا۔۔۔وہ محض اسے تنگ کر رہا تھا۔

ابھی وہ رنگ اٹھا کر اسے پہناتا جب دوسری ٹیبل پر بیٹھا شخص جو کب سے برداشت کر رہا تھا ضبط کھوتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور غصے میں ان کی جانب آیا۔ابھی وہ رنگ اس کے ہاتھ میں پہناتا جب اس کا ہاتھ کسی نے پکڑ لیا۔اصفہان نظریں گھما کر دیکھا تو سامنے والا کو دیکھ کر اس نے ڈرتے ہڑبڑاتے ہوے اس کا ہاتھ چھوڑا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ل،،،لالہ آپ یہاں۔۔۔۔واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز۔۔۔"

اس نے یزدان کو دیکھ کر جلدی جلدی کہا۔

"کیا کر رہے تھے تم یہاں۔۔۔۔ حور سے بد تمیزی کر رہے تھے۔۔۔۔؟؟"

؟یزدان نے سخت غصے میں ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

ن۔۔۔ نہی،،، بھائی،،، ہم تو بات کر رہے تھے کیوں حور،، بتاؤ نہ بھائی کو۔۔۔"اصفہان"

نے گھگھیاتے ہوئے حور کو آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔حور نے یزدان کو دیکھ کر سکھ کا سانس لیا۔اپنی کلائی کو ملتے اور دل ہی دل میں اس کی شامت کا سوچتے ہوئے نقلی آنسو بہاتی ہوئی یزدان کے سینے سے لگ گئی۔

نہیں۔۔۔ بھائی یہ مجھے تنگ کر رہا تھا۔۔۔اور میرا ہاتھ بھی پکڑا۔۔۔بلکہ یہ کافی عرصے"

"سے تنگ کر رہا ہے مجھے۔۔۔۔

اس نے نقلی آنسو بہاتے ہوئے کہا۔اصفہان نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا۔

شرم نہیں آتی تمہیں۔۔۔یہ تربیت دی ہے میں نے تمہیں۔"۔یزدان نے حور کو الگ"

کرتے بمشکل ضبط کیا

نہیں بھائی ایسی بات نہیں ہے۔۔۔میں تو بس۔۔۔"

بھائی۔۔۔پلیز ایسا۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔ہے۔۔"

."اصفہان کی سرخ آنکھیں ستم زدہ ہوئیں اور آواز کانپ اٹھی

اتنے سارے لوگوں کو اکٹھے ہوتے دیکھ کر حور نے یزدان کو روکنا۔۔۔اسے نہیں پتہ تھا کہ یزدان اتنا سیریس ہو جائے۔

اصفہان چپ چاپ اور دل میں گاڑے خنجر سہے ضبط کے دہانے پر کھڑا تھا۔

یو شڈ پے فار دس۔۔۔ سرد سا لہجہ۔ حور اپنی جگہ سن ہوئی۔

اصفہان آج پہلی قہر آلود سرخ آنکھوں سے دیکھتا غصہ اور دکھی ایک ساتھ تھا۔۔ نمی نے حور کی آنکھیں بھرا دیں۔

پھر وہ یزدان کے پاس آیا جو ابھی بھی اسے گھور رہا تھا۔۔وہ منہ پھیر گیا۔

"آج دوسری مرتبہ آپ نے بغیر میری۔۔ کسی غلطی کے آپ نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے لالا۔۔

"صرف اس ایک لڑکی کے جھوٹ کی وجہ سے

اب کی بار یزدان کو بھی کچھ ہوا تھا۔ حور کو لگا کسی نے اس کا دل آرے سے کاٹ ڈالا ہو۔ حلق میں اگے کانٹے سانس میں بندش تھی۔چ۔اپنے گال رگڑتا وہ باہر نکلتا بائیک پر بیٹھتا ہواؤں سے باتیں کرتا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

چلو حور تمہیں گھر چھوڑ دوں۔۔یزدان کہتے ہوئے باہر نکل گیا۔حور نے خاموشی سے "
ٹیبل پر پڑی اصفہان کی رنگ اٹھائی اور آنسو پونچھتی جا کر گاڑی میں بیٹھی۔یزدان نے خاموشی سے گاڑی سٹارٹ کر دی۔گھر کے باہر باہر رکتی وہ اتر کر اندر بھاگ گئی اور یزدان بھی سپاٹ چہرے کے ساتھ گاڑی سٹارٹ کر آگے بڑھ گیا۔

بائیک ساحل کنارے روکتے ہوئے وہ اتر کر ننگے پاؤں چلتا ہوا آیا۔بمشکل اپنا کرب دبائے کھڑا وہ بے حال سا تھا۔

شکستہ سی چال چلتا ہوا وہ گھٹنوں کے بل گر گیا۔اس کا صبر بس اتنا ہی تھا۔زرد چہرہ اور سرخ آنکھیں نمی کو نہ روک سکیں۔

آج اس کی آنکھوں سے بہتے آنسو درد کی ہر حد توڑ گئے۔وہ مرد تھا اور مرد ہو کر بکھر گیا تھا۔

دل یہی چاہا کہ تو آج خود کو ختم کر دے۔

آج اصفہان سکندر کی بے بسی نے اسے آنسو آنسو اور ریزہ ریزہ کر دیا تھا،

آنکھیں ظغیانی کی ضد میں تھیں اور سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

حور کی نفرت اور یزدان کی بے اعتباری نے اسے بالکل توڑ دیا تھا۔

سب ختم ہو گیا آج۔۔۔میں نہیں جیت سکا یہ بازی۔۔۔میں نے بہت کوشش کی"

"۔۔لیکن سب ایک پل میں بکھر بکھر گیا۔

۔اپنی ہتھیلی سے زرد آنکھیں رگڑے وہ غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے خود کلامی کر رہا تھا

شام کے سائے پر پھیلا رہے تھے۔۔سردی بھی بڑھ رہی تھی۔وہ خود بھی اپنا آپ آگ

کی گرفت میں محسوس کیے واپسی کے ارادے سے اٹھتا وہ گھومتے سر کے ساتھ آکر بائیک پر

بیٹھا۔اور سڑک پر نکل آیا

۔بائیک کی رفتار تیز کیے وہ اپنی اندر کی کھولن کو مٹانے کے درپہ تھا۔اس کی آنکھوں کے

سامنے اندھیرا چھا رہا تھا لیکن اس نے رفتار کم نہ کی۔نظروں کے سامنے بار بار اپنی بھائی کا بے

یقین چہرہ اور اس دشمن جان کی نفرت چھا رہی تھی،اس کا دماغ سن ہو رہا تھا۔اس جنگ میں اس

نے سامنے سے آتے ٹرک کو اپنی طرف آتے نہیں دیکھا۔جب تک وہ موڑ کاٹتا تب تک وہ ٹرک

اسے ٹکر مارتا دور اچھال چکا تھا۔بائیک سڑک کے کنارے رگڑ کھاتی رک چکی تھی۔سر پہ

ہیلمٹ نہ پہننے کے باعث سر رگڑ کھاتا ہوا ساتھ پڑے پتھر پر لگا تھا۔کوئی نوکیلی چیز اسے سینے

میں چبھتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔اس کی سفید شرٹ تیزی سے سرخ رنگ میں تبدیل ہو رہی

تھی اور شاید زندگی کی بازی ہارتا جا رہا تھا۔اس نے آنکھیں کھلی رکھنے کی کوشش کی لیکن اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتے گئیں۔رات کے اس پہر سنسان سڑک پر شاید اس کی مدد کے لیے بھی کوئی نہ آنا تھا۔۔۔

کیا۔؟؟۔۔لیکن کیوں یزدان۔۔۔ایسی کیا بات ہو گئے کہ آپ کو اس پر ہاتھ اٹھانا پڑا ۔داریہ نے شاک میں اس سے پوچھا۔تو یزدان نے آج کی ساری باتیں اسے سنا دیں۔داریہ سپاٹ چہرے کے ساتھ اس کی باتیں سنتی رہی،

یزدان نے جب دیکھا کہ وہ اس کی کسی بات کا جواب نہیں دے رہی تو اس کی جانب دیکھا جہاں وہ سپاٹ نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

یزدان کیا آپ کو ایک بار بھی اپنے بھائی پر یقین نہیں تھا۔۔کیا آپ کو اپنی تربیت پر یقین نہیں ہے۔۔۔؟؟؟آپ کو لگتا ہے کہ وہ کسی بھی لڑکی کے ساتھ بد تمیزی کر سکتا ہے کجا کہ اپنے گھر کی بچی کے ساتھ۔۔اور جہاں تک حور کی بات ہے تو وہ اسے پسند کرتا ہے اس سے محبت کرتا ہے،آج سے نہیں پچھلے تین سالوں سے،اس نے مجھے بتایا تھا کچھ دن پہلے اور میں آپ سے

بات کرنے والی تھی، لیکن آپ نے۔۔داریہ نے ساری بات گوش گوار کی اور اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑوائے۔گا،ابھی وہ کوئی اور بات کرتا جب دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے اپنی حالت درست کرتے جا کر دروازہ کھولا تو سامنے پریشان سی عائشہ بیگم کھڑی تھیں۔

جی مما۔۔سب خیریت۔۔اس وقت یہاں آپ۔۔"۔اس نے پوچھا۔"

بیٹا وہ اصفہان ابھی تک گھر نہیں لوٹا۔۔۔کال بھی کی ہے لیکن اٹھا نہیں رہا۔۔زرا پتہ کرو کہاں ہے۔۔۔میرا دل بہت گھبرا رہا ہے"۔انہوں نے پریشانی سے ہولتے دل کے ساتھ پوچھا۔

کیا۔۔۔ابھی تک گھر نہیں آیا۔۔اچھا آپ پریشان نہ ہوں میں پوچھتا ہوں۔۔یہیں ہو گا" آجائے گا۔اس نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔پریشان تو وہ بھی ہو گیا تھا لیکن چہرے کے تاثرات نارمل کرتے اس نے فون نکالا۔تب تک داریہ بھی وہیں آگئی تھی۔یزدان نے ایک نظر اسے دیکھ کر فان کو کال ملائی جو تیسری بیل پر اٹھالی گئی۔عائشہ بیگم کے کہنے پر اس نے فون سپیکر پر ڈالا۔

کہاں ہو اصفہان۔۔ابھی تک گھر کیوں نہیں آئے۔۔"اس نے فون اٹھاتے ہی پوچھا،"

دیکھیں آپ جو بھی ہاسپٹل آجائیں۔جن کا یہ موبائل ہے وہ شدید زخمی حالت میں سڑک کے کنارے ملے تھے۔خبر تھی یا کوئی قیامت جوان کے سروں پہ ٹوٹی تھی۔یزدان کے ہاتھ سے موبائل گرتے گرتے "بچا،ہیلو۔۔۔ہیلو۔۔۔یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔کہاں ہے وہ اس۔۔۔۔۔۔"۔لیکن آگے سے کال ڈسکنکٹ کر دی گئی تھی۔

عائشہ بیگم دل تھام گئیں۔

اصف۔۔۔فہا۔"داریہ بڑبڑاتے ہوئے ہوش وحواس سے بیگانہ ہوئی تھی۔"

داریہ۔۔یزدان نے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا تھا۔فوری طور پر اسے ہاسپٹل لے جایا گیا۔

جلد ہی پورے شاہ مینشن کے لوگ ہاسپٹل میں موجود تھے،داریہ کو ایڈمت کر لیا گیا تھا۔

عائشہ بیگم کا رو رو کر برا حال تھا۔صائمہ بیگم ان کو سنبھال رہیں تھیں۔آغا جان اور سکندر صاحب بھی پریشانی میں ادھر ادھر چکر لگا رہے تھے۔صائم کسی کام کے سلسلے میں شہر سے باہر تھا لیکن اطلاع ملتے ہی وہ روانہ ہو چکا تھا

ماہوش،زہرہ بیگم اور وانی گھر پر ہی تھیں۔وانی نے پورا گھر سر پر اٹھایا ہوا تھا کہ اسے ہاسپٹل جانے دیا جائے لیکن یزدان نے منع کر دیا تھا۔ماہوش اسے سنبھال سنبھال کر ہلکان ہو

رہی تھی لیکن وہ چپ ہونے کا نام نہیں لے رہے تھی۔زرین بھی ہاسپٹل میں داریہ کے پاس ہی تھی۔

یزدان خود پر یشانی میں کبھی اصفہان تو کبھی داریہ کی طرف چکر لگا رہا تھا۔

جب گھر والوں نے اس کو زخموں سے چور اور لت پت دیکھا تھا تو انہیں اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا، یزدان نا جانے کس طرح خود پہ ضبط کیے ہوا تھا۔اس کا آپریشن سٹارٹ کر دیا گیا تھا۔اب بھی اس کا آپریشن جاری تھا لیکن ڈاکٹرز کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔اب یزدان کو بھی غصہ آنے لگا تھا۔اس نے ازلان کو کال ملائی۔

"ہیلو یزدان۔۔،ہاں بتا،،،"

اپنے گھر میں اس وقت ٹی وی لاؤنج میں حور کے ساتھ بیٹھے اس نے پوچھا تو حور نے کے کان بھی کھڑے ہو گئے۔

"ابھی کہ ابھی ہاسپٹل پہنچو۔۔"

۔یزدان نے بامشکل خود پر ضبط کرتے بھاری لہجے میں کہا تو ازلان ٹیک چھوڑتا سیدھا ہوا ،اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"کیا ہوا یزدان۔۔۔اور کون ہے ہاسپٹل میں۔"

۔اس نے تیز لہجے میں کھڑے ہوتے پوچھا۔حور بھی تشویش سے کھڑی ہوئی

اصفہان۔۔۔کا ایکسیدنٹ ہو گیا ہے۔"اس نے بمشکل بولتے ہوئے کال کٹ کی۔"

"اومائی گوڈ۔۔ہیلو۔یردان۔۔۔۔وہ ٹھیک تو ہے ناں۔"

۔اس نے پوچھنا چاہا لیکن کال کٹ کر دی گئی۔

"اوشٹ۔۔"

۔اس نے اپنا کوٹ اٹھاتے ہوئے اپنی چابیاں اٹھائیں اور باہر کی جانب بڑھا

کیا ہوا بھائی۔۔سب ٹھیک ہے ناں۔۔۔حور نے اس کے پیچھے آتے پوچھا تھا۔

"ژالے کے ساتھ رہنا میں ہاسپٹل جا رہا ہوں۔۔۔جلد آ جاؤں گا۔۔"

پر بھائی ہوا کیا ہے۔یزدان بھائی کا فون تھا ناں۔۔کیا کہا انہوں نے"؟؟اس نے"

دھڑکتے دل سے پوچھا۔

اصفہان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے،،اللہ کرے سب خیریت ہو"۔اس نے گاڑی کا دروازہ"

بند کرتے ہوئے کہا اور گاڑی سٹارٹ کر دی،

حور کو لگا اس نے کچھ غلط سن لیا ہے۔۔لیکن نہیں ازلان نے یہی کہا تھا،

www.novelsclubb.com

اصفہان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے) وہ بے یقینی سے ازلان کی گاڑی کو نظروں سے اوجھل ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھی، وہ بے ساختہ لڑکھڑائی تھی۔اس بات نے گویا اس کی چلتے کائنات تھما دی تھی۔

یا اللہ۔۔۔یہ مجھ سے کیا ہو گیا۔۔۔میں نے ایسا تو۔۔نہیں۔۔۔چاہا تھا۔۔۔وہ سسک اٹھی۔۔آنسو قطار در قطار اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

میں۔۔۔نہیں۔۔۔میں نہیں ہونے دوں گی ایسا۔۔۔مجھے جانا ہو گا وہاں۔۔۔اس نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے ہاسپٹل جانے کا فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔اس نے جلدی سے اٹھ کر اپنا چہرہ صاف کیا ژالے کے کمرے میں جا کر اسے اٹھایا اور جاتے ہوئے پہلے ژالے کو ماہوش کے پاس چھوڑا ان دونوں کو دلاسہ دے کر وہ اور خود اپنے ہاسپٹل کی جانب روانہ ہوئی۔

ازلان ہوسپٹل پہنچا تو یزدان اسے سامنے ہی مل گیا۔وہ جلدی سے اس تک گیا۔

"کیا ہوا یزدان۔۔سب ٹھیک ہے۔؟"

ازلان۔۔چلو جلدی کرو۔۔دیکھو نہ اسے۔۔۔وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ڈاکٹرز کچھ نہیں" بتا رہے۔۔جاؤ پلیز تم جاؤ اور اسے جلدی سے ٹھیک کرو۔۔" یزدان نے اسے دیکھتے ہی ایک ہی

سانس میں بمشکل کہا اس کے لہجے سے ہی اس کی تڑپ کا اندازہ ہو رہا تھا۔ خود کو بڑی مشکل سے اس نے رونے سے روکا ہوا تھا ورنہ تو ایک طرف داریہ اور دوسری طرف اصفہان کی حالت نے اسے کمزور کر دیا تھا۔

"کچھ نہیں ہو گا اسے تو فکر مت کر۔۔۔ وہ تو ہمارا شیر ہے۔۔۔ اسے بھلا کچھ ہو سکتا۔۔"۔ ازلان کی خود آنکھیں نم تھیں۔

اپنا سرجیکل سوٹ پہن کر وہ آپریشن تھیٹر کے سامنے آیا۔ سب بہت امید سے دیکھ رہے تھے اسے۔

بسم اللہ پڑھ کر زرین کو اپنے ساتھ آنے کا بول کر وہ آپریشن تھیٹر کے اندر غائب ہو گیا۔

اس کی حالت دیکھ کر ازلان کا دل بھی کٹا تھا۔ جلدی سے خود کی حالت پہ قابو پاتے وہ آگے بڑھا تھا۔

ہاسپٹل کوریڈور تک پہنچتے پہنچتے وہ ہانپ چکی تھی۔ تیزی تیزی چلتی ہوئی سب کی نظروں سے چھپتی وہ آئی سی یو روم کی جانب لپکی جہاں ڈاکٹرز کی ٹیم ایک نڈھال وجود کے گرد کھڑی اس کی سانسیں جوڑنے کی سعی کر رہی تھی۔ اس کو دیکھنے میں وہ ناکام رہی۔ معاً وہاں کھڑی ایک

نرس پیچھے ہٹی تو اس نے دیکھا اور بے ساختہ دیوار کا سہارا لیتے سسکی منہ پر ہاتھ رکھ کر دبائے کھڑی تھی۔وہ مضبوط جوان آج قابل رحم حالت میں بے جان مردہ حالت میں پڑا تھا صرف اس کی وجہ سے۔اس کے پورے جسم پر پٹیاں اور نالیاں جڑی ہوئی تھیں۔اس سے مزید اس کی حالت دیکھی نہ گئی اور وہاں سے ہٹ گئی،اسی وقت ازلان آپریشن تھیٹر سے باہر نکلا تھا تو یزدان بے چینی سے اس کی جانب لپکا۔

اس کی آنکھوں میں پڑھے سوال اس نے جان لیے تھے،

سر پر بہت گہری چوٹ آئی ہے اور دل کے بہت قریب کسی نوکیلی چیز کے لگنے سے زخم"

"ہیں،،اور۔۔۔۔

وہ کہتے ہوئے رکا تو حور کی سانسیں بھی رکی تھی۔یزدان کو پہلی مرتبہ اس کی خاموشی زہر لگی تھی۔

"اور کیا ازلان۔۔۔۔"

۔۔۔اس کی باڈی بالکل رسپانڈ نہیں کر۔۔۔۔"یزدان نے اس کی بات سنتے اسے"

گریبان سے جکڑا تھا،

شٹ اپ ازلان۔۔۔خبردار اگر کوئی ایسی بات کی۔۔۔تم کس چیز کے ڈاکٹر ہو"
پھر۔۔میں بتا رہا ہوں تمہیں کچھ نہیں ہونا چاہیئے اسے۔۔۔یار میرا بیٹا ہے وہ۔۔۔کیسے کچھ ہو سکتا ہے اسے۔۔"بے بسی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ازلان کی خود آنکھوں میں نمی تھی صائم نے آکر اسے سنبھالا ورنہ آج وہ کچھ کر دینے کے درپہ تھا۔حور سے کچھ اور نہیں سنا گیا۔حور کو لگا آوازیں آنا بند ہو گئی ہوں بس اس کے کان میں اصفہان کی بات گونجی تھی جب اس نے کہا تھا کہ تمہاری محبت میں اپنی موت سے بھی حاصل کر کے رہوں گا، حور نے اس کی بات کی سچائی کبھی ایسی حولناک نہ سوچی تھی وہ مر جاتا تو مجرم وہ ہو۔
ڈولتے قدموں سے واپسی کی جانب چل دی۔
ازلان ان کو حوصلہ دیتے ہوئے دوبارہ اندر چلا گیا تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو داریہ کو اس حالت میں دیکھ کر اس کی آنکھوں میں نمی اتری تھی۔شکستہ قدم چلتا ہوا وہ اس کے پاس آیا۔دوائیوں کے زیر اثر وہ بے ہوش تھی۔اس کی حالت کے لیے یہ بھی ٹھیک تھا۔

آئی ایم سوری۔۔۔۔"اس کا کینولہ لگا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے وہ بے آواز بڑبڑایا تھا۔اٹھ" کر اس کے بال چہرے سے ہٹاتے اس کی شفاف دمکتی مگر مرجھائی صورت پر نظر ٹکائے اس نے جھک کر اس کی پیشانی چومی۔وہ وہیں زرہ فاصلے پر جائے نماز بچھائے سجدہ ریز ہوا تھا۔اس شخص کی نماز بہت پر سکون تھی۔

"اے خدا اب کسی اور اپنے کو کھونے کا حوصلہ مجھ میں نہیں۔۔۔یہ میری برداشت سے باہر ہو گا۔باہر ہو گا۔۔سرخ انگاہ آنکھیں آسمان کی جانب اٹھائے آج لگتا تھا کہ اس سے بے بس کوئی نہ ہو

صائم باہر یزدان کو نہ پا کر وہیں چلا آیا۔۔دروازے سے ہی نگاہ یزدان کی حالت اور داریہ کو دیکھ کر زخمی ہوئی۔

بنا آہٹ کیے وہ اندر آیا وہ اتنا درد میں جا گزیں تھا کہ صائم کی آمد سے بھی متوجہ نہ ہوا۔ شانے پر کسی ہمدرد محسوس ہوتے لمس پر وہ مڑا تو سامنے صائم کا دیکھ کر وہ جائے نماز فولڈ کیے اٹھ بیٹھا۔

"پریشان مت ہو یزدان۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔تم ہی اس طرح حوصلہ ہار جاؤ گے تو باقی سب کو کون سنبھالے گا۔۔عائشہ مما کو کون سنبھالے گا؟؟"

اس کی نیلی آنکھوں میں جھانکتا بے انتہا فکر کی چاشنی گھولے وہ اسے سمجھا رہا تھا یزدان نے جبرا مبہم سی ناگزیر مسکان دے کر سر ہلایا۔صائم اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے باہر لے آیا جہاں آپریشن تھیٹر سے ازلان بھی نکل رہا تھا،تو وہ دونوں تیزی سے اس کی جانب لپکے۔باقی گھر والے بھی بے چینی سے کھڑے ہو گئے۔

ازلان نے ماسک اتار کر سب کو دیکھا۔زرین بھی اپنے گلوز اتارتی ہوئی قریب ہی آ کر کھڑی ہو گئی۔

"مبارک ہو آپریشن کامیاب ہو گیا ہے۔۔لیکن۔اسے ابھی ہوش نہیں آیا۔۔۔اور ایک بری خبر بھی ہے،"

جہاں آپریشن کی کامیابی پر سب نے سکھ کا سانس لیا تھا وہیں دوسری بات پہ سب کے چہروں پہ پریشانی لاحق ہوئی۔

"کیا۔۔۔"یزدان نے پوچھا۔

"سر پہ چوٹ گہری تھی اور خون بھی بہت بہہ گیا جس کی وجہ سے نہیں بتایا جا سکتا کہ کب تک ہوش آتا ہے۔۔۔یا پھر ہوش آنے کے بعد یادداشت بھی جا سکتی تھی۔۔کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہے۔۔۔اگلے چوبیس گھنٹے بہت اہم ہیں،،،"

ازلان نے ایک سرد سانس بھر کر کہا تو سب کے چہرے مرجھا گئے۔

"اللہ جانے کس کی نظر لگ گئی میرے بچے کو۔۔۔"

عائشہ بیگم نے روتے ہوئے دل برداشتہ ہو کر کہا۔ یزدان نے جا کر ان کے پاس بیٹھ کر انکو گلے لگایا۔

"حوصلہ رکھیں مما،،،وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔دعا کریں۔آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔بلکہ آپ ایسا کریں گھر جائیں"

۔یزدان نے ان کو تسلی دیتے ان کے ہاتھ چوم کر گھر جانے کا کہا اور صائم کو بھی اشارہ کیا۔

"نہیں میں کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔میرا بچہ اور میری بیٹی یہاں اتنی تکلیف میں ہیں میں نہیں جا سکتی۔"

۔عائشہ بیگم نے کہا تو یزدان نے بے بسی سے آغا جان کو دیکھا۔

"مما میں ہوں نہ یہاں پہ،،،آپ لوگ جائیں سب گھر۔۔۔"اس نے حتمی لہجے میں کہا تو عائشہ بیگم بے بس نظر آئیں، باقی سب نے بھی کہا تو وہ صبح واپس آنے کے لیے رضامند ہوئیں۔

"ٹھیک ہے میں داریہ کو دیکھ کر آتی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

زرین کو ساتھ لے کر وہ داریہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔یزدان بھی باقی سب کو تسلی دیتا

ازلان کے ساتھ باقی کی معلومات لینے کے لیے صائم کے ساتھ اس کے آفس کی جانب بڑھ گیا۔

حور وہاں سے سیدھا شانزے کے گھر آئی تھی۔اتنی رات کو اس کی سرخ متورم آنکھیں دیکھ وہ فوراً اسے اسے کمرے میں لے گئی۔کمرے میں جاتے ہی وہ ضبط ہارتے پھوت پھوٹ کر رو دی۔شانزے تو بوکھلا گئی۔اس نے جلدی جلدی دروازہ بند کیا۔اس نے کبھی بھی حور کو اتنا دکھی نہیں دیکھا تھا۔

"حور میری جان، کیا ہوا۔۔۔چپ کر جاؤ۔"

شانزے کانپتے دل کے ساتھ اس کو درد سے پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھ ہراساں سی اس کے ساتھ بیٹھی۔

حور۔۔۔میری جان کچھ تو بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔میرا دل بند ہو جائے گا۔۔بس ناں بتا" دے کیا ہوا ہے۔

اصفہان۔۔۔وہ مر رہا ہے۔۔بہت زخمی ہے وہ۔۔۔میری وجہ سے۔۔۔م۔۔مجھے"

"بہت۔۔۔ڈر لگ رہا ہے شانزے۔۔

کانپتی زرا زرا کپکپاتی حور کی حالت اور بات سن کر اس کو لگا کچھ غلط سن لیا ہو۔۔۔

واٹ یہ کیا کہہ رہی ہو حور۔۔کیا مطلب۔۔کیا ہوا اسے۔۔۔اور تمہاری وجہ سے"

"کیسے۔۔۔ صحیح سے بتا مجھے۔۔۔۔ریلیکس ہو جانا رونا بند کر

حور کے تواتر بہتے آنسو پونچھے وہ اسے دلاسہ دیتے بولی مگر حور ہچکیاں لے کر روتی رہی۔

شانزے نے اٹھ کر اسے پانی پلایا۔۔

کافی دیر بعد وہ کچھ کہنے کے قابل ہوئی تو اس نے پوری بات اسے گوشگوار کر

دی۔شانزے خود صدمے سی کیفیت میں تھی۔

اچھا میری جان۔۔۔کوئی بات نہیں۔۔۔ایسے رومت۔۔۔جو ہونا تھا ہو گیا۔۔۔۔دعا"

"کر اس کے لیے۔۔۔

شانزے بہت نرمی اور رسانیت سے اس کی بوجھل صورت دیکھتے اسے سمجھا رہی تھی

اسے بھی دکھ پہنچا تھا حور کی حرکت سے لیکن ابھی اسے کچھ بول کر وہ مزید دکھی نہیں کرنا چاہتی

تھی۔حور خاموشی سے اب سر جھکائے ہتھیلیوں پر نظر ٹکائے بیٹھی تھی۔ناجانے دل کہاں کہاں سے لہولہان ہو گیا تھا سمجھ نہ آیا کہ مرہم کس کس جگہ پر لگایا جائے۔

"مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔۔۔میں کیسے سامنا کروں گی اس کا۔۔"

اسے ساتھ لگا کر تسلی دی۔

محبت کرتی ہو اس سے۔۔؟؟؟شانزے کی غیر متوقع کہی گئی بات سے حور نے بے"

یقین بھیگی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا،دل کی دھڑکن تھمی تھی۔

نہیں۔۔۔تم جانتی ہو میں اس سے محبت نہیں کرتی۔۔۔نہیں کرتی۔۔""۔خود سے"

زیادہ اس کو تسلی دینے والے انداز اور نظریں چراتے ہوئی بات پر شانزے نے گہری نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

کس سے جھوٹ بول رہی حور۔۔۔مجھ سے۔۔۔جب کے تمہاری یہ اس کی تکلیف میں"

"بھیگی آنکھیں چیخ چیخ کر سچ کی گواہی دے رہی ہیں۔

شانزے نے افسوس سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو محبت ہونے کے باوجود خود بھی تڑپ رہی تھی اور اس دیوانے کو بھی تڑپا رہی تھی۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے شانزے۔۔فضول مت ہانکو،،،میں صرف اس لیے دکھی ہوں"
کہ میری وجہ سے اس کے گھر والے دکھ میں ہیں۔۔۔"حور نے اسے گھورتے ہوئے اپنی بات
کی یقین دہانی کرواتے ہوئے پختہ لہجے میں کہا لیکن شانزے پر کوئی اثر نہ ہوا۔
بس کرو حور۔۔۔مجھے نہیں پتہ کہ تم دونوں کے درمیان کیا مسئلہ ہوا ہے لیکن میں اتنا"
جانتی ہوں کہ اس انسان کی آنکھوں میں مجھے سچائی نظر آتی ہے۔وہ تم سے سچی محبت کرتا ہے
جس کا اندازہ مجھے اس کی ثابت قدمی سے ہوا ہے۔۔اس انسان کو تم جتنا بھی دھتکارو لیکن وہ ہنس
کر ہر بات سہن لیتا ہے۔میں نہیں چاہتی کہ تم لوگوں کے معاملے میں پڑوں لیکن جتنی بار وہ تم
سے ملا ہے۔یا جتنی بار میں نے اسے دیکھا وہ تم سے جنون کی حد تک عشق کرتا ہے۔ایسی محبت
کرنے والا زندگی میں ایک بار ہی ملتا ہے۔ایسا نہ ہو کہ اپنی ضد اور انا کے چکر میں تم اسے ہمیشہ
کے لیے کھو دو اور پھر تمہارے پاس کچھ بھی نا بچے سوائے پچھتاووں کے۔۔۔"۔شانزے نے
اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی سمت موڑا اور سخت لہجے میں کہا۔وہ بس خالی نظروں سے دیکھتی
خاموش رہی تھی اس کے بعد شانزے نے بھی کچھ نہ بولا۔
حور وہاں سے اٹھ کر اس سے جائے نماز کا پوچھ کر نماز پڑھنے بیٹھی۔اب اسے یہی واحد
راستہ نظر آیا کہ وہ اسے موت کے منہ سے واپس لا سکتی تھی۔کپکپاتے ہاتھوں سے اس کی

سلامتے کی دعا مانگتے ہوئے وہ شدت سے رو دی تھی۔اور دوسری جانب وہ تھا جو زندگی اور موت کی دہلیز کے بیچ زندگی کے لیے لڑ رہا تھا۔شانزے دکھ سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"یااللہ ان دو کو کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ کرنا۔۔"

۔سر اٹھائے خدا سے دعا مانگتی وہ بھی اصفہان کی صحت یابی کے لیے دعا گو تھی۔۔

نہ جانے کونسی آگ تھی جس میں ایک جلا رہا تھا اور دوسرا جل رہا تھا۔

اکتوبر کا مہینہ تھا،جیسا کہ سردی کا زور بھی بڑھ رہا تھا۔۔ گزشتہ رات بارش کی وجہ سے خنکی میں بھی اضافہ ہو گیا تھا۔فجر کی نماز کے بعد وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔داریہ ابھی بھی دواؤں کے زیر اثر تھی۔اصفہان کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔یزدان،ازلان اور صائم ساری رارت ہاسپٹل میں ہی تھے۔ساری رات جاگنے کی وجہ سے بکھرے سے حلیے میں وہ شکستہ قدم چلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ازلان نے تو اسے گھر جانے کا بولا تھا مگر وہ نہیں گیا۔ابھی بھی اس کے لباس پہ اصفہان کے خون کے نشانات تھے۔جو اس کو یہ احساس دلا رہے تھے کہ اس کے بھائی

کی یہ حالت آج اس کی وجہ سے تھی۔ جس ٹرک سے اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اس کو بھی پکڑ لیا گیا تھا لیکن اصفہان کی غلطی کی وجہ سے کچھ تفتیش کر کے اسے چھوڑ دیا گیا تھا۔

داریہ کے بیڈ کے پاس کرسی رکھ کر وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے کرسی کا ٹیک لگا گیا۔

اس کے ہاتھ کے لمس سے داریہ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کچھ دیر خالی خالی نظروں سے چھت کو گھورتی رہی پھر گردن موڑ کر واس کی جانب دیکھا۔

یز۔۔۔دان۔۔۔۔اس نے دھیمی کانپتی آواز میں پکارا۔ یزدان نے اس کی آواز سن کر پٹ سے اپنی آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو کر بیٹھا،

یااللہ تیرا شکر۔۔۔۔داریہ ٹھیک ہیں آپ"؟؟؟ کچھ چاہیئے آپ کو؟ یزدان نے جھک کر اس کی گال سے ہتھیلوں کو جوڑے پوچھا تو اس نے ہلکے سے نفی میں سر ہلایا،

یزدان۔۔۔اصفہان۔۔ کہاں ہے"؟؟ وہ ٹھیک ہے ناں۔۔۔؟ اس کے درد دیتی آواز" میں اصفہان کے متعلق پوچھے گئے سوال پر یزدان نے آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں۔

وہ ٹھیک ہے داریہ۔ کچھ نہیں ہوا اسے۔ آپ لیٹی رہیں۔۔۔"اس کو اٹھتے دیکھ کر اس" نے اس کے شانوں پہ ہاتھ رکھ کر دوبارہ لیٹایا۔

لی۔۔کن یزدان۔۔مجھے ملنا ہے اس سے۔۔۔وہ کہاں ہے۔۔۔ملنے نہیں آیا مجھ"
سے۔۔۔بلائیں ناں اسے۔۔۔داریہ کی اس کی آنکھوں میں دیکھتے مان سے استفسار کیا۔یزدان
نے افسوس سے اپنی پیشانی مسلی۔
آجائے گا وہ۔۔۔آپ ریسٹ کریں۔۔"۔اس نے دوبارہ کہا لیکن وہ بے چین سی نظر"
آئی،
"۔۔۔وہ کہہ رہا تھا اس ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔۔۔۔وہ جھوٹ بول رہا تھا ناں۔
داریہ نے گرے آنکھوں میں نمی لاتے ہوئے آس سے اس کے بازوؤں سے تھامتے
پوچھا۔
وہ ٹھیک ہے داریہ۔کچھ نہیں ہوا اسے۔۔کچھ نہیں ہوگا۔۔۔میں ناشتہ منگواتا"
ہوں۔۔۔"یزدان نے پھر سے مضبوط لہجے میں کہا تو داریہ بھی اس کی بات مانتی خاموش
ہوئی۔یزدان اس کے خاموش ہونے پر اسے لیٹا تا ناشتہ آرڈر کرنے لگا۔لیکن خود بھی نہیں جانتا
تھا کہ
کب تک اس سے یہ بات چھپا سکتا تھا۔

ہیلو حور۔۔۔۔کیسی ہو بیٹا۔۔۔"ازلان اس وقت آفس میں بیٹھا حور العین سے بات کر رہا تھا۔وہ صبح صبح واپس اپنے گھر جا چکی تھی،ازلان کی کال آئی تو باہر لان میں نکل آئی۔شاہ ہاؤس کال کر کے وہ ژالے کا بھی ایک مرتبہ پوچھ چکی تھی۔

جی بھائی میں ٹھیک ہوں۔۔۔"اس نے چنبیلی کے پھولوں پہ نظر ٹکائے جواب دیا جن کی خوشبو پورے ماحول کو معطر کر رہی تھی لیکن اس کے دل کی دنیا اداس تھی۔

"ہمم اور ژالے کیسی ہے۔۔؟؟"

ازلان نے پیشانی مسلتے ہوئے پوچھا۔

"وہ بھی ٹھیک ہے۔۔ابھی سو رہی ہے۔۔"

حور نے اطلاع دی۔تو ازلان نے ہمم کیا۔۔وہ ہلکا ہلکا سر میں درد محسوس کر رہا تھا۔حور نے اصفہان کے متعلق پوچھنا چاہا لیکن ایک جھجھک آڑے آ رہی تھی لیکن پھی ہمت کر کے پوچھنے کا فیصلہ کیا۔

بھائی اصفہان کیسا ہے اب۔۔۔؟؟میرا مطلب ہے زیادہ چوٹ تو نہیں آئی۔۔۔"اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ ایک ہی سانس میں پوچھ کر لمبی سانس بھری تھی۔۔

بس دعا کرو حور۔۔۔بہت زخمی تھا بچہ۔۔۔لیکن ابھی بھی ہوش نہیں آیا اسے۔۔۔میرا" "دل کٹ رہا ہے اسے اس حالت میں دیکھ کر۔۔

۔ازلان نے پوری صورت حال سے اسے آگاہ کیا۔اور حور کیسے بتاتی کہ کلیجہ تو اس کا بھی پھٹ رہا تھا۔آنکھوں میں بے ساختہ امڈنے والی نمی کو اپنے اندا تارتے اس نے سسکی دبائی۔

جی بھائی۔۔۔"وہ بمشکل بول سکی۔"

اچھا سنو چندا۔۔۔آج تھوڑی دیر تک پھپھو پہنچنے والی ہوں گی۔۔۔انکا کمرہ ریڈی کروا" دو۔۔میں بھی آجاؤں گا فری ہو کر۔۔۔اور پلیز بچے آرام سے پیش آنا ان سے یہی سمجھ لینا کہ مہمان ہیں ہماری۔"۔ازلان نے تفصیل سے اسے سمجھایا تو حور نے محض سر ہلا دیا۔

جی بھائی۔۔۔جیسا آپ چاہیں۔۔۔"

شاباش میرا بچہ۔۔۔ٹھیک ہے اللہ حافظ۔۔"۔ازلان نے کہتے کال کٹ کی تھی۔۔حور" نے بھی اللہ حافظ کہتے ایک سرد سانس کھینچی اور اندی کی جانب بڑھ گئی۔

ساری رات اسی کرب میں گزری تھی کوئی بھی نا سو پایا۔۔صبح صبح عائشہ بیگم، سکندر صاحب اور زرین بھی واپس آچکی تھی۔ماہوش اور وانیہ بھی ایک بار اس کو دیکھ کر گئی تھیں۔

یزدان نم آنکھوں سے آئی سی یو کے شیشے پر ہاتھ پھیرتا سخت دل خراش ہوا۔جہاں اس کا عزیز اور جگری بیٹے جیسا بھائی دل کو دردیتی مشینوں میں مصنوعی سانس لے رہا تھا۔

صبح دس بجے کے قریب ڈاکٹرز باہر آئے تھے۔

"کیسا ہے وہ۔۔۔"صائم نے پوچھا کیوں کہ ڈاکٹرز کے چہرے پہ کچھ اچھے ثرات دکھائی نہ دے رہے تھے۔

"ابھی تک وہ ہوش میں نہیں ہیں۔۔ان کے ہارٹ کی کنڈیشن ابھی قابل بھروسہ حد تک ٹھیک ہے۔دوسرا یہ کہ ان کی زہنی حالت بھی بہت ڈسٹرب ہے جس کی وجہ سے ان کی حالت اور کریٹیکل ہے۔آپ لوگ دعا کریں،،،"ڈاکٹرز کیا جانتے تھے کہ وہ واقعی کرب میں تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہم مل سکتے ہی اس سے ڈاکٹر صاحب۔"

سکندر صاحب کی آواز میں ہمت و حوصلے کے باوجود نمی امڈی تھی۔

"نو۔۔۔سکندر صاحب میرا مشورہ ہے کہ ابھی ان سے کوئی نہ ملے۔۔فکر مت کریں وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔۔"

ڈاکٹرز دلاسہ دیتے ان کا کندھے تھپتھپاتے وہاں سے چلے گئے اور یزدان نے پہلی بار سکندر صاحب کی آنکھوں میں بے انتہا درد دیکھا تھا۔

وہ لڑکھڑاتے ہوئے کچھ دور ہٹے اور بینچ پر بیٹھ گئے یزدان فوری ان کی سمت لپکتا ان کے ساتھ بیٹھا،

"یااللہ میرے بچے کو کچھ نہ ہو۔۔۔۔ناجانے کس کی نظر لگ گئی۔۔۔یزدان۔۔۔مجھ میں اولاد کا غم سہنے کی ہمت نہیں ہے بچے،،اسے کہو ناں ٹھیک ہو جائے۔۔۔یوں لگتا ہے کسی نے سینے سے دل نکال لیا ہو،،،"

سکندر صاحب کی متوحش حالت اور غم سے چور لہجے پر یزدان نے ان کا ہاتھ مظبوطی سے تھامے تسلی دی مگر وہ اس وقت بہت درد میں تھے۔

"حوصلہ کریں بابا۔۔وہ ہمت ہارنے والا انسان نہیں ہے۔۔انشاءاللہ وہ موت سے لڑ کر واپس آئے گا۔۔آپ ہمت رکھیں پلیز۔۔"۔یزان خود ذہنی دباؤ میں تھا لیکن اپنے ماں باپ کو ایک ہی رات میں کمزور دیکھتا وہ سخت رنجیدہ تھا۔

دوسری طرف داریہ بھی اصفہان سے ملنے کی ضد کر رہی تھی۔ڈاکٹر سے ملنے کی پرمیشن لے کر یزدان اور داریہ آئی سی یو میں گئے تھے۔۔اصفہان کی حالت دیکھ کر داریہ کی آنکھوں

سے ٹپ ٹپ بہنے لگے، وہ تڑپ کر اس کے پاس گئی جو نالیوں میں جکڑا، سر پہ پٹی اور آکسیجن ماسک میں دنیا جہاں سے بے خبر ساکت پڑا تھا۔ برہنہ سینے پر بندھی سفید پٹی جس پر خون کے نشانات تھے۔۔ یزدان نے اسے ساتھ لگا کر تسلی دی۔

یہ آنکھیں کیوں نہیں کھول رہا یزدان۔۔۔ اسے کہیں ناں مجھ سے بات کرے۔" داریہ کا بے درد رونا اسے بھی اداس کر گیا تھا۔ وہ اس کے بیڈ کے پاس بیٹھی اس کی بند آنکھوں پہ نظر ٹکائے غم سے نڈھال تھی۔ اس کی اپنی طبیعت درست نہ تھی لیکن اصفہان کی ایسی حالت اس کی حالت اور ٹکرے کر گئی۔

داریہ حوصلہ کریں۔۔۔ میرا یہ شیر بہت بہادر ہے۔۔ یہ جلد ہوش میں آجائے گا۔ روئیں مت۔۔ آپ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔"۔ یزدان کی بات پر روئی سی آنکھیں رگڑ کر یزدان کو نہ رونے کا کہا جس پر یزدان نے اس کا سر چوما۔

چلیں۔۔۔۔" یزدان نے اس سے پوچھا تو وہ اس کے ساتھ آئی سی یو سے باہر نکل گئی۔"

ابھی وہ کچن سے کھانے کا انتظامات کروا کر لاؤنج میں آ کر بیٹھی ہی تھی بیل بجی۔وہ اٹھ کر دروازہ کھولنے گئی دروازہ کھولتے ہی سامنے جس شخصیت کو دیکھا۔اس کے چہرے کے تاثرات خود بخود سپاٹ ہو گئے۔

اسلام علیکم پھپھو۔"۔۔اس نے سلام کیا تو پھپھو نے آگے بڑھ اس کو گلے لگایا۔"

وعلیکم السلام میری بچی۔۔۔۔کیسی ہے حور۔۔میری جان۔۔۔"۔ان نے اس کا چہرہ"

تھام کا پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے پوچھا تو حور نے آنکھوں میں امڈنے والی نمی کو بمشکل پیچھے

آپ بیٹھیں میں"دھکیلا۔اور محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔وہ دونوں چلتے ہوئے لاؤنج میں آئے۔

آپ کے لیے چائے لے کر آتی ہوں۔۔"۔ان کو بٹھاتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

نہیں بیٹا بیٹھو۔۔مجھے جی بھر کر دیکھ تو لینے دو تمہیں۔۔۔"۔"

انہوں نے ہاتھ پکڑ کر اسے روکا تو وہ بھی مجبورا بیٹھ گئی۔

ماشاءاللہ بہت بڑی ہو گئی ہو اور خوبصورت بھی میری بچی۔۔۔پھپھو صدقے"

جائیں۔"،انہوں نے بھرائے لہجے میں کہتے ایک بار پھر اسے خود میں بھینچا۔اس نے مشکل

سے خود پر ضبط کیا۔

جی پھپھو۔۔۔جن بچوں کے ماں باپ پاس ناں ہوں تو بچے جلدی بڑے ہو جاتے ہیں۔"۔۔۔اس نے تلخی سے مسکراتے ہوئے طنزیہ کہا تو پھپھو کو اس کی بات دل پہ لگی۔وہ رخ موڑ گئی۔

"ناراض ہے میری بچی مجھ سے۔۔۔۔انہوں نے اس کا چہرہ تھام کر اپنی طرف موڑتے کہا۔اس نے ان کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اب بھی اتنا ہی پیار تھا جتنا پہلے ہوتا تھا۔اتنی ہی شفقت تھی جتنی پہلے محسوس ہوتی تھی۔لاکھ ضبط کے باوجود اس کے صبر کا پیمانہ چھلکا۔۔۔

"تو آپ بتائیں کیا نہیں ہونا چاہئے ناراض۔۔۔۔ارے ناراض تو دور کی بات میں تو آپ سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتی۔۔۔کونسی وجہ چھوڑی آپ نے ناراض نہ ہونے کی۔۔۔جو پھپھو ہم پہ جان لٹاتی تھیں۔ماما بابا کی ڈیتھ کے تیسرے روز ہی سب چھوڑ کر۔۔ہمیں اکیلا چھوڑ کر چلی گئیں۔۔۔یہ جانتے ہوئے کہ ہمارا ان کی سوا کوئی نہیں دنیا میں۔۔جب سب سے زیادہ ضرورت تھی ہمیں آپ کی۔۔۔۔تب کہاں تھیں آپ۔۔۔۔میں تو آپ کی گود میں کھیلی تھی ناں۔۔۔۔آپ کے سامنے بڑی ہوئی تھی پھر بھی اکیلا چھوڑ دیا۔۔۔کیوں پھپھو کیوں۔۔۔ایک بار مڑ کر خبر نہیں لی۔۔کہ ہم کہاں ہیں کس حال میں ہیں۔۔۔۔تو اب کیا

کرنے آئی ہیں یہاں آپ۔۔جب ہمیں اکیلے جینے کی عادت ہو چکی ہے۔۔بتائیں پھپھو بتائیں۔۔"

۔۔زار و قطار روتی وہ ان کے کندھے جھنجھوڑتی ان سے سوال کر رہی تھی۔۔۔نگین بیگم کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔وہ جانتی تھیں کہ اس طرح آنے سے وہ سوال پوچھے گی لیکن اسے اتنی تکلیف میں دیکھ کر ان کا دل دکھ رہا تھا انہوں نے اسے سنبھالنا چاہا لیکن وہ بپھری شیرنی کی مانند سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

چلی جائیں یہاں سے۔۔۔۔"۔اس نے چیختے ہوئے درد اور تکلیف سے اٹ کر کہا۔"

حور۔۔۔۔۔"ازلان کی سخت آواز سنائی دی تو اس نے زور سے آنکھیں میچیں۔ پھپھو" نے مڑ کر اپنے گبھرو جوان کو دیکھا وہ فل وجاہت کا شاہکار ان کے قریب آیا تھا لیکن گزرے برسوں کا درد اور اپنوں کو کھونے کی تکلیف اس کے چہرہ پر درج تھی۔وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور اس کے قریب گئیں تب تک وہ بھی ان کے قریب آ چکا تھا۔

اس کے پاس کھڑی وہ اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا رہی تھیں۔اپنی بھائی کی نشانی کو دیکھ رہی تھیں۔آنسو لگاتار آنکھوں سے بہنے کا رستہ ڈھونڈھے ہوئے تھے۔۔وہ نظریں جھکائے ان کے سامنے کھڑا تھا۔

م۔۔۔میرا۔۔۔۔بچہ۔۔۔میرا ازلان۔۔"کانپتے ہاتھوں سے انہوں نے اس کا چہرہ تھاما" اور اس کی پیشانی چومتے روتے ہوئے ان کے گلے لگ گئیں۔۔۔ازلان کی خود آنکھیں لال انگارہ ہوئیں تھیں۔اس نے ان کا سہارہ دیتے گلے لگایا اور انہیں ساتھ لیے بیٹھا۔

م۔۔مجھے م۔۔معاف کردو۔۔۔میرے بچے۔۔۔۔۔معاف کردو۔۔۔"انہوں نے" درد سے اٹی آواز میں کپکپاتے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔

"یہ کیا کر رہیں ہیں پھپھو۔۔۔۔مت کریں۔۔۔"

ازلان نے تڑپ کر ان کے ہاتھ نیچے کرتے چومے تھے۔حور ابھی بھی ان سے بے نیاز نظریں پھیرے بیٹھی تھی۔۔

میں مجبور تھی میرے بچے۔۔اپنی پھپھو کو معاف کردو۔۔۔"۔انہوں نے روتے" ہوئے ازلان نے چہرے کو چھوتے کہا تھا۔

کیسی مجبوری۔۔۔آج آپ بتا ہی دیں کہ کونسی ایسی مجبوری تھی جس نے آپ کو اپنے" ہی بھائی کے بچوں سے ملنے سے روکے رکھا۔۔۔"۔حور نے بے تحاشہ غصے میں ان کی طرف مڑ کر پوچھا۔

حور چپ ہو جاؤ"ازلان نے اسے بولنے سے باز رکھنا چاہا۔"

نہیں ازلان مت روکو اسے۔۔۔میں بتاؤں گی۔۔۔"انہوں نے ازلان کو روکتے حور" کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور بتانا شروع کیا۔۔

بیٹا تم لوگ اپنے خالو۔(نگین بیگم کے شوہر) کی لالچی طبیعت کو جانتے تھے۔۔۔انہوں" نے ہمیشہ میری جائیداد پر نظر رکھی۔۔۔شروع شروع میں انہوں نے اپنا کاروبار شروع کیا جو ٹھپ ہو گیا تو انہوں نے مجھ سے میری جائیداد بیچنے کو کہا۔میں نے اپنا گھر بچانے کی خاطر جائیداد بیچ کر ان کو پیسے دئے۔اس کے بعد وہ جو بھی کاروبار کرتے وہ برباد ہو جاتا۔اور ہمیشہ مجھے بھائی سے پیسے لینے کے لیے بھیج دیتے۔میں نے بھائی کو یہ بات بتائی تو انہوں نے مجھے خاموش رہنے کو کہا اور میں جتنے پیسے مانگتی وہ مجھے دے دیتے۔بھائی بھابھی کی ڈیتھ کے بعد وہ چاہتے تھے کہ یہ گھر اور پروپرٹی ان کے نام کر دی جائے۔وہ مجھے فورس کر رہے تھے کہ یا تو میں پراپرٹی کے کاغذات لے کر آؤں یا پھر وہ مجھے تم لوگوں سے کبھی ملنے نہیں دیں گے۔میں کیسے تم لوگوں کا حق چھیں سکتی تھی بیٹا۔۔میں نے انہیں پیپرز نہ دیئے تو انہوں نے مجھے تم لوگوں سے کوئی رشتہ بھی رکھنے سے منع کر دیا۔اور زبردستی مجھے گھر لے گئے۔پھر پتہ چلا کہ تم لوگ بیرون ملک چلے گئے ہو تو میری آخری میں نے کئی مرتبہ تم لوگوں سے کنٹیکٹ کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے تم

لوگوں کا نمبر نہیں ملا۔کچھ دن پہلے مجھے پتہ چلا کہ تم لوگ واپس آ گئے ہو تو میں نے ازلان سے رابطہ کیا۔ازلان کا نمبر مجھے ہارون نے دیا تھا۔

انہوں نے روتے ہوئے سارے کہانی گوش گوار کر دی۔ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔حور ساکت نظروں سے ان کی جانب دیکھ رہ تھی۔

لیکن پھپھو اب خالو نے کیسے آنے دیا آپ کو۔۔۔۔"ازلان نے زہن میں مچلتا سوال پوچھا۔تو نگین پھپھو کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو بہہ نکلے،

"بیٹا تمہارے خالو کو خدا نے ان کے لالچ کی سزا دے دی۔ایک سال پہلے ایکسیڈنٹ میں ان کا نچلا دھڑ پیرالائزو گیا تھا۔۔وہ چل پھر نہیں سکتے۔۔انہیں اپنی غلطی احساس ہو گیا تھا وہ تم لوگوں سے معافی مانگنا چاہتے تھے لیکن زندگی نے ان کو مہلت نہ دی۔۔مسلسل بیمار رہنے کی وجہ سے چھ ماہ پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔"ازلان نے تکلیف سے آنکھیں میچ کر انہیں خود سے لگا کر دلاسہ دیا۔

"پھپھو۔۔۔آپ ایک بار ہمیں بتاتی ہم اپنی ساری جائیداد ان کے حوالے کر دیتے،،،ہمیں تو کچھ نہیں چاہیے تھا،،،ہمیں تو بس کسی اپنے کا پیار چاہئے تھا۔۔۔ایک بار بتاتی تو سہی۔۔۔"ازلان نے دکھ سے ان کے ہاتھ تھام کر کہا۔

"بیٹا۔۔مجھے معاف کر دو۔۔۔میری وجہ سے میرے بچوں نے اتنی تکلیف سہی۔"

بس پھپھو معافی مت مانگیں ہم نے آپ کو معاف کر دیا۔۔۔اور اب ویسے بھی سب "
کلئیر ہو گیا ہے تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔روئیں مت۔آپ کی طبیعت خراب ہو جائے
"گی۔

ازلان نے اپنے آنسو پونچھ کر ان کے آنسو صاف کیے تو انہوں نے والہانہ اس کا ہاتھ چوما۔نگین بیگم نے ایک آس سے حور کی جانب دیکھا جو نظریں جھکائے اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں نا جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔ازلان نے انہیں اشارہ کیا۔وہ اٹھ کر اس کے پاس گئیں۔

"حور۔۔۔۔بیٹا تم بھی مجھے معاف۔۔۔۔۔۔"

ان کے کہنے سے پہلے ہی وہ ان کی گردن میں بازو ڈالتی ہچکیوں سے رونا شروع ہو گئی۔۔اس کی بچپن کی رونے کی عادت دیکھ کر وہ بھی نم آنکھوں سے مسکرا دیں۔

"ایم سوری اینڈ آئی مسڈ یو پھپھو۔۔۔۔"

اس نے گھٹی گھٹی سی دھیمی آواز میں کہا تو پھپھو نے اسے الگ کر کے اس کی پیشانی چومی۔

مسڈ یو ٹو میری جان۔۔اب آ گئی ہوں ناں میں۔۔۔بس رونا نہیں اب۔۔۔میرا"

"سٹرانگ بچہ۔۔۔

انہوں نے اس کے آنسو صاف کرتے اسے ساتھ لگایا اور دوسری بازو پھیلائی۔ازلان مسکراتے ہوئے دوسری سائیڈ سے آکر ان کے گلے لگا۔حور بھی مسکرادی۔

"ارے بھئی میری چھوٹی گڑیا کدھر ہے۔۔میری ژالے۔۔۔"

انہوں نے ادھر ادھر نظر گھماتے پوچھا تو ازلان نے بھی سوالیہ نظروں سے حور کو دیکھا۔

"بھائی وہ ژالے یزدان بھائی کے گھر جانے کی ضد کر رہی تھی تو میں اسے وہاں چھوڑ آئی"۔حور نے بتایا تو ازلان تھوڑا پریشان نظر آیا۔

"وہ تو ٹھیک ہے بچے لیکن وہاں سب پہلے ہی بہت پریشان ہیں۔۔۔اگر اس نے تنگ کیا کسی کو۔۔۔"

اس کی بات پہ پھپھو نے ناسمجھی سے دونوں کو دیکھا۔۔حور کو بھی اس کی بات ٹھیک لگی۔

"کیا ہوا بیٹا۔۔کوئی پریشانی ہے کیا۔"

۔انہوں نے دونوں کے پریشان چہرے دیکھ کر پوچھا۔

www.novelsclubb.com

جی پھپھو۔۔۔آپ کو میرا دوست یزدن یاد ہے اس کے بھائی کا ایکسیڈنٹ ہوا" ہے۔ایکسڈنٹ سیریس تھا۔۔ابھی تک ہوش میں نہیں آیا۔"اس کی بات سے حور کے دل کی دھڑکن بے ساختہ تھمی۔

اللہ خیر کرے۔۔۔۔اللہ شفا دے گا۔۔۔۔فکر نہیں کرو۔۔۔انہیں بھی پریشانی لاحق" ہوئی۔

اچھا پھپھو آپ آرام کریں میں ژالے کو لے کر آتا ہوں۔۔"ازلان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو پھپھو نے سر ہلا دیا۔اور حور کے ساتھ اندر کی جانب بڑھ گئیں۔

وہ گھر میں داخل ہوا تو اس نے ژالے کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں لیکن پورے گھر میں ہو کا عالم تھا۔

اس نے ایک میڈ سے ژالے کا پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ پچھلے لان میں ہے۔وہ اس کی تلاش میں گھر کی لان کی جانب چلا گیا، پیچھے جا کر اس نے دیکھا جہاں سردی کی ہلکی ہلکی دھوپ میں لان میں لگے جھولے میں زرین آنکھیں بند کیے ژالے کو اپنی گود میں اٹھائے ساتھ لپٹائے

جھولا جھلاتی ساتھ ساتھ کچھ گا رہی تھی جو اسے آواز دھیمی ہونے کی وجہ سے سنائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ ہلکے ہلکے قدم اٹھاتا ان کی جانب گیا۔ پیروں کی آہٹ پہ زرین نے آنکھیں کھول سامنے دیکھا جہاں ازلان سورج کے آگے ڈھال بنے کھڑا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر ساکت ہوئی۔ اسے سمجھ نہ آئے اس سچویشن میں کیسے اس کے سامنے کھڑی ہو۔

وہ۔۔۔وہ۔۔ڈاکٹر ازلان۔۔۔آپ۔۔۔۔"اس نے بیٹھے بیٹھے ہی سر پہ دوپٹہ لیتے* ہوئے کہا۔ ہلکی ہلکی دھوپ میں اس کی سرخ رنگت اور دمک رہی تھی۔

جی۔۔۔۔وہ میں ژالے کو لینے آیا تھا۔۔۔مجھے لگا تھا کہ وہ یہاں تنگ کر رہی ہو"

"گی،، لیکن یہ تو خاصی پر سکون ہے۔۔

ازلان نے سوئی ژالے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔ژالے تو بہت اچھی بچی ہے ماشاءاللہ تنگ نہیں کرتی۔۔۔۔"

زرین نے آرام سے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔۔ناجانے کیوں ازلان کے سامنے وہ جھجھک سی جاتی تھی۔

!!!ناجانے اس کی شخصیت کی مرعوبیت تھی یا اس کا سحر۔

ہمم۔۔۔ویسے مجھے کہنا تھا کہ جس طرح ہوسپٹل میں آپ نے اصفہان کے کیس میں" اچھے سے مجھے اسسٹ کیا اور سب کچھ بہت اچھے سے ہینڈل کیا وہ قابل ستائش ہے۔۔۔جس کی "آپ کو داد دینی چاہیے۔۔۔ویل ڈن۔

۔ازلان نے اپنی گھمبیر آواز میں اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نرمی سے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرا دی۔

شکریہ ڈاکٹر ازلان۔۔۔لیکن یہ میرا فرض ہے۔۔میں نے آپ سے کہا تھا ناں کہ کبھی" اپنے فرض میں کوتاہی نہیں کروں گی۔۔"۔

زرین نے ہلکا سا مسکرا کر کہا تو ازلان نے بھی دل میں اس کو قبول کیا۔اتنے دنوں میں ساتھ کام کرتے ہوئے وہ جان گیا تھا کہ وہ اپنی پیشے کو لے کر ایماندار ہے۔

ہمم گڈ۔۔۔ژالے کو مجھے دے دیں۔۔۔میں چلتا ہوں۔۔۔"ازلان نے ژالے کی" جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تو زرین نے بھی سر ہلاتے آگے بڑھ کر اسے ازلان کو دینا چاہا لیکن ژالے پھر سے اس کی گردن میں بازو ڈالتے اس سے لپٹ گئی۔

زرین شرمندہ سی ہو گئی۔

خاصہ اٹیچ ہو گئی ہے یہ آپ سے۔ نہیں۔۔؟؟؟"اس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے" شرارت سے پوچھا تو زرین خجل سی ہو گئی۔

"یہ ہے ہی اتنی پیاری کہ سب سے اٹیچ ہو جاتی ہے ڈاکٹر ازلان۔۔۔۔"

زرین نے آگے بڑھ کر پھر سے اسے ازلان کی گود میں دیا تو بھی باپ کا لمس پہچانتی اس کی آغوش میں سمٹ گئی۔

"شکریہ۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں چلتا ہوں۔۔ اللہ حافظ "ازلان کہتے واپس مڑا۔ زرین نے بھی جواب دیا۔

"سنیں ڈاکٹر زرین۔۔۔"۔ازلان نے کچھ یاد آتے مڑ کر دوبارہ پکارا تو زرین ناسمجھی سے واپس مڑی۔

"ہاسپٹل سے باہر آپ مجھے صرف ازلان کہہ کر پکار سکتی ہیں نا کہ ڈاکٹر ازلان۔۔۔۔"ا" زلان نے ہلکی سی نرمی لیے کہا تو زرین پہلے تو حیران ہوئی پھر مسکرا دی۔

"جی لیکن پھر آپ بھی مجھے صرف زرین کہہ کر پکار سکتے ہیں نا کہ ڈاکٹر زرین"۔اس نے بھی مسکراتے اس کی نقل کرتے کہا تو ازلان نے داد میں ابرو اٹھائی۔

شیور۔۔۔لیکن زرین نہیں مس زرین ٹھیک ہے۔۔"۔ازلان نے ژالے کا سر"
کندھے پر رکھتے اس کی جانب دیکھ کر کہا
ٹھیک ہے۔۔پھر میں بھی آپ کو مسٹر ازلان کہوں گی۔۔۔ازلان کہنا کچھ مناسب"
"نہیں۔۔۔آپ عمر میں اور عہدے میں مجھ سے بڑے ہیں
زرین نے تصیح کرتے ہوئے بتایا تو
ازلان اس کی چالاکی پہ ہنس دیا،
ہمم۔۔۔بائے"ازلان کہتا واپس مڑ گیا اور زرین دور تک اسے جاتا دیکھتی رہی۔"

وقت تھا کہ تیزی سے پھسلتا جا رہا تھا مگر کوئی آس کوئی امید مکمل اور کامل ہوتی دکھائی نا
دے رہی تھی
آج تین دن گزر چکے تھے لیکن اصفہان زندگی کی جانب نہیں لوٹا تھا۔
سب اس کی سلامتی کے لیے دعا گو تھے
آئی سی یو کے باہر ہر کوئی کرب میں تھا۔

www.novelsclubb.com

اور پھر وہ وقت آن پہنچا تھا جب ان کے سینوں میں جلتی تپش کے اثر کو زائل کیا جاتا،، نرس نے آکر اطلاق دی تھی اصفہان کے رسپانس کرنے کی۔۔

ڈاکٹرز تیزی سے اندر گئے کچھ ہی دیر میں ڈاکٹرز نے اسکے ہوش میں آنے کی اطلاع دی تھی۔ سب کے ستے چہروں پر مسکراہٹیں کھلی تھیں۔ سب نے شکرادا کیا۔

ڈاکٹرز نے باری باری سب کو اس سے ملنے کی جازت دی تھی۔ سب سے پہلے یزدان بے قراری سے اندر گیا، اس کی چال میں تھکن وافع تھی۔ وہ اندر داخل ہوا جہاں وہ آنکھیں بند کیے لیٹا تھا، اس کی آنکھیں بس اپنی شہزادے پر جا ٹھہری تھیں،

"بس کرو میرے شہزادے۔۔ تمہیں یوں نہیں دیکھ پا رہا۔"

اصفہان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے لہجے میں نمی لیے فریاد کی۔ یزدان نے محسوس کیا اس کی پلکیں لرزی ہوں

اور یزدان کے ہاتھ میں اصفہان کے ہاتھ کی حرکت اس کی زندگی بڑھا گئی تھی،

"۔اصفہان" وہ اپنی سرخ آنکھیں کھول نہ پا رہا تھا لیکن اسے سن سکتا تھا، یزدان نے جھک کر اس کی پیشانی پر لب رکھے۔

اصفہان ٹھیک تھا یہی اس کا زندگی کا سب سے بڑا انعام تھا، اصفہان نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں،

"کتنا ڈر گیا تھا میں، لگا تھا تمہیں کھو دیا، ٹھیک ہو ناں، مجھ سے بات کرو بیٹا۔۔"

نم آنکھوں سے اس سے پوچھا تو اصفہان کی ساکت آنکھوں سے آنسو بہے تھے۔ وہ رو رہا تھا۔

"بھا۔۔بھائی۔۔۔"۔اس کی آواز تھی یا کوئی زندگی کی نوید جس نے یزدان کی آنکھوں میں رس گھول دیا تھا۔

"جی بھائی کی جان۔۔۔بولو۔۔۔ٹھیک ہو ناں۔۔ کہیں درد تو نہیں ہو رہا۔ یزدان نے پوچھا تو اس نے آہستہ سے نفی میں اشارہ کیا۔

"اصفہان بچے۔۔اپنے بھائی کو معاف کر دو۔" یزدان نے اس کے ہاتھوں سے اپنا ماتھا جوڑتے ہوئے کرب سے کہا تو اصفہان نے اس کا ہاتھوں کو اپنے ہاتھ سے زور سے دبایا۔ گویا اشارہ کیا ہو کہ وہ اس سے ناراض نہیں ہے۔

یزدان نے اس سے بات کرنا چاہی لیکن وہ پھر سے آنکھیں موند گیا۔ ڈاکٹرز نے ابھی اسے زیادہ سٹریس لینے سے منع کیا تھا۔ باری باری سب اس سے مل کر گئے

شام کو اسے دوبارہ ہوش آچکا تھا۔اور آہستہ آہستہ باتیں بھی کر رہا تھا۔سب گھر والے اس کے پاس ہی تھے۔عائشہ بیگم اسے خود سے لپٹائے بار بار چوم رہی تھیں۔داریہ کی طبیعت کا سن کر وہ بھی پریشان ہوا تھا لیکن اس سے ملنے کے بعد وہ مطمئن ہو گیا تھا۔کافی دیر اس سے باتیں کرنے کے بعد یزدان داریہ کو گھر لے گیا تھا۔۔اصفہان نے یزدان سے بھی سے بات کی تھی۔۔کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ یزدان سے نارض ہے. بار بار نگاہ دروازے کی جانب اٹھتی تھی شاید اب بھی اس دشمن جاں کا انتظار تھا جس نے شاید نہ آنا تھا۔۔۔

اصفہان کی طبیعت آہستہ آہستہ سنبھل رہی تھی۔اب اس کی کنڈیشن بہتر تھی وہ اٹھ پھر چل پھر سکتا تھا۔آج تقریبا چھ دن کے بعد اسے گھر شفٹ کیا جا رہا تھا کیوں کہ وہ ہوسپٹل میں رہ رہ کر اکتا گیا تھا۔یزدان سے اس کی کسی پرانی بات کو لے کر کوئی بات نہیں ہوئی تھی ناں ہی اس نے مناسب سمجھا۔ان دونوں کے درمیان میں سب نارمل ہی تھا۔لیکن ان چھ دنوں میں ایک دفعہ بھی حور اس کا حال پوچھنے نہیں آئی تھی۔جس کو لے کر شاید اب اصفہان نے بھی انتظار کرنا چھوڑ دیا تھا۔وہ زیادہ تر چپ رہتا تھا۔۔گھر والے بھی اس کی اس حد تک خاموشی کو

لے کر بے چین تھے جبکہ دوسری طرف حور کو اس کے ہوش میں اور صحیح سلامت ہونے کی خبر ملی تھی تب سے وہ شرمندگی کی وجہ سے ایک بار بھی اس کے سامنے نہ آئی تھی وہ اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔

اس وقت سب اصفہان کے کمرے میں تھے۔رات کے سائے پر پھیلا رہے تھے۔ژالے بھی آج ازلان کے ساتھ اپنے چاچو کے ہاں آئی ہوئی تھی۔وہ کب سے اصفہان کے ماتھے پر بندھی پٹی کو اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے چھو کر کبھی پریشان ہوتی تو کبھی آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر بوسہ دینے لگتی۔۔۔سب اس کے فکر کے انداز اور پیار کو دیکھ کر ہی قربان جا رہے تھے۔سب بڑے تو اپنے اپنے کمروں میں تھے جب کی بچہ پارٹی سب اصفہان کے کمرے میں ہی موجود تھے۔وہ بیڈ پہ لیٹا تھا اور ژالے اس کے پاس بیٹھی بار بار اس کے چہرے کو چھو رہی تھی تو کبھی اداس روح بنتی اس کے چہرے پر سر ٹکائے لیٹ جاتی۔

یزدان اور ازلان ایک صوفے پر بیٹھے تھے۔زرین اور ماہوش کچن میں چائے بنا رہی تھیں ۔داریہ شاید اپنے کمرے میں تھیں۔۔جبکہ حور آئی تو تھی لیکن انجانے کہاں تھی اور وانی میڈم بھی صائم کے ساتھ بیٹھی اس کر ساتھ راز و نیاز میں لگی تھی۔صائم کبھی کبھی ایک احتیاطی نظر یزدان پہ ڈال لیتا جو بظاہر تو ازلان کے ساتھ مصروف تھا لیکن شاید دماغ ان دو پہ اٹکا ہوا تھا۔

وہ اس وقت باہر لان میں کسی سے فون پہ بات کرنے میں مصروف تھی۔یہاں آتو گئی تھی لیکن پھر بھی اصفہان کو دیکھنے کی ہمت نہیں کر پائی تھی اسی لیے باہر لان میں آگئی۔بغیر کسی شال کے اتنی سردی میں وہ ٹھٹھرتی ہوا میں کھڑی آہستہ آواز میں گفتگو کر رہی تھی۔

ہمم۔ٹھیک ہے۔میں کل تک انفارمیشن پہنچادوں گی۔اللہ حافظ"۔اس نے ابھی فون رکھا ہی تھا جب اسے اپنے کندھے پر ہاتھ محسوس ہوا۔اس نے مڑ کر دیکھا تو سامنے مسکراتے پرنور چہرے کے ساتھ داریہ کھڑی تھی۔۔

"السلام علیکم بھابھی۔۔۔کیسی ہیں آپ۔۔۔"حور نے خوش اخلاقی سے سلام کرتے پوچھا تھا۔اسے داریہ ہمیشہ سے ہی پسند تھی۔اس کی نرم اور خوش اخلاق مزاج کی وجہ سے وہ اسے اپنی اپنی لگتی تھی۔

"وعلیکم اسلام۔۔۔الحمدللہ۔۔۔تم سناؤ میری جان۔۔۔لگتا ہے یہاں تمہارا دل نہیں چندا جو سب سے الگ یہاں پر کھڑی ہو۔۔۔"داریہ نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ تھامتے مسکاتے مصنوعی سا شکوہ کیا تو وہ شرمندہ سی ہو گئی۔

"نہیں بھابھی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔میں وہ۔۔بس کال کے لیے آئی تھی باہر۔۔آپ چلیں ناں اندر۔۔۔باہر سردی ہے۔۔اندر بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

اس نے آگے بڑھ کو داریہ کا ہاتھ پکڑے اندر کی جانب چل دی تو وہ بھی مسکراتے اس کے ساتھ چل دی۔

وہ دونوں چلتی ہوئی داریہ کے کمرے میں آئیں۔اس نے داریہ کو بیڈ پہ بٹھایا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سامنے بٹھایا۔

بیٹھو حور۔۔مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔"داریہ نے گہرا سانس بھرتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے بات کا آغاز کیا۔"

جی بھابھی بتائیں۔۔۔۔"حور نے تھوڑی حیرت سے مسکراتے پوچھا۔"

تم سے جو پوچھوں گی مجھے اپنی بڑی بہن سمجھ کر جواب دینا۔۔ٹھیک ہے؟؟؟اس نے " تھوڑی سنجیدگی سے محبت بھرے لہجے میں پوچھا تو حور نے اس کا ہاتھ لبوں سے لگاتے سر ہاں میں ہلایا۔

جی بھابھی پوچھیں۔۔۔کیا بات ہے؟؟؟"اس تھوڑی پریشانی نے آن گھیرا۔"

اصفہان نے مجھے تمہارے اور اس کے بارے بتایا ہے۔۔میں پہلے تم سے پوچھنا چاہتی" ہوں کہ کیا تم بھی اصفہان کے لیے وہی جذبات رکھتی ہو جو وہ تمہارے لیے رکھتا

ہے۔۔"۔۔؟؟داریہ کے سنجیدگی سے کیے سوال پر وہ ایک لمحے کے ساکت ہوئی تھی۔لیکن پھر خود کو سنبھال کر جواب دیا۔

نہیں بھابھی میں اس سے محبت نہیں کرتی۔۔۔۔یہ سب اس کی خرافات ہیں"حور نے" سپاٹ لہجے میں ناپسندیدگی سے کہا تو داریہ نے براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں کہانی کچھ اور بیان کی جا رہی تھی۔

ہمم ٹھیک ہے۔۔مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا۔۔اب دوسرا سوال کہ تین سال" پہلے ایسا کیا ہوا تھا کہ تم بغیر اس کے پرپوزل کا جواب دیئے واپس چلی گئی۔؟؟؟اس نے دوسرا سوال کیا تو حور کو حیرانی ہوئی کہ وہ اب یہ اس سے کیوں پوچھ رہی ہیں۔ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں کے سامنے ماضی لہرایا تھا۔۔اس کے چہرے کے تاثرات تکلیف دکھ میں ڈھلے تھے ۔جب کہ داریہ اس کے برعکس پرسکون سی اس کے تاثرات جانچ رہی تھی۔

نہیں بھابھی۔۔میں نے کبھی اس کی پزیرائی نہیں کی۔۔۔ناں ہی کبھی کوئی شے دی" اسے۔۔یہ وہی تھا جس نے ہماری دوستی کو محبت کا نام دیا اور مجھے پرپوز کر دیا۔۔لیکن مجھے اپنی زندگی کا فیصلہ لینے کا پورا حق تھا۔۔مجھے اس سے شادی نہیں کرنی تھی میری زندگی کا کچھ مقصد "ہے جسے میں پورا کرنا چاہتی ہوں ناں کہ شادی۔۔۔

اس نے بغیر داریہ سے نظریں ملائے باہر کھڑکی سے نظر آتے چاند پہ نظریں ٹکائے صاف لہجے میں کہا۔

"ہمم ٹھیک اس کا پرپوزل ایکسیپٹ نا کرنے کی وجہ سمجھ آتی ہے لیکن اس سے نفرت کرنے کی وجہ بتاؤ۔۔" داریہ نے اس کا چہرہ تھام کر اپنی جانب کیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھ نرمی سے پوچھا کیوں کہ وہ اس کی آنکھوں میں جمع ہوتی نمی دیکھ چکی تھی اسے اس کے سوالوں کے جواب ملتے جا رہے تھے۔ حور سے خود پہ ضبط رکھنا مشکل ہونے لگا۔ لیکن اسے ہمت کرنی تھی۔

"میں نفرت نہیں کرتی اس سے بھابھی۔ نہیں کرتی نفرت۔۔ مجھے بس اس کا بار بار میرے سامنے آکر محبت کا ڈھنگ رچانا نہیں بھاتا۔۔۔" اس کے لہجے میں خود بخود تلخی آگئی تھی جسے وہ چاہ کر بھی چھپا نہیں پائی تھی۔۔ داریہ نے بغور اسے کے لہجے میں چھپی درد تکلیف، بے اعتباری اور نفرت کی داستان محسوس کی تھی لیکن اب اسے حقیقت جاننی تھی جو دو لوگوں کی زندگی داؤ پہ لگا رہی تھی۔

"پہلی بات کہ اس کی محبت ڈھونگ نہیں ہے حور۔۔ اس کی محبت سچی ہے۔۔ وہ سچا ہے۔۔ لیکن میں یہاں پر اس کی محبت کا ثبوت نہیں دے رہی۔۔۔ ٹھیک ہے تم نہیں کرتی

اس سے نفرت لیکن مجھے بتاؤ کس حق سے تم نے یزدان سے جھوٹ بول کر اس پر جھوٹا الزام لگایا۔۔آج تمہاری وجہ سے کہیں نہ کہیں وہ موت کے منہ سے واپس آیا ہے۔۔۔۔"

داریہ نے تھوڑا سختی سے اس سے پوچھا تو حور کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے۔

"میں شرمندہ ہوں اس کے لیے بھابھی۔۔میں جانتی ہوں مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا وہ لیکن میں نے صرف مذاق میں بولا تھا مجھے نہیں پتا تھا کہ یزدان لالہ اتنے سیریس ہو جائیں گے۔۔۔آئی سویر۔۔۔۔میں نے ایسا نہیں چاہا تھا۔۔۔۔"اس نے داریہ کا ہاتھ تھامتے سخت شرمندہ ہوتے بھیگے لہجے میں کہا لیکن داریہ نے اس کے ہاتھ چھڑا لیے.

حور نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"نہیں حور آج تمہیں مجھے بتاؤ کہ کس بات کی سزا دے رہی ہو خود کو بھی اور اصفہان کو بھی۔۔۔۔مجھے بتاؤ اگر کوئی بات ہے تو میں خود اصفہان کو منع کر دوں گی اگر اس کی غلطی ہوئی۔۔کیوں کہ مجھے تمہاری ان آنکھوں میں اس کی محبت کا دھندلا عکس نظر آتا ہے۔۔۔۔پلیز مجھے بتاؤ چندا۔۔۔"

داریہ نے اس کا چہرہ ہتھیلیوں میں بھرتے ہوئے پیار سے پچکارا تو حور ضبط کھوتی پھوٹ پھوٹ کے روتی اس کے گلے لگی۔ اس سے الگ ہوتے وہ ماضی کی یادوں میں کھو گئی۔

ماضی۔

ہلکے ہلکے سرد موسم کے آغاز کی ایک اور کھلکھلاتی سی صبح اپنی باہیں پھیلائے اس خوبصورت سی لڑکی کو خود میں سمیٹنے کے لیے بازو کھول ہوئے تھی۔

لمبی سفید فراک کے کنارے اور گلے میں لہراتا وہ سرخ لیس والا آنچل۔پشت تک آتے لمبے گھنے بال، یہ والی حورالعین تو بالکل مختلف تھی آج والی حور سے۔۔۔

وہ راہداری عبور کرتی ہوئی یونیورسٹی کے ڈیپارٹمنٹ ایریا کی جانب آئی۔

۔ہر آرٹیفیشل حسن سے عاری وہ ہلکے گلابی ہونٹوں اور سبز یاقوتی آنکھیں

ہاتھ میں چند فائلز اور کندھے پر ہلکا سا بیگ لٹکائے، بالوں کو ایک کان کے پیچھے کرتی ہوئی اب وہ آرٹ ڈیپارٹمنٹ کی جانب مڑ گئی۔

میں تو تمہارے سائے کا بھی اسیر ہو گیا ہوں۔۔۔"ایک پیاری سی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ایک خوبصورت مسکان نے اس کے لبوں کو چھوا تھا۔"حورالعین آفندی کو تو یہ گونج ہر لمحہ اسے اپنے کانوں میں گونجتی محسوس ہوتی تھی۔

میں آج اعتراف محبت کرتا ہوں تم سے حورالعین۔۔"۔۔ایک بار پھر سے مسکاتی آواز" کانوں میں گونجی۔۔۔۔کتنا خوبصورت تھا یہ سب۔۔

اج پورے تین ماہ بعد وہ اس دیوانے کو اس کی محبت کا پروانہ تھمانے والی تھی۔آج بھی اسے وہ دن یاد تھا جب اصفہان نے اپنی محبت کا اظہار اسے سونپا تھا۔

یہ اس دن کی بات ہے جب وہ یونی آئی تھی اور اصفہان اس کا ہاتھ پکڑ گاڑی میں بٹھا کر ناجانے کونسی جگہ پہ لایا تھا۔

سرسبز پہاڑوں کے وسط میں بہتا خوبصورت آبشار۔۔۔

سب سے خوبصورت وہ جھیل تھی۔اس جھیل کا صاف شفاف پانی،خوبصورت نظارے اور فرحت بخش موسم ان دونوں کی طبیعت پہ خوشگوار اثر ڈال گیا۔

"اصفہان کیا ہوا۔۔مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔۔۔۔۔"

حور نے گہرا سانس لیتے مسکان کے سنگ پوچھا جب اچانک اصفہان ایک گھٹنا زمین پہ رکھے اس کے سامنے بیٹھا۔

حور نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

کیا ہوا اصفہان۔ پاگل ہو گئے ہو۔۔نیچے کیوں بیٹھ گئے۔۔۔۔"حور نے کھلکھلاتے" ہوئے ہنس کر کہا لیکن اصفہان کی نظریں تو اس کے بے داغ چہرے پر تھیں۔۔وہ اسے اس دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی لگی۔وہ تھی بھی تو اتنی خوبصورت۔

اس نے اپنی جیب سے انگوٹھی نکالی۔حور کی دھڑکنیں ایک دم ساکت ہوئی تھیں۔اس نے حیرت سے اپنے سامنے بیٹھے اس گبرو جوان کو دیکھا تھا۔

"ول یو میری می حور العین آفندی۔۔۔"

اس کی جانب ہاتھ بڑھاتے اصفہان نے دلکشی سے مسکراتے اس کی ہری آنکھوں میں جھانک کر پوچھا۔۔۔

حور تو سانس لینے کی روادار ناں تھی۔

گرے نیوی بلیک سوٹ میں ملبوس اصفہان اپنے اخیر دل موہ لیتے انداز میں اس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔

حور کو سمجھ نہ آئی وہ کیا جواب دے۔وہ تو حق دق اسے دیکھ رہی تھی کہ اچانک اسے کیا ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

اصفہان۔۔۔۔ ممم میں۔۔"اس نے کچھ ہچکچاتے بولنا چاہا لیکن بول نا سکی۔"

اصفہان نے اسے چپ دیکھ کر ایک ٹھنڈی آہ بھری اور اٹھ کھڑا ہوا۔اس کے روبرو ہوئے اسے شانوں سے پکڑے اپنے قابل لایا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

حورالعین آفندی میں اصفہان سکندر تم سے محبت کرنے لگا ہوں۔۔۔اتنی کہ بیان نہیں" کر سکتا۔۔لیکن میرا اقرار، میری بہار، میرا سب کچھ تم ہو۔۔۔آج میں یقین سے کہتا ہوں کہ مجھے صرف حورالعین آفندی راس ہے۔تم میری محبت ہو۔آج میں اب پہاڑوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں تم میری پہلی اور آخری محبت ہو۔کیا تم اس ناچیز کا ساتھ قبول کرو گی۔۔۔۔جانتا ہوں یہ بہت جلدی ہے۔۔۔تم جتنا وقت لینا چاہو لے سکتی ہو لیکن جواب مجھے پھر مثبت ملنا چاہیے "۔۔۔

کیا نہیں تھا اس شخص کے لہجے میں جزبات، احساسات، محبت عشق، رشک اور سب سے بڑھ کر بے قراری۔!!!

اور حور تو اس کے ہر لفظ پر ایمان رکھتی تھی۔

ایک کی آنکھوں میں بے قراری تھی تو دوسرے کی آنکھوں میں کشمکش، الجھن،۔۔

www.novelsclubb.com

اسے بھی اصفہان کا ہونا باعث شرف لگا تھا۔ لیکن اتنی جلدی وہ یہ ڈورا سے نہیں تھما سکتی تھی۔ زبان اس کی تالو سے چپک چکی تھی۔۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا جواب دیتی اسے ۔وہ ایک اچھا مخلص ہمدرد سا تھی تو تھا ہی اس کا لیکن اس نہج پہ سوچنا اس کا دل بھی دھڑکا گیا تھا۔ایک شرمیلی مسکان لبوں میں دباتی وہ مڑتی وہاں سے اوجھل ہوتی چلی گئی۔اصفہان بھی اس کی فطری ہچکچاہٹ سمجھ کر اسے وقت دے گیا جبکہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بھی وہ جان گیا تھا کہ وہ بھی راضی تو تھی. دلکشی سے مسکراتا بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ بھی واپسی کی جانب چل دیا۔

۔اسے اصفہان سے محبت نہیں تھی لیکن جس طرح اصفہان نے اپنے جزبات کا اظہات اس سے اس اچھوتے انداز میں کیا تھا اس کے دل میں بھی محبت کی ننھی سے کونپل پھوٹنے لگی تھی۔کچھ عرصے بعد اسے احساس ہو چلا تھا کہ اب اس کا دل بھی صرف اصفہان سکندر کا طلب گار ہے۔اپنے بہترین دوست کو اپنے شریک حیات کی حیثیت سے دیکھنا ہی اسے حقیقی خوشی اور سکون دے گیا تھا۔اس سارے عرصے میں اصفہان نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔

چلتے چلتے وہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی جانب آئی اور سامنے رک گئی۔

"نہیں حور۔۔آج تجھے بھی اپنے دل کے جزبات اس تک پہچانے ہیں۔۔"

ڈیپارنٹ سے کچھ فاصلے پر کھڑی وہ پاگلوں جیسی خود کو تلقین کر رہی تھی۔
خود سے باتیں کرتی وہ اپنی مقررہ جگہ پر پہنچی۔وہ پچھلے گراؤنڈ کی جانب آئی تھی جس جگہ پر اسے یقین تھا وہ وہیں ہو گا۔اس نے ادھر ادھر نگاہ گھما کر اسے ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن وہ ہے کہ نظر آنے کو نہیں دے رہا تھا۔اس نے تھوڑا آگے چلتے ہوئے دیکھا تو وہ اسے نظر آیا۔
سیاہ لباس میں ملبوس،خوبصورتی سے سلجائے بال،سرخ دکھائی دیتی رنگت وہ ایک بینچ پر رخ موڑے بیٹھا تھا جہاں سے صرف اس کی پشت دکھائی دیتی تھی۔حور کی آنکھیں مدھم لے میں کھلتی چلی گئیں۔
جھکی نظروں سے اس کی پشت دیکھتی وہ مسکائی تھی لیکن پھر دور سے ہی اس کو دیکھتی اس کی جانب چل دی۔
چلتے چلتے وہ قریب پہنچی ہی تھی کہ اسے اصفہان اپنے دوستوں کے ساتھ بات کرتا ہوا نظر آیا۔یہاں سے وہ اس کا نیم رخ دیکھ سکتی تھی۔
ہلکی ہلکی سیاہ مگر سیاہ جھلک دیتی داڑھی،کال سیاہ آنکھیں بال پیچھے سے تو سلجھے ہوئے مگر سامنے سے کچھ الجھے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔۔اچھی قامت اور ایک ادا رکھنے والا پر کشش اور باوقار مرد"اصفہان سکندر اسکی کچی عمر کی پہلی محبت ہے!

اب کہ وہ کسی بات پہ مسکرایا جو اس کی خوبصورتی کو بڑھا گیا تھے۔

ایک بات تو بتاؤ اصفہان۔ تمہیں کبھی کسی سے محبت نہیں ہوئی۔۔"اچانک اس کے "

کان میں اصفہان کی دوست کی آواز گونجی۔

اس سوال کے جواب کا انتظار اب اسے بھی تھا کہ آیا اصفہان کیا جواب دیتا ہے کیا وہ اس کا

نام لے گا۔۔۔یہ سوچ کے تانے بانے بنتے وہ تھوڑی نزدیک ہوئی تھی کہ اصفہان کی آواز صاف

سن سکے۔

دوست کے سوال پر اصفہان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی جسے وہ نہایت

خوبصورتی سے چھپا گیا تھا۔

حور نے نگاہوں سے ہی اس کی مسکراہٹ کا صدقہ اتارا تھا جبکہ دل ابھی بھی بے ہنگم تھا

اس کا جواب سننے کی خاطر۔۔

"امم۔۔۔محبت نہیں اصفہان سکندر کبھی محبت نہیں کر سکتا۔"

اور یہ کیا محبت کا بت پل میں پاش پاش ہوا تھا

مطلب کسی سے بھی نہیں ہوئی"۔۔۔دوست جسے سب پتا تھا اس کے بارے میں "

ایک بار پھر شریر پن سے بولا تو اصفہان نے مسکراتے دوبارہ سر ناں میں ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں یہ اصفہان نہیں ہے۔۔۔یہ محض میری نظروں کا دھوکا ہے۔۔۔"

حور جس کے نظریں اس کے چہرے پہ جم گئی تھیں۔وہ بے ساختہ لڑکھڑائی تھی۔

وہ پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی

اس کی بات پہ تمام دوستوں نے قہقہہ لگایا۔

۔اسے وہ صاف صاف اپنی توہین کرتا نظر آرہا تھا۔پھر وہ آنکھیں ایک دم شفاف موتیوں سے بھرتی چلی گئیں۔

تو کیا وہ سب جھوٹ تھا۔۔۔وہ محبت بھرا اظہار۔۔وہ میٹھی دل کو چھو لیتی باتیں۔۔کیا سب جھوٹ تھا!

ابھی تو اس نے محبت پہ صحیح سے یقین بھی نہیں کیا تھا اور اصفہان سکندر نے اسے توڑ کے رکھ دیا تھا۔

اسے اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔آنکھوں سے آنسو نکل کر گال بھگو گئے۔اب اسے ان کی باتیں نہیں سنائی دے رہی تھیں۔

اس کے دماغ میں اصفہان کی کہی گئی باتیں گڈمڈ ہو رہی تھیں۔

اسے لگا کہ وہ ایک دم بے جان سی ہو گئی ہے

اس سے باقی باتیں نہ سنی گئی تھیں اگر سن لیتی تو اس کی یہ حالت ناں ہوتی جہاں اب بھی اصفہان کچھ کہہ رہا تھا

اصفہان سکندر محبت نہیں کرتا۔۔۔کیوں کہ اصفہان صرف عشق کرتا ہے۔۔۔وہ عشق" کرتا ہے اپنی حورالعین آفندی سے۔جس کا عشق اس کی رگوں میں خون کی مانند دوڑتا ہے۔" دلکشی سے مسکراتے ہوئے وہ ارد گرد سے بے نیاز بتا رہا تھا اور اس کے دوست رشک کر رہے تھے اس لڑکی پہ جسے اصفہان سکندر کی محبت نصیب ہوئی تھی۔

ور پھر وہ مڑتی تیزی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی کبھی واپس ناں آنے کے لیے۔۔۔

اب کبھی وہ اس شخص کی جانب دیکھنے نہیں والی تھی جس نے اس کی محبت کو رسوا کر دیا تھا۔

بھاگتی ہوئی وہ سیدھا گھر آئی تھی۔۔

۔۔اس نے کسی سے کوئی بات نہیں کی تھی۔اصفہان نے اسے کالز کی تھیں لیکن وہ کال نہیں اٹھا رہی تھی!

اس نے اس کے دل پر کاری وار کیا تھا۔جو اس نے اسے صرف ایک مذاق بنا کر رکھ دیا تھا۔وہ اس سے جواب چاہتی تھی لیکن خود میں ہمت نہیں کر پا رہی تھی اس سامنا کرنے کی۔

www.novelsclubb.com

!اب اصفہان کو بھی آزمائے گی وہ۔

اتنا کہ اس کو اپنی شکل تک نہیں دکھائے گی۔۔

اس کے بعد حور نے اپنا کہا سچ کر دکھایا تھا۔اس نے اصفہان کا سامنا کرنا چھوڑ دیا تھا۔دن" بہ دن حور کے بدلتے ہوئے عجیب رویے نے اصفہان کو جھنجھلا کر رکھ دیا تھا۔۔وہ اس اس سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن پھر قسمت نے ان دونوں کو بھی موقع نہ دیا۔۔اور وہ چلی گئی شاید !! کبھی ناں آنے کے لیے۔

****

حال میں لوٹتے اس کا چہرہ ہر قسم کے احساس سے پاک تھا۔سپاٹ چہرے کے ساتھ وہ لفظ بہ لفظ داریہ کو سناتے چلی گئی۔داریہ تو خود اس کی باتیں سن کر سکتے کی کیفیت میں تھی لیکن پھر بھی اس کو یقین نہیں تھا کہ اصفہان نے ایسا کیا ہو گا۔۔اسے تو اس کی آنکھوں میں حور کا سچا عکس نظر آتا ہے تو پھر وہ کیسے جھوٹا ہو سکتا تھا۔

اسے بات کرنی تھی ایک بار اصفہان سے،ان کی درمیان کی بدگمانیوں کو اب صرف وہی دور کر سکتی تھی۔

میری محبت بہت ہی ناقص کمزور نکلی۔۔حور کا اک اک لفظ کرب میں ڈوبا تھا۔ "

داریہ نہیں جانتی تھی کیسے تسلی دے اسے۔۔۔

اس نے اس کا چہرہ تھام کر اس کی پیشانی ہر بوسہ دیا۔۔ابھی وہ کچھ کہتی جب دروازے پہ یزدان نمودار ہوا۔

حور نے بھی چونک کر یزدان کی جانب دیکھا۔لیکن پھر نظر جھکا گئی۔

حور بیٹا۔۔جائیں ازلان بلا رہا ہے آپ کو۔۔۔"یزدان قدم بی قدم چلتا ہوا اندر آیا اور" حور سے کہا تو حور نے سر اثبات میں ہلایا۔اس کی سرخ متورم بھیگی آنکھیں دیکھ کر یزدان کو اندازہ ہوا کی وہ روئی ہے۔۔وجہ اب اسے داریہ ہی بتا سکتی تھی۔داریہ نے اسے آنکھوں سے ابھی کچھ بھی پوچھنے سے منع کر دیا۔

حور داریہ کے پاس سے اٹھتی یزدان کے سامنے آئی۔

ایم سوری بھائی۔۔۔"بھیگی آواز میں کہتی وہ جلدی سے اس کی سائیڈ سے نکلتی چلی" گئی۔۔یزدان اس کی بات کا پس منظر تو سمجھ گیا کہ وہ اصفہان والے معاملے میں سوری بول کر گئی تھی۔یزدان نے مڑ کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے وہ گئی تھی اور پھر واپس داریہ کی جانب جو خود بھی کھوئی کھوئی سی تھی۔

یزدان آ کر داریہ کے پاس بیٹھا۔

اب کچھ بتائیں گی آپ کہ کیا ہوا ہے" یزدان نے سنجیدگی سے داریہ کو دیکھتے پوچھا تو"
اس نے ایک نظر اسے دیکھتے ساری باتیں اسے بتادی یزدان کے تاثرات سے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے۔

یزدان۔۔۔۔۔۔"داریہ نے اسے پکارا جو گہری سوچ میں گم لگتا تھا۔۔"

ہمم۔۔۔۔"یزدان نے اس کی جانب دیکھا گویا اشارہ دیا ہو کہ بتائیں کیا بات ہے۔"

یزدان آپ ازلان بھائی سے بات کریں ناں ۔۔۔۔"داریہ اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے" ہوئے پوچھا۔

آپ فکر مت کریں میں دیکھتا ہوں یہ معاملہ۔۔۔۔داریہ کو ساتھ لگاتے ہوئے سنجیدہ" پن سے کہا۔تو داریہ بھی پر سکون ہوئی کیوں کہ جانتی تھی کی یزدان اب اب صحیح کر دے گا۔۔اس کی کھوئی مسکان واپس لوٹ چکی تھی۔

****

حور وہاں سے نکل کر سیدھا اصفہان کے روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی تو وہاں کوئی نہ تھا۔البتہ کمرے میں ہلکی ہلکی مدھم سی روشنی تھی۔اس روشنی میں

بھی وہ اسے کو دیکھ سکتی تھی۔۔ناجانے کیوں اتنے دنوں بعد اسے دیکھ کر رگ ودل میں سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔وہ تھوڑا آگے چلتی ہوئی بیڈ کے قریب آئی تھی۔اس کی مدھم سانسوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ گہری نیند میں ہے۔۔۔کتنا معصوم لگ رہا تھا وہ سوتا ہوا۔سینے کے زخم کی وجہ سے وہ سیدھا لیٹا ہوا تھا۔

"!!!کاش کہ تم نے وہ سب نہ کیا ہوتا تو حالات کچھ اور ہوتے۔۔کاش۔۔۔"

اسے اپنے جزبات چھپانے کا فن آتا تھا۔

اس کے معاملے میں وہ بے اختیار و بے خود نہیں تھی۔

"لیکن جو کچھ بھی ہو جائے کبھی معاف نہیں کروں گی تمہیں۔۔۔کبھی نہیں۔۔۔"

تمہاری باتوں پہ یقین کرنا اب بہت مشکل ہے اصفہان۔۔۔لیکن ناجانے کیوں تم پر"

اعتماد کرنے کو دل چاہتا ہے۔۔تمہارا یہ چہرہ چیخ چیخ کر گواہی دیتا ہے کہ اصفہان کے لیے صرف حور بنی ہے لیکن اپنے کانوں سنا حال کس طرح جھٹلا دوں۔۔۔اب میں وہ پرانی حور العین نہیں رہی جسے تم نے اپنی باتوں سے بہلا پھسلا لیا۔۔۔اب میں ایک مختلف حور ہوں جسے خود کو تم سے

**********دور رکھنا اچھے سے آتا ہے

رات کے 10 بجے کا وقت تھا۔۔اس وقت داریہ آئینے کے سامنے بیٹھی اپنے لمبے بال سلجھا رہی تھی۔۔اس کی عادت تھی ہمیشہ کے وہ رات جو اپنے بال سملجھا کے سوتی تھی۔۔یزدان جو فریش ہوئے کھلی ٹراوؤزر شرٹ میں واشروم سے نکلا تھا اسے دیکھ کر وہیں کھڑا ہو گیا۔

وہ آج بھی سوچتا تھا کہ ناجانے ایسی کونسی تاثیر تھی جس کے نتیجے میں اسے داریہ سے محبت ہو گئی۔

اور اب تو ماں بننے کا نور بھی اس کے چہرے کی رونق کو بڑھا گیا تھا۔

وہ یزدان جو کبھی مسکراتا نہیں تھا اب مسکرانے لگا تھا۔

چہرے پہ طمانعت بھری مسکان تھی۔

گہرے جامنی اور پیلے نفیس سے فراک اور سفید لیس اور کڑھائی دار ٹراؤزر پہنے وہ اپنی لمبی زلفوں سے نبرد آزما تھی۔دوپٹا ایک سائیڈ پہ کندھے پہ ڈال رکھا تھا۔

وہ دلکشی سے مسکراتا ہوا اس کے پیچھے آن کھڑا ہوا۔داریہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو آئینے میں اس کے عکس کو دیکھتا ہلکا ہلکا مسکرا رہا تھا۔۔

آپ بہت خوبصورت ہیں۔"سادہ لفظوں میں کہے گئے وہ جملے پر وہ بھینا سا مسکرائی۔ "

یزدان نے ایک ہاتھ اس کی جانب بڑھایا جسے سمجھ کر داریہ نے بھی ہلکی مسکان لبوں پہ سجا کہ برش اس کے ہاتھ پہ رکھ دیا۔یزدان نے برش اس سے لے کر آہستہ آہستہ اس کے کمر سے نیچے تک آتے بالوں میں برش کرنا شروع کیا۔۔

وہ خاموشی سے آئینے میں اس کی جانب دیکھ رہی تھی جو نظریں جھکائے اس کے بالوں کو سلجھا رہا تھا۔۔

ناجانے کیوں اسے وہ اتنا اچھا کیوں لگتا تھا کہ ہر وقت دیکھنے کو دل کرتا تھا۔

ان دنوں میں یزدان نے اسے اتنی محبت دی تھی کہ وہ اگر تمام عمر بھی سمیٹتی رہتی تو تھک جاتی

اس کے ہاتھوں کا لمس اپنے بالوں پہ محسوس کر کے سکون کی ایک لہر اس کے اندر سرائیت کر گئی۔

"لیں جی ہو گیا۔۔ "

یزدان نے برش سامنے ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھتے نظر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جہاں وہ کھوئی کھوئی سی اس کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

البتہ ایک خوبصورت مسکان بھی اس کے لبوں کا احاطہ کیے ہوئے تھی۔۔

وہ بے ساختہ مسکرایا۔

ایسی ہی تو تھی وہ کبھی کبھی بناوجہ اس کو دیکھ مسکراتی رہتی وہ کیا جانتا کہ وہ تو دیوانی ہے اس کی اس کی۔۔۔

داریہ۔!!!!"یزدان نے پکارا۔۔۔

داریہ چونک کر سیدھی ہوئی۔۔

یزدان کتنی محبت کرتے ہیں مجھ سے۔۔۔؟؟؟اچانک داریہ کے سوال پر یزدان نے حیرت سے اسے دیکھا لیکن وہ تو سراپا اظہار تھا فوراً سے سنجیدہ ہوا۔

داریہ کو شانوں سے پکڑ کر کھڑا کرتا اپنے روبرو لایا اور اس کے ایک ہاتھ اپنے کندھے پر رکھا جب کہ دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ایک بازو آہستگی سے اس کے گرد حائل کرتے وہ کھڑا ہوا۔

داریہ تو اچانک سٹپٹا گئی اس کی حرکت سے۔۔۔یزدان اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دلکشی سے گویا ہوا۔

ہلکے ہلکے سٹیپس لیتا وہ اسے اس کی اہمیت بتا رہا تھا اور داریہ ہر گزرتے لمحوں میں اس کی آنکھوں میں دیکھتی اس کے لفظ لفظ کو دل میں اترتا محسوس کر رہی تھی۔

خود کو اس وقت پرستاں کی شہزادی محسوس کر رہی تھی جس میں وہ اپنے شہزادے کے ساتھ سرسبز گھاس پر ننگے پاؤں رقص کر رہی ہو۔رنگ برنگی۔تتلیاں چاروں طرف سے ان کو گھیرے ہوئے ہوں۔۔۔

یزدان۔۔ایسے ناں دیکھیں نا۔"اس کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ چھڑائے وہ اس کی" آنکھوں پہ رکھتی بے بسی سے منہ پھلائے گویا ہوئی ت

ہاہاہا۔۔۔اچھا نہیں دیکھتا۔۔۔"اس وہ سرشاری سے بولا۔"

میری ہر بات مان جاتے ہیں،اتنے اچھے کیوں ہیں۔۔۔" مان سے گویا ہوئی۔"

یزدان اس کی کنپٹی کو چومتے اسے لے کر بیڈ پہ آ بیٹھا۔اس نے اپنی نظریں داریہ پہ فوکس کیں۔

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے داریہ کو بھی ساتھ بٹھایا

یزدان۔۔۔"یزدان کو لگا اس کا نام روشن ہو گیا ہو۔"

جی مسز یزدان۔۔۔"اس کا یہ کہنا داریہ کو ایک الگ ہی سرور بخشتا تھا۔"

کچھ نہیں۔۔"اب تو یزدان بھی اس کی چالاکی پہ ہنس دیا تھا۔"

!ہر شے ساکت کر دینے والی وہ دلنشیں مسکراہٹ۔

www.novelsclubb.com

۔۔آئی لو یو سو مچ۔۔۔"اس کے ماتھے پہ جھکتے پیشانی چومتے ہر رات کی طرح اظہار کرتے وہ خود بھی سونے کے لیے لیٹ گیا۔

☆☆☆☆

بیسٹو آج واپسی پہ آئسکریم بھی کھلانی ہے مجھے آپ نے۔۔ سمجھے آپ۔"داریہ اس" وقت گرین کلر کی لمبی فراک میں ملبوس تھی اور ساتھ ہی ہم رنگ ٹراؤزر اور دوپٹہ لیے بالوں کی ہمیشہ سے لمبی چوٹی بنائے پورے انہماک سے لاؤنج میں بیٹھی اب وانی کے بال سلجھا رہی تھی جو کالج کے لیے تیار ہوئی فل شرارتی موڈ میں تھی۔

ماہوش کے پیپرز ختم ہو گئے تھے اسی لیے اب وہ تو فلحال گھر ہوتی تھی جبکہ وانی کو پک اینڈ ڈراپ کرنے کا کام صائم کا ہوتا تھا۔جواب باقاعدہ منہ پھلا چکا تھا صبح صبح اس کا فرمائشی پروگرام سن کر۔

عائشہ بیگم اور صائمہ بیگم تو ہنس رہی تھیں جبکہ داریہ اس کے گال پکڑ چکی تھی۔زرین بھی ہاسپٹل کے لیے نکل چکی تھی۔

آئسکریم کی بچی۔۔۔کچھ نہیں ملنا۔۔چلو جلدی اٹھو۔مجھے لیٹ ہو رہا ہے۔۔۔"صائم" نے منہ کا اینگل بنائے سڑے انداز میں کیا جو بس ریڈی تھا نکلنے کے لیے۔

جبکہ وانی کے دانت باہر نکل چکے تھے اس کی شکل دیکھ کر۔

"بالکل موسم دیکھا ہے کتنا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔آئسکریم ناٹ الاؤڈ۔۔۔جاؤ اب۔صائم کو تنگ نہیں کرنا۔آجاؤ صائم۔۔۔"عائشہ بیگم نے اچھی خاصی جھاڑ پلائی

وانی کا تو منہ بن گیا۔

صائم نے مسکراہٹ دبا کر اس کا بیگ پکڑا جو وہ منہ چڑا کر اسے دیے بھاگ چکی تھی۔اس کا تو منہ کھل گیا وانی کا بھرم دیکھ کر۔۔

باقی سب ہنس دیئے

"ہاہاہاہا۔۔۔جاؤ دھیان رکھنا اس کا۔۔اب تم نے برداشت کرنا اسے۔۔"عائشہ بیگم نے اس کی پیشانی چومتے کہا تو وہ بھی مسکراتا جھنپتا وانی کے پیچھے گیا۔

صائم باہر آیا تو وہ پہلے ہی گاڑی میں فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی چپس کے پیکٹ کے مزے لے رہی تھی۔

وہ بھی جلدی سے آکر ڈرائونگ سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کی۔

"ہاں یار بس آرہا ہوں۔۔۔روز کی طرح ایک مصیبت گلے پڑ چکی ہے۔میں بس پہنچ رہا ہوں۔"صائم نے گاڑی چلاتے ہوئے وانی کو نظر دیکھ کر فل شرارت سے کسی سے فون پر کہا جو

اسے فل اگنور کیے چپس کے ساتھ مصروف تھی۔ لیکن جیسے ہی اس نے فون رکھ کر دیکھا تو وہ اسے ہی غصے سے دیکھ رہی تھی۔اس نے تھوک نگلا۔

کیا ہے۔ گھور و کیوں رہی۔ پہلے ہی لیٹ ہو رہا مجھے "صائم نے فل تپانے والے انداز میں" کہا۔

کس سے بات کر رہے تھے اور یہ مصیبت مجھے کہاں آپ نے۔۔"وانی تو فل غصے میں" تھی جبکہ صائم مسکراہٹ دبائے ہوئے تھا۔

ارے نہیں نہیں۔ تمہیں کیوں کہوں گا اس کا چشمہ ناک پہ جماتے ہوئے اس نے کہا۔" اچھا پھر واپسی پہ آئسکریم کھلائیں گے ناں۔"اس کی سوئی وہیں پہ اٹکی تھی۔ سارا بھرم" بیٹھ چکا تھا۔صائم کو جی بھر کے پیار آیا اس پہ۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے بھئی کھلاؤں گا۔۔اب اترو میں لیٹ ہو رہا ہوں۔۔"۔اس نے بریک" لگاتے ہوئے اسے کہا تو اس کے چہرے کے رنگ بھی واپس آ چکے تھے

کیا ہے اب۔۔۔۔"صائم نے بے بسی سے اسے دیکھا جو ابھی بھی اس کی جانب دیکھتی" بیٹھی ہوئی تھی۔ تو وانی نے اشارہ کیا جسے سمجھ کر مسکراہٹ نے صائم کر لبوں کو چھوا تھا۔

اس نے آگے جھک وانی کے سر کو چوما پھر اس کے بال بگاڑے۔۔تو وہ ہنستی ہوئی گاڑی کا دروازہ کھول باہر نکل گئی۔

ایک تو اس کے لاڈ۔۔ جھلی ہے پوری۔۔صائم نے ایک نظر گھڑی پہ ٹائم دیکھا اور گاڑی سٹارٹ کر گیا۔

****

زرین ہاسپٹل آئی تو سامنے ہی اسے اپنی کولیگ عائشہ مل گئی جسے دیکھ کر وہ اس کی جانب چل دی۔

اسلام علیکم کیسی ہو۔۔۔"زرین نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔"

وعلیکم اسلام۔۔۔میں ٹھیک الحمدللہ تم کیسی ہو۔۔۔"عائشہ جو کچھ ہی دن میں اس کی اچھی دوست بن گئی۔۔اب ہمیشہ اسی کے ساتھ ہوتی تھی۔۔وہ سادہ سی ایک مخلص دل کی مالک تھی۔

ازلان سر آ گئے۔۔۔"زرین نے ہلکے پھلکے سے انداز میں پوچھا۔"

ہاں زری۔۔۔وہ تو کب کے آ گئے۔۔۔اور ہاں یاد آیا وہ پوچھ رہے تھے تمہارا۔۔اور کہا تھا کہ جب آئیں تو ان کے آفس آنا۔"عائشہ نے تھوڑے معذرتی انداز میں کیا تو زرین کے قدموں کو بریک لگی۔

بد تمیز پہلے نہیں بتا سکتی تھی۔ضرور وہ غصہ ہوں گے۔۔آج لیٹ ہو گئی تھوڑا سا۔۔موڈ کیسا تھا ان کا"زرین نے دوپٹہ سر پہ جماتے غصہ سے اور پریشانی سے بولا تو عائشہ نے معذرتی انداز میں کان پکڑے۔۔

ہاں یار موڈ تو آج ان کا خراب تھا۔صبح کسی کولیگ کو ڈانٹ بھی دیا انہوں نے۔۔اب کا پتہ نہیں"عائشہ کی بات سن کر اس کی پریشانی میں اضافہ ہوا اور اپنے قدموں کی رفتار تیز کر دی۔

اچھا تو جا۔۔۔میں جاتی ہوں۔دعا کرنا۔۔۔"عائشہ کو اللہ حافظ بولتے وہ آگے بڑھ گئی۔۔ازلان کے آفس کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے لمبی سانس فضا کے سپرد کی اور آلتو جلالتو پڑھتے دستک دی۔لیکن اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ایک اور بار دستک دی۔جواب ندارد۔اس نے ہلکا سا دروازہ کھول کر دیکھا تو اندر کوئی نہ تھا

www.novelsclubb.com

وہاں کسی کمپاؤنڈر سے ان کے بارے میں پوچھا تو اس نے آپریشن تھیٹر کی جانب اشارہ کیا۔اس نے فکر مندی سے اسے شکریہ بولتے آپریشن تھیٹر کی جانب قدم بڑھائے۔

آپریشن روم سے ملحقہ روم میں اسے وہ نظر آ گیا جہاں وہ بیڈ پہ لیٹے ایک گیارہ بارہ سال کے بچے کے سامنے کھڑا تھا۔ایک نرس بھی ساتھ کھڑی کچھ بتا رہی تھی اسے۔ساری بات یاد آتے اس نے پریشانی سے سر پہ چپیت لگائی کچھ دن پہلے ہی ازلان نے اسے کہا تھا اس بچے کے آپریشن میں اسے ساتھ اسسٹ کرنے کے لیے لیکن وہ بھول گئی تھی آج۔۔اس بچہ کی دل کی نالیوں کا آپریشن تھا۔

وہ جلدی سے آگے بڑھی۔۔

اسلام علیکم ڈاکٹر۔۔"اس نے آگے جا کر ساتھ کھڑے ہوتے سلام کیا تو ازلان نے" بھی نظر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔ان نظروں میں غصہ تھا۔۔کم از کم زرین کو تو یہی لگا۔سلام کا جواب ابھی بھی نہیں دیا تھا اس نے ایک نظر اسے دیکھ کر اس نے رخ واپس نرس کی جانب کیا اور اس کچھ ہدایت کرتے باہر بھیج دیا۔

زرین ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔

اب ازلان اس کی جانب مڑا تھا۔

ڈاکٹر زرین کیا آپ جانتی ہیں آپ لیٹ ہیں؟ ازلان قدم بہ قدم چلتا اس کی جانب آیا "
اور سپاٹ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔ذرین نے اس کے چہرے کے تاثرات اور بات پر
تھوک نگلا۔

سوری سر۔۔۔وہ ایکچلی۔ابھی وہ بول رہی تھی جب ازلان نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک "
دیا۔۔اس کی بات بیچ میں ہی رہ گئی۔وہ لب بھینچ گئی۔

"Say yes or No"

گھور کر اس سے پوچھا۔

"Yes doctor."

زرین نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔۔

"جس دن آپ یہاں آئیں تھیں میں نے آپ سے کیا یہ نہیں کہا تھا کہ یو شڈ بھی "
۔۔۔۔"ایک اور طیش میں بولا گیا سوال۔"punctual

"Yes doctor"

تو پھر جب آپ کو پتہ تھا کہ اس بچے کا کیس آپ ہینڈل کر رہی ہیں۔آج اس کا میجر "
آپریشن ہے اور جب میں نے آپ کو اسسٹ کرنے کو بولا تھا تو آپ اتنی غیر زمیدار کیسے ہو سکتی

ہیں۔۔۔جو آپریشن ایک گھنٹہ پہلے سٹارٹ ہونا تھا وہ ایک گھنٹہ بعد سٹارٹ ہو رہا ہے کیوں کہ ڈاکٹر زرین لیٹ آئی ہیں۔جبکہ وہ جانتی تھیں اس بچے کو مینٹلی تیار بھی انہوں نے کرنا تھا۔۔واؤ۔۔۔"وہ غصہ میں بول رہا تھا جب کی زرین کا شرمندگی سے سر ابھی بھی جھکا ہوا تھا۔۔غلطی اس کی اپنی تھی۔

سوری سر۔۔میں بھول۔۔۔"اس نے بولنا چاہا لیکن پھر اس کی بات بے دردی سے کاٹی" گئی۔

یہاں کسی کی جان داؤ پہ لگی ہے اور آپ بھول گئیں۔۔۔کمال ہے۔۔اتنا کئیر لیس تو " نہیں سمجھا تھا میں آپ کو۔۔۔ڈاکٹر زرین آئندہ اگر آپ نے اس طرح کی کوتاہی کی تو برداشت نہیں کیا جائے گا۔۔"سختی سے اسکے جھکے سر کو دیکھتے اسے باور کرایا گیا۔

اتنے میں نرس اندر داخل ہوئی تو ازلان نے اسے دیکھا۔۔

سر وہ ڈاکٹر مصطفیٰ آگئے ہیں۔۔آپریشن تھیٹر میں آپکا ویٹ ہو رہا۔۔نرس نے اطلاع" دی تو ازلان نے ایک گہری سانس خارج کی۔

ٹھیک ہے میں آتا ہوں۔بچے کو شفٹ کریں اندر۔۔"اس نے ایک زرین کو بتایا نہیں" کہ وہ چل رہی ہے یا نہیں آپریشن تھیٹر میں۔۔اس نے بھیگی آنکھیں اٹھا کر اوپر دیکھا اسی لمحے

ازلان نے بھی نرس کو ہدایت کرتے اس کی جانب دیکھا۔تو اس کی بھیگی آنکھیں دیکھ کر یل دم رک گیا۔نیکی آنکھیں میں چمکتا پانی!! پھر سر جھٹکا۔

ڈاکٹر زرین آپ دوسرے پیشنٹ کو دیکھیں۔۔آج مجھے ڈاکٹر مصطفیٰ اسسٹ کریں"

گے۔"اس کی لاپرواہی کی سزا تو دینی تھی اسے۔۔۔اسی لیے ایک آخری نظر اس کے بے یقین چہرے کو دیکھتا وہ حکم دیتا اندر داخل ہو گیا۔زرین نے چہرہ پونچھا اور جھوٹی مسکان لبوں پہ سجائے باہر نکل گئی۔۔

****

چاند پر نظریں جما کر بیٹھی عجیب شش و پنج میں مبتلا تھی،دل کہتا تھا کہ اصفہان کے ہو جانے میں کوئی برائی نہیں مگر دماغ اسے باز رکھنے کی ہدایت دیتا تھا۔

آج وہ اپنے دل کو کسی ایک طرف رکھنا چاہتی تھی۔

پہلی بار وہ خود کو منتشر محسوس کر رہی تھی۔

کب وہ گم سم سی بیٹھی اپنے ہی خیالوں میں گم تھی کب ازلان اس کے پاس آ کر بیٹھا اور اسے یوں کھوئے دیکھتا پھولوں سے ہمکلام دیکھتا اس کے سر پہ ہاتھ رکھا حوربو کھلائی لیکن ازلان

کو دیکھ کر ازلی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے۔ازلان آکر اس کے ساتھ بیٹھا۔اور اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔۔

کیا سوچ رہا ہے میرا بچہ۔۔اتنی چپ رات کو پھولوں سے کونسی باتیں کر رہا"

ہے "شفقت سے حور کی گالوں پہ ہاتھ رکھے وہ پوچھ رہا تھا اور حور یونہی مسکراتی اس کے سینے کا ساتھ جا لگی۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی۔۔"اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے اس نے مدھم سی آواز میں کہا"

اور ازلان تو اس کی ہر انداز سے واقف تھا۔اب بھی وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔کل یزدان نے اصفہان کے لیے حور کے متعلق بات کی تھی تو ازلان کو بھی بے حد خوشی ہوئی۔اور اس نے یہ بھی بتایا تھا کی اصفہان حور کو پسند کرتا ہے اور حور کے خیالات بھی اسے بتا دیئے تھے۔

ازلان کو خوشی تھی کہ اگر اصفہان جیسا لڑکا اس کی بہن کا ہم سفر بنے تو اس سے اچھی بات کیا ہو گا۔۔لیکن اس سے پہلے وہ حور کے دل کی بات جاننا چاہتا تھا۔

محبت ہو جائے تو اس سے انکار نہیں کرتے حور بچے۔خود کو اتنا مت تھکاؤ۔۔۔اپنے"

لیے نہیں تو اس کے بارے میں سوچو جو تمہیں بے حد محبت کرتا ہے۔کسی سے محبت کرنا جرم نہیں ہوتا۔۔پھر یہ بے رخی کیوں میری جان۔اصفہان محبت کرتا ہے تم سے"ازلان کی نرمی

سے کہی گئی بات پہ حور نے بے یقینی سے سر اٹھائے ازلان کی جانب دیکھا جو اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔۔یوں اس کے دل کا حال اس کے بھائی کو پتہ چل جائے گا اسے نہیں اندازہ تھا۔بے ساختہ نظریں چرائی گئی۔

"نہیں بھائی ایسی بات نہیں۔آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے،میں اس سے محبت نہیں کرتی۔۔"ناجانے کس کو دلاسہ دے رہی تھی۔ناجانے کس کو یقین دلا رہی تھی پگلی!

"یزان نے رشتہ مانگا ہے تمہارا اصفہان کے لیے۔۔"ازلان نے صاف صاف بات کہنا مناسب سمجھا۔اس کی بات سن کر حور نے شاک سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔مطلب کے بات یزدان بھائی تک پہنچ گئی تھی۔

"نہیں بھائی۔ہر گز نہیں۔مجھے شادی ہی نہیں کرنی۔اور اصفہان سے تو ہر گز نہیں۔اور اس بات کے لیے آپ مجھے فورس نہیں کر سکتے۔۔"غصے سے وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی لیکن ازلان نے اس کا ہاتھ پکڑے دوبارہ واپس بٹھایا۔

"کیوں نہیں کرنی۔بتاؤ مجھے حور۔۔۔اس کے بعد فیصلہ تمہارا ہی ہو گا"ازلان نے مفاہمت سے نرمی سے اس سے پوچھا۔

بھائی آپ کو نہیں پتہ اس نے کیسی کیسی حرکتیں کی ہیں۔۔۔"حور نے تپ کر جواب دیا۔

آپ سن لیں، مجھے اس اصفہان سے ہر گز کوئی شادی نہیں کرنی۔ یزدان بھائی" کو میرا جواب دے دیجئے گا۔یقیناوہ بھی میرا ساتھ دیں گے، میرا دماغ خراب نہیں ہے"وہ جتنی ڈپریس تھی اسکے لہجے میں کھارا پن خود ہی آگیا تھا

میں جانتا ہوں تم اس وقت ڈسٹرب ہو۔۔سوچ کر بتا دینا مجھے کیونکہ یہ معاملات ایسے " نہیں حل ہوتے۔اور میں بھی یہی چاہتا ہوں میری جان"وہ نرمی سے حور کا ہاتھ تھامے سہلاتے بولا لیکن وہ لمبی لمبی سانس لیتی وہ رخ پھیر چکی تھی۔

بھائی آپ پریشان نہ ہوں۔۔میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی پلیز۔۔۔"بہت " رنجیدہ سی آواز میں حور نے کہا تو ازلان بھی دکھ میں لپٹا نظر آیا۔

اگر واقعی اسے تم سے محبت ہوئی ہے تو حور تو جلد بازی میں محبت کھو مت دینا۔۔ایک " بار سوچ لو حور۔اب اگر وہ ایک سلجھے انداز سے رشتہ بھجوا رہا ہے تو تمہیں بھی تھوڑی لچک دیکھانی چاہیے یہ نہ ہو کہ اپنے فیصلے کی وجہ سے بعد میں کوئی پشیمانی ہو تمہیں۔"ازلان نے اسے تحمل کی تاکید کی تھی۔

میرا اس کے بارے میں سوچنا بھی نہیں ہے بھائی۔ بھائی مجھے شادی ہی نہیں کرنی اگر" کرنی ہوتی تو کر لیتی۔آپ جانتے ہیں مجھے صرف اپنے کام پہ فوکس کرنا ہے۔بس۔میری طرف سے صاف انکار ہے۔،کیا میں آپ کے لیے بوجھ ہوں جو آپ میری شادی کرنا چاہتے ہیں ۔۔اگر آپ نے مجھے فورس کیا تو میں واپس لندن چلی جاؤں گی۔۔لہجہ شکوہ کناں ہوتے دھمکی آمیز ہو گیا۔

ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی میرے بچے۔ایسی بات نہیں۔تم کیوں ہو گی میرے" لیے بوجھ۔۔آج یہ بات کی ہے۔آئندہ مت کرنا۔۔اور میں تو بس پوچھ رہا تھا میری،۔چلو ریلیکس رہو

تمہاری زندگی کا فیصلہ تمہاری مرضی کے بنا نہیں کروں گا۔۔"۔وہ جانتا تھا اس کے انکار کی وجہ۔

تھینک یو بھائی۔۔آئی لو یو۔۔"ازلان کے گلے لگتی افسردگی سے مشکور ہوئے وہ سیدھی" ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی البتہ ازلان کے چہرے پر سوچ کی لکیریں ابھری تھیں۔

کسی خوبصورت صبح کے دن میں وہ دونوں کسی آسمان پر ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔سفید لباسوں میں ان دونوں کے وجود بہت پاکیزہ تھے۔تھے۔۔بادلوں کے دوش پہ اٹکیلیاں کرتے ایک دوسرے کی جانب محبت سے دیکھتے بھاگ رہے تھے۔۔چاروں طرف سفیدی ہی سفیدی تھی ایسا لگتا تھا روئی کے جہاں میں آگئے ہوں۔۔اچانک ان میں سے ایک ہیولہ بھاگ کر ایک دروازے کے اندر داخل ہوتا ہے۔۔دوسرے کے پاؤں تھم جاتے ہیں۔۔۔تو پہلا ہیولہ قہقہہ لگاتا ہے۔۔۔

ارے کیا ہوا آئیں ناں میرے پاس۔۔پہلا ہیولہ کہتا ہے اور اس کی جانب ہاتھ بڑھاتا ہے۔

دوسرا وجود۔اس کی جانب جانے کی کوشش کرتا ہے لیکن کوئی ان دیکھی طاقت اسے پیچھے دھکیلتی ہے۔وہ جتنا آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اتنا ہی پیچھے دھکیل دی جاتا ہے۔۔۔آنسو بھل بھل آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔

دوسرا وجود ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی سمت آنے کا کہہ رہا تھا لیکن دوسرے وجود کے قدم جم چکے تھے۔

روشنی کم ہو رہی تھی

خوبصورتی کم ہونے لگی۔

آسمان سیاہ ہوتا جا رہا تھا۔۔

خواب ٹوٹ گیا

یزدانن۔۔۔۔ نہیں نہیں۔۔ یزدان!!" وہ آدھی رات کو چیختے ہانپتی ہوئی اٹھی۔ یزدان" بھی اس کی آواز سن کر جلدی سے اٹھا۔

کیا ہوا داریہ۔۔" بے قراری سے اسے ساتھ لگاتے اس نے اس کے بال سہلاتے کیا جو" بار بار کچھ بڑبڑائے جا رہی تھی۔

یزدان۔۔ وہ و۔۔۔ وہ۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔" شدید روتے اس سے کچھ بولا نہیں جا رہا" بس۔۔۔ چپ۔۔ کر جائیں داریہ کوئی خواب دیکھا ہو گا آپ" تھا۔ وہ خوفزدہ تھی۔

""""نے۔۔"

یزدان آپ مجھ سے دور جا رہے رہے تھے۔۔ نہیں یزدان مجھ سے دور ناں جایئے" گا۔ میں مر جاؤں گی آپ کے بغیر۔۔۔" یزدان نے اس کا ڈر سمجھ کر اسے سینے سے لگایا۔

کہیں نہیں جا رہے ہم۔ یہیں ہیں۔ آپ کہ طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔چپ ہو"
جائیں" وہ داریہ کو جو درد تھا وہ کیسے بتاتی اس کو۔
آپ کو تکلیف میں دیکھ کر مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔چپ کریں اور مجھے بتائیں کیا ہوا"
ہے۔۔بتائیں کیا ہوا ہے" بہت رسانیت سے وہ مداریہ کے گالوں پر لڑھکتے آنسو اپنی انگلیوں کے
پوروں سے جذب کرتا بول رہا تھا۔ وہ سنبھلی۔۔ سر اثبات میں ہلاتے اس نے اپنا بھیانک خواب
اسے سنایا جو خود بھی سننے کے بعد گہرے دکھ میں لپٹا تھا۔
خدا کے لیے داریہ کیوں کر رہی ہیں ایسا۔۔میں کیسے آپ کو چھوڑ سکتا ہوں۔۔آپ کو"
چھوڑ دیا تو قسم سے خود سے بچھڑ جاؤں گا جاؤں گا۔" وہ داریہ کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے سچائی
سے اعتراف کر رہا تھا۔
وعدہ کریں کچھ بھی ہو جائے مجھے خود سے دور نہیں کریں گے۔۔وعدہ کریں۔۔"۔"
وعدہ کرتا ہوں میری جان۔۔ کبھی خود سے دور نہیں کروں گا، بس آپ روئیں مت "
۔"یزدان کا پیار بھرا احصار کچھ بہتر کر گیا۔
"آپ میرے پاس رہیں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

آپ کے پاس ہوں بالکل مت ڈریں،" یزدان آج لفظ لفظ داریہ کو دوا کی طرح درکار "
تھا،وہ آنکھیں موند چکی تھی۔وہ یونہی اس کا سر کندھے سے لگائے اس کے لیے ساری زندگی جاگ سکتا تھا۔

****

نہیں نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔اس ابراہیم اور اس کی بیوی کو تو میں نے خود اپنے ہاتھوں سے مارا تھا پھر یہ اچانک اس کا بیٹا کہاں سے نکل آیا، مجھ سے کیسے بچ گیا۔۔کچھ تو گڑ بڑ ہے۔لیکن اگر نکل بھی ایا ہے تو جانتا نہیں ہے مجھے۔۔اس کو بھی اپنے ہاتھوں سے ختم کر دوں گا۔" کنپٹی کی رگیں پھٹ پڑنے کو تھیں۔
مسلسل ایک سے دوسری جگہ چکر کاٹ رہا تھا اب تلملا کر مڑ کر کسی دوسرے ساتھی کی جانب مڑ کر بولا جس کی خود آنکھوں میں بھی نگارے جل رہے تھے۔غضبناک چہرہ لیے وہ وہ کسی نئی منصوبہ بندی کی تاک میں تھے۔اس دن سے پاشا بھاگ کر دبئی چلا گیا تھا اب وہاں کے کسی اڈے پہ اپنے ساتھی شکور کو تمام حقیقت سے آگاہ کر رہا تھا۔دونوں ایک سے بڑھ کو ظالم اور ظابر تھے۔

وہ لڑکا ہمارے لیے عذاب بن سکتا ہے پاشا۔ غلطی ہو گئی جو اس کو چھوڑ دیا۔۔کاش کی" اس وقت اسے ڈھونڈ کر اس کے ماں باپ کے ساتھ ہی ٹھکانے لگا دیتے تو آج یہ مصیبت ہمارے گلے ناں پڑتی۔" مسلسل پاشا کو سلگاتا وہ خود بھی پچھتا رہا تھا۔

شکور کی بات سن کر سر کے بال جکڑے صوفے پر آ بیٹھا اور بے تابی سے کچھ سوچنے لگا۔

بیٹھے بیٹھے ان دو کی جان پھنس چکی تھی اور ابھی تو شروعات تھی۔

اصل گیم تو تب شروع ہونی تھی جب آہستہ آہستہ ان کی طاقت کمزور ہونی تھی۔

اب کیا کرنا ہے۔۔یاسر بھی ان منحوسوں آرمی والوں کے قبضے میں ہے۔۔کہیں کچھ" پھوٹ ہی ناں دے" سفاکی سے وہ پاشا سے پوچھ رہا تھا جو مسلسل چپ بیٹھا ماتھے پر آئی شکنیں ہٹا کر اپنی کسی منصوبہ بندی میں غرق تھا۔

اس لڑکے کو مارنا ہو گا۔۔ورنہ انجام بہت برا ہو گا۔۔سب سے پہلے پتہ لگانا ہو گا کہ وہ" ہے کون۔۔کہاں رہتا ہے۔اس کے بعد ہی ہم کچھ کر سکتے ہیں۔۔۔" غصے میں ایک بار پھر شراب کا گلاس گلے میں انڈیل کر پھنکارنے لگا جب کہ شکور بھی اب خباثت سے مسکرایا تھا۔

زخم ان دونوں نے کسی کے سینوں پر لگائے تھے اللہ جلد ان کا حساب لینے والا تھا۔

!سزا جلد ان دونوں کو سنائی جانے والی تھی۔ لیکن وقت پر

کون تھا یہ ابراہیم ودود۔۔؟؟؟کون تھا ایجنٹ فور؟؟؟اور کیا دشمنی تھی یزدان کی پاشا سے۔؟؟؟۔ازلان کیوں پاشا کی موت چاہتا تھا۔۔؟؟؟یہ سب راز جلد کھلنے والے تھے۔

★★

وہ سر بیڈ کے کنارے پیچھے لگا کر خود بیڈ کے ساتھ آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔ایک ٹانگ فرش پر اور دوسرا گھٹنا اٹھائے۔ہونٹوں پر تبسم کا ایک پراسرا گیت دھرا تھا۔وہ پیارا سا صائم داؤد تھا۔وانیہ اس کی سرتاپا چاہت اور محبت تھی۔اس کی چھوٹی چھوٹی شرارتیں ہی اس کے مسکرانے کا باعث تھیں۔۔لیکن اب وہ وانیہ سکندر کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا تھا۔جس کے لیے وہ خود امی صاحبہ سے بات کرنے والا تھا۔یہ سوچ ہی اس کے لبوں پہ مسکراہٹ کا باعث تھی۔۔

منظر تو اس کے مسکراتے ڈمپلز پر ہی لٹ گئے تھے۔۔

ابھی وہ ہنوز اپنی آنکھیں بند کیے مسکرا رہا تھا تبھی صائمہ بیگم آہستگی سے دروازہ وا کیے اپنے لاڈلے کے چہرے کا سکون دیکھتے ہوئے اندر آئیں اسے تو اپنے خیالوں میں ان کا آنے کا علم تب ہوا جب بالوں میں ان کا لمس محسوس ہوا تو آنکھیں پٹ سے کھولتے اس نے مسکراتے ان کو

گود میں سر رکھا مگر صائمہ بیگم کے چہرے کا تبسم بھانپ کر سرخ سا ہوا کیوں کہ وہ نہایت دلفریب مسکرا رہی تھیں۔

"میرا بچہ یوں ہی مسکراتا رہے۔۔کس بات ہی خوش ہے بچے۔۔"اپنے شہزادے کے خوشی سے ہمکتے چہرے پر نظر ٹکائے انہوں نے کہا تو وہ خجالت سے سر کھجا گیا۔

"کچھ نہیں امی۔۔۔بس ایسے ہی۔۔۔آپ بھی ناں۔۔۔ویسے آج کیسے بیٹے کی یاد آگئی آپ کو۔"بند آنکھوں سے پیار اسا شکوہ کیا تو صائمہ بیگم بھی اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرے مسکرائیں۔

"ارے میرے لاڈلے۔۔میں نے سوچا کہ میرے بچے کے پاس تو ٹائم ہے نہیں ماں کے لیے تو سوچا خود ہی چلی جاؤں"انہوں نے شرارت سے کہا تو صائم بھی ان کی شکایت سن کر مسکا دیا۔

"مما کچھ کہنا ہے آپ سے"تھوڑا سا کنفیوز سا اس نے آنکھیں کھول کے کہا تو صائمہ بیگم بھی اس کی جانب متوجہ ہوئیں۔

"کہو میرے بچے۔۔۔"انہوں نے لہجے میں محبت کا جہاں آباد کرتے ہوئے پوچھا سے کہا۔

مما عائشہ مما سے بات کریں ناں۔۔۔"اشہزادہ جھجھک رہا تھا۔صائمہ بیگم لب دبائے "

مسکا دیں

۔انہیں اس کے بھولے معصوم پن پر پیار آیا

کونسی بات صائم "انہوں نے شرارت سے پوچھا تو اب صائم بھی بے چین ہوا۔"

۔اسے عجیب بھی لگ رہا تھا اس طرح سے بات کرتے ہوئے۔اب کی بار وہ اٹھ کر ان

کے روبرو ہوا اور ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے گویا ہوا۔

مما وانی کے لیے۔۔۔مطلب میری شادی۔۔مطلب وانی اور میری شادی کے لیے"

بات کریں ناں۔۔اور کتنا لیٹ کرنا ہے اب۔۔اب تو آپ کا بیٹا بھی بوڑھا ہو رہا ہے "افف کیا

ہی بات تھی پگلے کی۔۔۔

کتنا پیار الگا تھا وہ۔اس کا انداز اتنا کیوٹ تھا کہ وہ ہنس دیں۔

ہائے میرا بچہ۔۔۔وہ تو ٹھیک ہے بیٹا۔لیکن وانی کی پڑھائی ابھی رہتی ہے۔مجھے نہیں لگتا "

یزدان ابھی مانے گا میری جان "صائمہ بیگم نے پیارے سے انداز میں اس کے بال سنوارتے

ہوئے بات اس کے سامنے رکھی۔

جب کہ صائم اب ہلکا سا خفا ہوا تھا

تو اس میں کیا ہے مما۔۔میں ہوں ناں۔۔وانیہ شادی کے بعد بھی تو پڑھ سکتی ہے۔میں منع تھوڑی نا کروں گا۔اور رہی بات یزدان کی تو اس سے بات میں کر لوں گا" صائم کی بات تو انہیں بھی صحیح لگی تھی۔

ٹھیک ہے بچے۔۔میں عائشہ سے بات کروں گی۔۔۔جو آغا جان چاہیں گے وہی ہو گا۔۔تم فکر مت کرو۔۔وانیہ تمہاری ہی ہے میری جان" اب یہ پگلا کیا بتاتا کہ جان تو اس کی وانی تھی۔ان کا جواب اسے خاصا پر سکون کر گیا تھا۔مسکراہٹ پھر سے لبوں کو چھو رہی تھی۔

ویسے بہت جلدی نہیں میری لاڈلے کو۔۔۔اور لگتا ہے نیند نا آنے کی یہی وجہ ہے۔کیوں" صائمہ بیگم کی شریر سی آواز پر صائم نے بھی آفت خیز سی مسکراہٹ ہونٹوں پہ بکھیری۔خجالت سے سر کھجاتا وہ پھر سے ان کی گود میں سر رکھ لیٹ گیا۔

امی وہ میری زندگی میں میرے سکون، میری خوشی اور میرے آئندہ کے سکھوں کی وجہ۔۔اس کے بغیر ایک ایک پل کاٹنا مشکل ہے۔۔بہت پیاری ہے وہ مجھے۔۔اس کی معصوم سی فرمائشیں اور شرارتیں اچھی لگتی ہیں مجھے۔۔۔جلد اس کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں" وہ تو وانی کو اپنی دھڑکنوں میں بسائے ہوئے تھا۔

صائمہ بیگم تو اس کے خوشی کے چمکتے چہرے کو دیکھتی سکون میں تھیں۔

انہوں نے بے حد پیار اور محبت سے اپنے پیارے بچے کا صدقہ اتارا۔

۔نڈھال سا وہ بیڈ پہ لیٹا ہوا پھر سے آج ہونے والی داریہ کے ساتھ باتوں کو سوچ رہا تھا۔کتنا بے اعتبار کر دیا تھا اس کی حور نے اسے۔۔۔تین سال ایک غلط فہمی کی جڑوں کو مضبوط کرتے کرتے گزار دیئے۔۔۔ایک بار تو اس کے پاس آتی اور پوچھتی اس سے۔

لیکن اس نے تو کوئی صفائی کا موقع ہی نہیں دیا۔سیدھا فیصلہ سنا کر چلی گئی۔

لیکن وہ اپنی آخری کوشش کرنا چاہتا تھا اسے ملنا تھا تمام غلط فہمیاں دور کرنی تھیں اس کی۔۔

عائشہ بیگم آہستہ سے کمرے کے اندر داخل ہوئیں اور کمرہ مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا پا کر پہلے حیران ہوئیں پھر لائیٹ آن کی تو سامنے دیکھا جہاں وہ بیڈ پہ آنکھیں موندے نیم دراز تھا۔انہوں نے ٹرے آہستہ سے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور اس کے پاس بیٹھ کر اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔مگر وہ آگ کی طرح جل رہا تھا۔

پہلے کمرے میں روشنی اور اب ماتھے پر کسی کا لمس محسوس کر کے اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو عائشہ بیگم کو ساتھ بیٹھے پایا۔

اس وقت وہ کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا نہ کسی کی ہمدردی چاہیئے تھی لیکن اپنی ماں کو دیکھ کر وہ آرام سے اٹھ بیٹھا۔

"کیا ہوا ہے میرے بچے۔ کیسی حالت بنائی ہوئی ہے اپنی" اس کی بکھری حالت دیکھ کر انہوں نے اس سے پوچھا۔

"میں اس کے بنا نہیں جی سکتا مما۔۔۔" اصفہان کی آواز نم ہوئی ہوئی

"ایسے نہیں کہتے میرے بچ۔۔۔ میں خود جاؤں گی ناں۔۔ بات کروں گی اس سے۔۔ پریشان نہ ہو میرا بچہ۔" تاسف اور لہجے میں شیرینی ڈبوئے انہوں نے اس کی گال سہلائے کہا تو اصفہان کی تھکی سی سانس خارج کر کے ان کو ساتھ لگایا۔

.وہ اپنے حواس میں نہیں تھا

"۔۔ چلو کچھ کھالو میری جان۔۔۔ وہ میری بات سمجھ جائی گی۔۔ میرا اچھا بچہ ہے ناں چلو تھوڑا سا کھالو۔" عائشہ بیگم نے اس کی پیشانی سے بال ہٹا کر اسے حوصلہ دیا تھا۔

"مما۔۔ پلیز۔۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔ مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔" بے بسی سے اس نے گزارش کی تھی تو عائشہ بیگم کی بھی آنکھیں نم ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

پھر لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی عائشہ بیگم نے اسے کھانا کھلایا اور خود اس کو سونے کا کہتی کمرے سے نکل گئی۔

★★★

ازلان بیٹے ژالے سو گئی کیا۔۔؟؟؟" نگین بیگم کمرے میں داخل ہوئیں تو ژالے کو" باپ کے ساتھ ابھی تک لاڈیاں کرتے دیکھ کر خود بھی وہاں آکر بیٹھیں جن کے آتے ہی ژالے اب ان کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گئی۔

تو وہ دونوں مسکرا دیئے۔

ازلان خود اس وقت ہلکے سے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا۔

کہاں پھپھو۔۔ابھی اسے نیند نہیں آنے والی۔آپ بتائیں کیسے آنا ہوا۔۔'ازلان نے" رخ ان کی جانب کر کے محبت بھرے لہجے میں پوچھا۔

ازلان بیٹا مجھے حور کے بارے میں بات کرنی تھی۔۔کیا کچھ ہوا ہے۔۔۔آج مجھے بہت " چپ چپ لگی وہ۔"ازلان نے پھپھو کی بات سن ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کی۔

چہرے کے تاثرات فکر مندی میں ڈھلے تھے۔اس کے بعد اس نے ساری بات پھپھو کو بتائی تو وہ بھی سن کر تھوڑا پریشان ہوئیں۔

"اصفہان تو اچھا بچہ ہے میری جان۔ ہماری حور کے لیے اس سے اچھا رشتہ کوئی ہو ہی نہیں ہو سکتا۔۔۔اور وہ ہے بھی دیکھا بھالا۔۔۔ تم کہو تو میں بات کروں اس سے" نگین بیگم نے لہجے میں فکر مندی اور نرمی سجائے استفسار کیا۔

"نہیں پھپھو آپ بات مت کریں ابھی اس سے۔۔ تھوڑا وقت دیتے ہیں اسے۔۔۔جو فیصلہ ہو گا حور کا ہو گا۔۔اور میں اپنی بہن کی مرضی کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں لینا چاہتا۔۔۔" ازلان کی بات نگین بیگم کو بھی ٹھیک لگی تو وہ مسکرا کر سر ہلا گئیں۔ جبکہ ژالے میڈم اب پھپھو کی گود میں ہی سو گئیں تھیں تو انہوں نے آرام سے اسے بیڈ پر لٹایا۔

اور ہارون کب آ رہا ہے پھپھو۔۔" ازلان نے ژالے کے سر پہ ہاتھ پھیرتے پوچھا۔"

کل آ رہا ہے ہارون۔ ابھی چھٹیاں ہیں تو وہ یہیں کسی فلیٹ میں رہے گا۔" نگین بیگم نے بتایا تو ازلان کو ان کی بات ٹھیک نہیں لگی۔ جبکہ چہرے پر بھی خفا سے تاثرات آ گئے تھے۔

یہ کیا بات ہوئی پھپھو۔۔۔جب اپنا گھر ہے تو فلیٹ میں رہنے کی کیا تک بنتی۔۔۔آپ" اسے کہیں کہ یہاں پہ آ جائے صبح۔۔۔" ازلان نے ان کا ہاتھ تھامتے نروٹھے پن سے کہا تو پھپھو مسکرا دیں۔۔

نہیں میرے بچے ایسی بات نہیں ہے۔۔وہ خود کمفرٹیبل نہیں ہوتا۔۔۔کہتا ہے کام کے "
لیے میں اکیلا رہنا پسند کرتا ہوں" پھپھو نے نرمی سے مجبوری بتاتے ساتھ سمجھایا لیکن ازلان
کے ابھی بھی خفا تاثرات تھے۔

تو کیا ہوا پھپھو یہ گھر بھی تو اسکا ہے۔۔وہ آرام سے کام کر سکتا ہے۔۔۔بلکہ میں خود ہی "
کہتا ہوں اسے۔۔"ازلان نے حتمی انداز میں کہا تو پھپھو بھی مسکرا دیں۔۔

ٹھیک ہے میرے بچے۔۔میں بول دوں گی۔چلو اب سو جاؤ۔میں بھی چلتی ہوں۔""
انہوں نے ازلان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے کمرے کی جانب چل دیں۔

ان کے جانے کے بعد وہ بستر پہ آ کر لیٹا تو فون کی بیل بجی۔کوئی میسج تھا۔اس نے فون اٹھا
کر دیکھا تو زرین کا میسج تھا۔

آئی ایم سوری ڈاکٹر ازلان۔۔۔میں جانتی ہوں مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی۔۔آئندہ"
ایسا نہیں ہو گا۔"اس کا میسج پڑھ کر ایک پل تو اسے سمجھنے میں لگا پھر آج کی بات یاد آئی۔

اب اسے بھی افسوس ہو رہا تھا کہ وہ روڈ ہو گیا تھا۔

اس نے کچھ زیادہ ہی ڈانٹ دیا تھا اسے۔۔

پھر سے ذہن کے پردے میں اس کی بھیگی آنکھیں لہرا رہی تھیں۔اسے بھی دلی دکھ نے آن گھیرا۔۔اس نے میسج کا ریپلائی نہیں کیا۔۔

اب وہ صبح ہی اس سے بات کرنے والا تھا۔

افف ازلان۔۔تو تو ایسا نہیں ہے۔اس بیچاری کے ساتھ فضول میں ہی اتنا ہارش ہو گیا""" خود کو ملامت کرتے ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اس نے آنکھیں موند لیں۔۔

★★★★

داریہ نے آہستگی سے دروازہ کھول کے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور صوفے کی پشت سے سر ٹیک کر لیپ ٹاپ بند کر کے بیٹھے یزدان تک پہنچی۔

یزدان کافی۔۔"جو اپنی تھکی سی آنکھیں کھولے اس کے پاس آ کر بیٹھنے پر لیپ ٹاپ" سامنے میز پر دھرے داریہ سے کپ بھی لے کر سامنے رکھتا بالکل کسی چھوٹے بچے کی طرح داریہ کی گود میں سر رکھے اپنی ٹانگیں اوپر کیے لیٹ گیا۔

وہ اس کا ہاتھ جکڑے بہت جنجھلاہٹ میں ڈوبا ہوا تھا تبھی داریہ نے مسکراتے اپنے نرم نازک انگلیوں کی پوروں سے یزدان کی پیشانی پر سے بال ہٹائے۔

مجھے ایک دو دن میں انگلینڈ جانا داریہ میٹنگ ہے بہت امپورٹنٹ۔۔ ممکن ہے کہ ایک "
ہفتہ لگ جائے" یزدان کی ہر الجھن وہ بخوبی سمجھتی تھی۔۔
چونکہ داریہ کی ڈیلیوری ڈیٹ قریب آنے والی تھی اسی لیے یزدان اسے چھوڑ کے نہیں
جانے چاہتا تھا۔
آپ بے فکر ہو کر جائے گا، پریشان مت ہوں۔۔ سب ٹھیک ہو گا۔ فکر نہیں "
کریں۔" وہ مدھم لہجے میں بولی
کیونکر نہ کرو میں آپ کی فکر، آپ سے عشق ہو گیا بہت۔۔۔ مجھے یہ خدشہ ہے کہ اگر یہ "
بیماری شدت اختیار کر گئی تو یزدان سکندر کہیں کا نہیں رہے گا۔" یزدان کی بے بسی میں لپٹی کہی
بات پر داریہ بھی بھینا سا مسکرائی
۔وہ بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتا آنکھیں موند چکا تھا۔۔۔
داریہ کا ہاتھ اپنے سینے پہ دل کے مقام پہ دھرے وہ پر سکون نیند لینے کا خواہش مند تھا

★★★★

www.novelsclubb.com

"جی جی ٹھیک ہے آپ ہاسپٹل آجائیں آج کوئی مسئلہ نہیں ہے۔میں بھی پہنچ کر چیک کرتا ہوں۔۔"وائیٹ شرٹ اور بلیک پینٹ پہنے صبح صبح ڈرائیونگ میں منہمک ساتھ ساتھ کسی سے فون پر گفتگو کر رہے تھے۔

"جزاک اللہ چلیں باقی باتیں میں پہنچ کر کرتا ہوں۔۔"ازلان نے ہلکی سی مسکان لبوں پہ سجائے کال آف کی اور پوری توجہ ڈرائیونگ پہ رکھے وہ اب نگاہیں سامنے مرکوز کر چکا تھا۔اور ابھی ویسے بھی صبح کے سات بجے تھے تو دھوپ بھی نام کو ہی تھی۔

یک لخت ہی ازلان نے سامنے کے منظر کو تیز نظروں سے ملاحظہ کیا۔

اور پھر جو اس نے دیکھا پل میں وہ حیران ہوتا دوسرے پل اس کا چہرہ خون چھلکاتا محسوس ہوا۔

www.novelsclubb.com

شعلہ اگلتی نظروں سے سامنے دیکھتا وہ جلدی سے گاڑی روک کر باہر نکلا تھا۔

★★★

چونکہ آج ڈرائیور موجود نہیں تھا تو زرین گاڑی لے کر خود ہی ہاسپٹل کے لیے نکل آئی تھی۔ویسے بھی اسے ڈرائیونگ آتی تھی تو کسی جو پریشان کیے بنا وہ اکیلی آگئی تھی۔کل اس نے شرمندگی سے ایک بار ازلان کو معذرت کا میسج کیا تھا لیکن ازلان کی طرف سے کسی قسم کا رپلائی

نا آیا تو وہ بھی دکھ میں گھری تھی۔اس نے سوچا کہ کل جا کر خود ہی ان سے جا کر معافی مانگ لے گی۔اس لیے مطمئن سی گاڑی لے ہاسپٹل کے لیے روانہ ہوئی۔ابھی وہ آدھے راستے ہی پہنچی تھی کہ گاڑی خراب ہو گئی۔اس نے باہر نکل کر دیکھا تو گاڑی کا ٹائر پنکچر تھا۔

افففف۔یہ کیا مسئلہ ہے۔آج پھر سے لیٹ ہو جائے گا۔۔اب کیا کروں۔۔مجھے تو ٹائر" چینج بھی نہیں کرنا آتا۔"سنسان سڑک اور اطراف میں جنگل اس کو ویسے ہی خوف آیا لیکن پھر اس نے سوچا کیوں نا گھر میں کسی کو کال کر گاڑی منگوالوں۔

ابھی اس نے کال کرنے کا سوچا ہی تھا کہ اسے بائیک کی آواز سنائی دی۔

اس نے مدد کا سوچتے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ بائیک پر دو لوگ تھے۔انہوں نے اس کا پاس لا کر بائیک روکی۔

شکل سے ہی دونوں کوئی بد معاش غنڈے لگ رہے تھے لیکن زرین نے دھیان نہیں دیا۔

وہ دونوں بائیک سے نیچے اترے۔

کیا ہوا میڈم۔"ہم کچھ مدد کریں آپ کی۔۔۔۔"ایک نے خباثت سے شیطانی مسکان لیے اس کے پاس آتے کہا۔

بھائی۔۔کیا آپ یہ ٹائر چینج کرنے میں میری مدد کر سکتے۔یا پھر کسی مکینک کو بلا دیں"
پلیز"اس نے مدد کی امید کے تحت ان سے گزارش کی جسے سن کر ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب معنی خیزی سے دیکھا۔

ارے کیوں نہیں میڈم۔۔۔ہم ہیں ناں آپ فکر ہی کیوں کرتی ہیں۔۔۔"انہوں نے اس کی جانب قدم بڑھاتے ہنستے ہوئے کہا تو زرین نے خوف سے ان کی جانب دیکھا۔زرین کو خطرے کا احساس ہوا۔اس نے اپنے قدم پیچھے کی جانب بڑھائے۔

کیا۔کر رہے ہیں آپ لوگ۔پلیز میری مدد کریں۔۔"زرین نے خوف سے اٹکتے ہوئے' کہا۔

اسے ان دونوں کے ارادوں سے خوف آرہا تھا۔

ارے ارے میڈم۔۔مدد ہی تو کر رہے ہیں۔۔چلیں ناں ہمارے ساتھ۔۔کچھ آپ کی" مدد ہو جائے گی کچھ ہماری۔۔"غلاظت سے الفاظ منہ سے نکالتے انہوں نے قہقہ لگایا تو زرین کے ہاتھ سے موبائل بھی چھوٹ کر گر گیا۔

اس نے ڈر سے جلدی سے مڑ کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ کر سارے دروازے لوک کر لیے۔

خوف سے اس کا پورا جسم کپکپا رہا تھا۔۔

تیز تیز سانس لیتی وہ سیٹ پر سمٹ کر بیٹھ گئی۔

ارے واہ۔ میڈم تو بڑی ہوشیار ہے۔۔ لیکن کوئی ناں۔۔۔ ہمارے سامنے ہوشیاری کام" نہیں آئے گی۔۔۔" انہوں نے قہقہ لگاتے کہا تو زرین کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔

ایسی سچویشن کا پہلی بار سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے۔۔ موبائل کی تلاش میں نظر دوڑائی تو وہ بھی ناں ملا۔ اب فون بھی نہیں کر سکتی تھی کسی کو۔

جبکہ ان دونوں نے نیچے پڑا ایک پتھر اٹھایا اور ونڈو کے پاس آئے۔۔

ان کے ہاتھ میں پتھر دیکھ کر اس کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔ اسے لگا کہ ابھی وہ اسے مار دیں گے۔

یا اللہ۔۔۔ کیا کروں۔۔ میری مدد کر یا اللہ" اس نے دعا گو ہو کر باہر کی جانب دیکھ کر" کہا جہاں وہ اب اس پتھر سے شیشہ توڑنے میں لگے تھے۔ پتھر چونکہ اتنا مضبوط نہیں تھا اسی لیے شیشہ نہیں ٹوٹ رہا تھا۔

زریں نے کانوں پہ ہاتھ رکھتے چیختے ہوئے سر گھٹنوں میں دے لیا۔

انہوں نے بار بار پتھر مارا تو شیشے میں ہلکی سی دراڑ آئی۔

www.novelsclubb.com

پلیز چلے جاؤ یہاں سے مجھے جانے دو۔۔۔"اس نے ہاتھ جوڑتے سخت روتے ہوئے کہا"
۔لیکن انہوں نے دھیان نہیں دیا۔ مسلسل ٹھوکروں سے شیشہ ٹوٹ گیا۔
جبکہ کہ آنچ کا ایک ٹکڑا رین کے ماتھے پر لگا جہاں سے آہستہ آہستہ خون رسنا شروع ہو گیا۔

زرین ماتھے پر ہاتھ رکھتی اور شدت سے رو دی۔۔ان لوگوں نے سارا شیشہ توڑ کر ہاتھ اندر ڈال کر دروازہ کھولا اور زرین کو کھینچ کر باہر نکالا جبکہ وہ مسلسل ان کو سے خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔لیکن وہ دو اس پر بھاری تھے۔۔ابھی وہ اس کی جانب ہاتھ بڑھاتا جب کسی نے زور سے اس کی ناک پہ مکہ مارا تو درد سے کراہتا وہ زرین کا ہاتھ چھوڑ کر دور ہوا۔زرین نے بھی اپنی سرخ بھیگی آنکھیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جہاں ازلان خونخوار تیور لیے ان کی جانب دیکھ رہا تھا۔

اس نے بے ساختہ شکر ادا کیا۔ازلان نے اس کی جانب دیکھا
اس کے آگے آ کر ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا جس سے زرین کی پشت کے پیچھے چھپ سی گئی۔

اب اگر ہمت ہے تو آگے آ کر دکھاؤ" اپنے ساتھی کو پڑے مکے کو دیکھ کر دوسرا بھی غراتا" ازلان پر جھپٹا مگر ازلان نے اس کی گردن دبوچ کر کمر میں ایسا مکہ مارا کہ اگلے پل وہ بھی سڑک پر پڑا کراہ رہا تھا. خون آشام نگاہوں سے وہ انہیں گھور رہا تھا۔۔جب کہ زرین پشت سے اس کی شرٹ جکڑے ابھی بھی کانپتی نڈھال سی تھی۔ جبکہ وہ اب خوفزدہ سے جلدی سے بائیک پہ سوار ہو کر فرار ہو گئے تھے۔

ازلان نے مڑ کر زرین کی جانب دیکھا جہاں وہ آنکھیں بند کیے اب گاڑی سے ٹیک لگائے بیٹھی روتی سسک رہی تھی۔

ازلان جلدی سے گاڑی سے پانی نکال کر اس کے سامنے زمین پر گھٹنے ٹکا کر بیٹھا۔

مس زرین آپ ٹھیک ہیں۔یہ لیں پانی پئیں۔۔۔" ازلان نے اس کو سہارا دیتے پانی کی بوتل اس کے سامنے کی تو زرین نے بھیگی سرخ متورم آنکھیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

اگر آج وہ نہ ہوتا تو نا جانے کیا ہوتا۔۔" سوچ کر ہی اس کے خوف سے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ازلان نے اس کے ماتھے کے زخم کو پریشانی سے دیکھا۔۔

ازلان۔۔" خوف سے زرین کی آواز کپکپا گئی۔ "

اٹھیں مس زرین۔۔ چلیں۔۔۔آپ کو چوٹ آئی ہے۔۔۔"ازلان اس کے سامنے بیٹھا نرمی سے کہہ رہا تھا جو سانس بھی اب شاید مشکل سے لے رہی تھی۔ جبکہ زرین کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی گئیں۔اور وہ بے ہوش ہو کر لڑھکتی جب ازلان نے اسے سنبھال لیا۔

"شٹ۔۔۔"اس نے سخت پریشانی سے اس کے گال تھپتھپاتے کہا۔ لیکن وہ تو ہوش سے بیگانہ ہوتی گئی۔اس نے آہستہ سے اسے شانوں سے تھام کر اٹھایا اور اپنی گاڑی میں بیک سیٹ پر جلدی سے لٹایا اور ایڈکٹ نکال کر جلدی سے اس کے پاس آیا جو بے سدھ پڑی تھی۔اس نے اس کا زخم صاف کر کے مرحم لگا کر پٹی کر دی زخم اتنا گہرا نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی اسے ہوسپٹل لے کر جانا ضروری تھا۔اس نے یزدان کو کال کر کے سچویشن سے آگاہ کیا۔وہ تو اس سب سے بے نیاز ہوش سے کٹی سے تھی مگر اللہ نے اس کی مدد سوچ سے بھی پیاری بھیج دی تھی۔ایک درد دیتا تاثر ازلان کے چہرے پر بھی پھیل رہا تھا۔۔نیلی روشن آنکھیں آج بند تھیں۔۔

اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور اپنی سیٹ پر آ کر گاڑی سٹارٹ کر دی۔وقفے وقفے سے وہ اسے بھی ایک نظر دیکھ لیتا۔

ہاسپٹل پہنچتے اس نے اسے روم میں ایڈمٹ کروایا اور اس کا ٹریٹمنٹ شروع کیا۔۔زہنی دباؤ کی وجہ سے بے ہوش تھی لیکن کوئی خطرے والی بات نہ تھی۔ تھوڑی دیر میں یزدان بھی پہنچ گیا تھا جبکہ گھر میں کسی کو نہیں بتایا گیا تھا۔ لیکن یہ تو طے تھا کہ اب ان دونوں کو یزدان سے کوئی نہیں بچانے والا تھا۔

کیسی ہے وہ" ازلان کے کیبن میں انٹر ہوتے ہی اس نے پوچھا۔۔ازلان چلتا ہوا اپنی" کرسی پہ آن بیٹھا۔

ٹھیک ہے اب۔۔ابھی بے ہوش ہے۔۔کچھ دیر میں ہوش میں آجائے گی۔"ازلان " کے چہرے پر اب پہلے والے تاثرات نہیں تھے اب وہ بالکل نارمل بات کر رہا تھا۔

ہمم۔۔۔گھر میں کسی کو اطلاع مت دینا۔۔۔سب پریشان ہو جائیں گے۔۔۔ہوش میں" آئے گی تو بتا دیں گے۔بہت شکریہ تمہارا ازلان۔۔تم نے ایک اچھے دوست ہونے کا فرض نبھایا ہے" یزدان نے ازلان کو دیکھتے ہوئے کہا تو ازلان نے گھور کر یزدان کو دیکھا جو فضول میں ہی فارمل ہو رہا تھا تو یزدان بھی اس کی نظریں محسوس کر کے چپ ہو گیا

مارنہ کھالینا مجھ آیا۔۔۔کب نکل رہے ہو۔۔"ازلان نے اب یزدان سے پوچھا جو کچھ "
تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔آج اس کی فلائیٹ تھی انگلینڈ کی۔
شام چھ بجے۔۔۔۔"یزدان نے پر سوچ انداز میں مختصر جواب دیا۔"
کیا ہوا۔۔پریشان لگ رہے ہو"ازلان نے کہا تو اس نے ایک گہرہ سانس بھرا۔"
داریہ کو اس حال میں چھوڑ کر جانے کا دل نہیں کر رہا۔۔"یزدان نے اصل بات بتائی"
تو ازلان نے ایک نظر اسے دیکھا۔
تو مت جاؤ۔۔۔میں چلا جاتا ہوں۔۔کیا میری قابلیت پہ شک ہے تجھے۔۔"ازلان نے"
نرمی سے حل پیش کرتے فرضی کالر جھاڑے تو یزدان نے نفی میں سر ہلایا۔
نہیں ازلان۔۔۔تم جانتے ہو تم نہیں جا سکتے میرا جانا ضروری ہے۔۔وہاں سے دو دن کا"
دبئی میں بھی سٹے ہے میرا۔۔اور ویسے بھی تمہیں ہاسپٹل میں بھی کام ہیں۔میں ہی جاؤں
گا"یزدان نے اٹھ کر کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر رخ پھیر کر پختہ لہجے میں حتمی انداز سے کہا
لیکن پھر بھی آواز میں برسوں کی تھکن واضح تھی۔جیسے تھک گیا ہو ریاضت سے تو ازلان نے
اس کے پاس آ کر اس کا شانہ تھپتھپا کر خاموش تسلی دی۔

ہمت مت ہارنا میرے شہزدے۔اللہ حقیقت میں تمہارا مددگار ہے۔۔خدا تمہارے ساتھ ہے۔۔۔"ازلان شہزادے کا حوصلہ پہاڑ کر گیا یزدان نے رخ پھیر کر ازلان کو دیکھا جو اس کے ہر مشکل وقت میں حقیقی سہارہ بنا ہوا تھا۔پھر دونوں کی آنکھوں روشن تھیں جیسے شکار سے پہلے شکاری کی روشن ہوتی ہیں۔وہ دونوں جنگ لڑنے کو پر تول چکے تھے اور اللہ نیتوں کی سچائی جان کر انہیں سر خرو کرنے والا تھا۔

***

ارے واہ آج تو میری بیٹی سارے فضول کام چھوڑ کر پڑھ رہی ہے۔۔ویری گڈ"صبح ناشتے کے بعد عائشہ بیگم کمرے میں آئیں تو وانی کو ماہوش کے ساتھ کتابوں میں سر گھسائے دیکھ کر چہرے پر خوشگواری آئی تھی۔۔اب بھی صائمہ بیگم کی بات پہ منہ بسورے سر اٹھائے رونی شکل بنا چکی تھی۔

صائمہ بیگم بھی ان کے ہمراہ تھیں داریہ بھی ان کے ساتھ ہی صوفے پہ بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔

کہاں مما۔کل سے پیپرز ہیں اسی لیے پڑھنا پڑ رہا ہے۔۔۔قسم سے مما میری تو جان"جاتی ہے پڑھتے ہوئے۔۔مجھ سے نہیں پڑھا جاتا۔۔میری تو شادی ہی کروا دیں"وہ بھی ناک

چڑھائے اپنی بے بس کارونا روتی بولی تو عائشہ ہی سمیت سب ہی ہنس دیئے۔صائمہ بیگم ہنس دیں۔

چپ کرو تم۔میں کوئی اور بات کرنے آئی ہوں۔"عائشہ بیگم نے مسکاتی نظروں سے " صائمہ بیگم اور پھر ماہوش کو دیکھتے ہوئے کہا جو دوپٹہ سر پہ لیے خود ھی اب متوجہ ہو چکی تھی ۔داریہ بھی اب کتاب رکھے ان کو طرف متوجہ تھی

کیسی مصروفیت مما۔۔۔"ان کے معنی خیز چہرے کو دیکھ کر داریہ نے ہی سب کے " چہروں پہ مچلتا سوال پوچھ لیا۔

بھئی صائمہ میں سوچ رہی تھی کیوں ناں ماہوش کی شادی کر دی جائے۔۔گھر میں رونق" لگ جائے گی۔"ماہوش جھٹکے سے سر اٹھاتی حیرت سے کتاب رکھے سیدھی ہوئی۔

میری شادی"ہونق بنی ماہوش بھی کے ایکسپریشن دیکھ کر عائشہ بیگم بھی مسکرائے سر" ہلا رہی تھیں۔

ہاں جی شادی۔۔۔کیونکہ صائم نے تو کہہ دیا ہے ماہوش کی شادی کے بعد ہی وہ شادی" کرے گا۔۔۔اسی لیے تمہارے ڈیڈ بھی چاہتے ہیں کہ ہم جلد ہی اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔"اب کی بار صائمہ بیگم کے لہجے میں نرمی اور مان سا تھا۔داریہ بھی اب تشویش سے

ماہوش کے پھٹے تاثرات دیکھ رہی تھی جو بولنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ماہوش کے متعلق تو وہ بلکل ہی بھول گئی تھی کہ اسے یزدان سے بات کرنی تھی۔۔

ارے واہ۔۔ماہوش کی شادی۔۔۔بہت مزہ آئے گا۔۔"وانی نے خوشی سے اچھلتے ہوئے ماہوش کی گال کو زور سے چوما جب کہ وہ تو بالکل ساکت بیٹھی تھی۔

"ماہوش بچے تمہیں کوئی پسند تو نہیں۔۔۔اگر ہے تو بتاؤ۔۔۔جو ہو گا تمہاری مرضی سے ہی ہو گا میرے بچے۔۔"اب کے اس کے تاثرات دیکھ کر عائشہ بیگم نے بھی ہلکی سی فکر سے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے کہا۔ماہوش کے چہرے پر بے قراری ابھرنی فطرتی تھی۔

وہ جو حیدر قریشی پر برطرح فریفتہ تھی۔۔کیسے بتاتی گھر والوں کو۔

اس نے ایک نظر داریہ کو دیکھا اور سر جھکا کر ہلکا سا نفی میں سر ہلایا۔آنسوؤں کا گولہ حلق میں اٹکا تھا۔

"ماں واری جائے میری بچی۔۔بس میں آج ہی رشتے ڈھونڈنا شروع کرتی ہوں۔۔ایک دو تو ہیں بھی میری نظر میں۔۔"عائشہ بیگم نے اس کو ساتھ لگاتے نیاری مسکان لیے کہا تو صائمہ بیگم نے بھی اس کی پیشانی چومی۔

www.novelsclubb.com

لیکن مما اتنی جلدی کیا ہے۔۔ابھی تو پڑھائی مکمل ہوئی ہے اس کی۔شاید وہ کچھ کرنا" چاہتی ہو آگے یا اور پڑھنا چاہتی ہو۔۔۔"داریہ نے اس کا اداس چہرہ دیکھتے ہوئے کہا تو عائشہ بیگم اسے دیکھ کر مسکرا دیں۔

"لو بھلا ہم نے کب منع کیا ہے کہ ناں پڑھے۔۔جو کرنا ہے کر لے گی شادی کے بعد " ۔۔ویسے بھی لڑکیوں کی یہی عمر تو ہوتی ہے شادی کی۔۔۔۔"انہوں نے مسکرا کا مسئلے کا حل بتایا تو وہ چپ ہو گئی۔اب اسے یزدان سے آج لازمی بات کرنی تھی۔عائشہ بیگم اور صائمہ بیگم تو باہر نکل گئیں۔ماہوش بھی آنسوؤں پہ بندھ باندھتی تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔داریہ افسوس سے اسے دیکھتی رہ گئی

****

تھوڑی دیر میں زرین کو ہوش آ چکا تھا تو نرس نے جا کر ازلان اور یزدان کو وہ دونوں آفس سے نکلے تو یزدان کو کال آ گئی۔وہ کال سننے کا کہتا ایک سائیڈ پہ چلا گیا جبکہ ازلان دروازہ کھول کر روم میں اینٹر ہوا جہاں سامنے ہی وہ بیڈ پہ لیٹی آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔۔

وہ قدم بہ قدم چلتا اس کے قریب آیا۔قدموں کی آہٹ پہ زرین نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ازلان کو خود کو دیکھتے کھڑا پایا۔

کیسی ہیں اب آپ مس زرین "ازلان نے نرمی اور ملائمت سے پوچھتے ہوئے اسے دیکھ "
کر کہا۔ازلان کو دیکھ کو زرین کو آج کے سارے واقعات یاد آتے گئے تو اس کی آنکھوں میں پھر سے نمی ابھری تھی۔۔زرین نے محض سر اثبات میں ہلایا۔

ڈیٹس گڈ۔۔۔ابھی تھوڑی دیر میں آپ کو ڈسچارج کر دیا جائے۔۔پریشان نہیں "
ہوں۔۔اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی کو دیکھ کر اس نے رسان سے بتایا تو زرین نے ایک نظر اس شفیق انسان کی وجہ سے آج اس کی جان بچی تھی جو شاید زرین کے لیے آسمانی وسیلہ بن کر اترا تھا۔

آج اس کی نظر میں ازلان کے لیے عزت اور بڑھ گئی تھی۔

آپکا بہت بہت شکریہ ڈاکٹر ازلان۔۔۔اگر آج آپ ناں ہوتے تو۔۔۔۔"۔دانستہ "
ادھوری بات چھوڑ کر اس کے گلے میں آنسوؤں کا پھندہ اٹکا۔

کوئی بات نہیں۔۔۔اس طرح سے شرمندہ مت کریں۔۔آپ کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو "
میں یہی کرتا۔۔انسانیت کے ناطے یہ میرا فرض ہے۔۔اور آپ کے میرے قریبی جاننے والوں میں سے ہیں۔"'کوئی اتنا پیارا کیسے بول سکتا ہے۔۔اتنا مہربان۔۔جس ملائم پن سے وہ بات کر رہا تھا اس نے زرین کر دل میں آج خاص مقام حاصل کر لیا تھا۔

زرین کچھ کہتی اتنے میں یزدان بھی اندر داخل ہوا۔یزدان کو دیکھ کر زرین نے بھی اطمینان کا سانس لیا تھا زرین نے اپنی نظریں ہٹا کر یزدان پر ڈالیں جو اب اس کے قریب آ کر کھڑا ہوا تھا

کیسے ہو بچے۔۔۔"اب تو یزدان بھی اس کی چہرے کی زردی دیکھ کر پریشان ہوا تھا"

میں ٹھیک ہوں بھیا۔۔۔"زرین نے نرمی سے چہرے پہ بشاشت لاتے ہوئے کہا۔"

یزدان نے بھی آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

تھوڑی دیر میں اس کے مکمل چیک اپ کے بعد یزدان اسے لے کر گھر کے لیے روانہ ہوا۔

★★★

سنیں مجھے آپ سے بات کرنی تھی آپ سے"سکندر صاحب رات کسی کتاب کو کھولے بڑے انہماک سے مطالعے میں مصروف تھے جب عائشہ بیگم نے ان کے پاس آ کر انہیں مخاطب کیا وہ چہرے سے کچھ بے چین سی تھیں۔

جی جناب۔۔۔۔کہیے کیا حکم ہے"وہ بھی ایک دم چشمہ ہٹائے کتاب میں انگلی دے کر" بند کیے متوجہ ہوئے۔

وہ بات اپنی وانی کے متعلق ہے" عائشہ بیگم کی بات پہ انہوں نے نا سمجھی سے ان کی "
جانب دیکھا تھا۔
کیا ہوا ہے وانی کو۔۔ ٹھیک تو ہے ناں میری گڑیا" لہجے میں خاصی بے چینی نمایاں تھیں"
۔وانی کے لیے وہ بھی ایسے ہی تھے۔لاڈلی جو تھی سب کی۔
جی اسے کچھ نہیں ہوا۔۔۔پریشان ناں ہوں۔۔وہ دراصل بات یہ تھی کی آج صائمہ "
نے مجھ سے بات کی تھی کہ صائم چاہتا ہے کہ وانی اور اس کا نکاح کر دیا جائے رخصتی بھلے کچھ
عرصے بعد یا جب وانی کی پڑھائی ختم ہو جائے۔۔۔تو مجھے بھی خیال اچھا لگا لیکن میں نے ابھی
کوئی جواب نہیں دیا۔۔سوچا آپ سے پوچھ لوں" عائشہ بیگم نے بتایا تو وہ بھی ایک دم چپ
ہوئے تھے۔۔
وہ جانتے تھے کہ ایک ناں ایک دن یہ آنا تھا لیکن اتنی جلدی اپنی بچی کو خود سے دور
کرنا۔۔۔وہ بے قرار ہوئے۔
جبکہ عائشہ بیگم تو مسکرا کر ریلیکس دکھائی دے رہی تھیں۔
لیکن بیگم بات تو ٹھیک ہے لیکن وانی اتنی جلدی کیسے مانے گی۔ابھی تو وہ بچی ہے۔۔اور"
"یزدان بھی نہیں مانے گا شاید

انہوں نے بات کا دوسرا پہلو سامنے رکھا۔۔جبکہ عائشہ بیگم کے تاثرات ہلکے سے بگڑے۔

کوئی بچی نہیں ہے۔۔ایک تو آپ نے اور یزدان نے اس کے لاڈ اٹھا اٹھا کر بچی بنا دیا" ہے۔۔

یہی عمر ہے شادی کی۔۔اور ویسے بھی صرف نکاح ہی تو ہے۔۔رخصتی اس کی مرضی سے کر دیں گے۔" مقابل وہی اطمینان تھا۔

"ٹھیک ہے بیگم۔لیکن ہمیں وانی سے بھی تو پوچھنا پڑے گا ناں۔۔ "

یقیناوہ بھی ہاں کر دے گی۔کافی بنتی ہے ان دونوں کی آپس میں۔۔اور صائم کیا کسی" شہزدے سے کم ہے۔شہزادوں کی طرح اس کے لاڈ اٹھاتا ہے۔۔کوئی اعتراض نہیں ہو گا اسے اور ماہ وش کے لیے بھی کوئی اچھا سا رشتہ ڈھونڈ رہی ہوں۔۔۔انشاءاللہ دونوں کے فرض سے ساتھ ہی سبکدوش ہو جائیں گے۔۔" عائشہ بیگم کا یقین بلندی پر تھا۔۔ایک مان تھا جو انہیں اپنے ہر بچے پہ تھا۔سکندر صاحب بھی اب مطمئن نظر آ رہے تھے۔

"یہ تو بہت اچھا اور نیک خیال ہے بیگم۔۔۔اللہ ہماری بچیوں اور سب کی بیٹیوں کے نصیب اچھے کرے آمین۔۔۔دعائیہ انداز میں کہہ کر وہ ہلکا سا مسکرائے اور پھر سے مطالعہ میں لگ چکے تھے۔عائشہ بیگم بھی دل سے آمین کہتی اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئیں۔

★★★

تھوڑی دیر میں یزدان زرین کو لیے گھر آگیا تو سب لوگ اسکے سر پہ بندھی پٹی کو دیکھ کر بے حد پریشان ہوئے لیکن یزدان نے سب کو معمولی ایکسیڈنٹ کا کہہ کر ان کی پریشانی کم کی۔زہرہ بیگم تو اپنی لاڈلی بیٹی کے زرد چہرے کو دیکھ کو دکھ سے درد میں کب سے اسے ساتھ لگائے بیٹھی تھیں۔

زرین بچے ایکسیڈنٹ کیسے ہو گیا۔۔اور آپ اکیلے کیوں گئی تھیں۔۔۔ڈرائیور کہاں تھا"

۔۔۔"اس وقت سب لاؤنج میں بیٹھے تھے جب آغا جان نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ پریشانی سے پوچھا تو وہ ان کی فکر دیکھ کر مسکرا دی۔آج تو اصفہان بھی سب کے ساتھ بیٹھا نارمل گفتگو کر رہا تھا۔۔اور اس کا فیورٹ مشغلہ وانی کو تنگ کرنا تھا اور ابھی بھی وہی کر رہا تھا۔

کچھ نہیں ہوا آغا جان۔۔۔۔بس ہلکی سی چوٹ ہے۔۔۔اور ڈرائیور آج کہیں اور گیا تھا" اسی لیے میں خود چلی گئی۔۔۔آپ پریشان ناں ہوں میں بالکل ٹھیک ہوں۔"زرین نے مسکرا کر ان کا ہاتھ تھام کر دلاسہ دیا لیکن وہ پھر بھی فکر میں لپٹے۔۔۔

ایسے ہی تو تھے اپنے کسی بچے پر آنچ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

بہو بیٹا۔۔۔آج ہی ہمارے سارے بچوں کے نام کا صدقہ دو۔۔۔اور غریبوں کے لیے" نیاز کا بندوبست کیا جائے۔۔"انہوں نے عائشہ بیگم کو کہا تو انہوں نے مسکراتے سر ہلا دیا۔

جب کہ زرین تو اتنی محبتوں کو سمیٹے نہیں تھکتی تھی۔۔جبکہ داریہ کی نظریں یزدان پر تھیں جو نا جانے کیوں اسے تھکا تھکا اور بے چین لگ رہا تھا تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد یزدان اٹھ کر کمرے میں چلا گیا تو داریہ بھی اس کے پیچھے گئی۔۔

وہ کمرے میں آئی تو یزدان بھی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ٹانگیں بیڈ سے نیچے لٹکائے آنکھیں بند کیے پایا تو آہستہ آہستہ چلتی اس کے پاس آئی۔اور اس کے پاس بیڈ پر بیٹھی۔

"کیا ہوا یزدان آپ ٹھیک ہیں۔"اس کی آنکھوں میں فکر واضح تھی یزدان نے آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔یزدان کی آنکھوں کی سرخی اس کے اندر کے انتشار کی ترجمانی کر رہی تھی۔

آج پھر سے خبر ملی تھی جس میں کالج کی چند لڑکیوں کے اغواء اور جنسی زیادتی کی خبر سامنے آئی تھی۔اور یزدان کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔۔آج پھر اس کے پرانے زخم تازہ ہوئے تھے۔

داریہ کی آنکھیں خود اس کو دیکھ کر اذیت میں گھری تھیں۔

یزدان "اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس کی چہرے کی جانب لیکن یزدان فورا سے بیشتر داریہ کو شدت سینے سے لگا لیا جیسے خود کے درد کو مٹانا چاہ رہا ہو۔۔

جیسے خود کی تکلیف کا اثر زائل کرنا چاہ رہا ہو۔داریہ نے اس کے گرد بازو باندھ کر اسے تسلی دی تھی۔

میں تھک گیا ہوں داریہ۔۔"اتنے مضبوط مرد کو اس وقت ٹوٹے بکھرے دیکھ کر داریہ کی آنکھوں میں بھی نمی ابھری تھی۔

وہ تو اس کے درد میں برابر کی شریک تھی۔وہ بھی چاہتی تھی کہ اپنے اندر کی تکلیف کو کسی طرح باہر نکال دے۔کیا بات تھی جو اسے برسوں سے تنگ کر رہی ہے۔۔جو اسے سکون سے سونے نہیں دیتی ہے۔

۔۔یزدان۔۔۔کیا ہوا بتائیں۔۔میری جان مت نکالیں۔"داریہ کی آواز تکلیف سے لرز اٹھی۔۔اور یزدان کو بھی آج حوصلے کی اشد ضرورت تھی۔

" مجھ سے نہیں ہو گا۔۔یہ لڑائی نہیں لڑ پاؤں گا۔۔۔ہر وعدے سے ہار جاؤں گا۔میری آنکھوں کے سامنے سب ہوتا رہے گا اور میں گھٹ گھٹ کر مر جاؤں گا"وہ اپنے ہوش میں نہیں لگ رہا تھا۔

حوصلہ کریں یزدان۔۔۔کیا نہیں ہو پائے گا۔۔۔کونسی لڑائی۔۔بتائیں مجھے کیا ہوا" ہے۔۔ادھر دیکھیں میری طرف۔۔"داریہ بالکل کسی بچے کی طرح اس کا سرخ رو چہرہ اپنی طرف کیے بول رہا تھا۔

" وہ ایسے ہی کھلے عام گھومتا رہے گا اور میں ایسے ہی ہارتا رہوں گا،یہ سب اب میری برداشت سے زیادہ۔۔۔بولتے بولتے اسے احساس ہوا وہ بہت کچھ کہہ گیا تھا جو اس نے سب

سے چھپا کر رکھا تھا۔۔داریہ کو واقعی اس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں لگی۔داریہ نے اسے خود میں بھینچ لیا لیکن پھر بھی یزدان کو سکون نہیں ملا

"خود کو سنبھالیں۔۔میں نہیں جانتی کیا بات ہے لیکن پھر بھی آپ کے سکون کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں۔۔میں ہمیشہ آپ کے ساتھ۔۔بس یوں خود کو تکلیف مت دیں۔۔۔مجھے بتائیں تو سہی کیا بات جو پریشان رکھی ہوئی ہے آپ کو۔۔۔"داریہ نے اس کی پیشانی کے بال ہٹا کر اس کے گال پہ ہاتھ رکھے بولی جب کہ اب یزدان کو بھی کچھ اثر ہوا تھا۔اب وہ بھی چاہتا تھا کہ اپنے سینے میں مقید دل کی تکیف کو کسی کو بتا کر کم کرے

۔۔۔اور اسکی ہمسفر سے بہتر کون ہو سکتا تھا۔

مسلسل داریہ کے چہرے پر غیر مرئی نقطے پر نظر ٹکائے ہوئے تھا۔اور داریہ بھی مصالحت سے یزدان کی خاموشی پر غور و فکر کرتی رہی۔

"آپ کو پتہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت پیار کرتے ہیں اور آزمائشیں اور تکلیفیں بھی وہ اپنے انہی بندوں کو دیتا ہے جو اسے مصالحت سے پار کرتے ہیں۔کیونکہ وہ اسکے نیک بندے ہوتے ہیں۔وہ انہیں آخرت کے لیے تیار کرتا ہے۔جبکہ ظالموں کی رسی دراز کرتا رہتا ہے تاکہ وہ جو چاہیں اس دنیا میں اپنی خصلت کے لحاظ سے حاصل کر لیں،انہیں آخرت کی کوئی

چاہ نہیں ہوتی۔انہیں نیکی کی کوئی چاہ نہیں ہوتی،آپ کو کمزور نہیں پڑنا،یہ سب زندگی کا حصہ ہیں۔اب بتائیں مجھے کیا بات ہے"داریہ کی باتیں یزدان کو اب پر سکون کر رہی تھیں۔

"بتاؤں گا،بتاؤں گا،لیکن کچھ عرصے بعد،جب واپس آؤں گا تب بتاؤں گا اپنی زندگی کے راز،ہر راز۔۔۔"گہرے دکھ میں بات کہہ گئی۔

ٹھیک ہے۔۔جب دل کرے بتا دیجئے گا،ہمیشہ آپ کے لیے موجود ہے۔بس اب"

ٹھیک ہو جائیں۔ایسے بالکل بھی اچھے نہیں لگ رہے"داریہ کے ساتھ نے یزان کو کافی بہتر کیا تھا۔اب کے وہ بھی ہلکا مسکرایا۔

چلیں اب فریش ہو جائیں۔۔پھر مجھے آپ سے بات بھی کرنی ہے۔۔۔"داریہ نے کہا تو"

وہ بھی وہ فریش ہونے چلا گیا۔پندرہ منٹ تک وہ نکھرا سا اور تروتازہ سا باہر نکلا۔وہ باہر نکلا تو اس کی نظر داریہ پر پڑی جو اب سائیڈ ٹیبل پر کافی کا کپ رکھ رہی تھی۔وہ جانتی تھی کہ کس وقت اس کے سائیں کو کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔

وہ ٹاول ڈریسنگ پر رکھتا وہ داریہ کی جانب آیا اور بیڈ پر بیٹھا تو داریہ کافی کا کپ اسے پکڑاتے خود بھی سامنے بیٹھی۔

اب ٹھیک ہیں آپ۔۔؟" ملائم پن سے داریہ نے کہا تو یزدان نے کافی کا کپ لبوں سے "
لگایا۔
نظریں دونوں کی ہم آہنگ ہوئیں۔
جب آپ میرے پاس ہیں تو مجھے کیسے کچھ ہو سکتا۔۔معاف کر دیں میری وجہ سے "
"آپ بھی پریشان ہوئیں۔
کیسی بات کر رہے ہیں آپ یزدان۔ایسا مت سوچیں۔مجھ سے شئیر نہیں کریں گے تو"
کس سے کریں گے۔میں بیوی ہوں آپ کی اور میاں بیوی تو لباس ہوتے ہیں ایک دوسرے
کا۔۔میں اللہ جی سے دعا کروں گی کہ آپ کی جو بھی مشکلات ہیں ان کو ختم کر
دے۔۔۔"۔جتنی وہ خود پیاری تھی باتیں بھی پیاری کرتی تھی۔یزدان نے اس کا گال پہ رکھا
ہاتھ چوما اور سر اثبات میں ہلایا۔
بتائیں کیا بات کرنی تھی آپ نے" یزدان نے کہا تو داریہ نے گہرا سانس بھر کے خود کو"
تیار کیا اور یزدان کی نیلی آنکھوں پہ اپنی گرے آنکھیں ٹکائیں۔
جی یزدان۔۔۔وہ مجھے ماہوش کے متعلق بات کرنی ہے" اس نے سنجیدگی سے کہا تو "
یزدان بھی اس کی سنجیدہ شکل دیکھتا خود بھی سنجیدہ ہوا۔

جی بتائیں کیا ہوا اسے۔۔۔کیا بات ہے" یزدان نے کہا۔"

گھر میں ماہوش کی شادی کی بات چل رہی ہے" داریہ کی بات پہ یزدان نے ایک منٹ"

کے لیے خاموش ہوا داریہ نے گہرائی سے اس کے چہرے کا جائزہ لیا۔۔لیکن اسے اس کے

چہرے پر کوئی احساس نظر نہ آیا۔لیکن پھر آنکھوں سے آگے بولنے کا اشارہ کیا اسے۔

ماہوش کسی کو پسند کرتی ہے یونیورسٹی میں۔۔اور اسی سے شادی کرنا چاہتی ہے۔"اس"

کی بات سن کر یزدان کے تاثرات سپاٹ ہوئے تھے۔یہ انکشاف بھی کسی جھٹکے سا کم تو ناں

تھا۔لیکن اب اس نے دل میں ماہوش کے لیے کوئی جزبہ محسوس نہ کیا تھا کیوں کہ وہ تو پہلے ہی

اپنے احساسات اور جزبات داریہ کے نام کر چکا تھا۔۔۔تو اسے کوئی فرق نہ پڑتا تھا۔یہ خدا کی ہی تو

مصلحت تھی کہ جس کو پانے کی خواہش یزدان سکندر نے کی تھی وہ کسی اور کی تھی۔۔

خدا نے وقت رہتے ہی اس کے دل میں اس کی محرم کی محبت ڈال دی تھی۔

اس نے صبر کیا تھا۔۔اور ویسے بھی محبت کرنے والوں کو صابر ہونا چاہیے۔

یزدان کو بھی اپنے صبر کا اجر داریہ کی صورت میں ملا تھا۔

کیا تھا جو اسے اپنا عشق نہیں حاصل تھا لیکن کسی کا عشق کسی کی بے پناہ، پاکیزی محبت کا

حقدار تو بنا تھا۔

اس نے گھور کو داریہ کو دیکھا تو داریہ نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔ کس نے کہا آپ سے۔۔۔ کیا اس نے کہا۔۔۔ اور کون ہے وہ لڑکا۔۔؟؟" یزدان کے چہرے کے ساتھ آنکھیں بھی سخت تھیں۔۔۔ داریہ نے اس کا ہاتھ ہولے سے دبایا گویا پر سکون رہنے کا اشارہ کیا ہو۔ اس نے اسے ساری بات بتائی۔ جسے سن کر بھی یزدان کے تاثرات نرم نہ ہوئے تھے۔ لیکن چہرے پر سوچ کی لکیریں اور الجھن تھی۔

"یزدان ماہوش بالغ ہے اور اسے اپنی زندگی کا فیصلہ لینے کا پورا حق ہے۔۔ اگر وہ کسی کو پسند کرتی ہے تو ہمیں بھی پیار و محبت سے کام لینا چاہیے۔۔" داریہ نے رسان سے سمجھایا۔

"میں جانتا ہوں داریہ۔۔۔ لیکن ہمیں پہلے پتہ ہونا چاہیے کہ لڑکا کیسا ہے۔۔۔ میں پہلے پتہ لگاؤں گا اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ ہو گا۔" یزدان نے بھی گویا تسلی دیتے بات کی تو داریہ کو بھی اس کے مان جانے ہی حوصلہ ہوا اور سر اثبات میں ہلا گئی۔

دونوں کی آنکھیں کچھ دیر خاموشی سے ہمکلام رہی تھیں۔

وہ جانتا تھا کہ وہ اداس ہے اس کے جانے سے لیکن کبھی بھی بولے گی نہیں۔

خود بھی تو اس کے دل نے اس سے دور جانے پر وبال مچا رکھا تھا۔

"کیا ہوا اداس ہیں۔" داریہ نے نظریں جھکا لیں۔"

اپنا خیال رکھئے گا۔۔۔بس ایک ہفتہ۔۔۔اگر جلدی کام ختم ہو گیا تو جلدی آجاؤں گا "
۔پریشان نہیں ہونا۔اپنی میڈیسنز ٹائم پہ لیجئیے گا۔کھانا ٹائم پہ کھایئے گا۔گھبرائے گا مت۔"اس کا ہاتھ پکڑ کر تھوڑا قریب کیے بے حد اپنائیت اور جزباتیت سے اسے سمجھا رہا تھا۔۔اس نے زبردستی کی مسکراہٹ کے ساتھ سر اثبات میں ہلایا۔چہرہ ابھی بھی بوجھل تھا۔

ادھر دیکھیں داریہ۔اس طرح مت کریں۔ایسے کریں گی تو میں نہیں جا پاؤں گا۔۔""
تھوڑی سے پکڑ کر اس کا سر اونچا کرتے اس کی گال پر پھیلنے والا آنسو بہت ملائم پن سے ہٹایا۔
تو وہ سر جھکا کر رو دی

"آپ کی یاد آئے گی۔۔۔"اس نے سوں سوں کرتے کہا تو یزدان نے آگے بڑھ کر چپ چاپ اسے سینے سے لگا لیا۔

"میں جلد واپس آجاؤں گا۔۔رونا نہیں ہے آپ نے۔۔ٹھیک ہے"؟یزدان نے اس " کا سر سہلاتے اس تسلی دینے کی کوشش میں بولا۔

جی"حالت تو دونوں کی ایک سی تھی۔

وعدہ توڑیں گی تو سزا ملے گی"اداسی دور کرنے کی خاطر ہلکی سی شوخ آواز میں وہ جھک کر "
اس کے کان میں بولا۔

کیا۔۔؟"بغیر سر اٹھائے وہ مضبوط لہجے میں بولی۔"

!اپنی بیٹی کے ساتھ مل کر خوب تنگ کروں گا آپکو"

داریہ کا دل تھا کہ بس اس اپنے پاس چاہتا تھا۔۔

گڈ"اب زرا اپنی پیاری سی سمائیل دے دیں۔۔"

وہ اب سچا سا مسکرائی تھی۔

وہ جتنا بھی دکھی ہوتی وہ پل بھر میں اس کے آنسو جذب کر لیتا تھا۔

چلیں اب آپ آرام کریں کچھ دیر۔۔میں بھی تھوڑی دیر لیٹ جاتا ہوں۔"۔دل تو اس"

کا بھی نڈھال تھا لیکن اس وقت داریہ کی مسیحائی ضروری تھی۔

اس نے اپنی نم آنکھیں پونچھیں۔اور اس کے ساتھ ہی لیٹ گئی تو یزدان بھی تھوڑی دیر

کے لیے آنکھیں بند کر گیا۔

★★★

یار ٹھہر جاؤ۔میری ٹانگیں تھک گئی ہیں۔۔۔"سڑک پر چلتے چلتے دونوں کو بیس منٹ ہو

گئے تھے۔۔۔حور تو عادت تھی لیکن شانزے کی اب سب ہو چکی تھی۔ تبھی وہ تھک ہار کر

وہیں بنچ پر بیٹھے دور کھڑی حور کو دیکھتے ہوئے بولی جو اسے گھور کر دیکھ رہی تھی۔

آج دونوں نے پیدل جانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔

تمہیں تو ہر وقت ہی تھکن رہتی ہے۔۔اچھا چلو بس تھوڑی دیر اور پھر آئسکریم کھلاتی "

"ہوں تمہیں۔۔۔

حور نے سخت غصے میں پہلے اسے دیکھا اور پھر اسے لالچ دیتے ہوئے کہا تو شانزے کی بھی آنکھیں چمکی۔۔۔لیکن شاید آج ان کے ستارے گردش میں تھے۔عین پیچھے بریک لگا کر رکتی گاڑی پر حور نے ہانپ کر پیچھے دیکھا،جب تک وہ گاڑی رکی شانزے بھی بھاگ کر حور کے پاس آئی جو گاڑی کو بری طرح گھور رہی تھی۔

گاڑی کا ڈور لاک کر کے ہارون سخت فکر مندی سے ان کی سمت لپکا لیکن حور کو دیکھ کر رکا تھا پھر شراتی مسکراہٹ نے لبوں کو چھوا تھا۔حور اب اسے بری طرح گھور رہی تھی گویا دانت کے نیچے رکھ کر پیس رہی ہو۔

جبکہ اس آنے والے لمبے قد کاٹھ،آفت خیز حسین مکھڑا،فوجی کٹ اور اور آرمی ہی یونیفارم میں فل فارم میں وجود کو دیکھ کر شانزے بھی حیرت سے منہ کھولے متوجہ ہوئی تھی۔جبکہ حور کی خونخوار غصے کی توپوں کا رخ اب اس معصوم کی طرف تھا۔

ارے ایجن۔۔۔اوہ سوری حور۔۔۔تم یہاں۔اور یہ کیا تم سڑک کے بیچ و بیچ کھڑی ہو۔۔۔وہ تو میں نے تمہیں بچا لیا ورنہ آج کچلی جاتی اور کیا کر رہی ہو یہاں پر۔۔۔آؤ بیٹھو گاڑی میں میں چھوڑ دیتا ہوں۔۔"ہارون نے سرسری ہی سہی مگر بہت گہری نرم اور شوخ نظر حور کے ساتھ کھڑی شانزے پر ڈالی اور پھر حور کی طرف متوجہ ہوتا حسین ترین لگا تھا۔جبکہ شانزے اب نا سمجھی اس کی فرینکنس دیکھتے حور کو دیکھا تھا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے تمہاری۔۔۔نہ ہی لفٹ دینے کی۔۔۔اپنی عنایت اپنے پاس" رکھو۔۔ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جا کر ہمیں تین چار آئسکریمز لا دو"نا جانے کونسا رعب تھا جو حور اس پہ جما رہی تھی جبکہ ہارون نے بھی ایک تیکھی نظر اس پہ ڈال کر دانت پیستے اس کی عجیب منطق پر حیرت زدہ سا اس کے ساتھ کھڑی منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی دباتی شانزے کو دیکھنے لگا۔

تم سے تو بعد میں پوچھوں گا اچھا بیٹھو۔۔لیکن یہ تو بتاؤ یہ محترمہ کون ہیں آپ کے" ساتھ"ہارون کی حور سے لڑاکا دوستی بھی اس لیے تھی کی دونوں کزنز تھے ایک دوسرے کے۔۔۔ہارون ملک نگین بیگم کا منہ بولا بیٹا تھا۔۔ہارون کے والد ریٹائرڈ میجر تھے جبکہ اس کی پیدائش کے وقت اس کی ماں کی وفات کے بعد انہوں نے ہارون کو نگین بیگم کو سونپ دیا تاکہ ان کا بیٹا ماں کی محبت سے محروم نہ رہ سکے۔کرنل یاور ملک ازلان کے والد اور نگین بیگم

کے یونیورسٹی کے دوست تھے۔ نگین بیگم کی اپنی بھی کوئی اولاد نہ تھی۔۔ یاور ملک نے اپنی باقی کی ساری زندگی اپنے ملک کی حفاظت میں گزار دی۔ نگین بیگم نے ہی اسے ماں کا پیار دیا۔۔ اسے لاڈ اور پیار سے بڑا کیا جو انکے جگر کا ٹکڑا تھا۔۔۔ کرنل یاور ملک کا فخر تھا ان کا بیٹا۔۔ وہ زیادہ تو نگین بیگم کے ساتھ رہتا تھا۔

اب بھی وہ کافی عرصے سے اسی شہر میں تھا لیکن کچھ مصروفیات اور خفیہ معاملات کی وجہ سے اس نے اپنی آمد کا زکر کسی سے نہیں کیا۔۔ پھر جب نگین بیگم نے اسے فون کر کے بلایا تو وہ بھی آنے کے لیے راضی ہوا۔

اب کی بار ہارون کی شانزے پر شوخ نظریں محسوس کر کے حور بے گھور کر اسے دیکھا لیکن وہ پھر بھی ڈھٹائی سے اسے دیکھنے میں مگن تھا۔۔ جانتی تھی اس کی نظروں کا مفہوم جو ہر لڑکی کو دیکھ کر بدل جاتی تھیں۔۔۔ ارمان بھی تو بہت تھے شادی کے۔۔۔

اور شانزے میڈم تو اب بھی یہ سب انجوائے کر رہی تھی۔ اب تو اس کی بھی باچھیں کھلی تھیں۔۔۔

!! آخر آرمی والے پسند جو تھے اسے۔۔۔ پسند کیا۔۔۔ کریز تھا اسے

"کوئی نہیں۔ تمہیں مطلب نہیں ہونا۔۔" وہ شانزے کو اپنے پیچھے کرتی اب کچھ کہنے ہی لگی تھی جب شانزے اس کی سائیڈ سے نکل کر سامنے آتے ہی اس کے سامنے ہاتھ بڑھا چکی تھی۔

ہیلو۔۔۔مائی نیم شانزے۔۔۔اور میں حور کی بیسٹ فرینڈ۔۔۔۔اینڈ آپ کون" ہیں۔۔؟؟۔کیا میں آپ کے ساتھ ایک سیلفی لے سکتی ہوں پلیز پلیز "لو بھئی شانزے میڈم تو ہو چکی تھیں لٹو۔فوراسے فرمائش کر ڈالی۔حور کا منہ حیرت کی زیادتی سے کھل گیا۔ہارون نے بھی حیرت پہ قابو پاتے دلکشی سے مسکراتے ہنسی دبائی تھی۔۔

جی جی شیور کیوں نہیں۔میں حور کا کزن ہوں۔"لیفٹیننٹ ہارون ملک"۔۔ہارون نے" ایک جتاتی نظر حور پر ڈال کر کہا تو شانزے میڈم جھٹ سے موبائل نکال کر اس کے پاس آ گئی۔تو سیلفی لینے لگی۔

حور تو اکتاہٹ سے اس کی فرینکنس دیکھ رہی تھی اس کی۔۔۔

!!!لیکن اسے ہنسی بھی آئی کیونکہ جانتی جو تھی اس کا آرمی کے لیے کرش

"اگر تم لوگوں کا ہو گیا ہو تو کیا اب ہم چلیں۔۔۔"

حور سوائے دانت پیسنے کے اور کر ہی کیا سکتی تھی۔ سو شانزے کو بری طرح گھورتی جا کر کار میں بیٹھ گئی۔۔ لیکن شانزے کو تو اس کی گھوری پر بھی فرق نہ پڑا اور لی گئی سیلفی دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔ آرام سے اس کے پیچھے ہو لی۔

"لگتا ہے ہارون میاں۔۔۔ اس بار بابا کی بہو لیکر جانی پڑے گی۔۔۔" دلکشی سے پیارا سا مسکراتے وہ بھی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

"ویسے یہاں پر آئی مین سنسان سڑک پہ پیدل کیا کر رہی تھیں آپ لوگ۔۔" حور اور شانزے دونوں ہی پیچھے بیٹھی تھیں۔ ہارون نے بیک مرر میں دیکھ کر سوال کیا تو شانزے نے حور کو دیکھ کر منہ بسورا جبکہ حور تو پھر سے اسے تیکھے تیوروں سے گھور چکی تھی۔

"یہ جو حور ہے ناں اسے شوق چڑھا تھا پیدل گھر جانے کا۔۔ مجھے تو لگتا تھا کہ آج میری معصوم ٹانگیں شہید ہو جائیں گی۔۔۔ ویسے کیا آپ سچ میں فوج سے ہیں۔۔؟ اب کی بات تو شانزے نے منہ بسور کر جواب دیا لیکن آخر میں اسے اشتیاق سے دیکھ کر پوچھی تو ہارون نے بھی پہلے اس کی سڑی شکل دیکھ کر لطف لیا۔۔۔ اندازہ تو اسے اس کی باتوں سے ہو ہی گیا تھا کہ میڈم آرمی والوں کا خاصا اشتیاق رکھتی ہیں۔ حور تو خاصی بے زار ہی اب باہر جھانک رہی تھی۔

"جی الحمداللہ۔۔۔آپ کو کوئی شک ہے مس شانزے۔۔۔"ہارون نے دل ہی دل میں" مسکراتے حور کو دیکھ کر لطف لیا۔۔بے چارے کو کبھی کبھی تو چانس ملتا تھا۔۔لیکن پھر اس نے بیک مرر کو شانزے کے اوپر سیٹ کیا جو سر ہلا کر موبائل میں لگ چکی تھی۔۔

آخر سوشل میڈیا کی دیوانی میڈم کو پکچر بھی تو اپلوڈ کرنی تھی۔ناجانے کیوں اس کی دھڑکنیں بے ربط سی ہوئیں۔۔اس کی گویا آج عید ہو گئی تھی۔۔۔دل ہی دل میں دلفریب سے منصوبے بناتا مسکراتا ہوا وہ بے حد پیارا لگ رہا تھا۔۔آئسکریم کارنر پر آئسکریم دلاتے دونوں کو اس نے پہلے شانزے کو ڈراپ کیا اور اس کے بعد دونوں گھر کے لیے روانہ ہوئے۔

★★★

اگلے دن ہی زرین پھر سے ہاسپٹل آ گئی۔۔اس وقت وہ اپنے ڈیوٹی آورز میں تھی جب ازلان کو اس کی آنے کی اطلاع ملی تو اس نے پیون کو کہہ کر اسے پیغام بھجوایا کی فری ہو کر اس کے آفس میں آئے۔پیون نے آکر ازلان کا پیغام دیا تو سر ہلاتی دوپٹہ سر پہ درست کرتی اس کے آفس کی جانب بڑھ گئی۔پنک لان کے سوٹ میں وائٹ کوٹ کے ساتھ اس کی شخصیت میں ایک الگ ہی نکھار تھا۔اس نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے اجازت ملنے پر وہ اندر داخل ہوئی۔سامنے ہی وہ ہمیشہ کی طرح کرسی کی بجائے اسے کھڑکی کے سامنے باہر کی جانب دیکھتے

ہوئے نظر آیا۔۔زرین کی آمد پر اس نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا۔۔چہرے پر نرم تاثرات تھے ۔اشارے سے زرین کو بیٹھنے کا کہتے وہ خود بھی بیٹھ گیا۔کوٹ ہمیشہ کی طرح کرسی کی بیک پہ لٹکایا ہوا تھا۔

زرین بھی ہچکچاتے چیئر پر بیٹھ گئی۔اس دن کے بعد سے یہ پہلی براہ راست ملاقات تھی۔

"کیسی ہیں ڈاکٹر زرین۔۔اور چوٹ کیسی ہے آپ کی۔۔آج کے دن آپ چھٹی کر لیتی۔۔۔کوئی ایشو نہ تھا۔۔۔"یوں لگا کہ ازلان کو بات ڈھونڈنے میں دقت پیش آئی ہو۔۔ازلان نے زرا سا آگے جھکتے ہوئے اس کو دیکھ کر ملائمت سے کہا،لہجے میں فکر بھی نمایاں تھی۔

"الحمداللہ آئی ایم فائن۔۔اور زخم معمولی سا تھا اب ٹھیک ہے۔۔۔چھٹی کی ضرورت نہیں تھی۔۔میں اپنی زمہ داری بخوبی نبھانا جانتی ہوں۔۔۔زرین نے حوصلے سے زرا سا مسکرا کر جواب دیا۔۔۔

اس کے لہجے میں کسی قسم کا شکوہ یا شکایت نہیں تھی لیکن پھر بھی ازلان کو لگا کہ وہ اس دن والے واقعے کا زکر کر رہی ہے۔

امم۔۔۔وہ ڈاکٹر زرین۔۔دراصل اس دن کے لیے میں معذرت چاہتا ہوں کہ " آپ کو زیادہ بلکہ بہت زیادہ ڈانٹ دیا۔۔آپ جانتی ہیں کہ میں اپنے پروفیشن کو لے کر کس حد تک ہوزیسو ہوں جس وجہ سے غصے میں آپ کو ڈانٹ دیا۔۔میں جانتا ہوں کہ آپ ایک ریسپونسبل ڈاکٹر ہیں۔۔۔جس کے لیے ایک بار پھر سے معذرت "شرمندگی کی رمق لیے کی گئی بات پر شروع میں تو زرین کو سمجھ نہیں لگی کہ کونسی بات لیکن پھر یاد آنے ہر اسے حیرت کا جھٹکا لگا کہ ڈاکٹر ازلان آفندی اس سے سوری بول رہے ہیں۔۔جبکہ غلطی اس کی اپنی تھی۔ اس نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

نہیں ڈاکٹر۔۔مجھے بالکل بھی برا نہیں لگا۔۔آپ حق بجانب تھے۔۔میں جانتی ہوں" ایک ڈاکٹر کا ریسپونسبل ہونا کتنا ضروری ہوتا ہے۔۔۔غلطی میری تھی۔۔مجھے سوری کرنا چاہئے ۔۔بلکہ میں پھر سے معذرت چاہتی ہوں لیکن آپ پلیز اس طرح بول کر مجھے شرمندہ مت کریں "زرین نے نہایت ادب سے تمیز کے دئرے میں اس کی بات کی خلافی کی اور نرمی سے معذرت کرتی ازلان کے دل میں اپنی جگہ مزید بڑھا گئی۔۔ازلان اپنے سامنے بیٹھی اس صبر کے پیکر کی مورت کو دیکھنے لگا۔۔کہیں سے نہیں لگتا تھا کہ وہ اتنے برس بیرون ملک رہ کر آئی

ہے۔۔اس کا بولنا،اس کا ہر کام، بات کرنے کا انداز،احساسات سب مشرقی لڑکیوں کی طرح تھے۔

میں کیا کہوں اب۔۔ خیر پھر بھی اگر دل آزاری ہوئی ہو تو بتا دیجئے کس طرح میری بے" ادبی کی تلافی ممکن ہو جائے"ازلان نے بھی اب شرارت کی رمق اوڑھتے اس کی آنکھوں می جھانکتے ہوئے کیا تو زرین بھی جنبش کی روادار نہ رہی۔۔

اللہ نا جانے اسے کیا ہو رہا اپنے بدلتے دل سے وہ خود بھی خائفاں تھی۔ہلکا سا وہ بھی کھکھلا دی۔

بھلے کوئی بھی صورت"اب کی بار زرین بھی زرا شوخ ہوتی شرارت سے مسکائی تھی۔" جی کوئی بھی۔۔۔"ازلان نے بھی بدستور فورآ کہا۔۔۔"

چلیں ٹھیک ہے پھر ایک ایک کافی ہو جائے۔۔۔"اس کی بات سن کر ازلان کا ہلکا سا" قہقہہ گونجا تھا اور سر سیٹ سے ٹیک لگا کر ہنس دیا۔زرین مبہوت سی اس کی ہنسی کو دیکھے گئی۔۔۔لیکن پھر خود ہی استغفر اللہ پڑھتی نظریں پھیر گئی جبکہ لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

ایک ان کہا سا ربط تھا جو جڑنے والا تھا۔

زرین کی آنکھیں بھی وہ ان کہا سا افسانہ بیان کر رہیں تھیں جس سے وہ خود بھی انجان تھی۔

بہت خوب ڈاکٹر۔۔۔ چلیں ٹھیک ہے اتنا تو ہم کر سکتے ہیں۔۔۔ بلکہ ایسا کرتے ہیں" ژالے بھی کچھ دن سے بہت یاد کر رہی آپ کو۔ تو آج گھر آجائیں۔۔۔ وہیں پہ کافی بھی پی لیں گے۔۔ اور ژالے کا دل بھی بہل جائے گا۔۔ اف یو ڈونٹ مائنڈ۔۔۔۔"اور زرین کو بھی کیا چاہیئے تھا وہ تو خود ژالے سے ملنا چاہتی تھی۔ فوراً سے ہامی بھر لی۔۔۔ ازلان نے اللہ حافظ کہتی وہ شام کو آنے کا کہتی باہر نکل گئی۔

****

کمرے میں ملگجی روشنی کا راج تھا۔ یزدان کو گئے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔ اور وہ اسے شدید یاد کر رہی تھی۔ اس کی تصویر پہ نظریں جمائے وہ اس کے نقش نقش کو محسوس کر رہی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سب گھر والے اس کے کمرے سے گئے تھے تو وہ یزدان کی تصویر لے کر بیٹھ گئی۔

لیکن ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی جب موبائل وائبریٹ ہوا تھا۔

اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔اس نے پیارے سے انداز میں اپنے دل کو دھڑکتے بھی پایا تھا۔جانتی تھی کون ہو سکتا ہے۔اس نے بغیر دیکھے موبائل اٹھا کر جلدی سے یس کر کہ کان سے لگایا تھا۔اور اگلے وجود کے بولنے کا انتظار کرنے لگی۔

★★★

اس وقت وہ انگلینڈ کے ہوٹل کے روم میں تھا۔اپنے اور دریہ کے بیچ کی حائل روشنی کو بجھتے دیکھنا،اچانک سے اندھیرا ہو جانا۔۔۔وہ پریشان ہو گیا تھا۔

اسے آئے ہوئے دو دن ہو گئے تھے اور اب صبح کے 6 بج رہے تھے۔ابھی تک داریہ سے بات نہیں ہوئی تھی۔سائیڈ ٹیبل سے اس نے موبائل اٹھایا اور اس کا نمبر ملایا جو دوسری بیل پر ہی اٹھا لیا گیا۔

اسے حیرت ہوئی کہ پاکستان کے وقت کے مطابق وہاں رات کا 1 یا دو بجے ہوں گے۔۔تو کیا وہ جاگ رہی تھی؟؟؟

یزدان کی پوری توجہ فون کی دوسری جانب تھی جو فون کان سے لگائے یزدان کی ہی آواز سننے کو بے چین تھی۔

کیسی ہیں داریہ۔؟"بھاری گھمبیر سی ہلکی آواز میں کہی بات پر داریہ کا دل بھی خوشی سے"
بھر گیا وہ تو دو دن بعد اس کی آواز سن کر ہی دل کو بھرا محسوس کر رہی تھی۔
میں ٹھیک ہوں۔۔۔آپ کیسے ہیں۔۔۔؟"دھیمی آواز میں کہا گیا۔"
میں ٹھیک ہوں۔۔۔آپ یہ بتائیں میڈیسن لے رہی ہیں آپ؟؟؟"یزدان نے فکرو"
پریشانی کے سنگ پوچھا تو داریہ کے گالوں پر نمی اتری۔
جی لی ہے"وہ بمشکل بول پائی،یزدان نے اس کے لہجے میں کپکپاہٹ محسوس کی جس"
سے وہ خود بھی اداس ہوا تھا۔
رو رہی ہیں؟"اس کی خاموشی اور سسکی سن کو وہ بھی ٹیک چھوٹے اب سیدھا ہو"
داریہ ایسے تو مت کریں،میں نے کہا ہے ناں میں آپکے ساتھ ہوں۔۔۔"وہ پاس "
ہوتی تو یزدان اسے سینے سے لگا کر اس کے آنسو خود میں جذب کر لیتا۔
"مجھے آپ یاد آرہے ہیں"معصومیت سے کہا گیا۔"
"مجھے بھی آرہی ہے۔۔۔لیکن روئیں مت۔۔مجھے آپکا رونا تکلیف دیتا ہے"
اب نہیں روؤں گی"۔۔ "

اچھا یہ بتائیں۔۔اتنی رات کو کیوں جاگ رہی ہیں۔۔۔طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔آواز" بوجھل لگ رہی ہے آپ کی۔۔۔"یزدان کو پھر سے اس کی فکر عود آئی تو پوچھ بیٹھا۔۔۔

اور داریہ جو رات کے اس پہر اپنی ڈائری کھولے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی اس کی فکر پہ مسکرا دی جو دوری پر بھی اس کی تکلیف جان لیتا تھا۔آج صبح سے ہی وہ اپنی طبیعت کافی بوجھل محسوس کر رہی تھی ۔

جی۔۔۔یزدان میں ٹھی۔۔ٹھیک۔ہوں۔۔۔۔آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔کک آہ" یزدان "اچانک بات کرتے تکلیف سی اٹھی تو آواز لڑکھڑا گئی۔ہاتھ فوراسے بیشتر پیٹ پر گیا۔دوسری جانب یزدان اس کی تکلیف میں ڈوبی آواز سن کر سیدھا ہوا۔

داریہ۔۔۔کیا ہوا۔۔آپ ٹھیک ہیں"اس نے پریشانی میں اجلت میں چلا کر تیز آواز" میں پوچھا۔۔

"یزدان۔پین ہو رہی ہے"دوسری جانب یزدان کا حال بھی مختلف نہ تھا۔تو کیا وہ" خواب حقیقت بننے والا تھا۔

لیکن ابھی کیسے۔۔۔؟؟ابھی تو ٹائم تھا پھر۔۔۔؟؟؟بے ساختہ اس ے پوچھا۔

فون پہ اسے داریہ کی کراہیں سنائی دے رہی تھیں

جلدی سے وہ ہوش میں آیا۔

۔"داریہ بات سنیں۔۔۔۔دیکھیں حوصلہ کریں۔کچھ نہیں ہو گا آپ کو۔۔فون مت بند کریں۔۔میں ابھی کسی کو بھیجتا ہوں۔"اس نے کانپتی آواز کے سنگ دوسرا موبائل نکالا اور اصفہان کو کال کی جب اصفہان کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی۔

لالا آپ اس ٹائم خیریت۔۔۔"وہ آنکھیں مسلتا گھڑی پہ ٹائم دیکھتا اٹھ بیٹھا۔۔"

اصفہان جلدی سے جاؤ داریہ کے پاس۔"۔اصفہان اسکی آواز سن کر جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا "

"کیا ہوا ہے لالا۔۔۔۔"

جلدی جاؤ اصفہان "اس کی بات کو اگنور کیے وہ پھر سے بے چینی سے چیخا تھا۔

اتنا بے بس اس نے خود کو کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔

اس نے مکا دیوار پہ مارا اور اکھڑے اکھڑے سانس لینے لگا اسی دن سے ڈرتا تھا

وہ۔۔اصفہان جب کمرے میں پہنچا تو داریہ کو اوندھے منہ بیڈ پر بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑے پیٹ پکڑے کراہتے پایا۔

بھابھی ماں "ہوش میں آتے وہ چیختا ہوا اس کے پاس پہنچا تھا۔"

بھابھی ماں۔زرین آپا۔۔۔"اس نے داریہ کو سیدھا کر کے آواز لگائی تو سب جلدی سے "
اس کے کمرے میں آئے جہاں داریہ کی حالت سب کے قدموں سے زمین کھینچ چکی تھی۔
صائم لالا۔گاڑی نکالیں۔جلدی۔"اصفہان کی پکار پر سب ہوش میں آئے اور وہ باہر کی "
جانب بھاگا۔۔
زرین جلدی سے آگے آئی تھی۔
مما۔"داریہ درد کی انتہا پر تھی۔۔"
عاشہ بیگم نے اس کو سہارہ دیا تھا

"اصفہان بھابھی کو اٹھاؤ۔۔۔جلدی۔۔ہاسپٹل لے کر جانا ہو گا جلدی کرو۔۔"زرین"
نے آگے بڑھتے اسے چیک کرتے شدید پریشانی سے کہا
گاڑی میں اس کو لٹاتے وہ ہاسپٹل کے لیے روانہ ہوئے۔باقی سب بھی پیچھے گئے تھے۔
یزدان نے فورا سے ٹکٹ کروائی تھی اور وہاں سے روانہ ہو گیا تھا۔

★★★★

ہاں بتاؤ کوئی خبر ملی اس کے بارے میں "اس وقت وہ دونوں گیسٹ روم میں بیٹھے سنجیدہ" اور سپاٹ چہروں کے ساتھ آمنے سامنے بیٹھے بات کر رہے تھے۔۔

اس وقت رات کے 2 بج رہے تھے لیکن وہ دونوں اپنے کام مصروف تھی۔

ہارون کے چہرے پر بھی ہمیشہ رہنے والی والی شوخی غائب تھی۔ حور کے سوال پر ہارون نے ایک نظر اسے دیکھا۔

کہاں ہونا ہے اس کمینے نے۔ چھپ کر بیٹھا ہے دبئ۔۔۔ قسم سے اگر تمام ثبوتوں کے " ساتھ اسے زندہ نہ پکڑنا ہوتا تو اب تک میں اس کی کھال ادھیڑ چکا ہوتا۔۔"ہارون کی آنکھوں سے شعلے لپک رہے تھے جبکہ حور کے تاثرات بھی کچھ مختلف نہ تھے۔۔

اس یاسر نے کچھ اور اگلا۔۔"حور نے کافی کا سپ لیتے ہوئے دوسرا سوال کیا۔۔"

نہیں۔۔ کوئی ڈھیٹ ہڈی ہے وہ سالا۔ کچھ بھی بتانے کے لیے تیار نہیں۔۔۔"دونوں کا" انداز طیش بھرا معلوم ہوتا تھا۔۔ حور نے محض سر ہلایا۔۔ابھی وہ کچھ کہتی جب اس کے موبائل پر میسج کی ایک خاص بپ بجی تھی۔اس نے الرٹ ہو کر میسج دیکھا لیکن نا جانے کیوں اس کے چہرے کے تاثرات حیرت زدہ تھے۔ پھر اس نے مٹھیاں بھینچ لیں۔ہارون بھی اس کی خطرناک ایکسپریشن دیکھ کر چونکا۔

کیا ہوا ایجنٹ ون۔۔۔از ایوری تھنگ آل رائٹ "اوہ تو ایجنٹ ون کی حقیقت سامنے آئی" تھی۔۔

یزدان بھیا دبئی گئے پاشا کے پیچھے "اس نے ضبط سے غصہ کنٹرول کرتے ہوئے کہا تو" ہارون کی بھی آنکھوں کی پتلیاں پھیلیں۔

اچھا۔۔مجھے تو پتہ تھا۔۔کیوں تمہیں نہیں بتایا ایجنٹ فورنے۔۔مجھے لگا تمہیں پتہ ہو گا""

سیریس سچویشن میں بھی ہارون ملک کی زبان کو کہاں سکون آتا تھا۔

اس وقت حور کی شکل دیکھ کر ہی اسے اتنی ہنسی آ رہی تھی اسی لیے ہنسی ضبط کرتے فل سنجیدہ ہو کر جھوٹ بولا حالانکہ اسے خود نہیں پتہ تھا۔حور نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔۔۔

ایسے کیسے کر سکتے ہیں وہ۔۔تمہیں انفارم کیا ہو اور مجھے نہیں۔۔"حور کی سوچ میں ڈوبی" ہوئی آواز آئی تو ہارون نے اس کے ماتھے کے بلوں کو دیکھ کر مسکراہٹ ضبط کی۔

آئی ڈونٹ نو۔۔۔لیکن یہ تو بہت غلط بات ہے۔۔۔ایسا نہیں کرنہ چاہیے تھا ان کو۔""

اس نے مصنوعی افسوس سے اس کی جانب دیکھ کر کہا اور حور جو اس کی فل ڈرامے بازیاں دیکھ کر رہی تھی اسے گھور کر رہ گئی۔

لیفٹیننٹ ہارون۔اپنی یہ شوخیاں اپنے پاس رکھیں۔میں سب جانتی ہوں کہ کتنا آپ"
جانتے ہیں اور کتنا آپ کو جاننے کی ضرورت ہے اس لیے آئندہ لمبی لمبی چھوڑنے سے پہلے سوچ
سمجھ لیجئے گا کس سے بات کر رہے ہیں آپ"حور نے طنز میں ڈوبی تیر چلائے تو ہارون اپنی بے
عزتی ہر تلملا کر رہ گیا۔۔ناجانے دونوں خود کو سمجھتے کیا ہیں مونسٹرز کہیں کے۔ایک کسی کھاتے
میں نہیں لاتا اور دوسرا طنز کر کر کے ہی مار دیتا ہے"۔۔حور اب فل اطمینان سے اپنے کام میں
مصروف ہو چکا تھا۔

اسی وقت دروازے پہ دستک ہوئی تھی۔تو ملازمہ اندر داخل ہوئی۔۔

حور میڈم وہ ازلان سر بلا رہے ہیں آپ کو۔۔"ملازمہ کی بات پہ وہ چونکی اور پھر لیپ"
ٹاپ بند کرتی باہر نکل گئی۔۔ہارون بھی اس کے پیچھے گیا۔وہ باہر آئے تو ازلان داریہ کے بارے
میں بتایا جسے سن کر وہ بھی کافی حد تک پریشان ہوئی۔۔

ابھی ازلان کو سکندر صاحب کا ہی فون آیا تھا۔

حور بچے آپ یہیں رہو۔۔میں اور ہارون جاتے ہیں۔۔۔"ازلان نے اس کے پاس"
آتے پریشانی اور اجلت میں کہا۔پھپھو بھی پریشان سی ادھر ہی کھڑی تھیں۔

"بھائی میں بھی چلتی ہوں ساتھ"

لیکن بچے بھپھوا کیلی ہیں یہاں پر۔۔اور ژالے کے پاس بھی تو کسی کو ہونا چاہیئے۔۔آپ" یہیں رہو۔۔میں چلتا ہوں۔،پریشان نہیں ہونا۔۔سب ٹھیک ہو گا۔"ازلان نے اس کا گال تھتھپاتے ہوئے کہا ہارون کو اشارہ کیا جو خود بھی سنجیدہ سا پریشان کھڑا تھا۔ان کے نکلنے کے بعد حوردکھ میں اٹی صوفے پر بیٹھی داریہ کے لیے دعا گو تھی۔

****

سب پریشان حال سے پاسپٹل میں آئی سی یو کے باہر کھڑے تھے۔۔ڈاکٹر اجلت میں اندر باہر آجا رہے تھے۔۔سب کو لبوں پر اپنی پیاری داریہ کے لیے دعا تھی۔

ڈاکٹر کیسی ہے داریہ۔۔۔"ایک ڈاکٹر باہر نکلا تو عائشہ نے آگے بڑھ کر کانپتے لبوں سے" پوچھا۔

کچھ کہہ نہیں سکتے۔اس کی کنڈیشن بہت خراب ہے۔۔ان کا بی پی کنڑول نہیں ہو رہا " ۔تب تک ہم آپریشن سٹارٹ نہیں کر سکتے۔۔آپریشن کے بعد انفیکشن پھیلنے کا بہت خطرہ ہے۔ سوری ٹو سے کہ ماں اور بچے میں سے کسی ایک کو ہی بچایا جا سکتا تھا۔۔یا پھر ماں اور بچہ دونوں کی جان کو خطرہ ہے۔کچھ کہہ نہیں سکتے۔"ڈاکٹر صاحبہ کی سفاک بات ان سب کے سروں پر پہاڑ بن کر ٹوٹی تھی۔

عائشہ بیگم نے درد سے دل پہ ہاتھ رکھا تھا۔جبکہ اصفہان تو ڈاکٹر کی بات سن کر غصے سے پاگل ہوا تھا

یہ کیا کہہ رہی ہیں ڈاکٹر صاحبہ۔۔۔کچھ نہیں ہو سکتا بھابھی کو۔کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔انہیں اور بے بی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔"اصفہان اپنا آپا کھوتا ہوا سرخ آنکھوں سے بولا تھا۔

"آپ لوگ حوصلہ۔ہم اپنی پوری کوشش کریں گے۔۔۔آپ لوگ دعا کریں۔۔"

یزدان کو بلا دیں وہ بار بار انکا نام پکار رہی ہے۔تاکہ وہ ریلیکس رہیں۔۔۔"ڈاکٹر ارم نے تحمل سے بات سمجھائی لیکن ان کو سکون کہاں آنا تھا۔

یزان کا سوچ کر ایک بار سب لوگ تکلیف میں لپٹے تھے۔

اگلے چار گھنٹوں تک ان سب کی جان سولی پہ لٹکی ہوئی تھی

اغا جان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسی لیے انہیں گھر بھیج دیا گیا تھا۔ساتھ میں داؤد صاحب بھی گئے تھے۔

صبح ہو چکی تھی لیکن آج لاہور کا موسم بھی شاید اداس تھا آج۔

بادل گرجنے کی آوازیں،اور موسلا دھار بارش نے ہر جگہ جل تھل کر دیا تھا۔

عائشہ بیگم کی آنکھیں تو اپنے بچوں پر آئی اس کٹھن گھڑی پر برستی جا رہی تھیں۔

صائم نے ماہوش اور وانی کو بھی اندر کمرے میں بھیج دیا تھا جن کی حالت بھی مختلف نہ تھی۔

صائم اور ازلان ہی مضبوطی کا دامن پکڑے سب کے حوصلے بحال رکھے ہوئے تھے

سماعت کسی انہونی سننے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔

۔اسے پین کلرز دے کر ابھی آئی سی یو میں ہی رکھا ہوا تھا۔۔جب تک اس کی کنڈیشن نارمل نہیں ہوتی آپریشن نہیں کر سکتے تھے۔۔

یااللہ یہ یزدان فون کیوں نہیں اٹھا رہا۔۔یااللہ حفاظت کرنا ۔داریہ کو اپنی حفظ وامان میں رکھنا۔۔۔

صائم کرسی پہ بیٹھتے یزدان کے کال نہ اٹھانے پر سخت رنجیدہ سا تھا۔

وانی بھی اداس سی شکل لے کر صائم کے پاس بیٹھی تھی۔

بیسٹو۔۔پلیز بھابھی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ان کو کچھ ہوا تو یزدان بھیا بھی جی نہیں پائیں گے۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"۔وہ روتی ہوئی اس کے کندھے پہ سر رکھتی خوف میں مبتلا تھی۔

نہیں وانی۔ایسے مت کہو۔کچھ نہیں ہو گا بھابھی کو۔انشاءاللہ دعا کرو۔۔وہ بہت بہادر "
ہیں۔۔۔خود کو سنبھالو میری جان"
وانی نے اپنی روتی شکل سے سر اثبات میں ہلایا
ماہوش بھی وہیں آئی تو صائم نے اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر خود سے لگایا۔
"آؤ وش دعا کرتے ہیں۔۔اللہ جی ہماری سنیں گے۔۔۔بھابھی ٹھیک ہو جائیں گی۔وانی"
نے ماہوش کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو صائم بھی اس کی معصومیت پر ہلکا سا مسکایا تھا۔
صبح تک یزدان بھی پہنچ گیا تھا۔۔راہداری سے گزرے ہوئے جیسے ہی وہ انٹر ہوا تھا تو ہر
کوئی اس کی بکھری حالت پر دوہرے درد میں لپٹا تھا۔
یزدان سب کو دیکھتا بھاری قدم چلتا ہوا عائشہ بیگم کے پاس آیا تھا جو نڈھال سی تھیں۔
"مما داریہ۔وہ ٹھیک ہیں ناں۔"
اس کی چہرے کی رنگت متغیر تھی۔
ہمت رکھو میرے بچے۔۔کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔یہ وقت حوصلے اور مضبوط رہنے کا "
ہے۔۔۔وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔"وہ تو خود نڈھال تھی لیکن بیٹے کی حالت دیکھ کر بھی دل
کٹ رہا تھا۔

گراس وقت تسلی کسی کے بس میں نہیں تھی۔

جس انسان کو سوئی چبھنے کی تکلیف بھی وہ برداشت نہ کر سکتا تھا اندر وہ زندگی اور موت کے منہ میں تھی۔

اس کی نیلی آنکھیں سرخ انگارہ تھیں۔۔

ڈاکٹر ارم باہر آئیں تو یزدان ان کی جانب گیا۔۔

مسٹر یزدان ان کاغذات پہ سائن کر دیں جو کہ اس بات کا تصدیق نامہ ہو گا کہ آپ بچے "

اور ماں میں سے کس کی جان بچانا چاہتے ہیں۔" یہ بات یزدان کی پہلے سے ہلکان جان کو اور مزید زخم دے گئی۔

میری وائف کو بچا لیں۔پلیز ز۔۔" یہ بات کس دل سے کہی وہی جانتا تھا۔"

لیکن آپ کی وائف کی خواہش اس بچے کو جنم دینا ہے۔۔اس لیے میں نے آپ کو بلایا"

ہے کہ آپ ان سے بات کریں۔۔ایسے میں ان کی جان جا سکتی ہے "ڈاکٹر کی بات سن کر یزدان پریشان ہوا تبھی وہ سر ہلائے فوراً سے داریہ کے روم کی طرف بڑھا۔وہ نڈھال سی لیٹی، بمشکل سانس لیتی یزدان کی جان فنا کر گئی تھی۔

وہ وہ چلتا ہوا اس کے پاس پہنچا اور جھک کر اس کی پیشانی چومی۔اس کی آنکھوں سے بہتی نمی نے داریہ کے حواس جگائے۔

"مجھے اتنا مت آزمائیں داریہ۔۔اگر آپ ہی نہ ہوئیں تو۔۔۔۔۔۔یزدان جی کر کیا کرے گا۔"

اتنا کمزور تو وہ کبھی نہ تھا جتنا اس وقت اپنی جان سے پیاری بیوی کی تکلیف کو دیکھ کو ہو گیا تھا۔

"ہم کیسے کہہ سکتے ہیں یزدان۔۔۔کہ اگر اس بچے کے مرنے کے بعد بھی ہم جی پائے گے۔وہ میرے ساتھ جڑا میرا حصہ ہے۔۔۔آپ کے وجود کا ٹکڑا ہے۔۔مم۔۔۔میں! ۔۔۔کیسے اسے مار سکتی ہوں۔۔۔کچھ نہیں ہو گا مجھے۔۔ایک بیوی کے ساتھ ایک ماں بھی ہوں اب۔۔۔۔کیسے اپنے بچے سے جینے کا حق چھین سکتی ہوں۔۔۔"

"یوں مت آزمائیں مجھے داریہ" اس نے اپنا بے جان ہاتھ یزدان کے چہرے پر حسرت سے پھیرا۔

بولنا اس کے لیے مشکل تھا۔

www.novelsclubb.com

م۔۔۔میں۔ہمیشہ آپ کے ساتھ رہوں گی۔ہمارا بچہ آپ کے پاس میری امانت ہو گا۔"
۔"وہ پل پل تڑپ رہی تھی اور یزدان کی آنکھیں اس ستم پر اس سے التجا کر رہی تھیں۔
بس۔۔۔کچھ نہیں ہو گا آپ کو۔۔اور میں سائن نہیں کروں گا۔۔جب تک یزدان"
سکندر کی سانسیں باقی ہیں آپ کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔"اس وقت سخت اذیت میں تھا۔
آپریشن کا ٹائم ہو گیا تھا ڈاکٹر نے باہر جانے کا کہا تو یزدان نے ایک شکایتی بھیگی نگاہ اس پہ
ڈالی۔
وہ سارا وقت کانٹوں پہ گھسیٹتے ہوئے گزار پایا۔۔۔۔
اس نے ہاسپٹل میں موجود مسجد کا رخ کیا تھا۔
یااللہ۔۔۔اے میرے خدا۔۔اے دو جہانوں کے رب۔۔۔نہ آزما مجھے اتنا "
سخت۔۔بچا لیں اس کی جان۔۔۔میں مر جاؤں گا۔۔"اس کی آنکھیں سمندر کا روپ دھار گئیں
تھیں۔
اور پھر وہ وقت آ گیا تھا جب ڈاکٹر نے آ کر اس کا فیصلہ سنایا تھا۔
آئی سی یو کے باہر کھڑے نرس نے ایک بلیو رنگ کے کمبل میں لپٹا سرخ گالوں والا
پرنس کو جب یزدان کی گود میں دیا تو وہ لمحہ سب کی آنکھیں نم کر گیا۔۔

خود یزدان اپنے بیٹے کو دیکھتے خود پر کنٹرول نہیں کر پایا اور اس کی پیشانی کو چومتے اور اس کی بند آنکھوں پر بوسہ دیتے خود بھی رو دیا۔۔

باقی سب کی آنکھیں بھی نم تھیں۔

لب مسکرا رہے تھے۔وہ باپ کی گود میں آتے ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہا تھا۔جبکہ ماتھے پر چھوٹے چھوٹے بل بھی نمایاں تھے جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔پھر وہ مسکرایا تھا۔

یزدان نے آہستگی سے اسے چومتے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔وہ صاحب اولاد ہو کر دنیا فتح کر چکا تھا۔اب وہ باری باری سب کے پاس گھوم رہا تھا۔

"کیسے ہو میرے ننھے چیمپ۔۔۔دنیا میں آمد مبارک ہو"اصفہان نے جب ننھے مہمان کو اپنی بانہوں اٹھایا اور اس کی گالوں کو چوم کر کہا تو اس نے پہلے تو اپنی بڑی بڑی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔سب حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے جو بڑے دھیان سے اصفہان کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔اس نے اسے دیکھ کر لب سکیڑے اور وہ منہ بنا کر ہلکی آواز میں رونا سٹارٹ کر گیا۔شاید اسے اپنے چاچو پسند نہیں آئے تھے۔۔اصفہان کا بے عزتی سے منہ کھل گیا۔

سب مسکرائے تھے۔

اس وقت ڈاکٹر ارم باہر نکلی تھیں۔

مبارک ہو مسٹر یزدان۔اٹس آ۔میریکل۔۔۔آپ کے بچہ بھی ٹھیک ہے اور آپکی" وائف بھی ٹھیک ہیں بالکل۔اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم کیا ہے اپنا۔آپ کی دعائیں قبول ہو گئیں۔ تھوڑی دیر میں انہیں روم میں شفٹ کر دیا جائے گا پھر آپ مل سکتے ہیں ان سے۔ابھی وہ بے ہوش ہیں۔"ڈاکٹر کے الفاظ نے ان کے جسموں میں نئی روح پھونک دی تھی۔یزدان کو لگا جیسے اچانک سے ہر درد مٹ گیا ہو۔

اس کے لب اچانک سے مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔تھا۔۔اسے اس پاک ذات کا شکر ادا کرنا تھا جس نے اس کی زندگی اس کو لوٹا دی تھی۔اس کا خدا پر یقین جیت گیا تھا۔سب خوش تھے۔۔۔آغا جان نے پورے ہاسپٹل میں جشن منایا تھا۔سب کو مٹھائی بانٹی گئی۔آخر کو ان کے پوتا دنیا میں آئے تھے۔۔ان کے لاڈلے بیٹے کی اولاد۔۔ان کے یزدان سکندر کی اولاد۔ سب بہت خوش تھے۔۔۔خوشی ان کے چہروں پر عیاں کو رہی تھی۔۔بچے کو ابھی کیئر کی ضرورت تھی اس لیے ابھی سپیشل کیئر میں رکھا گیا تھا۔یزدان تو بس داریہ سے ملنے کے لیے بے چین تھا جس کا بس چلتا تو ابھی اس کے پاس پہنچ جاتا۔

تھوڑی دیر میں حور بھی ژالے کو لے کر آ گئی تھی اور ژالے ننھے بے بی سے ملنے کے لیے سپر اکسائیٹڈ تھی۔ لیکن ابھی انتظار کرنا تھا سب کو۔

****

تھوڑی دیر میں داریہ کو ہوش آ گیا تھا۔۔ نرس نے آ کر اطلاع دی تو سب بے صبری کی اس کے کمرے کی جانب لپکے۔ پورا شاہ مینشن اس وقت ہسپتال میں جمع تھا۔۔۔

جو اس وقت زرد چہرے اور آنکھوں کے نیچے حلقوں سے کمزور دکھائی دے رہی تھی

۔عائشہ بیگم نے اس کا ماتھا چوم کر اس پر پیسے وارے۔ سب بے حد خوش تھے۔۔ جبکہ داریہ کی نظریں تو یزدان کو تلاش کرتی بار بار دروازے کی طرف جا کر واپس لوٹ رہی تھیں۔ داریہ نے جب بچے کے بارے میں سوال کیا ابھی کے لیے اس کو سپیشل کیئر میں رکھا گیا ہے۔ داریہ نے آنکھوں میں تشکر کے آنسو آ گئے۔۔ ممتا بے چین تھی اپنے بچے کو دیکھنے کے لیے اس سے ملنے کے لیے۔

ایک خاص خوشبو کی مہک محسوس کر کے اس نے دوازے کی جانب دیکھا تھا جہاں یزدان بکھری سی مگر فریش حالت میں کھڑا تھا۔

سب نے بھی مڑ کر یزدان کی جانب دیکھا تو عائشہ بیگم نے سب کو اشارہ کیا تھا باہر جانے کا ۔۔۔وانی، زرین ماہوش، اصفہان اور صائم باہر چلے گئے تو عائشہ بیگم بھی ایک بار پھر داریہ کو پیار کر کے چلی گئیں۔

باقی لوگ تو پہلے ہی گھر جا چکے تھے. اب یزدان آہستہ آہستہ قدم لیتا ہوا مسلسل داریہ پہ نظر ٹکائے اس کے بیڈ کے قریب آیا۔ داریہ بھی بنا پلکیں جھپکائے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ یزدان ایک ہاتھ بیڈ کے سرہانے رکھ کر اس کی جانب ہلکا سا جھک۔

ٹوڈے آئی ایم بلیسڈ۔ آئی ایم بلیسڈ ٹو ہیو یو ان مائی لائیف۔۔" یزدان نے اس کے کانوں میں گھمبیر سرگوشی کرتے ہوئے اس کے ماتھے پر لب رکھے تھے اور احساس سکون کو اپنے اندر اتارا تھا۔ داریہ کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا تھا جسے یزدان اپنی انگلی کے پور پر چن کر اپنی مٹھی میں قید کیا تھا۔ لیکن داریہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہنے لگے۔ جبکہ لب مسکرا رہے تھے۔

یزدان نے مسکرا اس کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھ کر اپنی ہتھیلی سے اس کے آنسو صاف کیے اور آرام سے محبت سے اسے اپنے سینے میں سمیٹ لیا۔ دل کی گفتگو میں دو وجود چپ تھے۔۔بس ایک دوسرے کو پاس ہونا محسوس کر رہے تھے۔

چپ۔۔اب کوئی آنسو نہیں۔۔بتا نہیں سکتا آپ کو میں کہ کتنی بڑی خوشی دی ہے آپ" نے مجھے۔۔۔ایسی خوشی جس کے مقابلے میں دنیا کی تمام خوشیاں ماند پڑ جائیں۔۔جس کے لیے یزدان سکندر آپ کا بے حد شکر گزار ہے مجھ ناچیز کو مکمل کرنے لیے۔۔ہماری فیملی کو مکمل کرنے کے لیے۔کوئی ہے جو۔اب مجھے بابا کہے گا۔۔۔یہ ایک فرحت بخش احساس ہے داریہ۔ آپ کی بدولت میں نے یہ سکھ پایا ہے۔۔تھینک یو سو مچ۔"اس کے بال سہلاتے ہوئے یزدان کے لہجے میں کیا کچھ نہیں تھا۔۔۔اس کے لہجے میں پھوٹتی خوشی داریہ کے رگ و پا میں سکون برپا کر رہی تھی۔

یزدان ہمارا بچہ "داریہ نے اس سے الگ ہو کر بے چینی سے اس سے پوچھا تھا۔یزدان تو" خود اس کو اپنی بانہوں میں لینے کے لیے بے چین تھا۔

ابھی اس کو انڈر کیئر رکھا گیا ہے۔۔بس تھوڑی دیر اور۔۔۔وہ کافی ویک تھا اس" لیے۔تب تک آپ بتائیں کیا کھائیں گی۔۔ایک سیکنڈ میں فروٹس کاٹ کر دیتا ہوں آپ کو" یزدان فکر و پریشانی سے کہتے ہوئے ابھی اٹھا ہی تھا جب دروازے پر نرس کو دیکھ کر رک گیا جو بچہ کو گود میں لیے اندر آئی تھی۔

اس کی کنڈیشن اب ٹھیک ہے ماشاءاللہ۔"ایک نرس نے مسکرا کر کہا تو یزدان نے سر ہلا" کر آگے بڑھ کر بچے کو اپنے بازو میں لیا تھا۔

نرس نے داریہ کی ڈرپ چینج کرتی مسکرا کر اس کو خیال رکھنے کی ہدایت کرتی باہر نکل گئی۔

یزدان اسے مجھے دیں ناں۔"خوشی سے داریہ کی آواز کپکپا گئی۔یزدان جو اس کو دیکھنے" میں مصروف تھا جہاں وہ اپنی آنکھیں موندے سکون سے سویا ہوا تھا۔

داریہ کی آواز سن کر اس کی جانب قدم بڑھائے۔اس کے قریب پہنچتے ہی وہ دوبارا اس کے قریب بیٹھا تو داریہ ن بلیو کمبل میں لپٹے اپنے ننھے چاند کو دیکھا۔وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی ۔۔لیکن چھوئے بغیر ایک ماں کی پیاس کیسے بجھتی۔۔اس نے ہاتھ آگے بڑھایا تو یزدان نے ایک کو اس کی گود میں دیا جب وہ اسے بازوؤں میں تھامے اس کی سرخ سرخ گالیں اور چھوٹے چھوٹے ہونٹ دیکھتی اس کو جا بجا چومتی اپنے سینے میں بھینچ گئی۔ماں کا لمس پاتے ہی وہ سو تو بھی اپنی آنکھیں کھولے اب ماحول کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسکی آنکھیں دیکھ کر داریہ نے حیرت و خوشی سے یزدان کی جانب دیکھا تھا تو یزدان بھی اس کی سوچ پڑھ کر کندھے اچکا کہ رہ گیا۔

"یزدا۔۔۔ن اس کی آنکھیں آپ پر گئیں۔ہائے میرا ننھا شہزادہ۔میرا نیلی آنکھوں والا پرنس۔۔"داریہ نے یزدان کو کہتے ہی بچے کی آنکھوں پر بوسہ دیا تھا۔

داریہ نے اسے دیکھا جو اپنی چھوٹی چھوٹی نیند سے بھری آنکھوں کو کھولنے کی کوشش میں ہونٹ لٹکائے شاید رونے کی تیاری میں تھا۔داریہ نے مسکرا کر اس کی گال پر بوسہ دیا تو اس کے ہونٹوں کے کنارے بھی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔وہ پر سکون ہوتا داریہ میں سمٹ کر پھر سے آنکھیں موند گیا تھا۔

میری جان۔"داریہ نے ایک بار پھر مسکرا کر اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا تھا۔۔"

"بہت شکریہ داریہ آپ کا۔۔کیسا لگ رہا ہے آپ کو۔۔۔"یزدان تو نا جانے آج کتنا خوش تھا۔۔اس نے ملائم پن سے اپنی بیٹے کو چھو کر کہا تو داریہ نے رشک سے اس کو دیکھا جو صرف اس کا تھا۔

"حسین ترین۔۔میں بیان نہیں کر سکتی اپنی خوشی یزدان۔"

۔بہت ڈر گیا تھا تھا اپ کو کھونے سے۔۔ کبھی مجھے مت چھوڑیے گا۔۔۔یزدان آپ"
کے بنا کچھ نہیں ہے اب۔" یزدان آنکھوں میں محبت کے دیے جلائے اسے دیکھتا مسکرایا تھا اور
داریہ تو اپنی اتنی اہمیت پر دیوانی ہوتی جا رہی تھا۔
اچانک سے وہاں وانی، اصفہان ماہوش، صائم، زرین، حورالعین، ژالے کی آمد ہوئی تھی
جواب کمرے کے اندر گھستے دانت نکالے کھڑے تھے۔۔یزدان نے ایک آئبرو اچکا کر انہیں
گھورا تھا۔

"ناٹ فیئر بھیا۔۔ ہمیں بھی تو اپنے بھانجے سے ملنے دیں۔سارا پیار خود ہی کر لیں گے"
کیا۔۔۔ہم بھی تو ہیں۔۔انہیں بھی تو پتہ چلا کہ ان کی چار چار پھپھو اور دو دو چاچو بھی ہیں۔"
وانی نے آگے آتے ہوئے لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھ کر پہلے تو گھورا پھر ایکسائٹمنٹ
سے چینچی۔ژالے تو پہلے ہی کسی کا انتظار کیے بنا چلتی ہوئی بیڈ کے قریب جا کر داریہ کے بیڈ پر
چڑھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔یزدان نے اسے دیکھا تو ہنس کر کھڑے ہو کر اسے اٹھا کر داریہ
کے پاس بٹھایا۔

"یہ غلط ہے وانی بچے۔دو چاچو نہیں بلکہ تین ہیں۔۔۔لگتا ہے مجھے بھول گئی ہو شیطان"
لڑکی۔۔"خوشی سے بھری شوخ شکایتی آواز سن کر سب نے پیچھے دیکھا جہاں سے اب ازلان

پھولوں کا گلدستہ پکڑے آرہا تھا۔وہ آگے آکر سب سے پہلے یزدان کے گلے لگا اور اسے مبارک دی۔

مبارک ہو میری شیر۔۔۔باپ بن گیا میرا جگر۔۔۔"ازلان نے اس کی پیٹھ کو" تھتھپاتے ہوئے شوخ آواز میں کہا تو یزدان بھی ہنستے ہوئے اس سے الگ ہوا اور اسے گھورا۔اب ازلان نے اس کے سامنے سے ہٹ کر داریہ کو مبارک دی جو داریہ نے مسکرا کر قبول کی۔ازلان نے اپنی نمونی کو دیکھا جو بچے کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔ وہ انس کو چھونے کے لیے ہاتھ آگے بڑھاتی پھر پیچھے کھینچ لیتی۔۔

ڈیڈ یہ کس کا پرنس گڈا ہے۔۔"ژالے نے اپنی سمجھداری کے مطابق رخ موڑ کر" ازلان کو دیکھ کو سوال کیا تو سب کے قہقہے چھوٹے تھے۔لگ ہی وہ گڈا رہا تھے چھوٹا سا۔۔اور اوپر سے ساکت پڑے اس پر مجسمہ کا گمان ہوتا تھا۔

بیٹا یہ گڈا نہیں ہے۔۔یہ آپ کا بھائی ہے۔۔۔"ازلان نے اس کا پاس آکر اس کے گال " چوم کر کہا تو شاید اب ژالے کے پلے بھی کچھ پڑا تھا۔

ڈیڈ وہ بولتا کیوں نہیں ہے۔۔؟؟؟ژالے کے کئے گئے سوال پر پھر سب مسکرائے" تھے۔اب کے یزدان اس کے پاس آیا تھا اور بیڈ کے پاس پڑی کرسی پر بیٹھ کر ژالے کو اپنی گود میں بٹھایا۔

بیٹا یہ ابھی چھوٹے ہیں ناں۔۔۔اسی لیے۔۔۔آپ ان کو ٹچ کر کے دیکھو۔۔۔"یزدان " نے اس کے گال کھینچتے ہوئے کہا تو ازلان نے بچے کو اٹھا کر ژالے کے پاس کیا۔۔۔ژالے نے ڈرتے ڈرتے اس کی گال پہ ہاتھ لگایا۔۔۔لیکن جب اچھا محسوس ہوا تو ہنس کر تالیاں مارتی کھلکھلانے لگی۔

چاچو یہ تو بہت سوفٹ ہیں۔۔"ہاہاہا۔۔۔"اس نے ہنستے ہوئے پھر سے اس کے گال کو" چھوا اور یزدان سے لپٹ گئی۔سب ہنس پڑے۔۔

جی میرا بچہ۔۔بالکل آپ کی طرح سوفٹی سوفٹی ہیں۔"یزدان نے اس کی گال چوم کر " کہا تو ژالے بھی خوش ہو گئی

"تاتو۔۔کیا میں اس کے ساتھ کھیل سکتی ہوں۔۔۔"ژالے نے بے چاری نظروں سے" یزدان کی جانب دیکھ کر پر سوچ انداز میں پوچھا

"ہاں بیٹا آپ ان کے ساتھ کھیل سکتے ہو۔۔۔لیکن ابھی یہ چھوٹا ہے ناں۔۔۔جب بڑے ہو جائے گا تب یہ آپ کے ساتھ کھیلیں گے۔۔"یزدان نے کہتے ہوئے اسے گدگدانا شروع کیا کیوں کہ باتوں کی کوئین پھر سے کچھ پوچھنے کو تیار تھی۔

بھیا اس کا نام کیا رکھیں گے "وانی سے بچوں کو گود میں لیتے ہوئے یزدان سے پوچھا تھا تو"

داریہ کی اس سوال پر نظریں اصفہان کی جانب اٹھی تھیں۔

بچے کا نام اصفہان رکھے گا۔۔"یزدان جو کچھ بولنے والا تھا جب داریہ بول پڑی تو"

یزدان نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

جب کہ نظریں بھی اصفہان کی جانب اٹھیں۔۔

اصفہان چل کر ان کی جانب آیا اور اس کو اٹھا کر اپنی بازو میں لیا۔

وہ نیلی آنکھوں والا شہزادہ تھا۔۔

ولی یزدان سکندر "اصفہان نے اس کی پیشانی کو چومتے ہوئے بلند آواز میں کہا تو "

داریہ اور یزدان دونوں نے ہی پہلے ایک دوسرے کی جانب اور پھر اصفہان کی جانب داریہ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔

ماشاءاللہ۔۔۔"سب کو نام پسند آیا تھا۔۔"

۔اب سب بچوں کے ساتھ بزی ہو چکے تھے۔داریہ کو دو دن میں ڈسچارج کیے جانا تھا اسی لیے اس کے پاس بس زرین،اصفہان اور یزدان ہی رکنے والے تھے۔

****

اس وقت ژالے اور زرین دونوں ہی ہاسپٹل کی کینٹین میں بیٹھے تھے۔ژالے کو بھوک لگی تھی اسی لیے اس نے کھانے کی ضد کی تو زرین اسے لے کر کینٹین میں آ گئی۔۔ژالے تو خود صبح سے اس سے چپکی ہوئی تھی۔زرین آپی زرین آپی بول بول کر اس کا سر کھا چکی تھی۔اس کے علاوہ بھی تو کسی کے پاس ٹھہرنے پر راضی نہیں تھی۔

ابھی بھی زرین اسے جوس وغیرہ پلانے کی کوشش میں تھی۔ماشاءاللہ سے وہ تو اب کھانا بھی کھا لیتی تھی لیکن اس وقت وہ لاڈو رانی بنے زرین کی گود میں بیٹھی اس کی گردن کے گرد بازو حائل کر کے اپنا سر اس کے کندھے پر ٹکائے چاکلیٹ کھانے کی فرمائش کر رہی تھی جبکہ زرین چاہتی تھی کہ وہ کچھ کھا لے لیکن وہ تو چاکلیٹ کی ہی ضد لگائے بیٹھی تھی۔دو دن سے اس کا گلا ہلکا ہلکا خراب تھا اور کھانسی بھی تھی جس کی وجہ سے وہ لاڈو رانی بنی ہوئی نڈھال پرنسس بنی سی تھی۔

ژالے بیٹا ضد نہیں کرتے ناں بچے۔۔جوس پی لو اس کے بعد آپ چاکلیٹ بھی کھا لیجیے" گا۔۔۔آئی پرامس لے کر دوں گی"زرین نے پچکارتے ہوئے اس کی کمر پر تھپکی دے کر اس اپنے سامنے کر کے بٹھا کر اس کی گال چھو کر کہا تو ژالے میڈم نے منہ بسور کر اس کی جانب دیکھا

۔

نو نو نو۔مجھے چاکلیٹ کھانی۔بش"وہ بھی ضدی اپنی بات سے ہٹنے کو تیار نہیں تھی تو "

زرین نے ایک اداس نظر اس پر ڈالی لیکن ژالے کوئی لفٹ کرانے کے موڈ میں نہیں تھی۔اتنے میں ازلان جو حور سے ژالے کا پوچھ کر آیا کینٹین کی ہی جانب آیا تھا

ژالے کی بات سن کر کہانی کو سمجھتا ان کے قریب چلا آیا۔ژالے کا پھولا منہ دیکھ کر وہ ایک نظر زرین کو دیکھ کر قریب ہی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔زرین نے اس کے آنے پر سیدھا ہو کر بیٹھتے دوپٹا صحیح سے سر پر جمایا۔ازلان نے غور سے اس کی حرکت دیکھی۔۔اس نے نوٹ کیا تھا کہ وہ کبھی اپنے سر سے دوپٹا نہیں اتارتی تھی۔۔اور یہ بات اسے اچھی لگتی تھی کہ وہ اپنے آپ کو دنیا کی نظروں سے محفوظ رکھنے والی باحیا اور باپردہ لڑکی ہے۔

کیا ہوا ژالے۔۔میری جان۔۔"ازلان نے ژالے کی جانب نظریں مرکوز کرتے اس" سے پیار اور نرمی سے پوچھا تو ژالے بات کی آواز سن کر اس کی جانب پلٹی اور فورا سے اپنے بازو

پھیلا لیے۔ازلان نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی گود میں لیا ژالے اس کی گردن میں بازو ڈالتی اس سے لپٹ گئی۔زرین نے محبت پاش نظروں سے دونوں کو دیکھا۔۔ازلان جو اس وقت تھکے سے حلیے میں ژالے کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو سنوار کر اس کی بات سن رہا تھا۔

اس وقت کالے سوٹ میں ازلان کا سراپا ہوش ربا تھا اور زری ہر بار کی طرح آج بھی اس کے سامنے دب گئی تھی۔

زرین نے جلدی سے نظریں پھیر لیں۔محبت کا پودا تو کھل چکا تھا۔۔۔محبت کا ستارہ روشن ہو چکا تھا۔دو طرفہ نہیں یک طرفہ۔

"ڈیڈو چاکلیٹ کھانی"ژالے نے منہ لٹکا رونی صورت بنائے کہا تو زرین نے بے بسی سے ازلان کی جانب دیکھا۔

"دیکھیں ناں ڈاکٹر ازلان میں کب سے کہہ رہی ہوں یہ جوس پی لے۔۔اس کے بعد " چاکلیٹ کھالے لیکن یہ ہے کے مان کے ہی نہیں دے رہی اوپر سے کچھ کھایا بھی نہیں ہے اس نے۔"زرین نے بے بسی سے بیچاری نظروں سے ازلان کو دیکھ کر بتایا تو ازلان اس کی شکل دیکھ کر مسکرا دیا۔اور اس کی آنکھوں میں چھپی ژالے کے لیے فکر دیکھ کر آنکھوں سے اسے تسلی دی۔

"تو کوئی بات نہیں اگر میرے بچے نے چاکلیٹ کھانی ہے تو۔۔۔اور ویسے بھی وہ آپ کی بات کیوں مانے گی۔آپ میری بیٹی پر زور زبردستی نہیں کر سکتی ڈاکٹر زرین۔۔۔ژالے بس اپنے ڈیڈو کی بات مانتی ہے۔۔۔ابھی ڈیڈو آپ کو چاکلیٹ دیتے ہیں۔۔"ازلان نے مسکراتی آنکھوں سے ایک بار مصنوعی گھوری سے زرین کو نواز کر ژالے کی گال پر بوسہ دے کر کہا تو جہاں زرین نے مسکراتے ازلان کی بات پر نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ژالے نے خوشی سے تالی بجائی لیکن رخ موڑ کر چڑانے کے لیے زری کو دیکھا تو اس کی اداس شکل دیکھ کر اس نے تیوری چڑھا کر باپ کو گھورا۔۔

"ڈیڈو۔۔۔زری آپی بیسٹ۔۔۔آئی لو ہر۔۔۔۔میں ان کی بات مانتی۔۔۔یو ڈانٹ سے اٹ۔۔۔اوکے؟"ژالے نے ازلان کی جانب گھوم کر کہا تو ازلان نے بمشکل قہقہ ضبط کر کے سر اثبات میں ہلایا۔۔ژالے اب ازلان کی گود سے اتر کر زرین کی جانب آئی اور اس کی گود میں چڑھ کر بیٹھ کر اس کی گال پر بوسہ دیا۔زرین جو اپنے خیالات میں کھو گئی تھی ژالے کو محسوس کر کے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"یو آر بیسٹ آپی۔۔۔۔زری آپی۔ژالے لو یو۔۔۔یو لو می۔۔ڈونٹ سیڈ۔"ژالے نے اپنی معصوم آنکھیں پٹپٹاتے اور گلابی ہونٹوں کو پھیلا کر اس سے لپٹ گئی۔

زرین نے بھی اس کے سر کو چوم کر اسے خود میں بھینچ لیا۔

ازلان ان دونوں کو دیکھ کر ایک نرم مسکراہٹ دے کر موبائل پہ مصروف ہو گیا۔ژالے کو جوس پلا کر زرین نے اس کے لیے ڈھیر ساری چاکلیٹس لیں اور اس کا سامان سمیٹ کر کھڑی ہوئی۔

ازلان بھی اب کسی سے کال پر بات کرتا کھڑا ہوا تھا۔۔اب اس کا ارادہ گھر جانے کا تھا۔۔ویسے بھی شام ہو رہی تھی۔اتنے میں اصفہان بھی وہاں پر آیا۔ازلان اور زرین کو ساتھ دیکھ کر نا جانے اس کے دماغ میں جھماکہ ہوا۔اور دل ہی دل میں اپنی سوچ پر مسکایا۔

"وہ زری آپی آپ کو صائم لالا بلا رہے ہیں۔۔جانے کے لیے "آج کی رات یزدان نے" اسے گھر رہنے کا کہا تھا تاکہ وہ صبح فریش ہو کر آجائے۔۔۔وہ جانا تو نہیں چاہتی تھی لیکن یزدان کے اصرار کرنے پر وہ راضی ہوئی۔ژالے اب اصفہان کے پاس تھی اور سے بال کھینچ کر نا جانے کونسے سے بدلے لے رہی تھی۔

زرین اصفہان کی بات سن کر آگے بڑھی لیکن ازلان کا نے اپنے دھیان میں مڑتے۔

زرین سے ٹکراؤ ہوا اور دونوں کے سر آپس میں زور سے ٹکرائے۔۔۔ازلان کو تو البتہ کچھ نہ ہوا لیکن زرین بیچاری کا تو دماغ ہی ہل گیا پورا۔۔

آہہہ """زرین نے ماتھا مسلتے ہوئے ازلان کو دیکھ کر گھورا تو ازلان نے معذرتی انداز" میں کال کاٹ کر اسے دیکھا۔اس کی بیچاری شکل دیکھ کر۔اور اوپر سے اتنے قریب سے اسے دیکھ کر زرین کا دل زوروں سے دھڑکا۔وہ جہاں تھی وہیں رہ گئی۔ازلان کو اپنے نظروں میں بسائے وہ کسی اور جہاں میں کھو گئی۔

"مس زرین آپ ٹھیک تو ہیں۔۔۔"اچانک سے وہ ازلان کی زرا اونچی آواز سن کر ہوش میں آئی اور ازلان جو اسے سر پکڑ کر کھوئے دیکھ کر اسے لگا کہ شاید اسے زیادہ لگی ہے لیکن بار بار بلانے پر جب وہ ناں بولی تو اونچی آواز میں پکارا۔

جی۔۔جی۔۔۔جی میں ٹھیک ہوں۔۔۔"لگی تو زور سے ہی تھی۔۔لیکن شاید دماغ کے" ساتھ ساتھ دل پہ بھی کاری ضرب لگی تھی۔ازلان نے چہرہ جھکا کر جواب دیتی زرین کی بات سن آج بھی اسے ایک راز لگی تھی۔

ازلان زری کے چہرے کی تلاشنے کی کوشش میں تھا جب اس کی جھکی نظر ازلان کی نظر سے جا ملی۔ان نظروں میں ایسا کیا تھا کی ازلان کو بے چینی لاحق ہوئی۔۔یہ خاموشی جان لیوا تھا۔

اصفہان جو تب سے زرین کے کھوئے تاثرات ہی نوٹ کر رہا تھا اچانک اس انکو دیکھ کر گہرا مسکرایا اور قہقہہ ضبط کرنے کے چکر میں منہ موڑ لیا۔

"واہ رے اصفہان۔۔۔ کیا سوچ ہے تیری۔۔ لگتا ہے یہ نیا پارلگانی پڑے گی۔۔ اپنی تو" ناجانے کب لگے۔۔۔ ہک ہاہ۔۔ "ان دونون کے بارے سوچتے خوش ہوتے اور اپنے دکھوں پہ آہ بھرتے ہوئے وہ بڑبڑایا تو ژالے جو اس کے ساتھ ہی چپکی چاکلیٹ کھا رہی تھی اس کی بڑبڑاہٹ سن کر نا سمجھے سے اسے دیکھنے لگی جو مسکرا کر خود سے بات کرتا شاید اس کو کوئی پاگل لگا تھا۔۔

"چاچو کیا بول رہے" ژالے اب چونکہ کچھ کچھ الفاظ صحیح بول لیتی تھی لیکن پھر بھی" پورے لفظ نہیں بول پاتی تھی اس کی جانب جھک کر اپنے کان ابھی اس کے قریب لے جا کر بولی ۔۔اصفہان نے حیرت سے اس چھٹکو پٹاخہ کو دیکھا جو ہمیشہ سے کسی رازدارانہ بات ہر ایسے ہی خود میں سرگوشی میں گفتگو کرتی تھی اور یہ صرف وہ اصفہان سے کرتی تھی۔

"کچھ نہیں مائی پٹاخہ۔ بس آپ کے لیے مما لانے کے انتظامات کر رہا ہوں۔۔۔""

اصفہان نے اس کے چٹیا میں موجود بالوں کو بکھیرتے جھک کو اس کے دونوں گالوں کو زور سے

چوم کر زرین کو اپنے طرف آتے دیکھ کر آگے کی جانب چل پڑا۔۔ازلان بھی پیچھے ہی گیا ان کے۔

مجھے بھی جانا آپی کے پاس" صائم اور زرین وانی اود ماہوش کو گاڑی میں بیٹھتے دیکھ کر ژالے زرین کی ٹانگوں سے لپٹ کر بولی۔۔۔وانیہ آگے بیٹھی تھی۔۔ماہوش پیچھے جبکہ اصفہان تھوڑی دیر میں دوسری گاڑی میں آنے والا تھا۔

زری نے اس کو اٹھایا اور ازلان کی جانب دیکھا۔

"نہیں ژالے بیٹا۔۔۔آپی کو جانے دو۔میں کل لے کر چلوں گا آپ کو۔۔۔ابھی تو" رات ہو گئی۔۔۔اور ژالے کو تو نیند بھی نہیں آتی ناں ڈیڈو کے بغیر" ازلان اسے محبت سے پچکارتے ہوئے بولا تو ژالے پھر سے زرین سے لپٹ کر نفی میں سر ہلانے لگی۔زری تو بیچاری خود پریشان سی کھڑی تھی۔طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے وہ تھوڑی چڑچڑی ہو رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں ڈاکٹر ازلان۔۔۔آج کی رات رہنے دیں۔۔میں دھیان رکھوں گی اس" کا۔۔۔صبح اسے میں خود گھر ہی چھوڑ دوں گی۔۔"زرین کی بات سن کر ژالے تو خوشی سے نعرہ لگاتی پھر سے اس سے لپٹ گئی تو ازلان بھی اس کی آنکھوں کی چمک اور خوشی دیکھتا اجازت دے گیا۔۔

میرا بچہ۔ڈیڈو کو نیند کیسے آئے گی اپنے شیر بچے کے بغیر۔۔۔"ازلان نے اس کی جانب" بازو بڑھائے تو ژالے اس سے لپٹتی گال کو چومتی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔لیکن ازلان کی بات سن کر اداس ہو گئی۔اور ازلان کیسے اپنی گڑیا کو اداس دیکھتا جھٹ سے اسے گدگداتا گاڑی میں بٹھا گیا۔.

سب ان دونوں باپ بیٹی سے پیار کو مسکراتی نظروں سے دیکھ رہے تھے

آپ ٹینشن نہیں لیں ڈاکٹر ازلان۔میں اس کا پورا خیال رکھوں گی۔۔۔ٹیک کیئر۔۔اللہ" حافظ "زرین نے گاڑی کا دروازہ کھولا تو پیچھے کھڑے ازلان کو دیکھ کر مڑی اور اس کی آنکھوں میں بے چینی دیکھ کر دھیرے سے مسکراتی اسے تسلی دی۔ازلان بھی تشکرانہ مسکرایا تو وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔ازلان نے حور کی تلاش میں نظر دوڑائی تو وہ اسے کہیں نا نظر آئے۔اسے ڈھونڈنے کی خاطر وہ واپس ہاسپٹل کی جانب گیا۔

★★★

حورا ابھی ہوسپٹل کے دروازے سے باہر نکلی ہی تھی کہ کسی نے اس کا منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کو بازو سے گھسیٹتے ہوئے ایک جانب لے گیا جہاں پر رش قدرے کم تھا۔۔حور خوشبو سے

پہچانتے ہی جان گئی تھی کہ کس کی ہمت تھی حور کو قابو کرنے کی۔۔وہ ہلکی مزاحمت کے ساتھ جان بوجھ کر گھسیٹتی چلی گئی۔۔

آج ہوسپٹل میں حور نے جان بوجھ کر اصفہان کو اگنور کیا تھا۔۔جب سے اصفہان کو پتہ لگا تھا کہ حور نے رشتہ سے انکار کر دیا ہے تب سے وہ خود کو کانٹوں پہ گھسیٹتا ہوا پار ہا تھا لیکن آج وہ آر یا پار کر دینے کی سچویشن میں تھا۔

ایک جانب کونے میں لے جا کر اس نے اسے چھوڑا تو وہ جھٹپٹاتی ہوئی اس سے دور جا کھڑی ہوئی۔

یہ کیا بد تمیزی ہے" وہ اس سے دور ہوتی غصے سے چیخی تو اصفہان نے جھٹکے سے اس کا"

""""بازو چھوڑا

"یہ بد تمیزی نہیں ہے مس حور العین آفندی۔۔۔چپ چپ میرے سوالات کا جواب دو۔۔۔"وہ تو کوئی حکمانہ انداز لیے کوئی اور ہی لگ رہا تھا۔

کیا مسئلہ ہے تمہیں۔؟۔نہیں دینا تمہارے کسی سوال کا جواب جان چھوڑو میری۔۔۔"وہ شدید غصے میں بولی۔

www.novelsclubb.com

بیٹھو اندر حور۔۔۔"پھر سے حکم آیا۔۔اصفہان کے بدلے تیور اسے خوفزدہ کر رہے تھے۔

مجھے زبردستی کرنے پر مجبور مت کرو۔چپ چاپ بیٹھو حور۔۔۔

۔اب کے اصفہان نے زرا نرمی کر کہا تو حور بھی آرام سے منہ بسورتی بیٹھ گئی۔۔وہ بھی کوئی تماشا نہیں بنانا چاہتی تھی۔اگلے ہی لمحے وہ بھی گاڑی میں بیٹھتا گاڑی سٹارٹ کر گیا۔

بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔یا گاڑی روکو۔"شام ہو چکی تھی اور دوسری طرف اس خطرناک " مقابل کی خاموشی اور پراسرار سے سفر سے حور کا دل بیٹھتا جا رہا تھا اصفہان کی یہ خطرناک سنجیدگی اب اسے خوفزدہ کر رہی تھی اس کی بات سن کر اس نے گاڑی کو زبردست بریک لگائی

۔

یہ کیا حرکت ہے۔ہو کیا گیا ہے تمہیں۔۔۔؟؟اپنی سانس بحال کئے وہ بوکھلائی ہوئی نگاہ" سے اسے دیکھ کر تیز آواز میں چیخی۔اور وہ جو گاڑی میں بیٹھا سامنے کی سمت دیکھ رہا تھا اپنی تلخ نگاہ لئے اس کی سمت مڑا۔

ہمم۔۔کچھ پوچھنا ہے تم سے۔۔۔؟؟ "

کیا پوچھنا ہے تم نے اصفہان۔۔پہلے گاڑی گھر کی طرف موڑو۔۔"ایک تو سنسان"
سڑک اور اور اوپر سے چار و اطراف جنگل۔جس برہمی سے وہ اصفہان کو دیکھ رہی تھی اس کی بات سن کر وہ جھٹکے سے گاڑی سے اترا اور آگے جا کر اس کی طرف سے پیٹھ کیے کھڑا ہو گیا۔حور بھی نا سمجھی سے گاری سے نکل کر اس کی جانب آئی۔اور اس کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی۔
محبت کرتی ہو مجھ سے؟؟؟"حور کا ایک لمحے کے لیے دل رک سا گیا۔خود کو مکمل طور پر"
سنبھالتی وہ ہنس دی۔اصفہان بامشکل خود پر ضبط کیے بیٹھا تھا۔۔حور کی یہ ہنسی اس کے جگر کے آر پار ہو گئی۔
بس یہ پوچھنا تھا تم نے اصفہان۔ابھی بھی تمہیں لگتا ہے کہ میں تم سے محبت کرتی "
ہوں۔۔۔واہ۔۔بہت ہی کوئی ڈھیٹ ہو۔۔۔نہیں کرتی میں تم سے محبت۔۔نہیں
کرتی۔۔۔"وہ بے ساختہ ہنستی چلی گئی۔۔کہ وہ جھوٹی مسکراہٹ چہرے پر سجانے میں کمال رکھتی تھی۔اصفہان سکندر کے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔
حوری یہ جھوٹ بولنا کہاں سے سیکھا ہے۔۔۔۔"اس کے اچانک ہنسی اصفہان کے اس"
کا بازو جکڑ کر قریب کر کے درد بھری آواز ابھری ۔حور کو لگا اس کی زبان کچھ کہنے سے قاصر ہو گئی ہے۔

جھوٹ نہیں بول رہی۔۔ماننا ہے تو مانو۔۔ نہیں ماننا تو ناں مانو۔۔۔آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔"اپنی ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑے وہ رخ پھیر کر جواب دیتی خود کو ناکام ہوتا محسوس کر رہی تھی۔بنا کسی لمحے کو ضائع کیے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا۔۔

"ٹھیک ہے میری طرف دیکھ کر کہو"۔۔۔اصفہان نے اس کے ہاتھوں پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا حور تو جنبش تک کی روادار نہ رہی۔۔

"حور نے جبڑے بھینچ کر اسے پرے کرتے بولی لیکن وہ اپنی ہاتھ چھوڑ کر پوچھو۔۔۔ جگہ سے ایک انچ نا ہلا اور نہ ہی اس کا ہاتھ چھوڑا۔وہ بھی دل کی غیر ہوتی حالت کو چھپانے سامنے دیکھتی ستمگر لگی۔۔

آج اصفہان آریا پار کر رینے کی سچویشن میں تھا۔۔اس سے اپنا ہاتھ جھٹکتی وہ موڑتی سامنے کی جانب چلنے لگی۔

سڑک سنسان تھی۔۔اندھیرا بڑھ رہا تھا۔۔اصفہان بھی اس کے پیچھے گیا اور اس کو بازو سے پکڑ روبرو لاتے اپنے سامنے کھڑا کیا وہ اس سے مسلسل اپنا آپ چھڑواتی کی ہوئی کرب کے دہانے پر تھی۔

حور مجھے جواب دو۔۔۔یا یوں کہوں کہ تمہارے آنسو ہی میرے سوالات کے جواب "
"ہیں۔۔
نہیں۔۔۔ہے مجھے محبت تم سے۔۔۔۔"۔۔۔ سسکتے ہوئے وہ ابھی بھی اپنا بازو چھڑوا رہی تھی جہاں سے اس کی چٹانی گرفت کی وجہ سے درد ہو رہا تھا وہ جانتا تھا کہ یہ اس کی ان گزشتہ سالوں کی تکلیف ہے۔۔۔
"نہیں حور آج تمہارا کوئی انکار نہیں چلے گا"
"نہیں ہے ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔"کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ "
ٹھیک ہے پھر۔۔۔"کھائی سے ابھرتی آواز آئی تھی اور پھر اصفہان نے اپنے قدم پیچھے " بڑھا کر اپنی جینز کی پاکیٹ میں ہاتھ ڈال کر پسٹل نکالا اور اپنے سینے پر تان لیا۔ حور کو اپنی سانسیں بند ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔
ٹھیک ہے پھر سچ بتاؤ ورنہ آج سب ختم ہو جائے گا۔۔میں مار دوں گا خود کو۔۔تم مجھ " سے محبت نہیں کرتی تو میری تکلیف سے بھی فرق نہیں پڑے گا اور اسے میری دھمکی مت سمجھنا"حور نے ان ایک بے یقین نظر سامنے کھڑے اس جنونی پاگل انسان پر ڈالے جو اپنی جان لینے پر تلا تھا۔

یہ کیا پاگل پن ہے اصفہان۔"اس کی آواز کپکپا گئی۔"

اس نے آہستگی سے اس کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔

یس اور نو۔۔۔میں تین تک گنوں گا۔۔۔۔"اس کی ایک ہی ضد تھی۔"

ایک۔۔۔۔آج وہ ہر حد سے آگے بڑھ جانا چاہتا تھا۔"

حور مسلسل بے یقینی سے سر نفی میں ہلا رہی تھی

دو۔۔"دھڑکنیں دونوں طرف تھمی تھیں۔۔۔حور کے قدموں کی رفتار تیز ہوئی"

تھی۔

تمہارا دماغ چل گیا ہے اصفہان۔۔بس کرو۔۔۔رحم کرو مجھ پر۔خدا کا واسطہ ہے بس"

کرو۔۔۔میں ہاتھ جوڑتی ہوں تمہارے آگے۔۔ترس نہیں آتا مجھ پر تمہیں۔نہیں دیکھ سکتی

تمہیں تکلیف میں۔۔۔۔نہیں دیکھ سکتی۔۔۔یہی سننا چاہتے ہو ناں کہ محبت کرتی ہوں یا نہیں تو

سنو اصفہان سکندر۔۔ہاں کرتی ہوں تم سے محبت۔۔۔بہت کرتی ہوں۔۔۔میری ہر سانس

تمہارے نام کی مالا جپتی ہے۔۔۔حور العین نے محبت کی تھی تم سے لیکن تم نے مجھے بری طرح

سے توڑ ڈالا۔۔میرا مان، میرا بھروسا میرا اعتماد اور میری محبت کو کرچیاں کرچیاں کر کے۔اس

طرح سے تم نے مجھے برباد کیا کہ آج تمہاری محبت کی سچائی بھی میرے اعتماد کو دوبارہ سے نہیں

جوڑ سکتیں۔ سمجھے ت۔۔۔ایک بار میری محبت مزاق بنا کر۔۔۔، میرا تماشا بنا کر پھر سے تم اپنی محبت کا راگ الاپ رہے ہو۔۔ میں باز آئی تمہاری محبت سے۔ تم سے محبت کرنے کی سزا پوری عمر تڑپانے اور سلگانے کے لیے کافی ہے۔ کیسے کروں تم پر یقین میں۔۔ تم نے مجھے جیتے جی مار ڈالا۔ تم اس لائق نہیں تھے کہ تمہیں دل میں بسایا جاتا۔ تم نے اپنی اوقات بتا دی۔۔ نفرت کرتی ہوں تم سے نفرت۔۔۔سنا تم نے۔۔آئی ہیٹ یو۔۔"لپک کر اس کے قریب آتے پسٹل اس کے ہاتھ سے کھینچ کر پھینکتے ہوئے اپنی سرخ آنکھیں اس کی آنکھوں سے ملائے وہ آج پھٹ پڑی تھی۔ جہاں اس کے اقرار پر اس بے چین تڑپتے دل کو سکون ملا تھا وہیں اس کے شکوے سن کر وہ لب بھینچ گیا۔

اج وہ ستم کر رہی تھی، وہ ہاری ہوئی متورم آنکھیں اصفہان پر ٹکائے وہ لرز رہی تھی۔ وہ جس نے کبھی نہ ہارنے کی قسم کھائی تھی آج وہ بری طرح ہاری تھی۔

اپنی محبت کے ہاتھوں، اپنے دل کے ہاتھوں۔

اصفہان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں صرف دھتکار درج تھی۔

حور میری بات سنو۔۔میں سب کلیئر کر سکتا ہوں۔۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔وہ سب "
سچ نہیں تھا جو تم نے سنا۔میں۔"اصفہان نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑتے سمجھانا چاہا لیکن حور نے سخت نظروں سے گھورا۔

بس کردو اصفہان۔کونسا نیا جھوٹ بولو گے اب۔۔۔کونسا نیا بہانہ تلاشو گے "
اب۔۔تمہاری کسی بات کا مجھے کوئی یقین نہیں ہے اب۔جھوٹے ہو تم۔۔مکار ہو۔۔دھوکے باز۔۔"اس کی جانب دیکھتی وہ اشتعال دباتی غرائی تھی لیکن اصفہان آج اسے نہیں جانے دے سکتا تھا۔۔آج اسے سب کلئیر کرنا تھا۔

"ہماری دوستی کی قسم تمہیں حور۔۔اگر اتنا سا بھی یقین ہے تمہیں مجھ پر تو میری بات "
سن لو۔۔میں سب بتادوں گا تمہیں۔"حور نے اس کی جانب دیکھا تھا جہاں اذیت کی داستان رقم تھی۔امید تھی۔بے بسی تھی

اسی لیے وقتی اپنا غصہ زائل کیے اس کا ساتھ چل پڑی اور سڑک کنارے جا کر بیٹھ گئی۔

اصفہان نے سانس بحال کرتے ہوئے اس کی جانب قدم بڑھائے اور اس کے ساتھ جا کر بیٹھا۔۔تھوڑی دیر تو دونوں خاموش رہے۔

اس دن جب تم مجھ سے ملنے آئی تھی تب تم نے صرف ادھوری بات سنی تھی۔""

اصفہان نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔اس کے بعد اصفہن نے اس دن ہونے والا سارا معاملہ اسے بتایا تھا۔جسے سن کر حور تھمی تھی۔اصفہان نے نظریں موڑ کر اس کی جانب دیکھا جہاں وہ اسی کی جانب ساکت نظروں اسے دیکھ رہی تھی۔

اور میں کیسے یقین کروں تمہارا۔۔"لبوں نے سرگوشی کی تھی۔۔"

حور نے ایسی نگاہ اس پر ڈالی کہ خنجر کی طرح اس کے آر پار ہوئی تھی۔

یقین کر کے دیکھو"جواب بھی سرگوشی میں آیا تھا۔"

اب یقین نہیں آتا تم پر"سوال پھر سے حاضر تھا۔"

دل سے پوچھو اپنے۔۔"آنکھوں میں آنکھوں سے ہمکلامی کی تھی۔"

دل نے دھوکا دے دیا تو؟؟"سبز کائی آنکھیں نمی سے بھری تھیں۔"

نہیں دے گا۔۔۔۔"جب حور نے دل کی آواز سنی تو وہ بھی چیخ چیخ کر اس کے حق میں"

گواہی سے رہا تھا۔اسے اپنے ہی دل سے خوف محسوس ہوا۔اس کی احساس جرم سے آنکھیں جھک گئیں۔پلکوں کی باڑ نمی سے لبریز ہوئی تھی۔

کیا کچھ نہیں کر بیٹھی تھی وہ۔۔؟؟؟

وہ ایک لمحے میں فنا ہو کر بکھر گئی تھی۔۔

اب کی بار وہ بہت برا روئی تھی۔۔

سڑک کنارے بیٹھی وہ اس سے نظر ملانے کے قابل نہ تھی۔

پچھتاوا، تکلیف، اذیت، رنج اور لوٹ کھسوٹ کرتے اس دکھ نے حور کی حسیں مفلوج کر دیں تھیں۔۔ لیکن خود کو بھی آج ٹوٹا ہوا محسوس کر رہا تھا

حوری۔۔بس کرو۔۔رو نہیں۔۔۔" بے بسی سے پکارا تھا۔آ "

یہ۔۔۔کیا ہو گیا۔۔۔۔ مجھ۔۔۔سے اصفہان۔۔۔"تڑپ کر پکارے وہ ریزہ ریزہ ہوئی" تھی۔اپنے دل پر ہاتھ سہلائے بڑی مشکل میں تھی۔

کچھ نہیں ہو۔رونا بند کرو اور ادھر میری طرف دیکھو۔۔"اس کے آنسو اصفہان کے " دل پر گر رہے تھے۔۔۔

مجھے معاف کر دو۔اصفہان۔"وہ سسکی تھی۔۔۔آواز میں پشیمانی، تکلیف اور درد کی " گہرائی سموئی تھی۔

معافی مت مانگو حور۔۔۔کاش کہ اس دن ایک بار مجھ سے پوچھ لیتی۔۔ایک بار بات کر" لیتی تو یہ سب نہ ہوتا۔۔۔تم تو دوست تھی نا میری۔۔۔اتنا تو یقین کیا ہوتا۔لیکن کوئی بات

نہیں۔۔ نہیں جانتی تم کتنا کمزور محسوس کیا تھا میں نے۔۔۔۔ چھوڑو پرانی بات کو۔ رونا بند کرو۔۔" بہت دیر کے بعد وہ بولنے کے قابل ہوا۔۔ لیکن بات سنگدل تھی۔ وہ آج مجرم بن گئی تھی۔۔ وقت پلٹ گیا تھا۔، بازی پلٹ گئی تھی۔۔

حور اس کی بازو جکڑے اسے اپنی جانب موڑے متوجہ تھی۔

پلیز۔۔۔ معاف کر دو مجھ سے۔۔ بہت بڑا گناہ ہو گیا مجھ سے۔۔ یا اللہ میں کیا کر "

"بیٹھی۔ تم نے اگر مجھے معاف نہیں کیا تو میں جیتے جی اس گلٹ سے مر جاؤں گی۔

آنکھوں میں آنسو لیے وہ ندامت سے بولی، اصفہان گہرائی تک تکلیف میں اترا۔

دل تو پہلے بھی ساری ناراضگیاں بھول کر حور کو قبول کر چکا تھا۔

"تمہیں جان خطرے میں ڈالی۔ میں نہیں جانتی تھی میں کیا کر رہی ہوں۔۔ میرا دل بس تمہاری بے وفائی پر خون کے آنسو روتا تھا۔۔۔ اب مجھ پر وہ ستم مت کرنا۔ میں تمہارا ناراضگی نہیں سہہ سکتی۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔

وہ ہنوز بولتی جا رہی تھیا سے منانا چاہتی تھی جو جان بوجھ کر مغرور ضدی بچہ بنا ہوا اس کے ہاتھ سے بار بار اپنے ہاتھ جھٹک رہا تھا۔

حور کو اس کی ناراضگی پر بھی پیار آیا تھا۔

میں نہیں مانوں گا" حتمی فیصلہ آخر آ ہی گیا۔۔"

اپنی خود ساختہ جنگ میں وہ کبھی دیکھ ہی ناں پائی تھی اس کی محبت کے سچے جذبوں کو۔

وہ انتہائی خوبصورت خدوخال کا مالک تھا۔بہت کم مرد دیکھے تھے اس نے جو دیکھائی دینے میں اتنے مکمل لگتے ہوں۔

میں منالوں گی" بلا کا یقین لیے وہ اسے نگاہوں میں لیے خفیف سا اترائی تھی۔"

اس ایک لفظ نے اصفہان سکندر کے ہر درد کا مداوا کیا تھا کیا وہ واقعی حورالعین کے لیے اتنا اہم تھا کہ دنیا کو جوتی کی نوک پہ رکھنے والی وہ عورت اسے منانے کو بے قرار ہو رہی تھی۔

ٹھیک ہے پھر لسٹ تیار کر لو" اصفہان نے رخ موڑ کر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر " سنجیدہ مگر آنکھوں میں شوخی لیے کہا تھا۔۔حور نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

کیسی لسٹ۔۔" حور نے جلدی سے حیرانی سے پوچھا تو اصفہان نے مسکراہٹ دبائی۔ " مہمانوں کی" ادھورا جواب حاضر تھا۔۔"

حور ابھی بھی نہیں سمجھی تھی اور اوپر سے جس سنجیدگی سے وہ بات کر رہا تھا وہ الجھ گئی۔

کونسے مہمان۔۔۔۔صاف صاف بتاؤ اصفہان۔۔۔" حور نے روہانسے لہجے میں" جھنجھلاتے ہوئے کہا تھا۔

بھئی شادی کی۔۔۔اب شادی بھی تو کرنی ہے ناں۔۔۔اسی لیے کہ رہا تھا لسٹ تیار کر لو" جن دوستوں کو بلانا ہو بلا لینا۔۔۔میں دو تین دن میں مما کو بھیجوں گا تمہارے گھر۔"آنکھوں میں چمک لیے وہ وہ قدرے آگے جھک کر دلکشی سے بے باکی سے مسکرا کر بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا تو حور کا ایک دم شاک سے منہ کھل گیا جسے اصفہان نے ہاتھ سے بند کیا۔اس نے آنکھوں میں جذبات لیے اس کی جانب دیکھا تو حور ایک لمحے کے لیے اس کی مسکراہٹ میں کھو گئی۔

حور کو سر نیچے جھک گیا تو اصفہان اس بولڈ کونفیڈنٹ لڑکی کی شرم دیکھ کر قہقہ لگا اٹھا تو حور اسے ہنستے دیکھ کر اس کے بازو پہ مارتی خود بھی ہنس دی۔

اصفہان نے گہرا سانس لیتے ہوئے آسمان کی وسعت دیکھی تھی اس کے لیے محبت بھی بے انتہا مقدس آسمان کی طرح تھی۔

اب وہ دونوں پر سکون تھے

آخر طویل عرصے کی ریاضت کے بعد اب دونوں کو بھی ایک دوسرے کا ساتھ نصیب ہوا تھا۔۔۔

غم کے بادل چھٹ گئے تھے۔۔

ان دونوں کو ایک دوسرے کا ساتھ آب حیات کی مانند لگ رہا تھا۔

****

زرین اور باقی سب گھر پہنچ چکے تھے۔۔ژالے تو آتے ساتھ ہی زرین کے ساتھ سونے کے لیے لیٹ گئی تھی۔اس وقت بھی وہ اس سے لپٹی ہوئی کہانیاں سننے مصروف تھی۔زرین کو بھی اس سے خاصی انسیت محسوس ہوتی تھی۔۔یہ چھوٹی سی بچی چند دنوں میں ہی اس کے لیے خاص ہو گئی تھی۔۔

آپی مجھے آپ ساتھ رہنا ہمیشہ۔"ژالے نے اس کے سینے پر سر رکھ کر لیٹے ہوئے لاڈ" سے فرمائش کی تو زرین مسکرا دی۔

ہاہا۔۔میں آپ کے ساتھ ہی تو ہوں میری جان۔۔۔"زرین نے اسے خود میں" بھینچتے ہوئے پیار سے کہا تو ژالے نے نفی میں سر ہلایا

نہیں ناں۔آپ میلے ساتھ گھر آجاؤ میرے۔مجھے آپ بہت اچھی لگتی ہیں۔میں آپ کے ساتھ رہنا۔۔یروقت۔۔آپ میں بابا ساتھ ساتھ رہیں گے۔"ژالے نے گویا اس کی معلومات میں اضافہ کیا تو زرین کی ہنسی چھوٹی۔اسے خود سے لگاتے اس کی رخسار پر بوسہ دیتے ہوئے وہ بھی سوچ میں تھی۔۔

وہ جانتی تھی کہ اب ژالے کو اپنی ماں کی کمی محسوس ہوتی ہو گی۔۔وہ معصوم سی جان ماں کے پیار کے لیے ترستی ہے۔

سو جاؤ میری جان۔میری گڈی۔کچھ نہیں سوچو۔۔۔میں آپ کے پاس ہی"

ہوں۔"زرین نے اس کے بال سہلاتے ہوئے اسے تھپکنا شروع کیا جو ابھی بھی فیڈر منہ میں لیے ہوئے تھی۔۔۔اسے کتنی بار ازلان نے کپ سے دودھ پلانے کی کوشش کی تھی لیکن اسے فیڈر میں ہی پینا ہوتا تھا۔زرین کے دماغ میں بہت سارے سوالات تھے جن کہ جواب اسے نہیں معلوم تھے۔۔۔وہ جاننا چاہتی تھی ازلان کے ماضی کے بارے میں۔۔۔کیا ہوا تھا منہا کو۔۔؟؟؟کیسے ڈیتھ ہوئی اس کی۔۔۔"یہ سب اسے جاننا تھا۔زرین اپنے ہی خیالوں میں تھی جب ژالے نے اسے ہلا کر اپنی جانب متوجہ کیا۔زرین نے سر جھکا کر اس کی جانب دیکھا جو آنکھیں ملتے ہوئے بے سکون سی تھی۔

نیند نی آری۔۔"ژالے نے اس کے دیکھنے پر اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تو زرین نے"

فکر مندی سے اس کے ماتھے پر ہاتھ لگا کر چیک کیا جو ہلکا گرم تھا۔یکدم زرین کو پریشانی نے آن گھیرا۔

ارے میری جان کو تو بخار ہو گیا۔۔ژالے میری جان۔۔۔"زرین نے سائیڈ لیمپ آن" کرتے ہوئے اس کو اٹھا کر گود میں لے کر بیٹھی لیکن گردن پہ کچھ گیلا محسوس کر کے اس نے ژالے کو خود سے الگ کر کے سامنے بٹھایا جو رو رہی تھی۔۔

ڈیڈو۔۔۔ڈیڈو۔۔ڈیڈو پاس جانا۔۔۔"بھل بھل آنسو اس کی آنکھوں سے سرخ" گالوں پر بہہ رہے تھے۔طبیعت خرابی کی وجہ سے وہ ایسے ہو رہی تھی۔۔۔

ژالے میری جان۔۔میرا بچہ۔۔کیا۔ہوا۔روتے نہیں شاباش۔۔۔ابھی ٹھیک ہو" جائے گا میرا بچہ۔۔ششش چپ۔۔ژالے تو بریو گرل ہے ناں۔۔۔"زرین نے اس کی چہرہ چومتے ہوئے گال سے آنسو صاف کرتے ہوئے خود میں بھینچتے کہا اور کچھ سوچتی بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔دوپٹا اوڑھ کر وہ کمرے سے باہر نکلی۔۔وہ تھوڑی دیر باہر کھلی فضا میں اس کو لے کر جانا چاہتی تھی تاکہ اس کی صحت ٹھیک ہو۔۔موسمی تبدیلی کی وجہ سے بخار تھا اسی لیے فکر کی بات نا تھی۔۔جبکہ ژالے ابھی بھی اس کے ساتھ لگی ہچکیاں بھر رہی تھی۔ازلان کو کال کرنے کا سوچا لیکن اتنی رات کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ پریشان ہو ژالے کی وجہ سے۔۔۔

www.novelsclubb.com

وہ لان میں ژالے کو کندھے سے لگائے ٹہل رہی تھی اور ساتھ میں اسے بہلانے کی کوشش بھی کر رہی تھی اس ننھی سے جان کی تکلیف سے وہ بھی دکھ میں تھی۔۔۔کہاں دیکھ سکتی تھی اسے روتے ہوئے جو اسے ان دنوں میں جان سے زیادہ عزیز ہو گئی تھی۔۔

ژالے بیٹا۔چپ ہو جاؤ میری جان۔۔ابھی بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔۔۔آپی کی بات " مانتا ہے ناں میرا بچہ "زرین نے اس کو تھپکتے ہوئے ایک بار پھر اسے کہا تو ژالے نے اس کے کندھے سے سر اٹھا کر اپنی سوجی آنکھوں سے زرین کو دیکھا۔زرین نے اس کی سرخ آنکھیں اور گال چومے۔

میں مانتی ہوں۔میں اچھا بچہ ہوں۔"ژالے نے سوں سوں کرتے ہوئے اپنے اچھے اور " بریو ہونے کی یقین دہانی کرائی تو زرین نے شکر ادا کیا کہ اس کا دھیان بٹا۔۔

اوپر دوسری منزل پر کھڑکی کے سامنے کھڑی زرین کی ماں نے اسے دیکھ سوچ میں تھیں۔ژالے کی زرین کے ساتھ اتنی اٹیچمنٹ دیکھ کر وہ ڈر رہی تھیں کیوں کہ جیسا وہ سوچ رہی تھیں ویسا وہ نہیں ہونے دے سکتی تھیں۔

اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی وہ کبھی بھی کسی شادی شدہ مرد سے جو ایک بچی کا باپ تھا نہیں کر سکتی تھیں۔۔اور اوپر سے زرین کے آجکل کی حرکتیں دیکھ کر وہ دیکھ کر شک میں ں مبتلا ہو چکی

تھیں۔۔۔جہاں زرین کی ہر بات ازلان اور ژالے سے شروع انہیں پر ختم ہوتی تھی۔انہیں زرین پر یا ازلان پر شک نہیں تھا لیکن وہ جانتی تھی کہ جو عمر تھی زرین کی اس عمر میں انسان غیر ارادی کسی کو چاہنے لگتا ہے۔۔۔اس کی خواہش کرنے لگتا ہے جو وہ نہیں چاہتی تھی۔۔ایک نظر زرین کو دیکھ کر انہوں نے کھڑکی کے پٹ بند کر دیئے۔

دوسری جانب جہاں ازلان فون ہاتھ میں لیے اس ٹائم سوچ رہا تھا کہ کال کرے یا ناں کرے۔اس کا دل بھی ژالے کے لیے بے چین اور پریشان تھا۔۔اس سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن نا جانے وہ لوگ جاگ بھی رہے ہوں گے یا نہیں۔یا ڈسٹرب ناں ہو جائیں کال کی وجہ سے۔

ہاں مس کال دیتا ہوں۔۔۔اگر جاگ رہی ہوں گی تو ٹھیک ہے ورنہ کل چلا جاؤں۔گا""""

آخری بار دل کو تسلی دیتے ہوئے زری کو کال ملائی۔اور دوسری جانب کا فون اٹھانے کا ویٹ کرنے لگا۔زری جو فون ساتھ ہی لائی تھی اس پہ ازلان کو کال آتی دیکھ کر پریشان ہوئی۔۔ایک نظر ژالے کو دیکھا جو اب اس کے کندھے سے لگی پر سکون تھی۔کال پک کر کے اس نے لان میں بنے بینچ پر بیٹھ کر فون کان سے لگایا۔

السلام علیکم مس زرین۔آئی ایم سوری آپ کو ڈسٹرب کرنے کے لیے۔۔۔وہ دراصل" ژالے کو لے کر ہلکی سی فکر ہو رہی تھی۔۔اس کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی۔۔۔کیا وہ ٹھیک ہے۔۔۔۔سو گئی کیا۔"ازلان نے کال پک ہوتے ہی ایک ہی سانس میں سارے سوال پوچھے تو زرین نے گہرا سانس بھر کر ژالے کو دیکھا۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ ازلان کو ژالے کا بتا کر پریشان کرے۔

علیکم اسلام۔۔ڈاکٹر ازلان۔۔کوئی بات نہیں۔۔میں جاگ رہی تھی۔۔۔اور ژالے" ٹھیک ہے جاگ رہی ہے۔۔۔ہلکا سا بخار ہے۔لیکن اب ٹھیک ہے۔۔۔"زرین نے حتی الامکان لہجے کو نارمل رکھ کر بات کی کہ وہ پریشان نہ ہو لیکن ازلان کو تو اس کے بخار کا سب کر ہی کافی پریشان ہو گیا۔

بخار۔۔وہ کیسے ہو گیا۔۔ژالے ٹھیک تو ہے ناں۔۔۔میری بات کروادیں اس" سے۔۔بلکہ میں آجاتا ہوں۔۔۔ٹریٹمنٹ دیا ہے آپ نے اسے

۔۔وہ یاد کر رہی ہو گی ناں مجھے۔سو گئی کیا وہ؟؟؟اسے نیند بھی تو نہیں آتی میرے بغیر۔۔۔آپ پلیز میری بات کروادیں اس سے"ازلان کی پریشان آواز سن کو وہ بھی بوکھلا گئی جس کا بس چلتا کہ ابھی اٹھ کر ژالے کے پاس پہنچ جاتا۔۔

۔۔۔ڈاکٹر۔۔اپ پریشان نہیں ہوں۔۔وہ ٹھیک ہے بالکل۔۔۔ معمولی سا بخار تھا اب " بالکل ٹھیک ہے۔۔۔جی یہ لیں بات کریں۔۔۔"زرین نے اسے بے فکر کرنے کی کوشش کی تو ژالے جو جان چکی تھی کہ اس کے پاپا کی کال ہے اس سے بات کرنے کے لیے فون لینے کی کوشش کرنے لگی تو زرین نے بات ختم کر کے ژالے کو فون دیا۔

" ڈیڈو۔۔میں ٹھیک اوں۔۔یو ڈونٹ وری۔زری آپی بہت اچھی ہیں۔۔انہوں نے مجھے ساتھ سلایا اور کہانیاں بھی سنائی۔پیار بھی کیا۔۔۔بخار ہوا تھا۔۔۔بٹ ختم ہو گیا۔۔ژالے مس یو یو مچ۔۔۔"ژالے تو باپ کی کال کا سن کر ہی پر جوش اور ٹھیک ہو گئی۔جبکہ زرین حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی جو تھوڑی دیر پہلے اتنی اداس تھی اور اب کیسے فریش لگ رہی تھی۔۔ازلان کو اس کی آواز سن کر دل کو سکون ہوا اور اپنے بچے کی نان سٹاپ باتوں کو سن کر وہ ہنس دیا۔

" ڈیڈو مس یو ٹو میری جان۔۔میرا بچہ ٹھیک ہے ناں۔۔۔کچھ بھی ہو تو میری جان اپنی زری آپی کو بتانا۔۔۔شی ول ٹیک کیئر آف یو۔۔۔ڈیڈو صبح آجائیں گے آپ کے۔۔۔اپنی آپی کو تنگ نہیں کرنا۔۔۔یو نو ناں کہ وہ کتنی اچھی ہیں اور آپ کا خیال رکھتی ہیں۔۔سو جاؤ میرا بچہ ۔۔۔شاباش۔۔ڈیڈو لو یو یو مچ۔۔۔"گویا فون سپیکر پر ہونے کی وجہ سے اس کے کانوں میں ازلان کی بات بخوبی پہنچی اپنے نام کا زکر سن کو زرین کو دل پر پھوار پڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔کتنا

میٹھا بولتا تھا وہ۔زرین کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا۔۔۔ایک پیاری سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر کھل گئی۔

یش بابا۔۔۔ژالے تنگ نہیں کرتی۔۔لو یو ٹو ڈیڈو۔۔۔۔گڈ نائیٹ۔۔"ننھی سی پٹاخہ" ژالے بھی اب فون پر بوسہ دیتے ہوئے فون زرین کی طرف بڑھا گئی تو زرین نے اسکی حرکت پر ہنستے ہوئے فون اس سے لیا۔

ڈاکٹر ازلان آپ پریشان مت ہوں۔میں ہوں ناں۔۔۔یا پھر میری قابلیت پر آپ کو" یقین نہیں ہے۔قسم سے جعلی ڈگری نہیں ہے میرے پاس۔"زرین نے اب کی بار شرارت موڈ اپنایا تو آگے سے ازلان بھی ہنس دیا۔۔

جی نہیں ڈاکٹر کوئی شک نہیں ہے۔آپ کی قابلیت پر مجھے پورا یقین ہے۔۔بس" معذرت چاہتا ہوں۔تنگ تو نہی ہوئیں آپ۔"ازلان کے معذرتی انداز پر زرین نے ایک نظر ژالے کو دیکھا جو زرین کے کھلے لمبے بالوں کو انگلی پر لپیٹ کر کھیل رہی تھی۔۔وہ کیا بتاتی اسے کہ اسے تو اچھا لگتا تھا ژالے کے پاس رہنا۔۔اس رشتہ کو وہ بیان نہیں کر سکتی تھی۔۔ایک ممتا بھرا احساس اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتا تھا جب وہ ژالے کے ساتھ ہوتی۔

کیسی بات کر رہے ہیں آپ ڈاکٹر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔مجھے تو اچھا لگتا ہے اس کے" ساتھ رہنا۔۔آپ پلیز ایسا مت سوچا کریں۔ژالے مجھے بھی عزیز ہے۔۔۔اپنی جان سے پیاری ہے مجھے وہ۔۔"زرین نے نرم سے لہجے میں تنبیہہ کی تو ازلان بے ساختہ مسکرایا۔یہ لڑکی اسے دن بہ دن قائل کر رہی تھی اور وہ ہو رہا تھا۔

جی میں جانتا ہوں۔سوری بس ایسے ہی بات کہہ دی۔۔۔ٹھیک ہے ڈاکٹر زرین۔۔صبح" ملتے ہوں۔۔اللہ حافظ ٹیک کیئر۔"ازلان نے ہنستے ہوئے کہا تو زرین نے بھی اللہ حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔ایک خوبصورت سی مسکراہٹ مسلسل اس کے لبوں کا احاطہ کیے ہوئے تھی۔زرین کا دل کیا اس سے بات کرتی رہے۔۔یہ جو لمحہ آیا ہے نا جانے کب لوٹے۔۔

"میں نہیں جانتی کب آپ سے محبت کرنی لگی ہوں میں۔اپنے دل کی بات آپ سے کہ" نہیں سکتی۔۔محبت ہے مجھے آپ سے ازلان۔۔مجھے آپکا ہونا ہے۔اس دنیا میں زرین نے جسے سب سے دل کے قریب پایا ہے وہ آپ ہیں ازلان۔۔۔"چھپ کر وہ اظہار عشق کر رہی تھی۔ دانستہ ان مسکراتے لبوں نے ایک ایسی ملن کی دعا کر دی جو قبولیت کے لمحے سے جا ٹکرائی۔

ان دونوں کا ملن وہاں آسمان پر لکھا جا چکا تھا۔لیکن دونوں ہی اس بات سے انجان تھے۔

★★★★

صبح کے ژالے اصفہان کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی مستیوں میں مصروف تھی۔باقی سب بھی اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔عائشہ بیگم ہاسپٹل گئیں تھیں۔

"ژالے بیٹا یہ لو جلدی سے دودھ پی لو۔پھر آپ کو گھر بھی جانا ہے ناں۔۔"زرین اتنے میں کچن کی جانب سے آئی تھی اور اصفہان کے موبائل کے ساتھ مستی کرتی ہوئی ژالے سے مخاطب ہوئی،جو منہ کے ٹیڑھے میڑھے ڈیزائن بنا چکی تھی۔

"نو۔۔۔مجھے نہیں پینا۔۔۔گندا۔۔"ژالے نے دودھ کو دیکھ کر برا سا منہ بنایا تو اصفہان اس کی حرکت پر مسکرا کر رہ گیا جبکہ زرین نے اسے گھورا۔

"ایسے نہیں کرتے بیٹا۔۔دودھ نہیں پینا تو کیا کھانا ہے بتاؤ میں آپ کو بنا کر دیتی ہوں۔"

زرین نے اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے پیار سے کہا تو ژالے نے کھکھلاتے ہوئے اپنی چھوٹی انگلی تھوڑی پر رکھ کر سوچنے کی ایکٹنگ کرنے لگی۔

"ممم۔مجھے سٹابری شیک پینا ہے"اس نے اپنی گڑیا جیسی گول گول آنکھیں مٹکاتے ہوئے معصومیت سے فرمائش کی تو زرین اس کے گال چومتی اٹھ گئی۔اصفہان نے زرین کو جاتے دیکھ

کر کچھ سوچا اور ژالے کی جانب متوجہ ہوا جو اب اس کے موبائل پر یوٹیوب پر جانے کیا کر رہی تھی۔اصفہان نے اسے اپنی گود میں بٹھایا۔

"ژالے بیٹا میری بات سنو۔۔"اصفہان نے ژالے سے رازداری سے کہا تو ژالے نے" موبائل چھوڑ کر اس کی جانب چھوٹی آنکھیں کر کے گھور سے دیکھا۔۔ایسے کرتے ہوئے وہ اتنی پیاری لگی کہ اصفہان نے بے ساختہ اس کا گال چوما۔

"اچھا سنو۔۔۔کیا آپ کو اپنی مما کی یاد نہیں آتی"اصفہان نے ژالے سے پیار سے اس" کے بال سنوار کر پوچھا تو ژالے کی آنکھیں چمکی۔۔

آتی ہے۔۔۔بہت ساری۔پاپا کو بھی آتی ہے ے۔۔۔۔ہی کرائے۔۔۔مما کی فوٹو دیکھ" کر۔۔۔۔ژالے سیڈ۔۔۔بابا سیڈ۔۔۔مما اللہ جی کے پاس ہے۔۔۔مما بہت پیار کرتی ہے ۔۔۔لیکن چاچو مجھے بھی مما کے ساتھ رہنا ہے۔میری مما میلے پاش کیوں نہیں۔۔۔"ژالے نے اس کی بات سن کو اداس ہوتے ہوئے معصومیت سے اس کو بتاتے آخر میں سوال پوچھا تو اصفہان کو اس معصوم پر پیار اور ترس آیا جو ابھی اتنی چھوٹی ہو کر بھی ماں کے لمس سے محروم تھی۔۔

ژالے۔۔میری جان۔۔میرا گڈا۔۔دیکھو۔آپ کی مماناں بہت اچھی ہیں اسی لیے ناں" اللہ میاں نے ان کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔۔۔جو لوگ اچھے ہوتے ہیں ناں وہ اللہ جی کے پاس چلے جاتے ہیں۔۔"اصفہان نے ژالے کے سر پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

چاچو میں بھی اچھی ہوں نا۔۔میں بھی اللہ میاں کے پاش جاؤں گی۔۔۔اللہ میاں کہاں" رہتے ہیں۔۔۔"ژالے کی اپنی سمجھ کے مطابق بات کی تو اصفہان کا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا۔وہ تڑپ اٹھا اس کی بات پر۔۔

ایسے نہیں کہتے میری جان۔۔۔اللہ جی کہتے ہیں ان کے پاس تو بہت سے اچھے لوگ ہیں" اسی لیے آپ کو انہوں نے ہمیں دے دیا۔۔۔لیکن ایک طریقہ ہے آپ کی ممالانے کا""" اصفہان نے اسے خود میں بھینچ کر الگ کرتی ہوئے چمکتی آنکھوں سے کہا تو ژالے کی بھی آنکھیں چمکیں۔

مجھے مما چاہیے چاچو۔۔"ژالے نے بے تابی سے کہا تو اصفہان مسکرایا۔"

اچھا پہلے یہ بتاؤ۔۔آپ کو اپنی زری آپی کیسی لگتی ہیں۔۔۔"اصفہان نے رازدارانہ طور" پر ارد گرد نظر دوڑاتے ہوئے ژالے سے کہا۔

زری آپی بہت اچھی ہیں۔آئی لو ہر۔"ژالے نے تابعداری سے جواب دیا۔۔"

اوکے گڈ۔۔۔ایک طریقہ ہے جس سے آپ کے لیے ممالائی جاسکتی ہے لیکن اس کے لیے آپ کو پرامس کرنا ہو گا کہ اپ کسی کو بھی نہیں بتاؤ گی۔۔یہ آپ کا اور میرا سیکرٹ ہو گا۔۔۔پرامس می۔۔۔""اصفہان نے کہتے ہوئے اس کی جانب ہاتھ پھیلایا تو ژالے نے ایکسئٹمنٹ میں جھٹ سے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔اصفہان چالاکی سے مسکرایا۔

اس کے بعد اس نے ژالے کو اپنا سارا پلین بتایا جسے سن کر اب ژالے بھی پرجوش مسکراتی ہوئی نظر آرہی تھی۔لیکن کوئی اور بھی تھا جو پلر کی اوٹ سے مسکاتی نظروں سے ان دونوں کی پلیننگ سن رہا تھا۔اور بات ختم ہونے کے بعد نظروں سے اوجھل ہو گیا۔پیچھے ژالے اور اصفہا ابھی بھی اپنا پلین ڈسکس کر رہے تھے۔زرین آئی تو ژالے نے شرافت سے شیک پیا اور آدھا گلاس خالی کر کے زرین کے ساتھ نکل پڑی جہاں پہلے زرین نے ژالے کو ازلان کے گھر چھوڑنا تھا اور خود ہاسپٹل جانا تھا۔

****

دو دن بعد داریہ کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔۔گھر پر ننھے شہزادے کا شاندار استقبال کیا گیا تھا۔۔۔لان سے لے کر راہداری اور لاؤنج سے لے کر کمرت کو بلیو اینڈ وائیٹ بیلونز سے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔سب یقینا بہت خوش تھے۔عائشہ بیگم تو اپنے پوتے کو گود میں لیے

کب سے بلائیں لیے جا رہی تھیں۔ کبھی اس کے چہروں کو چومتی تو کبھی ماتھا۔۔اس کی شکل بھی یزدان سے ملتی تھی۔

بچوں کے لیے یزدان نے الگ الگ کمرہ سیٹ کیا تھا جس میں ایک کمرے کا وال کلر بلیو تھا اور پردے وائٹ تھے۔۔وہاں ایک لڑکے کے استعمال کی ہر چیز موجود تھی، ویڈیو گیمز سے لے کر ٹوئز گاڑیوں تک۔

کمرے کے وسط میں ایک خوبصورت سا بیڈ تھا۔۔۔جس کے اوپر دیوار پر ایک بڑا سا فریم لگا ہوا تھا جس کے اندر "ولی سکندر" کی پہلی جھلک کی تصویر لے کر لگایا گیا تھا۔

شیشے کی چھت کے درمیاں خوبصورت لائٹس والا فانوس جگمگا رہا تھا۔

گلاس وال کے اوپر بھی سفید پردے لٹک رہے تھے۔۔

روم انتہائی خوبصورت اور جدید طرز کے حساب سے بنا ہوا تھا۔

روم کی چھٹ کے چاروں طرف کے کونے میں بلیو لائٹ جل رہی تھی۔

یہ ساری سیٹنگ داریہ کی ہسپتال کی موجودگی کے دوران کروائی تھی یزدان نے۔

ان دونوں کی خوشی کا تو گویا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔ان کو تو لگتا تھا پوری کائنات مل گئی ہو۔۔

داریہ کو لگتا تھا کہ اب زندگی مکمل ہو گئی ہے۔

یزدان اور داریہ کمرے میں داخل ہوئے تو ان کی نظر سامنے بے بی کاٹ میں سوتے اپنے ننھے شہزادے پر گئی جو آرام سے سکون کی نیند لیے سو رہے تھے۔ یزدان نے اپنے قدم بے بی کاٹ کی جانب بڑھائے جہاں وہ آنکھیں موندے سویا تھا۔

یزدان نے جھک کر اس کی پیشانی چومی اور ہاتھ سے پیار سے گال کو چھوا تو باپ کا لمس محسوس کر کے اس نے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن شاید اس کو نیند سے اٹھایا جانا اچھا نہیں لگا تھا اسی لیے اس کے ہونٹ باہر لٹک آئے۔۔ جب تک یزدان سمجھ پاتا وہ گلا پھاڑ کر رونا سٹارٹ کر دیا۔

داریہ جوان باپ بیٹوں کو مسکراتے دیکھ رہی تھی اچانک اس کے رونے پر خود بھی بوکھلا کر آگے آئی اور اس کو تھپکی دے کر سلانے کی کوشش کرنے لگی جبکہ یزان ابھی بھی پریشان بیٹھا حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا جو ماں کے آنے پر اب پھر سے پر سکون ہو کر سو رہا تھا۔ داریہ نے یزدان کے تاثرات دیکھ کر ہنسی دبائی۔

www.novelsclubb.com

داریہ اسے کیا ہوا۔۔یہ ہمیں دیکھ کر رونے کیوں لگا۔۔۔جب کہ آپ کو دیکھ کر چپ کر" کے سو گیا" یزدان نے حیرانی سے اس کو گھور کر داریہ سے پوچھا جواب بیڈ شیٹ سیٹ کر کے تکیے لگا رہی تھی۔۔۔یزدان نے بھی اس کے پیچھے قدم بڑھائے۔

یزدان کی بچگانہ بات سن کر داریہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

یزدان وہ کچی نیند سے اٹھائے جانے کی وجہ سے اٹھ گیا تھے اسی لیے رونے لگ گیا شاید" آپ کی داڑھی کی چبھن کی وجہ سے۔۔ہاہاہاہا۔۔۔کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ہوتا ہے ایسا" داریہ نے اس کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے بعد میں شریر ہوئے کہا تو یزدان کی پریشانی میں اور اضافہ ہوا جواب اپنی داڑھی چھو کر دیکھ رہا تھا۔داریہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

اس طرح سے تو میں اپنے بچے کو پیار نہیں کر سکتا۔۔اور کیا یہ ہمیشہ رونے لگ جائے "

،، نہیں۔میں صبح ہی شیو کر لوں گا۔۔۔ہاں ٹھیک ہے" یزدان کی فکر میں ڈوبی آواز سن کر داریہ کو بے ساختہ پیار آیا اس پر۔۔۔جب سے داریہ ہاسپٹل سے گھر آئی تھی بچوں کا زیادہ خیال بھی وہی رکھ رہا تھا۔۔رات کو اگر اٹھ جاتے تو ان کو کھلاتا۔۔ان کی نیپی چینج کرنے سے لے کر ان کو سلانا سب کام یزدان کے ہی ذمے تھے۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی داریہ کو زرا سی بھی پریشانی ہو۔۔۔

ابھی داریہ کی طبیعت مکمل نہیں سنبھلی تھی اسی لیے وہ آج کل مکمل ریسٹ پہ تھی
۔۔۔بچہ تو ویسے بھی سارا دن یا تو یزدان کے پاس یا پھر باقی گھر والوں کے پاس ہوتا تھے۔۔بس فیڈ کرانے کے وقت وہ داریہ کے پاس ہوتے۔۔بعض اوقات تو وہ روہانسی ہوتی اور ایک بار تو اس نے عائشہ بیگم سے زکر بھی کیا کہ اگر اس کا بچہ اسے بھول گیا اور اپنی ماں کو پہچانا ہی ناں تو۔۔؟؟۔تو عائشہ بیگم نے کہا کہ بیٹا بچے کبھی اپنی ماں کو نہیں بھول سکتے۔وہ جیسے جیسے بڑا ہو گا اسے اپنی ماں کی پہچان ہوتی جائے گی اسی لیے فکر چھوڑ دو۔۔۔اور میں یزدان اور باقی سب سے بھی کہوں گی کہ تمہیں بھی تھوڑا وقت گزارنے دیا کریں بچوں کے ساتھ۔تو داریہ بھی پر سکون ہو گئی۔اب بھی یزان کی حد درجہ فکر دیکھ کر داریہ نے مسکرا کر اسے دیکھا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

یزدان ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ابھی چھوٹے ہیں ناں اسی لیے۔۔آہستہ آہستہ عادت ہو" جائے گی ان کو۔۔۔آپ فکر مت کریں۔۔۔"داریہ بدرجہ نرمی اور محبت لیے کہا تو یزان پھر بھی مطمئن نا ہوا لیکن خاموش ہو گیا کہ وہ اسے کسی قسم کی بھی پریشانی نہیں دینا چاہتا تھا۔

اپنا آرام دے ٹراؤزر شرٹ لے کر وہ واش روم گیا اور دس منٹ بعد فرش ہو کر واپس آیا تو ایک نظر داریہ کو دیکھ کر بیڈ پر آ کر داریہ کی گود میں سر رکھ کر اپنی روشن نیلی آنکھیں داریہ کی

آنکھوں پہ ٹکائیں۔اس وقت داریہ کا دل شدت سے چاہا کہ وہ ان مسکراتی آنکھوں کو خراج تحسین پیش کرے۔

یزدان نے انگلی کے مخملی لمس سے داریہ کی آنکھوں کے پوروں کو چھوا تو داریہ نے آسودگی سے اپنی آنکھیں موند لیں۔

رات کے آٹھ بجے تھے۔ماہوش جو ابھی کمرہ صاف کر کے فارغ ہوئی تھی۔سب سامان کو اپنی جگہ رکھ رہی تھی زرین کو اپنے کمرے میں دیکھ کر حیران ہوئی۔

ارے آیئے ناں آپی، کھڑی کیوں ہیں۔۔"ماہوش نے خوش دلی سے اسے کہا۔"

وش مجھے ایک ضروری بات کرنی تھی تم سے۔۔"زرین نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا"

"جی آپی کہیں۔۔۔"

وہ دراصل مجھے ازلان کے بارے میں بات کرنی ہے۔"زرین نے کہا۔وہ دونوں اس"

وقت بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں۔

جی پوچھیں آپی"ماہوش چونکی پھر سنبھل کر پوچھا۔"

منہا کی موت کیسے ہوئی۔۔مجھے سب جاننا ہے کہ کیا ہوا تھا۔؟؟"اس کے سوال پر" ماہوش کی آنکھوں کا رنگ بدلا تھا۔۔اور چہرے پر اداسی چھا گئی۔۔

"ازلان بھیا اور منہا آپی ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے۔۔یوں سمجھ لیں کہ" ایک آئیڈیل جوڑی تھی وہ۔۔۔"پھر جیسے جیسے وش بتاتی گئی زرین کی رنگت پھیکی پڑتی گئی۔

داریہ بچوں کو سلانے کے بعد یزدان کو ڈھونڈتے ہوئے سٹڈی روم میں داخل ہوئی تو اسے کسی خیال میں گم پایا۔بظاہر تو وہ عینک لگائے کتاب میں گم نظر آتا تھا لیکن اس نا دماغ کہیں اور تھا۔

داریہ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی۔اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

یزدان۔۔۔"اس نے پکارا تو وہ چونکا۔داریہ کو دیکھ کر اس نے کتاب بند کر کے سائیڈ" پہ رکھی۔

وہ صوفے پہ اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

کیا ہوا سونا نہیں ہے۔کوئی پریشانی ہے"داریہ نے ملائمت سے اس سے پوچھا جو سخت" اذیت میں نظر آتا تھا۔

یزدان نے کوئی جواب نہیں دیا۔داریہ نے تشویش سے قریب ہو کر اس کے گال سے " ہتھیلی ٹکائی۔

کیا بات ہے۔۔"اس نے پھر سے اس کی پیشانی سے بکھرے بال سمیٹتے پوچھا۔ "

یزدان خاموشی سے اٹھا اور شیلف میں پڑی کتابوں میں سے ایک کتاب کو نکالا اور اس میں سے کوئی تصویر نکال کر داریہ کے پاس لایا۔داریہ الجھن سے اس کا رویہ دیکھ رہی تھی۔

یزدان نے اس کے پاس بیٹھ کر وہ تصویر اس کے کی گود میں رکھی۔

داریہ نے ناسمجھی سے وہ تصویر اٹھائی اور دیکھی۔

تصویر میں تین لوگ تھے۔۔درمیان میں آرمی یونیفارم میں ملبوس کوئی تیس پینتیس سال کا آدمی کھڑا تھا اور اس کے دائیں طرف ایک گریس فل اور خوبصورت تیس کی عمر کے درمیان خاتون کھڑی تھی۔بائیں طرف سات آٹھ سال کا کوئی نوجوان کھڑا تھا۔۔تینوں کے چہروں پر مسکراہٹیں تھیں۔داریہ انہیں نہیں جانتی تھی۔۔شناسائی کی کوئی رمق اس کی آنکھوں میں نا تھی۔

یزدان کون ہیں یہ۔"داریہ نے یزدان سے پوچھا جو صوفے پر بیٹھا سر کے بال ہاتھوں میں جکڑے بیٹھا تھا جو اسکے اندرونی انتشار کا پتہ دے رہی تھی۔

اس کے سوال پر یزدان نے اپنی سرخ انگارہ آنکھیں اسکی سمت اٹھائیں۔

"آپ جاننا چاہتی تھیں ناں کہ کیا ایسا کیا ہے میری ذات میں کیا کمی ہے میری ذات میں، ایسا کیا ہے میری جس سے راتیں بے چین ہیں۔۔تو آج سنیں میں بتاتا ہوں آپ کو۔۔یہ جو تصویر میں آپ کو لوگ نظر آرہے ہیں ناں یہ۔یہ۔۔۔۔"

اس نے جانے۔کیسے خود ہی ضبط کیا ہوا تھا۔آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔

"یہ فیملی ہے میری۔میری ماما، میرے پاپا۔"

داریہ نے بے یقینی سے دوبارہ تصویر میں دیکھا تھا اور پھر سے یزدان کو۔

ماضی۔!

لوکیشن: مری

یہ مری کا ایک پہاڑوں میں گھرا سرد خوشگوار علاقہ تھا۔اسی جگہ پر تھی میجر ابراہیم ودود کی رہائش تھی جہاں وہ اپنی دلعزیز بیوی اور سات سال کے بچے کے ساتھ رہتے خوشحال زندگی گزار رہے تھے۔

"آپ سمجھنے کی کوشش تو کریں کرنل میرا اس کیس میں انوالو ہونا بہت ضروری ہے اور میں اپنے ملک کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہو۔۔میرے پاس تمام ثبوت ہیں، مجھے جانے

دیں۔۔۔"اس وقت میجر ابراہیم ودود فون کی دوسری جانب کرنل سے گفتگو کر رہے تھے ۔ساتھ ہی صوفے پر ان کی بیوی بیٹھی تھیں۔

جی ٹھیک ہے آپ فکر نہیں کریں۔۔۔ہاہاہا۔بہت حوصلہ ہے مجھ میں۔اللہ حافظ """

ناجانے آگے سے کیا کہا گیا کہ وہ قہقہہ لگا اٹھے اور فون رکھ دیا۔

انہوں نے مڑ کر اپنی بیوی کی طرف دیکھا جو پریشانی سے گھور کر انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔

ودود آپ کیوں اس کیس کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔پلیز چھوڑ دیں اس معاملے کو۔۔۔کتنی" دفعہ آپ زخمی ہو چکے ہیں۔اور اب پھر آپ جانے کی بات کر رہے ہیں اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو سوچا ہے ہمارا کیا ہو گا۔"انہوں نے سخت آزردہ ہو کر ان سے کہا تو میجر ودود نے پیار سے انہیں ساتھ لگایا۔

دیکھیں بیوی جان۔۔۔آپ ایک میجر کی بیوی ہیں۔۔آپ کو ہمت دکھانی چاہیے۔کیا " آپ نہیں چاہتی کہ اس ملک میں ہو رہے گھناؤنے کاموں کو روکا جائے۔۔۔جائے۔۔"انہوں نے کہا تو عالیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

ہمم ٹھیک ہے۔ایسے ہی کرتے ہیں ہمیشہ۔۔جائیں۔۔لیکن وعدہ کریں کے صحیح"
سلامت واپس آئیں گے۔۔آپ کو کچھ ہوتا ہے تو سانسیں ہماری بھی رک جاتی ہیں۔۔"انہوں نے کہا تو میجر ودود نے ان کے پیار پر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

جو حکم مل گیا عالیہ "انہوں نے جواب دیا۔عین اسی وقت ان کا ساتھ سال کا بیٹا اندر "
داخل ہوا۔

بیگم آپ سے تو ہمارا بیٹا ہے بہادر ہے کیوں بیٹا یزدان "انہوں نے یزدان کو اپنے پاس "
بٹھاتے ہوئے کہا۔

یس ڈیڈی ایم سٹرونگ "اس نے عزم سے کہا۔"

شاباش میرے بچے یاد رکھنا کہ زندگی میں ہر کام ایمانداری سے کرنا اور دوسری بات مجھ "
سے وعدہ کرنا ہوگا کہ اگر کبھی میرے مجھے کچھ ہوتا ہے تو میری بات اپنے ماں کا خیال رکھنا"

انہوں نے کہا تو ماں اور بیٹے دونوں کے رنگ پھیکے پڑے۔

میجر صاحب آپ پھر ایسی باتیں کر رہے ہیں دیکھیے میں آپ کو جانے نہیں دوں گی" "
انہوں نے روہانسی لہجے میں دھمکی دیتے ہوئے کہا تو میں جب دونوں نے دونوں ہاتھ کھڑے
"کئے سوری" بابا سوری اب نہیں کرتا۔

میری جان سے پیاری فیملی۔"انہوں نے دونوں کو ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔تو وہ دونوں " مسکرا دیئے۔دو دن بعد انہوں نے آپریشن کے لیے نکلنا تھا۔

آج یزدان نے کلاس میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی تھی۔وہ بہت خوش تھا وہ بھی اپنے ڈیڈی کی طرح فوج میں جانا چاہتا تھا۔جلد سے جلد وہ گھر جانا چاہتا تھا۔۔

خوشی سے دوڑتا ہوا وہ گھر میں داخل ہوا گیٹ کے پاس ڈیڈی کے تعینات کیے گئے سپاہیوں کو خون میں رنگا نیچے گرے دیکھ کر اس کا چہرہ سفید ہو گیا۔اسے ہر جگہ لاشیں دیکھ کر خوف محسوس ہوا۔۔قدم آگے بڑھنے سے انکاری ہو گئے۔شل دماغ اور کانپتی ٹانگوں سے وہ وہیں کھڑا رہا۔لیکن گھر کے اندر سے آرہی چیخیں سن کر وہ اندر کی جانب بھاگا لاؤنج کے دروازے پر پہنچ کر اس کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گا۔

سامنے ہی اس کے باپ کا وجود خون میں نہلایا ہوا زمین پر پڑا تھا۔۔ان کے سر اور منہ سے خون نکل رہا تھا اور وہ درندہ صفت انسان ان کے سینے پر پاؤں رکھے کھڑا تھا۔۔خوف سے یزدان کو سانس نہیں آرہی تھی۔

دوسری جانب اس کی نظر اپنی ماں پر گئی جس کو دو لوگ بازوؤں سے پکڑ کر قابو کیے ہوئے تھے۔۔اور وہ دوپٹے کے بغیر بکھرے بالوں کے ساتھ کھڑی تھیں۔

عین اسی جانب میجر ودود کی نظر اس پر پڑی تو انہوں نے اڑے حواسوں اسے چھپ جانے کا اشارہ کیا۔۔ان کو دیکھ کر وہ بہتی آنکھوں سے نفی میں سر ہلانے لگا لیکن انہوں نے اسے آگے آنے سے منع کر دیا۔۔وہ ان کی بات مانتا لاؤنج کی جانب سے ایک چھوٹی راہداری میں چھپ گیا اور وہاں سے سامنے کے دل دہلا دینے والا منظر دیکھنے لگا۔۔

وہ لوگ تعداد میں دس بارہ تھے۔

"تمہیں کیا لگتا تھا میجر ودود کے تم میرے ساتھ میرے خلاف ثبوت اکٹھے ہو گئے اور میں ہاتھ پہ ہاتھ دھر کے بیٹھا رہوں گا۔بہت کچا کھلاڑی سمجھ لیا تم نے مجھے اور آج دیکھو کہاں ہو تم۔ہاہاہا۔۔بے وقوف فوج والے چلو اب جلدی سے بتا دو کہ ثبوت کہاں ہے وہ نام بتایا تو ابھی مرو گے اور اگر بتا دیا ہاں تو بھی مرو گے نام بتانے کی صورت میں اپنی عزیز خوبصورت بیوی کو اپنی نظروں کے سامنے۔چلو شاباش بتاؤ۔۔" پاشا نے قہقہہ لگاتے ہوئے اس کے سینے پر پاؤں کی ٹھوکر ماری۔میجر ابراہیم کے لبوں پر دل جلانے والی مسکراہٹ پھیلی۔

پاشا تمہیں کیا لگتا ہے میں اتنا کمزور ہوں جو موت سے ڈر کے تمہارے آگے جھک جاؤں" گا۔۔جو کرنا ہے کر لو۔۔۔کچھ نہیں ملے گا تمہیں۔"انہوں نے عزم سے کہا اور اپنی بیوی کی طرف دیکھا جو بھیگی آنکھوں سے مسکرائی تھیں۔

او۔۔۔اچھا تو تم نہیں بتاؤ گے۔۔۔ٹھیک ٹھیک۔۔"وہ پیچھے مڑا۔۔۔"ارے شکور" دیکھو تو اس میجر کی بیوی کے کتنی خوبصورت ہے۔۔۔"اس نے خباثت سے ہنستے ہوئے شکور اپنے ساتھی سے کہا جو مکروہ ہنسی ہنس رہا تھا۔میجر ابراہیم نے ضبط سے اپنی آنکھیں میچیں۔ شکور نے رال ٹپکاتی نظروں سے عالیہ کی جانب قدم بڑھائے ایک ہاتھ میں بندوق تھامے وہ قدم بہ قدم اس کے قریب جا رہا تھا۔عالیہ نے مزاحمت شروع کر دی۔

ماننا پڑے گا بہت خوبصورت ہو تم۔۔"اس نے عالیہ کی گال پہ انگلی پھیرتے ہوئے کہا تو" عالیہ نے نفرت سے سر جھٹکا۔

۔۔ارے چھوڑو اسے۔۔چھوڑو۔۔ہٹ جاؤ پیچھے۔۔"شکور نے دونوں آدمیوں کو کہا" جو انہیں قابو کیے ہوئے تھے تو وہ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے۔ابراہیم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اس قیامت پر۔

۔آج بتاتا ہوں اس ابراہیم کو کہ کسی کے کام میں ٹانگ اڑانے کا کیا انجام ہوتا ہے۔۔۔""

اس نے عالیہ کی کلائی اپنے ہاتھ میں جکڑی جو ابراہیم کے پاس جانے کو پر تول رہی تھے۔

ابراہیم۔۔خدا کے واسطے چھوڑ دو ہمیں۔۔ظالموں۔۔۔تم لوگوں کو موت"

آجائے۔۔"عالیہ چلاتے ہوئے اس سے اپنا آپ چھڑوا رہی تھیں۔

ارے ارے۔۔صبر کرو جان۔"۔عالیہ بیگم نے بھیگی آنکھوں سے ابراہیم کو دیکھا تھا"

۔ابراہیم کی انکھوں میں بے بسی تھی۔۔۔

یااللہ مجھے معاف کرنا۔۔"عالیہ نے اوپر آسمان کی جانب دیکھا اور پھر نا جانے اس کے"

اندر اتنی ہمت کیسے آئی کہ اس نے پیچھے کھڑے آدمی کے ہاتھ سے پسٹل چھینتے ہوئے اپنی

پیشانی پہ رکھ کر گولی چلادی۔خون کے چھینٹے چاروں طرف اڑ گئے۔ابراہیم کی آنکھ سے کئی

آنسو ٹوٹ کر بہہ گئے۔یزدان نے اپنی کی لاش زمیں بوس ہوتے دیکھ کر اپنی سسکی کو منہ پہ ہاتھ

رکھ کر روکا۔ایک سات آٹھ سال کا بچہ کیا کر سکتا تھا اس وقت۔

اس کا دل رو رہا تھا۔

چھچھ۔۔یہ تو بہت برا ہوا۔"شکور نے عالیہ کی لاش کو پاؤں سے پرے دھکیلا اور ابراہیم"

کے پاس آیا۔ابراہیم نے نفرت سے اسے دیکھا۔

اب بھی نہیں بتائے گا۔" پاشا نے ٹھوکروں پہ ٹھوکرے مارتے ہوئے اسے کہا لیکن وہ" خاموش رہے۔

"ہمم۔ ہمم۔۔ چل ٹھیک پھر تیاری کر لے اپنی بیوی کے پاس جانے۔۔ کیوں کہ تو تو" ویسے بھی کسی کام کا نہیں۔۔" پاشا نے اس کے سینے پر بندوق رکھ کر کہا۔ ابراہیم نے نڈر ہو کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

مجھے مار دو۔۔۔ مارو مجھے۔۔۔ ایک ابراہیم کو مار کر کیا سمجھتے ہو تم۔۔۔ کتنے ابراہیم" مارو گے۔۔ ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ اس کے۔۔۔) انہوں نے انگلی اوپر کر کے اشارہ کیا) گھر دیر ہے اندھیر نہیں۔۔۔ تم جیسی ظالموں کے لیے کوئی ناں کوئی آئے گا۔۔۔ اس دن تم اپنا بھیانک انجام دیکھو گے۔۔۔" انہوں نے ہمت حوصلے اسے اس کی جانب دیکھ کر غراتے ہوئے کہا۔ تو پاشا نے سخت تلملاتے ہوئے بندوق کی نوک اس کی پیشانی پہ ماری۔

بس بہت ہوا۔۔ بائے بائے میجر صاحب۔" اس نے بندوق کو ان کی گردن پہ رکھا اور" ٹریگر دبایا

ایک مرتبہ اپنی بیوی کی بند آنکھوں کو دیکھتے ہوئے ان کی "لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ" گردن ایک جانب لڑھک گئی۔

لیکن شاید پاشا کی سینے کی آگ ابھی ٹھنڈی نہیں ہوئی۔۔یہ شاید میجر کی باتوں کا ڈر تھا کہ اس نے بندوق کی ساری گولیاں ان کے سینے میں اتار دیں۔

یزدان نے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھا۔اس بچے نے آج اپنی آنکھوں سے جو بربریت دیکھی تھی وہ اس لیے برداشت کر گیا تھا کہ وہ "میجر ابراہیم ودود" کا بیٹا تھا۔اس نے بے بسی سے اپنے ان باپ کی لاشیں پڑی دیکھیں۔

اور پھر ان وقت کے فرعونوں کو جو قہقہے لگا رہے تھے۔اس کی آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھیں۔اس نے پاس پڑا ہوا شیشے کا شو پیس اٹھایا اور نشانہ لگا کر پاشا کے سر پر وار جو سیدھا جا کر اس کی پیشانی پر لگا۔پاشا سر پکڑ کر نیچے گرا۔سارے لوگ چوکنا ہو گئے۔

"کون ہے وہاں۔دیکھو ادھر کون ہے۔جلدی جاؤ۔۔بھاگنا نہیں چاہیے۔" شکور نے غصے سے غراتے ہوئے دھاڑتے اپنے غنڈوں کو کہا تو سب ادھر ادھر پھیل گئے۔

یزدان ادھر سے بھاگ نکلا۔

"وہ دیکھو وہاں ہے وہ، پکڑو اسے جلدی۔۔" وہ سب اس کے پیچھے بھاگے۔۔وہ تیز تیز بھاگتا جا رہا تھا۔۔ایک جگہ پہاڑی کے پیچھے جا کر وہ چھپ گیا۔۔وہ لوگ اس کی تلاش میں آئے

لیکن وہ نہ ملا۔اسے چھوڑ کر وہ لوگ واپس لوٹ گئے۔دن سے شام ہو گئی تھی لیکن وہ خوف سے دبکا وہیں پہ بیٹھا رہا۔وہ ڈرتے ہوئے وہاں سے نکلا اور روتے ہوئے گھر کی جانب گیا۔

ہر طرف ہو کا عالم تھا۔۔ویرانیاں اور اداسیاں سمیٹے ہوئے۔۔۔

عجیب یاسیت سی تھی ہر جگہ۔وہ شکستہ قدموں سے معصوم بچہ لاؤنج میں داخل ہوا۔۔

لاؤنج میں اندھیرا تھا بالکل سوائے ہلکی روشنی کے کوئی نہیں تھا سوائے اس کے اپنوں کی لاشوں کے۔وہ چیخیں مارتا ہوا بھاگتا ہوا اپنی ماں کے پاس گیا۔

"ممی ممی اٹھیں ناں۔کیا ہوا ہے ممی۔۔ممی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔پلیز اٹھیں۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔"وہ روتا چیختا ان سے لپٹ کر رو رہا تھا

وہ بھاگتا ہوا ڈیڈی کے پاس گیا۔جن کی آنکھیں ساکت تھیں۔

ڈیڈ پلیز آنکھیں۔۔میرے اچھے ڈیڈی۔۔دیکھیں ناں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔اٹھیں ناں۔آپ اٹھ کیوں نہیں رہے دونوں۔اٹھ جائیں۔۔۔"وہ ان کے گال تھپتھپاتا انہیں جگانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کی پکار سننے والے دونوں اگلے جہاں چلے گئے تھے۔نا جانے کتنی دیر وہ ان کے پاس بیٹھا سسکتا رہا۔تڑپتا رہا تھا۔

سکندر آپ ان دونوں کو انفارم تو کر دیتے۔۔ایسے جانا ٹھیک لگے گا کیا۔۔۔"عائشہ نے ساتھ چلتے ہوئے سکندر سے کہا جو ان کی بات سن کر مسکرائے تھے۔

بھئی بتا دیتے تو سرپرائز کیسا۔اتنے دنوں بعد اس سے ملنے جا رہا ہوں۔۔۔دیکھنا اس کا " ریکشن۔ہاہاہاہا۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے محبت سے کہا۔

سکندر کبھی کبھی تو آپ کی محبت دیکھ کر مجھے لگتا ہے آپ دونوں بھائی ہوں۔۔آپ کی ہر " بات میں وہ شامل ہوتے ہیں مجھے تو جیلسی ہوتی ہے اب۔۔"پہلی بات پیار سے تو دوسری منہ بسور کر کہی تو سکندر کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

کیا کریں بیگم۔وہ ہے ہی ایسا مجھے بھائیوں سا عزیز ہے وہ۔۔بچپن سے ہم دونوں ساتھ " ہیں۔بہت محبت ہے مجھے اس سے۔۔اور اس بارے میں آپ مجھے کچھ نہیں کہہ سکتیں۔اور بھابھی سے ملو گی ناں تو تم بھی ان کی گرویدہ ہو جاؤ گی۔بہت نرم مزاج اور سادہ دل خاتون ہیں وہ۔۔"ان کے لہجے میں اپنے دوست کے لیے محبت ہی محبت تھی۔

چلیں جی دیکھ لیتے ہیں۔۔"انہوں نے بھی شرارتاً کہا۔"

یہ بس آ گیا گھر "انہوں نے گیٹ کراس کرتے ہوئے خوشی سے کہا لیکن دونوں کو ہی " ٹھٹھک کر رکنا پڑا۔

سامنے ہی فوجیوں کی لاشیں دیکھ کر ساکت ہوئے تھے۔

ابراہیم "سکندر کے لب بے آواز پھڑ پھڑائے تھے۔عائشہ نے ڈر کر ان کا بازو تھاما تھا۔"

عائشہ بیگم کو لیے چلتے ہوئے وہ آگے آئے تھے۔دل کسی انہونی کے خوف سے دھڑک رہا تھا۔

اگے جا کر انہیں ہر جگہ اندھیرا اور خاموشی محسوس ہوئی۔

ابراہیم۔۔کہاں ہو دیکھو۔میں ہوں سکندر۔۔۔۔کدھر ہو۔۔۔بھابھی۔کہاں ہیں"

آپ لوگ "سکندر نے آواز دی لیکن خاموشی۔۔وہ لوگ تھوڑا آگے آئے۔غور کرنے پر انہیں کسی کی ہلکی ہلکی سسکیاں سنائی دیں۔انہوں نے لائٹ آن کی۔لیکن دونوں نے سامنے جو منظر دیکھا ایسا لگا روح فنا ہو گئی ہو۔۔

عائشہ کی چیخ نکل گئی۔انہوں نے روتے ہوئے سکندر کے کندھے میں چہرہ چھپایا۔

سکندر صاحب نے ان سے اپنا کندھا چھڑوایا اور بھاگتے ہوئے ابراہیم کی لاش کے پاس گئے۔

ودود۔یہ کیا ہوا۔ودود اٹھو میرے دوست۔یہ یہ۔۔۔کس نے کیا۔تم ایسا کیسے کر سکتے "

ہو۔۔اٹھو میرے بھائی۔۔یار ایسا نہیں کرو۔۔دیکھو ناں کون آیا ہے۔۔پلیز اٹھو یا اللہ۔۔"

انہوں نے اس کا سر اٹھا کر گود میں رکھا اور زار و قطار روتے گئے۔ لیکن وہ مہربان آنکھیں آج بند تھیں۔

مڑ کر دیکھا تو خون سے نہایا ہوا وجود عالیہ بیگم کا تھا۔

انہوں نے ضبط سے آنکھیں بند کیں۔ اٹھ کر ان کا دوپٹا اٹھایا اور ان کے وجود کو ڈھانپا۔۔ سسکیوں کی آواز ہنوز آتی رہی۔ عائشہ چلتی ہوئی آگے آئی۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ سکندر کے پاس بیٹھیں۔ اور ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

یہ کیا ہو گیا۔ دیکھو ناں میرے پیارا دوست مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ اتنا ظلم۔ کیا کیا ناں سہا" ہو گا انہوں نے۔۔ "ان سے لفظ مکمل نا ہو پائے اور عائشہ کے کندھے میں منہ چھپائے روتے گئے۔ سسکیوں کی آواز ہنوز آتی رہی۔۔

یزدان۔ "سکندر نے سر اوپر اٹھایا اور بڑبڑایا۔ دونوں نے مڑ کر دیکھا جہاں وہ صوفے" کے پیچھے سر گھٹنوں میں چھپائے سسکیاں بھر رہا تھا۔

سکندر اٹھ کر اس کے پاس گیا۔

یزدی۔۔ میری جان۔ "سکندر نے پکارا تو اس نے سر گھٹنوں سے نکالا۔ سامنے ان کو دیکھ کر وہ لپک کر ان کے گلے سے لگ گیا اور پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔۔ سکندر خود رو پڑا

انکل۔ ممی ڈیڈی۔۔آنکھیں نہیں کھول رہے۔۔ان سے کہیں نا۔۔مجھے ڈر لگ رہا" ہے۔۔۔"وہ چھوٹا وجود رو رہا تھا۔۔پکار رہا تھا۔اور سکندر کو اس کی سسکیاں اور تکلیف میں مبتلا کر رہی تھیں۔

اتنے دیر میں باہر فوج کی گاڑیاں رکنے کی آوازیں آئیں۔۔فوج کے دستے کے دستے اندر داخل ہوئے۔۔کرنل صاحب اندر داخل ہوئے تو سامنے میجر کی لاش دیکھ کر ضبط کر کے رہ گئے۔

اِنّاللہِ وَاِنّااِلَیہِ رَاجِعُون۔آج تم نے اپنا حق ادا کر دیا"انہوں نے آگے بڑھتے ہوئے " سکندر کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور انہیں تمام تفصیلات سے آگاہ کیا۔ چشم دید گواہ یزدان تھا لیکن اس وقت وہ اس حالت میں نہیں تھا کہ کسی سوال کا جواب دے سکتا۔وہ عائشہ بیگم کی گود میں ساکت بیٹھا سسک رہا تھا۔۔پورے گھر کی تلاشی لی گئی۔

لاشوں کے کفن دفن کا انتظام کیا گیا۔کرنل صاحب یزدان کے پاس آیا۔اور اس کو دلاسا دیا۔کرنل صاحب کے پوچھنے پر اس نے من و من سارا واقعہ ان کو سنا دیا جس سے ہر آنکھ اشکبار ہوئی۔کچھ یاد آنے پر یزدان ان کے پاس سے اٹھ کر اوپر بھاگا اور تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کاغذات تھے۔اس نے وہ کرنل صاحب کے حوالے کیا۔اور خاموشی سے واپس آ

کر بیٹھا ایک بار پھر کرنل صاحب کو میجر ابراہیم پر فخر ہوا تھا۔ تھوڑی دیر میں سب کلئیر کر دیا گیا۔ سکندر اور عائشہ یزدان کو اپنے گھر لے کر گئے۔۔ سکندر نے کرنل صاحب سے یزدان کی کی کسٹڈی کی بات کر اس کی پرورش کا زمہ لیا۔۔ تمام کاغذی کارروائیوں کے بعد یزدان ان کے ساتھ رہنے لگا۔ وہ ہنس مکھ، شراتوں والا بچہ خاموش ہو کر رہ گیا۔ عائشہ بیگم اسے ہر وقت سینے سے لگائے رکھتیں۔۔ کئی دن تک تو وہ بخار میں پھنکتا رہا۔ یقیناً اس واقعے نے اس کی صحت پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ سکندر اسے لے کر لاہور اپنے گھر آ گئے جہاں سب لوگوں سے اس کو پیار ملا۔ آہستہ آہستہ سب کے پیار اور محبت کے نتیجے میں وہ سنبھلتا گیا۔۔ بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اور سنجیدہ ہوتا گیا۔ ہاں البتہ اپنے بہن بھائیوں پر وہ جان لٹاتا تھا۔ بڑا ہونے پر اس نے سب سے پہلے سکندر صاحب کے زریعے پہلے کرنل صاحب سے رابطہ کیا۔ اسے ہر حال میں اپنے ماں باپ کا بدلہ لینا تھا جس کے لیے وہ خفیہ ایجنسی کا حصہ بنتا گیا۔ اور مختلف آپریشنز میں وہ اپنی قابلیت کا لوہا منواتا گیا۔ ایک وحشت سی تھی جو اس کے اندر گھر کرتی گئی۔ گھر میں صرف اس کے بارے میں سکندر صاحب کو پتہ تھا۔ اور اس کے ساتھ جو دوسرا اس کا ساتھی بنا جس نے پاشا سے انتقام لینا تھا وہ تھی "حور العین آفندی"۔ اسے بدلہ لینا تھا اپنی دوست، اپنی بہن، اپنی بھابھی منہا ازلان کا۔"

ان درندوں کی درندگی وہیں تک ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ 23 سال بعد اس فرعون نے جس کی زندگی برباد کی وہ ازلان اور منہا کی تھی۔

ازلان اور منہا ایک ہی میڈیکل کالج میں پڑھتے تھے۔ منہا ایک غریب گھرانے کی لڑکی تھی جس نے اسکالرشپ پر اپنی پڑھائی مکمل کی اور میڈیکل میں اپنا لوہا منوایا۔ وہ ایک زندہ دل، ہنس مکھ اور شرارتی لڑکی تھی۔ گھر میں صرف ایک ماں تھی جو سلائی کر کے گھر کا خرچ چلاتی تھیں۔ زہین ہونے کی وجہ سے وہ جلد ہی پورے کالج میں مشہور ہو گئی۔ ازلان اس سے دو سال سینئر تھا۔۔ منہا تو ایک جھلک میں ہی اسے اپنا دل دے بیٹھی تھی جب وہ کینٹین میں اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔ اس کی پر وقار شخصیت اور صوبر پرسنیلیٹی دیکھ کر تو پوری کالج کی لڑکیاں آہیں بھرتی تھیں تو پھر وہ کیوں ناں ہوتی اور یہیں تک نہیں اس نے باقاعدہ جا کر ازلان کو پرپوز بھی کر دیا تھا۔ ازلان تو اس دھان پان سی لڑکی کی جرات دیکھ کر رہ گیا۔ سانولی رنگت ، تیکھے نقوش، پتلی ناک، باریک لب، کاجل لگی بڑی بڑی آنکھیں مناسب قد سب کچھ معمولی ہونے کے باوجود ایک کشش تھی اس کے اندر۔ وہ جس کی ہزاروں لڑکیاں دیوانی تھیں وہ کیوں ایک عام لڑکی کا پروپوزل قبول کرتا۔ ازلان نے سختی سے اسے منع کر دیا لیکن شاید اس نے اس

معصوم لڑکی کا دل بھی بری طرح توڑ دیا۔وہ روتی ہوئی ایک شکوہ کناں نظر اس پہ ڈال کر وہاں سے بھاگ گئی۔ازلان کو اس کی بھیگی کالی کاجل سے لبریز آنکھیں یاد رہ گئیں۔اس کے دل میں گھر کر گئیں۔بہت لاشعوری طور وہ اس کی راہ تکنے لگا۔۔پورے کالج میں اسے ڈھونڈتا۔اس کی کلاس کا اسے پتہ تھا تو ایک دن بے چینی سے اس کی کلاس میں چلا گیا۔اپنے دل کی حالت سے تو وہ بھی انجان تھا۔پوری کلاس چھان ماری وہ کہیں ناں ملی۔اسے اس کی دوست ملی جو اکثر اس کے ساتھ پائی جاتی تھی۔۔اور شاید وہ بھی اس کی موجودگی کی وجہ جان گئی تھی اسی لیے اٹھ کے اس کے پاس آئی۔ازلان اسے اپنی طرف آتے دیکھ کشمکش میں مبتلا ہو گیا۔ابھی وہ واپس مڑتا کہ وہ اس تک آ گئی۔

منہا کو ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔"اس نے آکر ڈائریکٹ پوچھا۔ازلان نے نا سمجھی سے" دیکھا۔

کون منہا۔۔۔"اس نے سوال کیا۔ "

وہی جسے آپ ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔وہی جس کے پروپوزل کو آپ نے بے دردی سے" ریجیکٹ کیا تھا۔"لاکھ چاہنے کے باوجود وہ اپنے لہجے کی تلخی ناں مٹا سکی۔ازلان لاجواب ہو گیا۔

ایم سوری وہ تو ایسے ہی آ گیا۔۔۔چلتا ہوں۔۔۔"وہ واپس جانے لگا۔"

بیمار ہے وہ۔۔۔آپ کی طرف سے کیے گیے انکار جو وہ دل پہ لے بیٹھی ہے۔ہو سکے تو" اس کی دوا بن جائیں۔۔"وہ کہہ کر جا چکی تھی۔اور ازلان توبت بن گیا۔

وہ بے چین ہو گیا۔۔

اگلے دن آفس سے اس کا گھر کا ایڈریس لے کر وہ اس کے گھر پہنچ گیا۔

اس کی امی نے دروازہ کھولا تو اجنبی کو دیکھ کر حیران ہوئیں۔

جی بیٹا۔۔کون ہیں آپ۔۔؟انہوں نے استفہامیہ پوچھا۔"

جی۔۔۔وہ آنٹی میں منہا کا دوست۔میرا مطلب ہے اس کا یونی فیلو ہوں۔۔۔"اس " نے صفائی پیش کی۔

اوا چھا اچھا۔۔۔خیریت پوچھنے آئے ہو اس کی۔۔۔آؤ ناں اندر آؤ۔آ جاؤ بیٹا۔"انیوں" نے راستہ دیا تو وہ اندر آیا۔

بوسیدہ چھوٹا سا مکان تھا۔

وہ اسے ایک کمرے میں لے آئیں جہاں بیڈ پہ منہا کمبل میں دبکی ہوئی تھی۔صاف شفاف رنگت مرجھائی ہوئی تھی۔۔رنگت میں زردیاں گھلی ہوئیں تھیں۔ایک ہاتھ پہ ڈرپ لگی ہوئی تھی۔

کیا ہوا ہے آنٹی اسے "اس نے دل کی حالت پہ قابو پاتے ہوئے پوچھا۔"

کیا بتاؤں بیٹا۔پہلے تو ٹھیک تھی۔۔ایک دن روتے ہوئے گھر آئی یونیورسٹی۔میں نے "

پوچھا تو کچھ نہیں بتایا۔پھر بے ہوش ہو گئی۔اس دن سے بخار میں تپ رہی ہے۔کسی دوائی کا بھی

اثر نہیں ہو رہا۔نا جانے میری پھول سی بچی کو کیا ہوا ہے۔۔"بتاتے ہوئے وہ رونے لگیں۔

انٹی حوصلہ رکھیں۔ٹھیک کو جائے گی۔۔"ازلان نے انہیں ساتھ لگا کر دلاسہ "

دیا۔انہوں نے اپنے آنسو پونچھے۔

آنٹی گھر میں اور کوئی نہیں ہے اس نے پوچھا۔"

نہیں بیٹا۔میں اور میری بیٹی ہی ہیں ایک دوسرے کا سہارہ۔اس کے ابا کی چند سال پہلے

وفات ہو گئی۔اچھا تم بیٹھو میں چائے لے کر آتی ہوں۔"وہ اسے کہتے ہوئے باہر چلی گئیں۔

ان کے جانے کے بعد ازلان نے منہا کو پھر سے دیکھا۔اور کرسی گھسیٹ کر اس کے پاس

بیٹھ گیا۔

اس نے اس کا ڈرپ لگا ہاتھ آہستگی سے اپنے ہاتھ میں لیا۔آج اسے افسوس ہو رہا تھا خود

پر۔۔

دل پریشان تھا۔اس کی وجہ سے وہ لڑکی آج اس حالت میں تھی۔

وہ خیالوں میں کھویا تھا جب منہا کی پلکیں لرزیں اس نے ادھر ادھر دیکھ کر حالات سمجھنے کی کوشش کی۔ پھر ہاتھ پر کسی کی گرفت محسوس کر کے سامنے بیٹھے شخص جو دیکھ کر آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

کمزوری سے باعث اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ ایک بار آنسو پھر ان آنکھوں میں جمع ہونے لگے۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑوانے کی کوشش کی لیکن ازلان نے نہیں چھوڑا۔

پلیز۔۔ میرا۔۔ ہاتھ۔۔۔ چھوڑیں۔" اس نے ہلکا سا احتجاج کیا۔ "

اور اگر میں کہوں کہ یہ ہاتھ میں زندگی بھر کے لیے تھام لوں تو۔۔" ازلان نے اس کی نین کٹوروں میں جھانکتے ہوئے گہرائی سے جواب دیا۔ وہ اپنے آپ کو ان آنکھوں میں ڈوبتا محسوس کر رہا تھا۔ اس کی بات پہ منہا کی آنکھوں میں مرچیاں چبھنے لگیں۔

ترس کھا رہے ہیں مجھ پر۔۔" اس نے تلخی سے کہا تو ازلان نے تڑپ کر نفی میں سر ہلایا۔"

نہیں منہا ترس نہیں کھا رہا۔۔ محبت کو نبھا رہا ہوں۔ اچھی لگنے لگی ہو۔۔ شادی کرنا چاہتا' ہوں تم سے۔۔ بولو کرو گی شادی مجھ سے۔۔۔" ازلان نے دونوں ہاتھوں میں اس کا ہاتھ لیتے ہوئے محبت سے کہا۔۔

ہاہا۔۔کیا مذاق ہے۔آپ کیوں کریں گے مجھ سے شادی۔ایک عام سے شکل کی،سانولی رنگت اور غریب لڑکی سے آپ کیوں شادی کرنے لگیں۔۔جائیں۔معاف کریں مجھے جو آپ کو اپنا دل دے بیٹھی۔بھول جائیں کہ کوئی منہا بھی تھی آپ کی زندگی میں۔"اس نے کھینچ کر اس کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔اور روتی گئی۔

منہا میری بات تو سنو۔ایسی بات نہیں ہے۔۔میں اتنا بھی میٹیریلسٹک نہیں ہوں" میں۔۔ناہی مجھے کسی کی شکل وصورت میں انٹرسٹ۔۔میں مانتا ہوں میں نے غلطی کی ہے۔۔مجھے لگا باقی لڑکیوں کی طرح یہ بھی وقتی اٹریکشن ہے تمہاری اسی لیے منع کر دیا۔میں نہیں چاہتا تھا کی ان چیزوں میں پڑ کر تم اپنا مستقبل خراب کرو اسی لیے منع کیا۔۔لیکن تمہاری وہ بھیگی آنکھیں میرا دل چیر گئی۔اس دن سے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تمہیں۔۔آج میں تمہارے سامنے بیٹھا ہوں تو اقرار کرتا ہوں کہ مجھے محبت ہو گئی ہے تم سے،بے پناہ،بے حد۔میرا ساتھ قبول کر لو۔۔"منہا سر جھکا گئی۔وہ خاموش رہی۔

اس خاموشی کا کیا مطلب سمجھوں۔"اس نے نچلا لب ہونٹوں میں دبا کر اسے دیکھ کر" شرارت سے کہا

یوں نظریں ناں پھیریں جناب۔۔انہی نینوں میں تو ہم ڈوبے تھے کہ آج تک رسائی نا"
مل سکی"اس نے تھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اونچا کر کے شاعرانہ کہا تو وہ ہنس پڑی۔اس کی
کھنکتی ہنسی میں ازلان کھو سا گیا۔اسے خود کی جانب تکتا پا کر وہ خاموش ہوئی۔۔اسے اپنا دل
کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا۔
اہمم۔۔اہمم۔۔"آواز پر دونوں سٹپٹائے اور دروازے کی جانب دیکھا جہاں اس کی"
اماں شرارتی نظروں سے دونوں کو گھور رہی تھیں۔وہ دونوں شرمندہ ہو گئے
وہ آگے آئیں۔۔
اچھا جی تو آپ صرف منہا کہ یونی فیلو ہیں۔۔۔"انہوں نے ازلان نے کان کھینچے تو منہا "
ایک بار پھر ہنس دی۔ازلان بھی ہنس دیا۔
وہ کھڑا ہوا۔
آنٹی میں آپ سے منہا کا ہاتھ مانگنا چاہتا ہوں۔۔جانتا ہوں اپنے بڑوں کو لانا چاہیے تھا"
لیکن اجلت میں آیا۔۔اگر آپ ہاں کرتی ہیں تو میں مما کو بھیج دوں گا۔"ازلان نے ہچکچاتے
ہوئے ان سے پوچھا تو نہوں نے منہا کو دیکھا۔منہا نے سر جھکا دیا۔

www.novelsclubb.com

ٹھیک ہے بیٹا۔ مما کو لے آنے باقی کے معاملات بھی طے ہو جائیں گے۔۔خوش رہو۔""
انہوں نے پیار سے کہا تو ازلان کی خوشی دیدنی تھی۔
چلیں آنٹی میں چلتا ہو۔۔"اس نے اجازت مانگی اور ایک گہری نظر منہا پر ڈال کر چلا"
گیا۔
پھر چٹ منگنی پٹ بیاہ والا سین ہوا۔اور منہا ہمیشہ کے لیے ازلان کی دلہن بن کر
آ گئی۔شادی کے دو سال ان کے بہت محبت سے گزرے۔ازلان اگر محبت لوٹاتا تھا پاتا بھی
تھا۔۔ازلان کی پڑھائی ختم ہو گئی تھی لیکن منہا ابھی تیسرے سال میں تھی۔ان دنوں انہیں
خوشخبری ملی کہ وہ ماں باپ بننے والے ہیں۔ازلان اس کا ہر طرح سے خیال رکھتا۔منہا گھر میں
بھی سب کو عزیز ہو گئی۔خاص کر کہ حور کے ساتھ۔ان دونوں کی خوب بنتی تھی۔منہا نے
پڑھائی کا ایک سال ترک کر دیا تھا۔بچے کی پیدائش تک ازلان نے اسے کالج جانے سے سخت
منع کیا تھا۔پھر ان کے گھر آمد ہوئی ننھی پٹی کی جس کا نام ژالے رکھا گیا۔ژالے کے آنے سے
گویا دونوں کی زندگی میں بہار آ گئی ہو۔سب کچھ بہت اچھا جا رہا تھا لیکن پھر ان کی زندگی میں وہ
دن آیا جو سب کی زندگی بدل کر رکھ گیا۔

ژالے کی پیدائش کے بعد منہا نے دوبارہ کالج جانا سٹارٹ کر دیا۔ ژالے ایک سال کی ہو چکی تھی۔ منہا کا بھی کالج آخری سال تھا۔ یہ اس دن کی جب کالج سے واپسی پہ منہا گھر واپس نہیں آئی۔ وہ روازلان کے ساتھ واپس گھر آتی تھی لیکن اس دن ازلان کے آنے سے پہلے ہی قیامت ٹوٹ چکی تھی۔

پاشا کے لوگ کالج سے لڑکیوں کو اغواہ کرتے تھے اور بد قسمتی سے اس دن منہا بھی ان لڑکیوں میں شمار ہو گئی۔ جب معلومات کی گئیں تو پتہ چلا کہ کالج سے لڑکیوں کو اغواہ کرنے والا گروہ انہیں اسلام آباد لے کر جاتا ہے۔ ازلان نے پورے شہر کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن وہ نا ملی۔ وہ ٹوٹ کر رہ گیا تھا۔ یزدان کی مدد سے فوج بھی پورا پورا تعاون کر رہی تھی۔ پھر ایک دن ان کے اڈے کا پتہ چل گیا جس میں لڑکیوں کو رکھا گیا تھا۔ فوج کی بھاری نفری وہاں پر پہنچی تو دونوں طرفین گولیاں چلیں لیکن سب فرار ہو گیے سب لڑکیوں کو بازیاب کروالیا گیا۔ یزدان اور ازلان بھی تھے۔ لیکن جس منہا کو انہوں نے دیکھا وہ منہا نہیں تھی۔۔ یہ تو کوئی اور تھی۔ ازلان کو دیکھ کر اس نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔ ازلان اس کی حالت دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔ وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ اسے ہسپتال شفٹ کیا گیا۔ لیکن وہ ہوش میں آتے ہیں چیخنے لگتی۔ چلانے لگتی۔ اسے تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ دن بہ دن اس کی حالت خراب ہو رہی

تھی۔ازلان نے ناجانے کیسے وہ سب برداشت کیا وہ وہی جانتا تھا۔۔اس کا دل خون کے آنسو روتا تھا۔یہ اس دن کی بات تھی جس دن منہا نے اپنی آخری سانسیں لی تھیں۔

ازی۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے معاف۔۔۔کر۔۔۔۔دینا۔۔مم۔۔۔۔میں آپ "

کی۔۔۔عز۔۔عزت کی حفاظت نہیں کر۔۔۔۔سکی۔۔۔م۔۔۔۔مجھے۔۔۔معاف

کر۔۔۔دیں۔میرے۔۔بعد میری۔۔۔۔۔ژالے کا خیال رکھیے گا۔۔۔میں۔۔اا۔۔اور نہیں جی پاؤں۔۔۔گی۔منہا آپ سے بہت محبت کرتی ہے۔۔۔۔اپنا۔۔۔۔۔خیال۔۔۔رکھئے۔گا ۔۔۔اور۔۔اپنی۔۔۔۔زندگی۔۔میں۔۔آگے بڑھ جایئے

گا۔۔۔۔ژالے۔۔۔کو۔۔۔کبھی۔۔۔۔۔ماں کی۔۔۔کمی محسوس نہیں ہونے دیجئے

گا۔۔۔۔وعدہ کریں مجھ سے۔۔۔"منہا نے اس کے ہاتھوں کو پکڑتے اپنی آخری سانسیں لیتے ہوئے کہا تھا۔

نہیں میری جان تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔خبردار اگر مجھے چھوڑ کر گئی تو۔۔"وہ پاگل ہو رہا تھا۔رو رہا تھا۔

"مجھے۔۔۔جانا۔۔۔ہے ازلان۔۔۔۔وعدہ کریں۔۔۔ناں مجھ سے۔۔"اس نے "
روتے ہوئے بامشکل سانس لیتے ہوئے کہااور ازلان کا ہاتھ اپنے سر پہ رکھا۔ازلان نے روتے ہوئے اس کے سر سے سر ٹکا دیا۔۔دونوں رو رہے تھے۔۔۔

ژالے۔۔۔۔ژالے۔۔۔میری بچی۔۔۔ازلان اسے ملوادو مجھ سے۔۔۔۔"اس نے"
بامشکل ازلان کا ہاتھ زور سے پکڑتے ہوئے کہا۔

ازلان نے بھاگ کر ژالے کو لا کر اسے پکڑایا۔

میری بچی۔۔۔۔میرا ٹکڑا۔میرا چاند اپنی مما کو معاف کر دینا میری جان۔"اس نے"
چٹاچٹ اسے چومتے ہوئے خود میں بھینچ لیا۔۔ژالے رونے لگی۔

پھر اس نے آخری ہچکی بھری اور اس کی روح دنیا سے پرواز کر گئی۔

منہا کی موت نے سب کو بڑا زخم دیا تھا۔

ازلان کی مما اپنے بچوں کے غم اور تکلیف میں صدمے سہتے سہتے بیمار پڑ گئیں۔اور منہا کی موت کے دس دن بعد وہ بھی وفات پا گئیں۔

ازلان کے والد اپنی عزیز بیوی اور بیٹے کی حالت دیکھ کر کمزور ہو گئے اور کچھ عرصے بعد وہ بھی انہیں اکیلا چھوڑ گئے۔

پہ در پہ ہو رہی اموات پہ ازلان اور حور ٹوٹ کر رہ گئے۔ پھر انہوں نے لندن جانے کا فیصلہ کیا اور ژالے کو لے کر چلے گئے

حال میں لوٹتے داریہ کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔ دونوں ہی خاموش تھے۔۔۔ یزدان کو لگا جیسے برسوں کا سفر طے کر کے آیا ہو۔ سب حقیقت داریہ کو بتا کر آج کچھ حد تک پر سکون تھا۔

اتنی تکلیف اتنی اذیت۔۔۔ یا اللہ۔۔۔ کیسے اکیلے سہتے رہے آپ یزدان۔۔۔ "داریہ کو یزدان کے دکھ نے توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔ اس کی اذیت وہ اپنے دل میں محسوس کر رہی تھی۔

اس کے سینے میں منہ چھپائے وہ سسک پڑی۔

آج ایک وعدہ آپ کو مجھ سے کرنا ہو گا کہ جب تک آپ ان درندوں کو ان کے انجام" تک نہیں پہنچا دیتے آپ پر موت حرام ہے۔۔۔ "داریہ نے اس کے سینے سے سر اٹھاتے ہوئے بھیگی آنکھوں کے سنگ اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر کہا۔

وعدہ کرتا ہوں۔۔۔ "یزدان نے تکلیف سے اٹی آواز میں کہا تھا۔ "

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے لیپ ٹاپ گود میں رکھے کام کر رہا تھا۔کام کرتے ہوئے اس نے ژالے کو دیکھا جو اسکے بازو پہ سر رکھے اسے کام کرتے دیکھ رہی تھی۔ازلان نے ایک نظر اپنے موبائل پہ ڈال کر ٹائم دیکھا جو دس بجے کا ٹائم بتا رہی تھی۔اس ٹائم تک تو وہ سو جاتی تھی لیکن اب اتنے ٹائم پر بھی سونے کا نام نہیں لے رہی تھی ژالے بار بار کبھی لیپ ٹاپ کو دیکھتی تو کبھی ازلان کو دیکھ رہی تھی شاید وہ اپنے بابا کی توجہ حاصل کرنا چاہ رہی تھی۔

کیا بات ہے میری گڑیا۔۔آپ سو کیوں نہیں رہے۔۔۔"اس نے سیدھا ہوتے لیپ ٹاپ کو بند کر کے سائیڈ پہ رکھا اور ژالے کو گود میں بٹھا کر پوچھا تو وہ لاڈ سے اس کے سینے پہ سر رکھ گئی۔

ڈیڈا۔۔"ژالے نے پکارا تھا۔"

جی ڈیڈا کی جان۔۔"ازلان نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے پیار سے پوچھا تھا۔"

میری مما کیوں نہیں ہیں۔"اس نے اداسی سے سر اٹھا کر ازلان کو دیکھا تو ازلان کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔"

بیٹا آپ کی مما ہیں۔میں نے بتایا تھا ناں کہ وہ اللہ میاں کے پاس ہیں۔"ازلان نے سنبھل کر اس کے گالوں کو سہلاتے کہا تھا۔"

ڈیڈا مجھے مما چاہیے۔۔"اچانک اس نے کہا تھا تو ازلان ساکت ہوا۔

یہ کیا کہہ رہے ہو میری جان۔۔"اس نے اسے دیکھ کر کہا۔

ڈیڈا مجھے بھی مما چاہیے۔۔مجھے مما لا دیں۔"اس نے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو بھرے کہا۔

ژالے میری جان۔ماما نہیں آسکتی ناں۔وہ اللہ جی۔۔۔ابھی وہ اپنی بات کہتا جب ژالے بول پڑی۔

پاپا مجھے وہ مما نہیں لینی۔انہیں اللہ کے پاس رہنے دیں۔۔مجھے نئی مما لا دیں۔"اس نے" گویا سمجھداری کا مظاہرہ کیا ہو۔

تو ازلان نے ششدر ہو کر اسے دیکھا۔آج سے پہلے تو ژالے نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔

ژالے ایسا نہیں ہو سکتا۔مما ایک ہی ہوتی ہیں۔۔۔دوسری مما نہیں آسکتی۔۔"اس نے سے سینے سے لگا کر بہلایا۔

لیکن پاپا، مجھے ماما لینی ہے۔۔مجھے ماما کے پاس سونا ہے۔۔آپ لا دیں ناں مجھ۔۔۔"وہ معصوم اپنی بات پہ قائم تھی۔

ژالے کیا بول رہی ہو۔ سو جاؤ۔ ڈیڈی ہیں ناں۔" وہ اسے لے کر سونے کے لیے لیٹا۔"

ڈیڈا۔ مجھے نہیں پتہ مجھے مما چاہیے۔۔ مجھے زری آپی چاہیے۔۔ وہ میری مما بنیں"

گی۔ انہیں میری مما بنا دیں۔ مجھے وہی چاہیے "اس نے آس بھرے لہجے میں کہہ کر ازلان کو

ساکت کر دیا۔۔۔

زرین۔۔ "اس نے بے یقینی سے سوچا۔"

ژالے فضول کی ضد نہیں کرو۔۔ وہ مما نہیں ہیں آپ کی۔۔ اب کچھ نہیں بولیں گی "

آپ۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ "ازلان نے زرا سختی سے اسے دیکھ کر کہا تو ژالے کی آنکھوں سے آنسو

بہہ نکلے۔

بٹ ڈیڈا۔ آئی وانٹ ماما۔۔ "اس نے روتے ہوئے کہا تو ازلان نے سختی سے لب بھینچ"

لیے۔ اس نے پیار سے اس کا سر چومتے اسے سینے سے لگایا۔

پاپا زری آپی بہت اچھی ہیں۔۔ وہ مما کی طرح مجھے پیار کرتی ہیں۔۔ وہ مجھے اپنے ساتھ"

سلاتی بھی ہیں۔۔ مجھے اپنے ہاتھوں سے کھلاتی بھی ہیں۔۔ مجھے ان کے پاس رہنا ہے ڈیڈا۔۔" وہ

رندھی آواز میں اسے منانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ژالے چپ ہو جائیں۔۔ایک دفعہ کہہ دیا ناں وہ آپ کی مما نہیں ہیں۔۔ناں بنیں" گی۔اب سو جائیں جلدی سے ازلان نے درشتی سے اس کا سر تھپک کر کہا تھا۔تو ژالے اس کے سخت لہجے پر کانپ گئی۔وہ اس کے سینے سے جڑی ہوئی ایک منٹ میں الگ ہوئی اور سہمی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔آنسو رک گئے تھے۔ہچکیاں تھم گئیں۔اسے کہاں عادت تھی ازلان کے اس لہجے کی۔اسے تو اصفہان نے کہا تھا کی اگر وہ اپنے بابا سے ضد کرے گی تو وہ اسے کی وش پوری کریں گے۔اس کی کانچ سی نم آنکھیں پانی سے بھری ہوئی تھیں۔

ازلان نے اس کا الگ ہونا دیکھا تھا۔ازلان کو اپنے لہجے کی غلطی کا احساس ہوا تو خود کو ملامت کیا۔اسے غصہ آیا تھا کہ اس کی بیٹی اس پر ایک انجان لڑکی کو ترجیح دے رہی تھی۔ازلان نے اسے اپنے قریب کرنا چاہا تو وہ اور دور ہو گئی۔

ژالے میری جان ادھر آؤ۔۔شاباش۔سوری چندہ۔۔میری گڑیا۔"اس نے پیار سے" پچکارا تھا۔

نہیں۔۔۔۔میں نہیں۔مجھے آپ سے بات۔۔نہیں کرنی۔۔۔آپ نے مجھے ڈانٹا۔"وہ رندھی آواز میں خفا خفا سی بولی تو ازلان نے اسے خود کے پاس کیا۔

اس نے اسکے گیلے گال صاف کیے پھر ماتھے آنکھوں اور گالوں کو صاف کیا۔اسے خود میں بھینچا۔۔

"آئی ایم سوری۔۔مائی ڈول۔ڈیڈا کو معاف کر دو۔۔۔ڈیڈا سوری ہیں۔۔بس مجھے کہیں چھوڑ کر مت جانا میری گڑیا۔۔"اس نے نم لہجے میں اس سے کہا۔

"سوری ڈیڈا۔۔"ژالے نے باپ کی نم آواز سن کر سوری کیا اور اس کے گال پہ بوسہ دیا۔

"بابا مما لا دیں گے ناں۔۔"وہ ننھی جان پھر سے بولی تھی تو ازلان اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"اچھا ابھی سو جاؤ۔۔ہم صبح بات کریں گے اوکے؟؟؟"اس نے پیچھے ٹیک لگاتے لائٹ آف کر کے ژالے کو ساتھ سلایا۔

"اوکے ڈیڈا۔۔۔یو آر بیسٹ۔۔"وہ خوشی سے چہکتی اس کے گلے سے لگی تھی۔تو ازلان بھی پیار سے اسے تھپکنے لگا۔کچھ دیر میں وہ سو گئی لیکن ازلان کی آنکھوں میں تشویش اور فکر کے سائے تھے۔

شام کا وقت تھا زرین اپنے کمرے میں تھی۔ کل سچ جاننے اور اتنے ہیبت ناک سچ جاننے کے بعد وہ چپ ہو گئی تھی۔ اسے ابھی تک یقین نہیں ہو رہا تھا کہ بظاہر مضبوط نظر آنے والا انسان اپنے اندر اتنی تکلیفیں اور کرب لے کر جی رہا ہے۔ وہ اپنی سوچوں میں محو تھی۔ سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ تو زرین کی مما اس کے کمرے میں داخل ہوئیں۔ زرین نے ان کے آنے کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ زہرہ بیگم اسے خیالوں میں دیکھ کر چونکیں اور خود اس کے پاس آ کر بیٹھیں۔

زری۔۔۔"انہوں نے پکارا تو وہ اپنے خیالات سے نکلی۔"

امی آپ۔ کب آئیں۔۔ مجھے بلا لیا ہوتا۔"زرین نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو نارمل کرتے ہوئے پوچھا۔

کیا ہوا بیٹا طبیعت ٹھیک تو ہو ناں۔ تمہاری رنگت کیوں پیلی ہو رہی ہے۔۔اور باہر بھی" نہیں آئی سب کے پاس"انہوں نے اس کی زرد رنگت دیکھ کر پوچھا پریشانی سے پوچھا اور پیشانی پر ہاتھ لگا کر چیک کیا۔

کچھ نہیں امی۔۔ بس ہلکا سا سر میں درد ہے اور کچھ نہیں اسی لیے روم میں آ گئی۔"اس" نے ان کے ہاتھ تھام کر محبت سے کہا۔

اچھا چلو اٹھو، میں چائے بنا کر لاتی ہوں اور میڈیسن دیتی ہوں۔۔"انہوں نے اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر متفکر سا کہا۔ نہیں امی چائے کا موڈ نہیں ہے۔۔آپ بیٹھیں یہیں۔۔"وہ ان کو بٹھا کر خود ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئ۔زہرہ بیگم مسکرا دیں۔

لیکن بچے ایسے تو ٹھیک نہیں ہو گا درد"وہ بولیں۔ "

نہیں میری پیاری مما۔۔میں ٹھیک ہوں۔آپ پریشان نہیں ہوں خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔۔"اس نے بے فکری سے کہا تو انہوں نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔

بیٹا مجھے بات کرنی تھی تم سے ایک"انہوں نے ایک نظر اس کو دیکھ کر پوچھا۔ "

جی امی بولیں۔"وہ حیرت زدہ سا بولی۔"

بیٹا تم جانتی ہو ماہوش اور وانی تم سے چھوٹی ہیں۔۔ان کی شادی ہو رہی ہے۔۔تم ان سے بڑی ہو۔۔۔میں چاہتی ہوں کہ جلد از جلد تمہارے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔۔اسی لیے میں نے رشتے والی سے بات کی ہے۔۔۔"انہوں نے آہستہ آہستہ اپنی بات کہی تو زرین کو حیرت کے ساتھ ساتھ چپ لگ گئی۔

کیا ہوا زرین۔۔چپ کیوں گئی بچے۔"انہوں نے غور سے اسے دیکھ کر پوچھا۔"

امی میں۔۔۔وہ۔میرا مطلب ہے ابھی شادی نہیں کرنا"اس نے بہ مشکل الفاظ ادا" کیے۔

کیا مطلب ہے زرین ابھی شادی نہیں کرنی۔۔میری زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں " ہے۔آج ہوں کل نہیں۔۔۔میں چاہتی ہوں مرنے سے پہلے تمہارے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔ تمہیں اپنے گھر کا کر دوں۔"انہوں نے محبت سے اسے سمجھانا چاہا تو زرین تڑپ کر اٹھ بیٹھی۔

امی ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں"

۔"اس نے روہانسی ہو کر کہا تو انہوں نے اس کے آنسو پونچھے۔

یہی سچ ہے زرین۔مجھے بتا دو تا کہ میں بات آگے بڑھاؤں اور اگر کسی کو پسند کرتی ہو تو" بھی بتا دو۔۔۔"انہوں نے سخت لہجہ اپنایا۔

زرین چپ ہو گئی۔

زرین۔۔۔بتاؤ کیا ہے کوئی۔"انہوں نے پھر پوچھا اس نے نظر جھکالی۔"

www.novelsclubb.com

زرین میں تمہاری ماں ہوں۔ تمہاری ہر عادت کو جانتی ہوں۔۔۔ تمہیں جانتی"
ہوں۔ میں تمہاری خوشی چاہتی ہوں لیکن جو تم چاہتی ہو ناں۔۔۔ وہ کبھی نہیں ہو سکتا اسی لیے
بھول جاؤ اسے۔۔ یہ تعلق کبھی نہیں بن سکتا" انہوں نے اب صاف صاف کہنا ضروری سمجھا۔
کیا مطلب اماں" اس نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا البتہ دل بہت بری طرح لرز رہا تھا۔"
ازلان کو پسند کرتی ہو ناں۔" انہوں نے جیسے اس کے سر پر دھماکہ کیا وہ حیرت و بے"
یقینی سے انہیں تکتی گئی۔
زہرہ بیگم اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگیں۔ یک دم اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہو گئے
اور وہ ان سے لپٹ کر رو دی۔
امی آپ جانتی ہیں آج تک میں ان چیزوں سے دور رہی ہوں۔۔ لیکن ازلان کو دیکھ کر"
میرا دل میرے اختیار میں نہیں رہا۔ میں محبت کرتی ہوں ان سے۔ ان کو دیکھے، ان کو سنے بغیر
میرا دن نہیں گزرتا امی۔ میں کیا کروں۔ میں بے بس ہو گئی ہوں امی۔" ان کے سینے سے لگی وہ
بلک بلک کر رو دی۔ انہوں نے اس کے بال سہلائے۔

میری جان زری۔میں کیسے تمہیں ایک بٹے ہوئے شخص ایک بیٹی کے باپ کے حوالے" کر دوں۔۔کیا وہ بھی کرتا ہے تم سے محبت۔۔"انہوں نے بے بسی سے پوچھا۔توزرین نے نفی میں سر ہلایا۔

امی مجھے سب قبول ہے۔ژالے میری جان ہے۔۔میں اس کے بغیر نہیں رہ " سکتی۔۔ان دنوں میں وہ مجھے جان سے عزیز ہو گئی ہے۔۔مجھے وہ ہر حال میں قبول ہیں امی۔۔"اس نے جلدی جلدی وضاحت دی۔

تو میری جان کیا بھروسا ہے کہ وہ تمہیں اپنی زندگی میں قبول کرے گا۔۔یہ رشتہ نا " ممکن ہے میری بچی۔"انہوں نے جیسے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

امی میں مر جاؤں گی ان کے بغیر۔۔۔میں نہیں جی سکوں گی۔مجھے ازلان لا دیں پلیز۔"""

وہ ان کی گود میں سر چھپائے سسک پڑی۔

انہوں بے تڑپ کر اسے دیکھا۔وہ نہیں جانتی تھیں کہ وہ اس حد تک پاگل ہو گی اسکی محبت میں۔

زری میری جان۔۔ایسی باتیں نہیں کرتے۔اچھا رونا بند کرو۔میں کوشش کروں" گی۔لیکن اگر وہاں سے کوئی رضامندی ناں ہوئی تو تمہیں میرا فیصلہ قبول کرنا ہو گا۔۔۔"

انہوں نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیر کر کہا سامنے دیکھا جہاں یزدان دروازے میں کھڑا تھا۔اس کے تاثرات سے لگ رہا تھا کہ وہ سب سن چکا ہے۔زہرہ بیگم نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا تو یزدان ان کو آنکھوں سے تسلی دیتا وہاں سے ہٹ گیا۔انہوں نے فکر سے زری کی جانب دیکھا اور اسے خود سے لپٹائے گہری سوچ میں غرق تھیں۔

یہ دو تین دنوں بعد کی بات تھی جب یزدان نے ازلان کو ملنے کے لیے اپنے آفس میں بلایا تھا تب اس نے جو بات ازلان سے کی تھی اسے ان کر ازلان کئی ثانیے تک کچھ بول نہیں پایا تھا۔

"یزدان میں نے تمہیں پہلے بھی کئی مرتبہ اس موضوع پہ بات کرنے سے منع کیا ہے آج بھی یہی کہوں گا کہ لیو داٹاپک۔۔۔"ازلان نے اس کے سامنے بیٹھتے حتمی لہجے میں کہا تھا تو یزدان نے بے بسی سے اپنی پیشانی مسلی۔

"لیکن ازلان اس میں کوئی مسئلہ تو نہیں۔۔کب تک یوں تن تنہا زندگی گزارو گے۔۔۔میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ بات کی ہے۔میں تجھے خوش دیکھنا چاہتا ہوں یار۔۔" یزدان نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر رسانیت سے اسے سمجھانا چاہا۔

میں اپنی زندگی میں خوش ہوں یزدان۔شادی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔میں اپنی منہا" کی جگہ کسی کو نہیں دے سکتا۔۔۔کبھی نہیں۔۔"اس کے لہجے میں دبہ دبہ غصہ تھا۔

اور ژالے کا کیا۔۔۔کیا وہ سارہ زندگی ماں کے بغیر گزارے گی۔۔۔"اس نے بات کا" رخ ژالے کی طرف موڑا۔

ژالے میری بیٹی ہے۔۔۔میں کافی ہوں اس کے لیے۔۔"اس نے سرخ آنکھوں سے" یزدان کو گھورا۔

نہیں ہو تم کافی۔چاہے تم جتنے اچھے باپ ہو۔ایک ماں کی کمی کبھی پوری نہیں کر سکتے۔۔۔پہلے ژالے چھوٹی تھی۔بڑے ہونے کے ساتھ ہی وہ تم سے اپنی ماں کے بارے میں سوال کرے گی۔اسے ماں کی کمی فیل ہو گی تب کیا کرو گے ہاں یزدان نے اسے سچ کا آئینہ دکھانا چاہا تھا۔

تو ازلان کو اس روز ژالے سے ہوئی گفتگو یاد آئی تھی۔صرف اسی دن نہیں بلکہ ہر روز وہ اب اس سے مما کی فرمائش کرنے لگی تھی۔اور مما بھی صرف "زرین خان۔"۔یزدان نے اس کو چپ گہری سوچ میں پریشان دیکھا تو اسے بھی دکھ ہوا۔

ازلان تم میرے بھائی ہو۔۔میرے جگر ہو یار۔۔میں تمہیں سمجھتا ہوں۔۔تمہارا دکھ سمجھتا ہوں۔۔لیکن میں ایک دوست ہونے کے ناطے ہی تمام عمر تمہیں اس طرح تڑپتے نہیں دیکھ سکتا۔۔تمہیں کسی ایسے لائف پارٹنر کی ضرورت ہے جو تمہارے لہولہان دل کو پھر سے پیوند لگا کر جوڑ سکے۔کوئی ایسی جو تمہیں محبت دے سکے۔۔۔"یزدان نے اس کے ہاتھ کو تھپک کر جیسے گزارش کی تھی۔ازلان نے بغور اس کا لہجہ دیکھا تھا۔

جہاں تک مجھے لگتا ہے یزدان کہ تم آج مجھے سمجھانے نہیں حتمی فیصلہ لینے آئے ہو۔۔جیسے کوئی گزارش کرنے۔۔تمہاری باتوں سے لگتا ہے کہ تم نے لڑکی کو بھی ڈھونڈ رکھا ہے۔۔۔کون ہے وہ۔۔۔؟؟؟؟اس نے کھوجتی نظروں سے یزدان کو دیکھتے کہا تو یزدان ایک پل کو چپ ہوا اور نظریں چرائیں۔

ازلان اس میری گزارش سمجھ لو یا پھر مجھ پہ ایک احسان کر دو۔۔میں زرین کی شادی تم سے کرنا چاہتا ہوں۔"اس نے اچانک ازلان پہ دھماکہ کیا تھا۔

یہ کیا بکواس کر رہے ہو یزدان۔۔زرین۔۔لائک سیریسلی۔تم نے سوچ بھی کیسے لیا۔زرین ایک اچھی لڑکی ہے۔میں ان کی عزت کرتا ہوں۔تم کیسے اس کی شادی مجھ سے کرنی کی بات کر سکتے ہوں۔ہر لڑکی کی کچھ خواہشیں ہوتی ہیں۔ایک لڑکی کبھی بھی ایک بیٹی کے باپ

سے شادی نہیں کر سکتی اور تم نے زرین نے پوچھے بغیر مجھ سے کیسے یہ بات کی۔۔۔۔"ازلان غم و غصے سے پھٹ پڑا۔

اور اگر میں کہوں کہ یہ التجا میں نے زرین کی طرف سے کی ہے تو؟؟؟وہ سنجیدگی سے" اسے دیکھ کر بولا تھا۔

کیا۔۔۔۔"ازلان کی آنکھیں حیرت و بے یقینی سے پھٹ گئیں۔ "

ہاں یہ زرین کی خواہش ہے۔۔وہ تم سے محبت کرتی ہے۔اور تم سے شادی کی خواہش" مند ہے۔"یزدان نے اسے بغور دیکھ کر کہا۔اس انکشاف پر ازلان کی آنکھیں پھٹ گئی۔کئی لمحے تک وہ کچھ بول نہیں سکا۔

تو کیا تم یہاں اپنی کزن کی سفارش لے کر آئے ہو۔۔"کچھ دیر بعد وہ تلخی سے " بولا۔غصہ تو اسے زرین پہ آرہا تھا۔

یقیناً ژالے کو بھی اسی نے سب سکھایا ہو گا۔

نہیں ازلان۔۔ایسی بات نہیں ہے۔اس نے مجھ سے کچھ نہیں کہا۔میں نے بس اتفاقاً" اس کی باتیں سن لی تھیں جو وہ خالہ سے کر رہی تھی۔میں نے بہت سوچا۔تب جا کر یہ فیصلہ کیا

کہ تم دونوں ایک ساتھ خوش رہو گے۔۔اسی لیے تم سے بات کی۔۔۔"یزدان نے بے بسی سے اسے سمجھانا چاہا تو ازلان نے نفی میں سر ہلایا۔

اگر میں منع کر دوں تو۔"ازلان نے سنجیدگی سے اس سے استفسار کیا۔یزدان نے " اسے کچھ لمحے دیکھا۔

ازلان اگر تم منع کر دو گے تو میں سمجھو گا کہ تمہاری نظر میں اپنے دوست کی التجا یا" گزارش کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔۔"یزدان کو ابھی نرمی سے کام نہیں لینا تھا۔

یزدان یہ فیصلے زبردستی نہیں ہوتے۔۔۔کوئی فائدہ نہیں ہو گا اس سب سے۔میں تھک " جاؤں گا یار۔۔"ازلان نے تھکے لہجے میں کہا تھا۔آنکھوں میں نمی چمکی۔

نہیں کوئی زبردستی نہیں ہے ازلان۔۔یہ تمہارا فیصلہ ہی ہو گا۔میں کچھ نہیں کہوں گا۔لیکن فیصلہ کرنے سے پہلے ضرور سوچ لینا کسی کی محبت کے بارے میں اور ژالے کے مستقبل کے بارے میں۔۔۔"یزدان نے اسے آخری بار سمجھایا تو تو ازلان نے بے رخی سے رخ موڑ لیا اور جھٹکے سے اٹھ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اور پھر جیت یزدان کی ہوئی تھی۔یزدان کی ضد کے سنے سامنے ازلان ہار گیا تھا۔پھر سب آناً فاناً اب بڑوں کی رضامندی سے فیصلہ ہوا تھا۔زرین سے جب رضامندی پوچھی گئی تھی

تو کئی ثانیے تک وہ یقین نہیں کر پائی۔کیا خواہشات ایسے بھی تکمیل پاتی ہیں۔کیا خواب ایسے بھی مکمل ہوتے ہیں۔اس زہرہ بیگم بھی مان گئی تھیں۔جب لڑکے نے خود بات کی تھی تو ان کو کیا اعتراض ہونا تھا۔

اگلی صبح بہت ہی خوشگوار تھی

ایسے میں یہ ایک شاپنگ مال کا منظر تھا جہاں وہ فون کندھے اور کان کے درمیان رکھے کسی سے بات کرتی ہاتھوں میں شاپنگ بیگز پکڑے تیزی سے مین گیٹ کی جانب بڑھتی آ رہی تھی۔۔

ہاں ہاں حور میں بس نکل رہی ہوں۔بس تھوڑی سی شاپنگ رہتی تھی مکمل ہو گئی ہے"

۔۔۔اور تیری طرف ہی نکل رہی ہوں۔بس تو فون رکھ۔شانزے ابھی پہنچی۔ہاہاہا"نا جانے آگے سے کیا کہا گیا کہ شانزے نے سن کر قہقہہ لگاتے فون بند کر کے ہاتھ میں پکڑا۔۔ابھی وہ بیگ میں ڈالتی کہ سامنے آنے

والے سے ٹکرا گئی۔ سامنے والا بھی اس اچانک واردات پر گھبرا گی۔۔ دونوں ہی سر پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔

اندھے ہو کیا۔۔ نظر نہیں آتا تمہیں۔۔۔۔ جاہل۔۔۔۔ اللہ کرے تمہیں۔۔۔۔ "اپنے" شاپنگ بیگز کو زمین پر پڑے دیکھ کر اور زور سے سر ٹکرانے کی وجہ سے ماتھے پہ ہاتھ رکھے تت وہ کراہتی ہوئی سامنے والے کو کچھ اور سناتی کہ اس کا چہرہ دیکھ کر وہ چپ ہو گئی۔۔ جبکہ ہارون اس کے فریش اور خوبصورت چہرہ کو مسکاتی نظروں سے نہارنے میں مصروف تھا۔

ارے ے۔ آ۔۔۔ آپ "شانزے میں ہکلاتے ہوئے جملہ پورا کیا۔۔۔ سچ تو یہ تھا کہ " آج بھی اس کی ہاف وائیٹ ٹی شرٹ اور اور جینز کے ساتھ فوجی کٹ میں وہ اس کا دل دھڑکا گیا تھا۔

جی میں۔۔ میڈم۔۔۔ آآآں کیا نام تھا جی شانزے۔۔ ایم سو سوری میری وجہ سے " تمہیں تکلیف ہوئی۔۔ میں یہ اٹھا دیتا ہوں۔" شانزے کے بولنے پو وہ جو ہوش میں آیا تھا لوگوں میں آس پاس کھڑے ہوتے دیکھ کر اس اسے معذرت کرتا نیچے جھکا اور اس کے شاپنگ بیگز اٹھانے لگا۔ شانزے بوکھلا گئی۔

ارے یہ آپ کیا کر رہے ہی۔رہنے دیں۔۔۔میں کر لیتی ہوں۔۔۔آئیییی "شانزے" جلدی جلدی میں اس کے ساتھ ہی نیچے جھکی اور پھر سے ہڑبڑاہٹ میں اس کا سر ہارون کے سر کے ساتھ لگا تو کراہ کے رہ گئی۔۔ہارون نے قہقہہ لگایا۔شانزے نے خفگی سے اسے گھورا۔ ہارون نے سارے بیگ اٹھائے اور اٹھ کھڑا ہوا۔شانزے نیچے ہی سر پکڑ کر بیٹھی تھی۔

ایک تو آپ کی وجہ سے میرا سر اتنی زور سے لگا۔۔۔آپ تو بلڈوزر ہیں آپ کو کچھ نہیں" ہوا۔۔۔لیکن میں۔۔نازک سج ننھی سے جان۔۔۔کچھ خیال ہے آپکو۔اوپر سے مجھے اٹھانے کی بجائے آپ ہنس رہے ہیں۔"شانزے کو اسے مسلسل ہنستے دیکھ کر تپ چڑھی تو اس پر چڑھ دوڑی۔

میڈم میری وجہ سے نہیں تمہاری اپنی بے وقوفی کی وجہ سے آپ کا سر ٹکرایا۔۔لیکن" خیر گویا میں بہت شریف واقع ہوا ہوں تو ایک مرتبہ پھر سے معذرت۔۔۔"۔۔۔

آپ کی سوری کا میں اچار ڈالوں۔مجھے ہاتھ تھمائیں اپنا۔۔"شانزے نے بازو لمبا کرتے" ہوئے ایک نار پھرا سے گھور کر کہا تو ہارون نے اس۔کی بات پر شوخ نظروں سے اسے دیکھا۔

کچھ تو خیال کریں۔بھری عوام میں ہاتھ مانگ رہی ہیں۔میں نے گویا پہلے بھی کہا ہے کہ " میں بہت شریف واقع ہو ہوں تو اگر میرا ہاتھ مانگنا ہے تو میری امی سے مانگیں میں آپ کو

ایڈریس دے دیتا ہوں۔" مسلسل اسے زچ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے شرارت سے پھر سے پھل جھڑی چھوڑی تو شانزے نے اس کی فضول گوئی پر حیرانی سے دانت پیسے جو بات کو نا جانے کہاں لے گیا تھا۔اس سے کوئی امید نا لگاتے ہوئی وہ خود ہی اٹھ کھڑی ہوئی اور اس سے اپنے شاپنگ بیگز پکڑے۔

"جناب میں تو آپ خاصا سوبر اور شریف سنجیدہ انسان سمجھی تھی لیکن آپ تو اس کے برعکس نکلے ایک دم بدتمیز، بے شرم۔۔۔" شانزے نے دانت پیس کر اس سے شاپنگ بیگز چھینتے ہوئے کہا تو ایک مرتبہ پھر ہارون کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔۔شانزے پر تو حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔

"میڈم آپ کو کس نے کہا تھا کہ پہلی ملاقاے میں ہی مفروضے لگانے بیٹھ تو شانزے جائیں۔ابھی تو بہت سے ملاقاتیں باقی ہیں۔کوئی نہیں۔مکمل جان جائیں گی۔۔کچھ ہم آپ کو جانیں گے کچھ آپ جانیے گا۔۔" ہارون نے زرا سا اس کے قریب جھک کر گھمبیر آواز میں کہا تو شانزے کو اس کی آنکھوں میں اپنے لیے الگ جذبات نظر آئے اور اوپر سے اس کا مسلسل اس کے چہرے کو دیکھنا شانزے کو سگنل دے گیا۔۔وہ تقریبا بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔

"میں چلتی ہوں۔۔بائے۔۔" شانزے نے نظریں چرا کر سائیڈ سے نکلنا چاہا۔

شانزے۔۔"عقب سے آتی اس پکار پر اس کا دل زوروں سے دھڑکا۔فق ہوتے اڑتے" تاثرات کے سنگ شانزے نے رخ پھیر ہارون کی سمت دیکھا جہاں وہ اب مڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔

ایک کپ کافی پی سکتے ہیں کیا۔میری طرف سے۔۔۔میری طرف سے معذرت سمجھ" لیجئے گا۔۔۔"ہارون نے شریف بنتے ہلکی سی مسکراہٹ پاس کرتے ہوئے کہا تو شانزے کو بھی منع کرنا برا لگا اسی لیے سوچ کر سر ہلا دیا۔

اس وقت وہ دونوں کافی شاپ کے اندر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔شانزے اب ہلکی سی اس کے سامنے جھجھک کا شکار تھی اوپر سے وہ مسلسل ڈھیٹوں کی طرح اس پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

کیا آپ نے یہاں مجھے دیکھنے کے لیے بلایا ہے۔۔۔یا کافی بھی آرڈر کریں گے"شانزے" نے اب اکتا کر اسے دیکھ کر غصے سے گھور کر بولا تو وہ ہوش میں آیا۔

ارے غصہ تو مت کریں۔دیکھنے میں کیا پابندی ہے۔۔۔لیکن خیر باتیں باتیں بعد میں " ابھی کافی آرڈر کرتے ہیں۔ہارون نے فالحال اسے تپانا چھوڑ کر ویٹر کو دو کافی کا آرڈر دے کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

کچھ اپنی بارے میں بتاؤ۔۔۔آئی مین کیا شوق ہی کے ؟؟ کیا پڑھتی ہیں۔۔۔وغیرہ وغیرہ"

"اسے مسلسل چپ بیٹھے دیکھ کر ہارون نے اس سے پوچھا تو شانزے نے بھی اس کی نارمل بات پر شکر کا سانس لے کر اسے بتانا شروع کیا۔

اسی طرح ایک دوسرے کے بارے میں جانتے شانزے کی جانی جھجک ختم ہوئی۔کافی ختم کرنے کے بعد شانزے جانے کے لیے اٹھنے لگی تو ہارون نے اسے واپس بیٹھنے کو کہا۔شانزے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی تو ہارون نے بات کا آغاز کیا۔۔۔ناجانے کیوں شانزے کا دل بری طرح دھڑکا۔

دیکھو شانزے۔۔مجھے تم کوئی آوارہ یا فلرٹ انسان مت"

سمجھنا۔۔۔(استغفراللہ)۔۔۔میں جو ہوں جیسا ہوں۔۔۔اوپر سے بھی ویسا اور اندر سے بھی۔۔۔سچ تو یہ ہے کہ پہلی ملاقات میں ہی تم مجھے پسند آگئی تھی۔۔یہ کوئی زوروں شوروں والی محبت تو نہیں لیکن۔۔۔۔۔لیکن میں تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔۔۔کیا میں اپنی امی کو بھیج سکتا ہوں تمہارے گھر۔۔دیکھو اعتراض مت کرنا ورنہ میرا نازک سا دل ٹوٹسس"سامنے بیٹھی شانزے کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے بلا جھجک اپنے دل کی بات شانزے کو بتائی تو تو شانزے کو حیرت نہیں ہوئی کیوں کہ وہ پہلے ہی اس کی آنکھوں میں جذبات

دیکھ کر پہچان گئی تھی۔خود بھی تو پوری طرح فدا ہو گئی تھی فوجی پر۔۔لیکن وہ اس طرح سے اتنی جلدی دوسری ملاقات پر ہی سب کہہ دے گا اسے حیا نے آن گھیرا۔۔پلکیں شرم سے جھک گئیں۔۔حب اپنی پسند کا انسان اللہ اس کی قسمت میں لکھ رہا تھا تو وہ کیوں انکار کرتی۔۔اور ویسے بھی اس کی اماں آئے رزا سے کے رشتے کے پیچھے پڑیں تھی تو اچھا نہیں تھا کہ اپنی پسند سے شادی کر لی جاتی۔یہ الگ بات تھی کہ شانزے کا دل روشنی کی رفتار کو بھی کراس کر چکا تھا۔

جی بھیج دیں۔۔"لرزتی ہوئی آواز وہ چھپا نا پائی۔ہلکی سی شرمیلی مسکان لبوں پہ سجائے"

اس نے مدھم سا کہا تو ہارون دلکشی سے مسکرایا۔

ایک دو دن میں امی تمہارے گھر آئیں گی۔حور کو بھی ساتھ بھیج دوں گا۔تھینک "

یو۔تھینک یو سو مچ۔۔۔ہارون نے خوشی سے سرشار لہجے میں کہا تو شانزے اس کی پہلی بات پر تو گھبرایا سا مسکرا دی لیکن حور کا نام سنتے ہی اس کے مسکاتے لب سکڑ گئے۔اس نے جلدی سے گھڑی میں ٹائم دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

اوشٹ۔۔اب یہ حور مجھے نہیں چھوڑے گی۔۔۔اتنا لیٹ۔افف خدایا۔۔یہ سب "

آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔۔اتنا لیٹ کرا دیا مجھے۔"سارا الزام اس پہ دھرتی وہ اجلت میں اپنے

بیگز سمیٹتی ہوئی بولی تو ہارون کا صدمے سے منہ کھل گیا۔یہ لڑکی تو اپنی کوئی بھی غلطی ماننے کو تیار نہیں ہوتی تھی۔

اوہیلو میڈم۔۔۔۔میں نے کوئی زبردستی آپ کو نہیں بٹھایا تھا یہاں۔۔اور یہ حور"

۔۔اسے دوسروں پہ رعب جمانے اور ڈانٹنے کے علاوہ آتا ہی کیا ہے۔۔آئی بڑی ڈان۔۔لیکن آؤ تمہیں چھوڑ دوں۔"ہارون نے اس کو گھورتے منہ بسور کر کہتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھائے تو شانزے جو اس کی ڈھیٹائی اور اس کی دوست کے بارے میں ایسے بولنے پر کچھ کہنے والی تھی ارادہ ترک کرتی اس کے پیچھے گئی۔

****

ایک اور حسین بندھن جو افسانے کا سب سے خوبصورت ملن تھا اسکے قیام کا دن آن پہنچا تھا۔زندگی اپنے حسین وقت پہ آن پہنچی تھی۔

گہرے لمبے لال لہنگے میں ملبوس وہ پور پور سجی،ملن کے سکھ سے لبریز خوبصورت شیلی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے اپنے پیا کے فیس پر دھارنے کو تیار تھی۔۔وہ خود کو آئینے میں دیکھ کر مسکرا رہی تھی جبکہ بیوٹیشنز بھی اس کے پٹھانی حسن پہ سجے ہلکے سے میک اپ سے ہی جس سے

وہ کھل اٹھی تھی دیکھ کر اس کی نظر اتار رہی تھیں اتنے میں دروازہ کھول کر داریہ اور ماہوش اس کے پاس آئی تھیں۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔۔ نظر نہ لگے۔" داریہ نے آتے ہی "

اس کی بلائیں لی تھیں تو ماہوش بھی اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھ کر ماشاءاللہ کہہ کر رشک کر رہی تھی۔ داریہ نے اس کے سر پہ سرخ چادر اوڑھائی اور دونوں اپنی ہمراہی میں اسے لے کر باہر آئیں۔ اس کو لا کر ازلان کے پہلو میں بٹھا دیا گیا جو شہزادوں کی سی آن بان رکھتا گولڈن شیروانی میں سپاٹ چہرہ لیے غضب ڈھا رہا تھا۔ زرین نے اس کے پہلو میں بیٹھتے ہیں دھک دھک کرتے دل کو سنبھالا۔ ازلان سنجیدہ سا اس سے بے نیاز بیٹھا رہا۔ کئی مسکراتی نظروں نے اس خوبصورت جوڑی کا صدقہ اتارا تھا۔ پریوں جیسی گرے آنکھوں والی ژالے بھی اپنے نیلے رنگ کے شرارے میں سب پہ حاوی تھی۔

آج زرین خان، زرین ازلان آفندی بن جانے والی تھی۔۔

اور وہ دل نشین لمحہ آن پہنچا۔

نکاح کی رسم خوش اسلوبی پہ ہو گئی تھی۔ ہر طرف مبارک باد کا شور تھا۔ سب لڑکوں نے باری باری ازلان کو گلے لگایا۔ سب نے دل کی اتاہ گہرائیوں سے ان کو دعائیں سونپی تھیں۔ اب

چاہے جو ہو جاتا ازلان کے دل جو برسوں سے تشنہ تھا اس نے چپکے سے سرگوشی کی تھی کہ اب محبت فرض ہو گئی دیوانے !

لیکن وہ بے نیاز تھا۔کچھ سن کے بھی ناسن سکا تھا۔

اس کا چہرہ ایک ان کہے کرب میں اب بھی مبتلا تھا۔دل جیسے ایسی قبولیت پہ تڑپ رہا تھا۔جس نے منہا کے بعد کسی بھی عورت کا ساتھ خود کے لیے ممنوع کر لیا تھا اب ایک عورت کا خود کے ساتھ جڑنا اسے بے سکونی میں مبتلا کر رہا تھا۔

ہر کوئی ان کی بلائیں لے رہا تھا۔زرین کو یہ سب ایک خواب لگا۔خوشی سے اس کی آنکھوں میں نمی بھری۔اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہوا زلان کے سنگ اپنے زندگی کے سب سے حسین سفر پہ روانہ ہوئی۔

بغیر دلہن کو تنگ کیے اسے ازلان کے کمرے میں حور لے گئی۔ژالے بھی چہکتی ہوئی دلہا دلہن کے سجے کمرے میں زرین کے ساتھ چپکی کھڑی تھی۔

"میں بہت خوش ہوں میری جان۔۔تم نے میرے ازلان کی زندگی میں آکر مجھ پہ بہت احسان کیا ہے۔ژالے کو پیار دینا اور ازلان کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دینا۔یہ تمہارا گھر ہے

آج سے۔بہت سی دعائیں تمہارے لی میری بچی۔" پھپھو اس کے پاس بیٹھیں اس کو دعائیں دے رہی تھیں۔

جی پھپھو۔" وہ یہی کہہ سکی تھی۔"

ژالے تو زرین کے ساتھ رہنے کی ضد کر رہی تھی لیکن حورا سے اپنے ساتھ لے کر چلی گئی تھی۔

زرین گردن جھکائے گھونگھٹ لیے ہاتھوں کی ہتھیلیاں مسلتی ہوئی پورے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔ایک گھنٹہ ہو گیا تھا اسے انتظار کرتے ہوئے لیکن ازلان ابھی کمرے میں داخل نہیں ہوا تھا۔

اسی وقت وہ کمرے میں داخل ہوا تو زرین کو بیڈ پہ گھونگھٹ میں اس کا انتظار کرتے پا کر وہ چلتا ہوا اس کی جانب آیا۔حالانکہ دل دماغ سب سلگ رہے تھے۔

آج اس لڑکی کی وجہ سے وہ اتنا مجبور ہو گیا تھا کہ اپنی منہا کے ساتھ بے وفائی کر گیا تھا۔

زرین قدموں کی چاپ پر ساکت ہوئی اور سمٹ کر بیٹھ گئی۔وہ گہرا سانس لے کر آگے آیا اور بولا۔

آپ ابھی تک بیٹھی ہیں۔جائیں چینج کر لیں اور سو جائیں۔۔"ازلان کی سنجیدہ بات پہ "
اس نے چہرہ اٹھایا تھا۔ازلان گھونگھٹ کی وجہ سے اسے دیکھ نہیں سکا۔
جی؟"وہ ہڑبڑاہٹ میں بولی۔"
میں نے کہا مجھے نیند آرہی ہے۔۔آپ چینج۔کر لیں"ازلان اب جھک کر اپنی گھڑی اتار "
رہا تھا۔زرین نے اپنا گھونگھٹ الٹا دیا۔ازلان نے ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھا۔اور دیکھتا ہی
رہ گیا۔وہ خوبصورت تھی وہ جانتا تھا لیکن میک اپ اور زیورات میں لدی ہوئی وہ قیامت ڈھا رہی
تھی کہ وہ دنگ رہ گیا۔لیکن جلد ہی خود کو سنبھال گیا۔
زرین میں کچھ بھی جھوٹ نہیں کہوں گا۔یہ شادی میری مرضی سے نہیں ہوئی۔میں "
نے صرف اپنے دوست کی خاطر یہ کڑوا گھونٹ بھرا ہے۔میں آپ کو اپنی زندگی میں صرف اور
ژالے کے لیے لایا ہوں۔مجھے آپ کے وجود سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔البتہ یہ گھر آپ کا ہے
۔آپ جیسے چاہیں یہاں رہیں۔۔مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔لیکن مجھ سے کوئی امید مت رکھیے
گا۔۔"ازلان نے سپاٹ چہرے سے اس کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر نظریں چراتے ہوئے
کہا تھا۔اور زرین کو دھماکوں کی ضد میں آگئی تھی۔

کیا مطلب۔۔یزدان بھیا کے کہنے پہ اس کی شادی ہوئی تھی۔کیا اس کا راز اسے پتہ چل گیا تھا اس لیے اس نے اپنے دوست سے اس کی محبت کی بھیک مانگی تھی۔

وہ ساکت بیٹھی ازلان کے لفظوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔وہ اپنا بھاری لہنگا اٹھائے اس کے مقابل جا کر کھڑی ہوئی۔

آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا"اس نے اٹکتے ہوئے کہا تھا۔ازلان نے ایک نظر اسے دیکھا تھا۔

میں یہی کہنا چاہ رہا ہوں کہ آپ آج سے صرف ژالے کی ماں ہیں۔امید ہے آپ سمجھ گئی ہوں گی۔میں صرف اپنی منہا سے محبت کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔اس لیے ایسے کوئی امید مجھ سے مت رکھیے گا۔"وہ سنگ دل بنا کھڑا اس کے دل کو کرچی کرچی کرتا جا رہا تھا۔

تو پھر آپ نے مجھ سے شادی کیوں کی۔"وہ ڈولتے دل کو سنبھالتے ہوئے بولی۔آنسو اب تک نہیں نکلے تھے اس کی آنکھوں سے۔

میں مجبور تھا ژالے کی ضد کے آگے۔۔اور یزدان کی قسم کی خاطر۔"وہ رخ موڑ گیا۔"

زرین کی آنکھیں آن کی آن میں جھلملا اٹھی تھیں۔وہ جو کب سے آنسوؤں پہ بند باندھے بیٹھی تھی۔پل بھر میں بکھر گئی۔

اس کی آنکھیں بے یقینی کا سفر طے کرتی سپاٹ ہو گئیں۔بغیر کچھ کہے وہ اپنا لہنگا سنبھالتی لرزتے قدموں سے واش روم میں بند ہو گئی۔

کیا ایسی ہوتی ہیں پہلی رات کی دلہن۔کیا ایسے کسی محبت کرنے والے نے کسی محبت کرنے والی کا دل توڑا ہو گا۔اس کا شوہر اسے اسکی حیثیت بتا گیا تھا۔

اس نے کسی پہ زبردستی تو نہیں کی تھی۔اس نے محبت کی تھی تو ساری زندگی بس اس محبت کے نام پہ بھی گزار سکتی تھی۔لیکن اس کی محبت کو رسوا کر دیا گیا تھا۔وہ دروازے سے ٹیک لگائے نیچے بیٹھتی چلی گئی۔اور اپنی ہچکیوں کو روکنے لے لیے منہ پہ سختی سے ہاتھ جلا لیا۔اور باہر کھڑا ازلان ایک عجیب کشمکش میں کھڑا رہ گیا۔جتنا آسان اس نے سوچا تھا یہ سب اتنا آسان نہیں تھا۔اس نے زرین کی آنکھوں میں محبت کے جگنوؤں کو ماند پڑتے دیکھا تھا اور پھر وہ اس کی شکستہ چال!

چند لمحوں بعد وہ وہ نکلی تو اپنا کام دار لباس لا کر الماری میں رکھا۔اور زیورات سنگھار میز پر رکھ دیئے تھے۔

ازلان ایک نگاہ اس پہ ڈال کر ڈریسنگ روم میں گھس گیا

وہ باہر نکلا تو وہ بیڈ پہ ایک کنارے پہ کمبل منہ تک اوڑھے لیٹی ہوئی تھی۔وہ چلتا ہوا وہاں آیا۔

سنو آپ یہاں سے اٹھیں۔۔یہ۔"ازلان نے اس کے پاس آکر کچھ کہنا چاہا جب وہ" جھٹکے سے کمبل منہ سے اتارتی ہوئی بولی۔

سنیں مسٹر ازلان۔یہ کوئی ناول یا فلم کا سین نہیں ہے۔یہ حقیقی زندگی ہے۔۔میں نے" شادی کی ہے آپ سے۔بیوی ہوں میں آپ کی۔اس کمرے پہ میرا بھی اتنا حق ہے جتنا آپ کا ہے۔تو میں کبھی بھی صوفے پہ نہیں سوؤں گی۔آپ نے مجھے اپنی حیثیت بتادی ہے۔میں شکر گزار ہوں۔اگر پھر بھی آپ مجھے کمرے سے نکالنا چاہتے ہیں تو نکال دیں۔۔میں نہیں روکوں گی۔آپ اب میرے شوہر ہیں۔۔آپ مانیں یا نہیں اس رشتے کو میں مانتی ہوں۔اور آپ کا ہر فیصلہ مانوں گی۔کیونکہ میں زرین ملک ہوں اور میں اپنے فیصلوں پہ کبھی پچھتاتی نہیں ہوں۔" غصے میں اس کی رنگت اور سرخ ہو رہی تھی۔ازلان ہکا بکا سا اس کو سن رہا تھا۔

پہلی بات کہ میں نے آپ کو صوفے پہ سونے کے لیے نہیں کہا تھا۔میں یہ کہہ رہا تھا کہ" یہ میری سائیڈ ہے۔اور مجھے دوسری سائیڈ پہ نیند نہیں آتی۔دوسری بات کہ میں اتنا بے غیرت نہیں کہ خود سے جڑی لڑکی کو رات کو کمرے سے نکال دوں۔رہنا آپ نے اسی کمرے میں ہے

مجھے باخوبی پتہ ہے میں کیا کر رہا ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہیے اسی لیے خود سے مفروضے قائم نہ ہی کریں تو بہتر ہو گا۔۔"ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتے ہوئے وہ پیچھے ہو گیا تو زرین نے شرمندگی سر جھکایا پھر دوسری سائیڈ کو کھسک گئی۔ازلان نے اپنا تکیہ سیٹ کیا اور آنکھوں پہ بازو رکھ کر لیٹ گیا۔گہرا سانس لے کر آنکھیں موندنا چاہیں لیکن ایک طویل اور تھکا دینے والا سفر نگاہوں کے سامنے گردش کرنے لگا۔

ناجانے اب کیا ہونا تھا۔وہ ایک ٹھہرا ہوا دھیمے مزاج کا انسان تھا۔ناجانے اس رشتے کا مستقبل کیا ہو گا۔

صبح کی نرم سی دھوپ اس کے چہرے پہ پڑی تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ارد گرد نظر دوڑائی تو کوئی نظر نہیں آیا۔اس نے بیڈ کی دوسری سائیڈ دیکھا تو خالی پڑی تھی۔اس نے گھڑی پہ ٹائم دیکھا جو نو بجا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ جلدی سے بیڈ سے اترا اور دس منٹ میں فریش ہو کر نیچے آیا جہاں وہ پیلے جوڑے میں ملبوس ژالے کو گود میں لیے حور اور پھپھو سے باتیں کر رہی تھی۔ازلان نے بغور اس کا چہرہ دیکھا کو پہلے کی طرح جگمگاتا ہوا نہیں تھا۔

اس کے چہرے کی چمک ماند پڑی ہوئی تھی اور نیلی آنکھیں بھی اداس تھیں۔وہ قدم قدم چلتا ہوا ان کے پاس آیا۔

اسلام علیکم۔۔۔"وہ کرسی کھینچ کر خود بھی بیٹھ گیا۔سب نے اس کے سلام کا جواب" دیا۔زرین نے اس کی آواز پہ سر اٹھایا۔

پھپھو اور حور جو صبح سے زرین کا مرجھایا چہرہ دیکھ رہی تھیں اب ازلان کا بھی سپاٹ چہرہ دیکھ کر ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیں۔

زرین بیٹا ازلان کو ناشتہ دو۔۔"پھپھو نے خاموشی محسوس کر کے زرین کو مخاطب کیا تو" سر ہلاتی ازلان کے لیے ٹوسٹ پر مکھن لگا کر اس کی پلیٹ میں رکھنے لگی۔

ژالے اب باپ کی گود میں چڑھ کر بیٹھ چکی تھی۔

ازلان کچھ دیر تک زرین کو پارلر چھوڑ دینا۔۔"انہوں نے اب ازلان کو مخاطب کیا۔تو وہ صرف سر ہلا گیا۔آج ولیمہ تھا اور زرین ولیمہ کے بعد میکے رکنے والی تھی۔

ولیمہ خوش اسلوبی سے طے پا گیا تھا۔سب لوگوں کے سامنے زرین ہونٹوں پہ مسکراہٹ سجائے سب کو مطمئن کرنے لگی تھی۔ژالے نے زرین کے ساتھ ہی رکنے کی خواہش کی ۔یزدان نے ازلان کو بھی رکنے کا کہا لیکن وہ آمادہ نہ تھا۔زرین ژالے کو لے کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

وہ ژالے کو اپنے ساتھ لٹائے اس ک بالوں میں انگلیاں چلاتی خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی جب زہرہ بیگم کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔

وہ ان کو دیکھ کر سوئی ژالے کو سائیڈ پہ لٹاتی خود اٹھ بیٹھی۔

"امی خیریت اس وقت آپ۔۔"وہ گھڑی پہ بارہ بجتے دیکھ کر ان کی کمرے میں آمد پہ حیران ہوئی۔

"کیوں میں اپنی بیٹی کے پاس نہیں آسکتی کیا۔۔۔؟"

وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولیں۔

"نہیں امی۔ایسا کب کہا میں نے۔"وہ مسکرائی تھی۔

"زرین میری جان تم خوش ہو۔۔؟وہ ماں تھیں اس کی جھوٹی مسکراہٹ بخوبی پہچانتی تھیں۔زرین کے مسکراتے لب سکڑے۔

www.novelsclubb.com

جی امی میں خوش ہوں۔کیا میرے چہرے سے نہیں لگ رہا۔"وہ ان کو دیکھ کر بولی "
تھی۔

چہرے سے لگ رہا ہوتا تو میں پوچھتی کیوں تم سے بیٹا۔"انہوں نے اس کے گال پہ ہاتھ"
رکھ کر کہا۔

امی میں خوش ہوں۔آپ فکر نہیں کریں اب۔۔بہت خوش ہوں میں۔"اس نے ہنستے"
ہوئے کہا تھا۔

تم سچ بول رہی ہو ناں۔کوئی بات ہے تو مجھے بتاؤ میری جان۔۔"انہوں نے محبت سے"
کہا۔

نہیں امی کوئی بات نہیں ہے۔اور ابھی ایک دن ہوا شادی کو۔۔میں خوش کیوں نہیں"
ہوں گی۔ازلان جیسا ہمسفر اگر زندگی میں ہو تو کونسی عورت خوش نہیں ہو گی۔"اس نے محبت
سے ان کا ہاتھ تھام کر مسکرا کر کہا۔اسے ایسی مسکراہٹ اب ساری زندگی ہونٹوں پہ سجا کر رکھنی
ہو گی۔زہرہ بیگم بھی مسکرا دیں۔

ماں ہوں ناں۔اس لیے فکر رہتی ہے۔۔جب خود ماں بنو گی ناں تب پتہ چلے۔ہمیشہ "
خوش رہو میری جان۔۔"انہوں نے اس کی پیشانی چوم کر کہا تو وہ کھوئے کھوئے انداز میں مسکرا
دی۔

امی میں کہا بتاؤں آپ کو۔۔زندگی نے ایسا دھوکہ دیا ہے کہ میری روح تک مر گئی)
ہے۔۔اب شاید آپ کی بیٹی کبھی خوش نہیں رہے گی۔محبت کو پا کر بھی تشنہ رہوں گی
ہمیشہ۔۔"وہ سوچ ہی سکی۔

دو دن بعد ازلان اسے لینے آ گیا تھا۔اب بھی اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن پھپھو کے کہنے
پہ وہ بادل ناخواستہ اسے لینے آ گیا تھا۔اس کا چہرہ سنجیدگی اوڑھے ہوئے تھا۔پورے راستے
ژالے مستی کرتی ہوئی آئی تھی لیکن زرین نے نا اسے مخاطب کیا نہ ہی ازلان نے اسے۔گھر کے
سامنے ہی گاڑی روکتے وہ زرین اور ژالے کے اترتے ہی گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔زرین دور
جاتی گاڑی کو دیکھ کر رہ گئی۔

وہ چلتی ہوئی اندر گھر میں داخل ہوئی۔

واؤ بھابھی ماشاءاللہ آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔آجاؤ میری جان۔ پھپھو نے بہت" مش کیا اپنی گڑیا کو۔۔"حوران کو دیکھتے ہی آگ بڑھی اور زرین سے ملتی ژالے کو گود میں لیے چٹاچٹ چوم گئی۔

بھابھی بھائی کہاں گئے۔"اس نے ازلان کو غیر موجود دیکھ کر اس سے پوچھا۔"

وہ شاید کہیں چلے گئے۔"اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔"

اچھا چلیں آپ فریش ہو جائیں۔۔پھر باتیں کرتے ہی۔"زرین سر ہلا کر ژالے کے" ساتھ کمرے میں آگئی۔

رات کو وہ دیر سے ڈیوٹی سے گھر آیا تو سیدھا کمرے میں آگیا۔سامنے ہی زرین ژالے کے ساتھ بیڈ پیہ بیٹھی ژالے کے سوالوں کے جواب دے رہی تھی۔ازلان کو دیکھ کر زرین اٹھ کھڑی ہوئی۔

کھانا لگادوں۔"وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ کر بولی۔ "

نہیں۔۔میں لے لوں گا۔۔"وہ کہتے ہوئے آگے بڑھا۔ "

مانا کہ آپ مجھے اپنی بیوی نہیں مانتے لیکن میں آپ کو اپنا شوہر مانتی ہوں۔اور آپ کے" سارے کام کرنا مجھ پہ فرض ہیں۔مجھے اپنے حقوق پورے کرنے دیں۔"زرین کی آواز پہ اس

کے بڑھتے قدم رکے اور مڑ کر سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔ لیکن وہ اسے اگنور کرتی کمرے دونوں نے اپنی ڈیوٹی جوائن کر لی تھی۔ ہسپتال میں ___ سے باہر نکل گئی۔ وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔ بھی دونوں اجنبیوں کی طرح رہتے تھے۔ وہاں سب سٹاف کو ان کے بیچ رشتے کا علم ہو گیا تھا ان دونوں کے درمیان سرمہری ہنوز قائم تھی۔ دونوں رہتے تو ایک ہی کمرے میں تھے لیکن اجنبیوں کی طرح۔ اگر بات بھی کرتے تو اجنبی کی طرح۔ صرف ضرورت کے وقت ایک دوسرے کو مخاطب کر لیا کرتے تھے۔ گھر والوں کے سامنے وہ خود کو ایک خوش باش کپل دکھانے کو کوشش کرتے تھے۔ زرین ان دو ماہ میں ایک اچھی بیوی بننے کی ہر کوشش کر چکی تھی۔ اس نے حالات پہ سمجھوتا کر لیا تھا۔ لیکن اب وہ تھک چکی تھی۔ اب اس میں مزید ازلان کی بے رخی برداشت کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ شادی کے ایک ہفتے بعد ازلان لندن جا چکا تھا ۔دو ماہ ہو چکے تھے۔۔ کسی آفس پروجیکٹ کے سلسلے میں وہ اور یزدان وہاں کی برانچ سنبھال رہے تھے۔ پھپھو نے تو ازلان کو زری کو بھی ساتھ لے جانے کا بولا تھا لیکن اس نے منع کر دیا۔ زرین بھی کڑوے گھونٹ بھر کے رہ گئی۔

ان دو ماہ میں وہ ہر دوسرے روز گھر والوں سے بات کرتا تھا۔ ژالے سے بھی اس کی تقریباً روز بات ہوتی تھی۔ لیکن زرین سے ایک بھی بار بات نہیں کی تھی۔ اس نے کبھی زرین سے

بات کرنے کی خواہش ظاہر نہیں کی۔گھر والے زبردستی زرین کو فون پکڑا دیتے تو وہ صرف ژالے کے متعلق سوال کرتا۔

زرین نے گھر کی ساری زمہ داریاں سنبھال لی تھیں۔ژالے کا ہر کام اب وہ خود کرتی تھی۔گھر والے بھی سب اس سے گھل مل گئے تھے۔ہاروں کبھی کبھی گھر آتا تھا۔وہ بھی اس کی کافی عزت کرتا تھا۔

زرین حور اور اس کی نوک جھوک دیکھ کر خوش ہوتی تھی۔کیا ہوا جو اس کا مجازی خدا ستمگر بنا ہوا تھا لیکن گھر والوں نے تو اسے محبتیں دی تھیں۔اور بدلے میں وہ بھی انہیں محبتیں لوٹاتی تھی۔

وہ کچن میں ژالے کے لیے نوڈلز تیار کر رہی تھی۔حور کسی کام سے ہارون کے ساتھ گئی تھی۔پھپھو اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھیں۔بیل کی آواز سن کر وہ کام چھوڑ کر دروازے کی جانب گئی۔دروازہ کھولنے پہ جس انسان کو دیکھا وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔

بلیک پینٹ کے ساتھ گرے شرٹ پہنے وہ سن گلاسز لگائے بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔ہلکی ہلکی داڑھی مونچھیں اس کے چہرے پہ سجی تھیں۔زرین کو اسے دیکھ کر خوشی ہوئی۔وہ پلک جھپکے بغیر اسے دیکھ رہی تھی۔اور ازلان دروازے میں اسے استادہ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔

بلیک شارٹ شرٹ اور بلیک ہی کیپری پہنے وہ دوپٹہ سر پہ لیے بہت پیاری لگ رہی تھی۔

اسلام علیکم۔! زرین نے خوشدلی سے سلام کیا۔اس کے لہجے سے ہی اس کی خوشی کا اندازہ ہوا رہا تھا۔

وعلیکم اسلام۔اب ہٹیں گی یا یہیں کھڑا رکھنا ہے" ازلان نے آہستہ سے سلام اور طنزیہ کہا تو وہ خجل ہو کر پیچھے ہٹی۔

ازلان اس پہ ایک سنجیدہ نظر ڈال کر سائیڈ سے نکل کر اندر آ گیا۔

تھوڑی دیر میں سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ازلان ژالے کر گود میں لیے بیٹھا تھا۔وہ بھی باپ کے ساتھ لاڈیاں کرنے میں مصروف تھی۔

ازلان نے ایک بار بھی زرین سے بات نہیں کی تھی۔وہ دل مسوس کر رہ گئی۔حالانکہ اتنے عرصے بعد اسے دیکھ کر اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس سے باتیں کرے۔ژالے کو وہ حور کے حوالے کر کے اپنے کمرے میں آ گیا۔پھر تھوڑی دیر آرام کر کے سٹڈی روم میں گھس گیا۔

زرین بیٹا جاؤ۔۔کمرے میں۔ازلان کو کسی چیز کی ضرورت نہ ہو۔" انہوں نے اسے پیچھے بھیجا۔زرین اٹھ کر تھکے تھکے قدم اٹھاتی کمرے میں گئی۔

ازلان واش روم کا دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا تھا۔ایک نظر زرین کو کھڑے دیکھ کر وہ صوفے پہ آ بیٹھا۔

کچھ چاہیے آپ کو۔"زرین نے ہمت کر کے قریب آ کر پوچھا۔"

نہیں۔۔"اس نے سنجیدگی سے کہا۔"

کمرے میں پھیلی عجیب سی خاموشی نے کثافت پیدا کر دی تھی۔زرین نے اس کو دیکھا جو سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔تھوڑی دیر بعد اس نے سر صوفے کی پشت سے ٹکا لیا۔اس کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ اس کے سر میں سر درد ہے۔اسے چائے کی طلب ہو رہی تھی لیکن کہتے ہوئے انا آڑے آ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد اسے اپنے ماتھے پر کسی کی ٹھنڈی انگلیوں کا لمس محسوس ہوا۔ازلان نے چونک کر آنکھیں کھولیں تو صوفے کی پشت پہ زرین کو اس کا سر دباتے دیکھ کر وہ حیران ہوا اور اس کا ہاتھ جھٹکتا سیدھا ہو ا بیٹھا۔

یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔"اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔"

اپ کے سر میں درد تھا اسی لیے سر دبا رہی تھی۔۔"زرین نے کچھ ہچکچاتے ہوئے کہا"

تھا۔

کوئی ضرورت نہیں میں ٹھیک ہوں۔آپ جائیں یہاں سے۔۔۔"اس نے رخ موڑ لیا"

۔زرین چند ثانیے اس کو دیکھتی رہی پھر لٹ گئی۔چند منٹ بعد وہ دوبارہ آئی تو اس کے ہاتھ میں میڈیسن اور پانی کا گلاس تھا۔اس نے دونوں چیزیں اس کے سامنے ٹیبل پہ رکھیں. وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

وہ کمرے سے نکل گئی۔کچھ دیر بعد ملازمہ کے ہاتھ سے میڈیسن بھجوائی۔ازلان سپاٹ چہرے سے اس کی کاروائی دیکھتا رہا۔

رات کو کھانے پہ سب موجود تھے۔زرین ژالے کو لے کر آئی اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ژالے کو گود میں بٹھالیا۔

اور کسی نے نوٹس کیا یا نہ ہو ازلان بغور زرین کو دیکھ رہا تھا جو خود نہں کھا رہی تھی بس ژالے کو ہی کھلا رہی تھی۔وہ اسے کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی لگتی تھی۔کھانے کے بعد سب لاؤنج میں بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

کیسا رہا آپ کا پراجیکٹ بھائی۔"ہارون نے ازلان سے پوچھا جو ژالے کو کھیلتا دیکھ رہا تھا"

۔

اچھا رہا پراجیکٹ۔۔بلکہ اس پراجیکٹ کے زریعے ہمیں بڑی کامیابی ملی ہے جس سے "
ہماری کمپنی ایک نئی اونچائی پہ پہنچ گئی ہے۔"اس کی بات سن کر سب خوش ہوئے۔
واؤ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔پھر تو بھیا آپ کو اوریزدان بھیا کو ہمیں پارٹی دینی"
چاہیے۔۔کیوں بھابھی۔۔"حور نے جوش سے کہتے زرین کو مخاطب کیا جو کھوئی کھوئی سی چپ
چاپ بیٹھی تھی۔حور کے بولنے پہ چونک گئی۔
ہا۔۔ہاں۔"وہ غائب دماغی سے بولی۔ازلان نے بغور اس کو دیکھا اور نظریں پھیر لیں۔"

ہاں کیوں نہیں۔۔ضرور جیسا تم کہو میری جان۔۔"ازلان نے حور کو ساتھ لگا کر پیار"
سے کہا تو حور کا چہرہ کھل اٹھا۔وہیں ہارون بھی اس لیڈی باس کی شرافت دیکھ کر غش کھا کر رہ
گیا۔
لو یو بھیا۔"حور نے محبت سے کہا۔"
ازلان بیٹا اب ہارون کا بھی کچھ سوچو۔۔شادی کی عمر ہو گئی ہے لیکن ہمیشہ شادی کی بات پہ
کتراتا ہے۔اب تم ہی سمجھاؤ اسے۔۔"پھپھو نے لگے ہاتھوں ہارون کو بھی بیچ میں گھسیٹ
لیا۔جہاں ہارون اپنی جگہ سٹپٹایا وہیں باقی سب بھی ان کو دیکھنے لگے۔

ہاں ہارون۔ پھپھو ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔اگر کوئی پسند ہے تو بتاؤ۔"ازلان نے اس کو "
دیکھ کر کہا تو وہ سر کھجا گیا۔اب وہ کیسے بات کرتا۔۔یہیں اس کی سٹی گم ہوئی تھی۔
جی۔وہ لڑکی۔میرا مطلب ہے کہ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں شادی سے۔"اس نے خفت "
سے کان کھجاتے کہا تو پھپھو نے اسے دیکھا۔باقی سب مسکرا دیئے۔۔
تو بیٹا جی اگر کوئی اعتراض نہیں ہے تو بتا بھی دو کہ کون ہے وہ لڑکی۔"وہ بھی اس کی ماں "
تھی اس کی رگ رگ سے واقف تھیں۔ہارون سب کی خود کو کھوجتی نظروم سے جز بز ہونے
لگا۔اب جب پول کھل ہی گئی تھی تو چھپانے کا فائدہ۔
امی میں شانزے کو پسند کرتا ہوں۔"اس نے جلدی جلدی کہا اور ترچھی نظروں سے "
حور کے تاثرات دیکھے جو شاک میں لگ رہی تھی۔
کون شانزے۔"انہوں نے اس نا سمجھی سے پوچھا۔"
امی وہ حور کی دوست ہیں جو۔۔"اس نے خود کو غصے سے گھورتی حور کو دیکھ کر حلق تر "
کرتے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اچھا۔۔! وہ۔۔ماشاءاللہ بڑی پیاری بچی ہے۔۔مجھے تو پسند ہے وہ۔۔بس پھر ٹھیک ہے" کل ہی ہم ان کے گھر رشتہ لے کر چلتے ہیں۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔تو ہارون نے سکھ کا سانا بھرا ہاں لیکن حورا ابھی بھی اسے گھور رہی تھی۔

لیکن بیٹا بھائی صاحب کو بھی کال کر کے بلالو۔۔اس موقع پہ ان کا ہونا بہت ضروری ہے"انہوں نے اسے یاد دلایا۔

جی امی۔"ہارون نے سر اثبات میں ہلایا۔"

زرین بیٹا کیا ہوا آپ چپ کیوں ہیں اتنی۔"پھپھو نے اس کے مرجھائے چہرے کو دیکھ کر کہا۔ورنہ تو وہ روزان کے ساتھ کافی باتیں کیا کرتی تھی۔ان کی بات پہ سب کی نظریں اس کی جانب اٹھیں۔ازلان بھی اسی سمت متوجہ ہوا۔

ک۔۔کچھ نہیں پھپھو۔۔۔وہ بس امی کی یاد آرہی۔۔سوچا کچھ دن گھر چلی جاؤں۔"وہ" ہمت کر کے بولی۔ورنہ ازلان کی طرف سے کی گئی تذلیل کو سوچ سوچ کر اس کا دماغ پھٹ جاتا۔وہ بمشکل خود پہ ضبط کیے بیٹھی تھی۔

ٹھیک ہے میری جان۔کل چلی جانا۔۔ژالے کو ساتھ لے جانا۔۔ازلان چھوڑ آئے گا" تمہیں۔"انہوں نے پیار سے کہا۔

جی۔میں ژالے کو سلا کر آتی ہوں۔"وہ ژالے کو لے کر اٹھ کھڑی ہوئی تو وہ اپنے بابا کو" فلائینگ کس کرتی زرین کے گرد باہیں پھیلا گئی۔

ان دنوں میں یزدان نے حیدر قریشی کے بارے میں بھی معلومات اکٹھی کی تھیں۔جس سے اس کے شکوے شبہات کچھ دور ہو گئے تھے۔وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھا۔قریشی خاندان شہر کا جانا مانا خاندان تھا

۔حیدر کے متعلق معلومات میں اسے یہی پتہ چلا تھا کہ وہ ماہوش کی یونی میں ہی پڑھتا تھا ۔۔پڑھنے میں ہونہار تھا اور پر سنیلیٹی بھی اچھی تھی۔اس کی عادات کے متعلق بھی وہ مطمئن ہو گیا تھا کیوں کی ماہوش نے حیدر کو بتایا تھا کہ اس نے یزدان نے بات کر لی ہے۔۔تو وہ چھان بین کر کے فیصلہ بتائے گا۔۔جس کے بعد حیدر بھی چوکنا ہو گیا تھا اور کچھ دنوں سے اپنی باقی غیر اخلاقی سر گرمیاں اس نے منقطع کی ہوئیں تھیں۔حیدر کا تعلیمی ٹریک ریکاڈ بھی بہتر تھا۔۔اسے

ماہوش سے محبت نہیں ہوئی تھی۔ لیکن پہلی مرتبہ دیکھنے پر وہ اپنی سیماب طبیعت کے تحت اس سے پیار کرنے کا ڈھونگ رچایا۔اس کے کئی لڑکیوں سے تعلقات رہے تھے۔ لیکن کبھی شادی پر رضامند نہیں ہوا تھا۔۔ناجانے ماہوش کے شادی کے اصرار پر وہ کیوں مانا تھا۔اس سب کے پیچھے کیا وجہ تھی۔ یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔

یزدان نے اس کے متعلق صائم کو بھی بتادیا تو اسے بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔ لیکن باقی سب تو اس سے مل کر ہی پتہ چلنے والا تھا۔

کچھ دنوں کے بعد آج سب کو دعوت پر مدعو کیا گیا تھا۔۔آج کی رات بہت سے فیصلوں کی رات تھی۔

حور نے اپنا فیصلہ ازلان کو سنادیا تھا۔ جسے سن کر ازلان بہت خوش ہوا تھا۔اس کے لیے اس کی جان سے عزیز بہن کی خوشی کے علاوہ کیا ہو سکتا تھا۔۔آج ہی ان کو یزدان نے گھر پر انوائیٹ کیا تھا جس میں حور نے اپنا فیصلہ سنانا تھا۔

"حور میری جان۔۔تم پر کسی قسم کو کوئی دباؤ نہیں ہے۔میری جان اگر تم نہیں کرنا چاہتی شادی تو میں فورس نہیں کر رہا۔میرے لیے صرف تمہاری خوشی عزیز ہے۔"

ازلان اس وقت حور کے ساتھ تھا وہ چاہتا تھا کہ اس کے اس فیصلے پر ایک بار اس سے بات کرے۔۔۔

حور اس وقت اس کے کندھے پر سر رکھتی باہر لان میں ہی تھی۔ازلان نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر چوما۔ کتنی عزیز تھی اسے وہ۔وہ اس کے لیے خود سے اول سوچتا تھا۔

"نہیں بھیا ایسی بات نہیں ہے۔میں نے قبول کر لیا ہے اسے سچے دل سے۔میرا دل مطمئن ہے۔۔میں خوش ہوں بھیا۔"اس وقت ازلان سے ایسا شفیق اور پیارا لمس حور کی اداسی ہٹا چکا تھا۔

" شاباش میرا بچہ۔اللہ تمہیں خوش رکھے۔۔میری لاڈلی اتنی بڑی ہو گئی کہ آج پیا دیس جانے والی ہے۔"ازلان تو خود بھی اداس ہو چکا تھا۔اس کی پیشانی چوم کر وہ بھی افسردہ ہو چکا تھا۔حور بھی پیار سے اس کے گلے لگے اس کی اداسی ہٹا چکی تھی۔

"بھیا لیکن میں ابھی شادی نہیں کروں گی۔۔آپ جانتے تو ہیں میری جاب۔جب تک میں اپنا مقصد نہ پورا کر لوں میں شادی نہیں کر سکتی۔آپ سمجھ رہے ہیں ناں۔"یک لخت حور گھبرا کر ازلان سے الگ ہو کر بولی تو ازلان نے آرام سے اسے ساتھ لگایا۔

لیکن میرا بچہ۔شادی تو کرنی ہے ناں۔اور شادی سے بعد بھی تو تم کام کر سکتی ہو۔میں" وعدہ کرتا ہوں میری جان کوئی تمہیں نہیں روکے گا۔۔اور جس طرح وہ دیوانہ ہے تمہارا۔جو رو کا غلام بنے گا۔اسی لیے ٹینشن نہیں لو۔"ازلان خود اسے چھیڑتا کنفیوز کر رہا تھا مگر پھر خود ہی حور کی جھینپی گھبرائی صورت دیکھ کر مسکرا اٹھا۔

حور نے وہاں سے جانے میں ہی آفیت سمجھی تو ازلان کا زندگی سے بھرپور قہقہ گونجا تھا۔

***

۔آج توقع کے برعکس بہت سے فیصلے ہونے والے تھے۔ازلان حور ژالے جہاں محفل کی رونق تھے وہیں شاہ فیملی نے الگ ہی سحر پھونک رکھا تھا۔

ہر کوئی بہت پیارا لگ رہا تھا۔ماہوش اور وانیہ بھی آج ایک جیسی معصوم پریاں لگ رہی تھیں۔

صائم اور اصفہان بھی خوب پیارے لگ رہے تھے۔۔بلیک پینٹ اور بلیک شرٹ میں بجلیاں گرا رہے تھے۔غرض کہ گھر کے بڑے بھی آج بے حد خوش تھے۔

ازلان اور حور بھی پہنچ چکے تھے۔ازلان وائیٹ شرٹ اور ہیزل گرین پینٹ میں پیارا سا ہینڈسم لگ رہا تھا۔زرین بھی سادہ گلابی لباس میں میچور سی بہت حسین لگ رہی تھی۔

داریہ بھی اب کافی بہتر تھی۔۔یزدان اور اس نے ہم رنگ لباس میں دونوں ہمیشہ کی طرح سب سے منفرد تھے۔۔یہاں تک کہ آج تو ان کے لاڈلے کو بھی بلیک رنگ کے ہی کپڑے پہنا رکھے تھے۔۔۔

یزدان تو نظر نہیں ہٹا پا رہا تھا داریہ سے جو آج فریش سی اور پیاری دل میں اتر رہی تھی۔

ماہوش زرین اور عائشہ بیگم نے ہی ڈنر کی ساری تیاری کی تھی۔

سب گھر والے آج پر سکون تھے کہ آج یہ وقت نصیب ہوا کہ گھر خوشیوں سے بھرا تھا۔۔

تھوڑی دیر میں حیدر بھی پہنچ چکا تھا۔سب نے گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا۔

حیدر بھی آج بلیو کرتے شلوار میں اپنی جاذب نظر پرسنیلیٹی کے ساتھ کسی سے کم نظر نہیں آ رہا تھا۔۔یزان اچھے سے اس سے ملا تو اس نے بھی چہرے بھی معصومیت اور مسکراہٹ سجائے سب سے اچھے سے دعا سلام کیا تھا۔

سارے معاملات چونکہ کھانے کے بعد طے پانے تھے اسی لیے سب کو ڈائینگ ہال میں لے جایا گیا۔

کھانے کے بعد سب لاؤنج میں براجمان تھے۔

"جی تو برخودار کیسے ہیں آپ۔۔کیا کر رہے ہیں آج کل۔آپ کے والد صاحب سے بہت اچھے تعلقات تھے۔"آغا جان نے گفتگو کا آغاز کیا اور اپنی بارعب آواز میں دریافت کیا۔حیدر اس کے برعکس اپنی جگہ پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے سکون سے بیٹھا تھا۔۔تب سے سب اسے چھیڑ رہی تھیں۔۔اور وہ بے چاری معصوم سے رونی شکل بنائے کب سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔اس وقت بھی وہ صائم کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔حیدر کی نظروں کی تپش سے وہ نظر نہیں اٹھا پا رہی تھی۔

"جی انکل سب ٹھیک ہے۔بس اپنا بزنس وہی سنبھال رہا ہوں۔فلحال تو کچھ نہیں۔دراصل میں ماہوش کو پسند کرتا ہوں۔یونی میں ہم ساتھ تھے۔رشتہ دار کوئی ہیں نہیں سو اسی لیے اکیلے آنے میں کچھ جھجھک محسوس ہو رہی تھی۔"

"جی بچے۔۔ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں۔ہمیں بھی آپ پسند آئے ہیں۔لیکن ہم پہلے ماہوش بیٹے سے پوچھنا چاہتے ہیں۔کیونکہ آخری فیصلہ تو اسی کا ہو گا۔"آغا جان نے ماہوش کو اپنے پاس بلایا اور اسے اپنے بازوؤں کے حلقے میں لے کر کہا تو سب کے چہرے بھی مسکرا اٹھے جبکہ ماہوش تو اب شدید نروس ہو رہی تھی۔۔یزدان بھی سپاٹ چہرے کے ساتھ بیٹھا تھا۔حیدر یزدان کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھا تھا۔

جی جی بالکل۔۔۔"حیدر نے خوش اخلاقی سے کہا تو آغا جان نے ماہ وش سے پوچھا۔"
بیٹیا کیا آپ کو یہ رشتہ منظور ہے۔۔جیسا میری بیٹی چاہے گی ویسا ہی ہو گا۔۔بلا جھجک بتا"
دیجئیے۔۔"آغا جان نے اس کی پیشانی چومتے ہوئے پیار سے پوچھا۔
جی آغا جان۔۔"ماہوش نے ہلکا سا کپکپاتے بہت ہی ہلکی آواز میں کہا تو سب کے چہرے "
گویا کھل اٹھے۔حیدر قریشی بھی اپنی تمام تر دلکشی کے مسکرایا تھا۔لیکن زہریلی مسکراہٹ!
مبارک ہو آغا جان۔"۔داؤد صاحب نے کے گلے لگتے کہا تو عائشہ بیگم اور صائمہ بیگم "
کے گلے لگیں۔۔

سب ایک دوسرے کو مبارک دے رہے تھے۔صائم نے حیدر ک مبارک دی اور اٹھ کر
ماہ وش کی پیشانی چومی جواب بھی نظر جھکائے بیٹھی تھی۔ازلان بھی خوش نظر آرہا تھا۔۔اس
کے لیے بھی ماہوش بہنوں کی طرح تھی۔

چلیں جی تو اس خوشی کے موقع پر میں چاہتا ہوں کہ ایک اور خوشی کو پورا کر دیا "
جائے،ازلان بیٹا۔"سکندر صاحب نے خوشگوار لہجے میں ازلان کو دیکھ کر کہا تو سب کی نظریں
سکندر صاحب کی جانب اٹھیں۔۔اصفہان جو زالے کو گود میں لیے بیٹھا تھا ان کی بات سن کر

حور کو دیکھا۔دونوں کی دھڑکنیں بڑھی تھیں۔اب ازلان نے یزدان کی طرف دیکھا تو یزدان نے آنکھوں سے اسے تسلی دی

"جی بابا" یزدان کی طرح وہ بھی انہیں بابا بلاتا تھا۔۔اس نے ایک نظر حور پر ڈال کر مسکرا کر سکندر صاحب کو دیکھا۔

" میں اپنے بیٹے اصفہان کے لیے حور العین بیٹی کو مانگتا ہوں کیا تو حور کو ہمیں سونپنے کے لیے تیار ہو؟"انہوں نے اصفہان کو دیکھ کر ازلان سے کہا تو ایک بار پھر سے سب کے چہرے مسرت سے کھل گئے۔۔اصفہان کے چہرے پر بھی خوشی کے رنگ جگمگا رہے تھے۔جبکہ اب حور تھوڑا نروس ہو رہی تھی۔لیکن شکل پر تاثرات نارمل تھے۔البتہ دل تو مانو بجلی کی رفتار سے دوڑ رہا تھا۔

"کیوں نہیں آغا جان۔۔حور آپ کی ہی بیٹی ہے۔مجھے منظور ہے"ازلان نے حور کو ساتھ لگاتے ہوئے ہنس کر کہا تو سکندر صاحب بھی مسکرائے۔۔حور کی مرضی اسے معلوم تھی۔جبکہ اصفہان کے چہرے پر پھیلتی خوشی سب نے محسوس کی۔

www.novelsclubb.com

میری بچی۔ہمیشہ خوش رہو۔میں بتا نہیں سکتی میں کتنی خوش ہوں آج۔اللہ خوشیاں نصیب کرے"عائشہ بیگم نے آگے بڑھ کر حور کی پیشانی چوم کر اسے پیار سے ساتھ لگایا تو وہ بھی شرما کر ان کے سینے میں منہ چھپا گئی۔یزدان کے چہرے پر بھی آج مسکراہٹ تھی۔

اصفہان نے گہری نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔آج تو خوشیوں کا دن تھا ۔۔سب کے چہروں پر آمادگی تھی۔

بھائی صاحب مجھے بھی کچھ کہنا تھا۔"اب کہ داؤد صاحب کی آواز سن کر سب حیرت سے" ان کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔۔گویا اب کونسا نیا انکشاف ہونے والا تھا۔داؤد صاحب نے سکندر صاحب کے پاس بیٹھ کر کہا تو سکندر صاحب نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

ہاں بولو کیا بات ہے داؤد۔"سکندر صاحب نے انہیں مسکراتے دیکھ کر پوچھا تو انہوں نے ایک نظر صائم کو دیکھا جسے اس کی چھٹی حس نے اشارہ دے دیا تھا۔اس نے چور نظروں سے پہلے وانی کو دیکھا اور پھر یزدان۔۔وانی تو سکون سے بیٹھی ماہوش کے کان میں نا جانے کونسی کھسر پھسر کر رہی تھی۔جبکہ یزدان بھی اب گھور کر صائم کو ہی دیکھ رہا تھا۔صائم نے ہڑبڑا کر نظر چرا کر منہ موڑ لیا تھا۔جانتا تھا ابھی جو بات ہونے تھی اس سے سب کو ہی جھٹکا لگنا تھا اور سب

سے بڑا تو وانیہ کو لگنا تھا۔حیدر تو اب اس سارے تماشے سے اکتا گیا تھا اسی لیے کال کا بہانہ کر کے اٹھ کر لان میں چلا گیا۔

"بھائی صاحب ہم اپنی امانت آپ سے واپس لینا چاہتے ہیں۔۔ہم وانی بیٹی کو اپنے صائم کے لیے مانگتے ہیں۔۔"داؤد صاحب کے کہنے پر سب کے تاثرات مختلف انداز میں تبدیل ہوئے تھے۔۔جیسے سکندر صاحب تو تذبذب کا شکار ہوئے تھے کہ آیا کیا جواب دیں۔۔یزدان نے تیز نظروں سے صائم کو دیکھا تھا جو بیچارا نظر پھیر کر بیٹھا تھا۔۔اور سب سے زیادہ شوکنگ تو وانیہ کا تھا جو سن کر پھٹی نظروں سے داؤد صاحب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔گویا سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو کہ ہوا کیا ہے۔۔۔

سکندر صاحب نے بے چاری نظروں سے یزدان کو دیکھا جو سنجیدہ تاثرات لیے بیٹھا تھا ۔اور پھر صائمہ بیگم کو دیکھا تھا۔

"جی بھائی صاحب۔آپ ہی کی بیٹی ہے وانی۔جب چاہیں لے جائیں۔۔۔میں مٹھائی لے کر آتی ہوں۔"عائشہ بیگم نے خوشی اور جوش سے کہتے ساتھ کچن کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ اور وانی کا تو آنکھوں کے ساتھ ساتھ منہ بھی اب کھل گیا۔۔ابھی ایک جھٹکے سے تو سنبھلی نہیں تھی کہ دوسرا جھٹکا۔۔اس نے عائشہ بیگم کو دیکھا حواسے اگنور کر کے صائمہ بیگم کو لیے کچن

کی جانب بڑھ گئیں۔صائمہ بیگم اس کی پیشانی چوم کر دعائیں دیتی کچن چلی گئیں۔۔جبکہ وانی اب صائم کو دیکھ رہی تھی جو اسے ہی بے چاری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔پریشان تو بے چارہ اصفہا بھی ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر میں سب کا منہ میٹھا کروایا کروایا گیا۔

بس پھر اگلے مہینے کے پہلی جمعرات کو مہندی کی رسم اور جمعے کو بارات کی تقریب " رکھتے ہیں تینوں جوڑوں کا" سکندر صاحب کی بات پر تمام لوگ متفق تھے۔۔حیدر واپس آیا تو انہوں نے واپسی کی راہ لی۔باقی سب بھی اپنے اپنے کمروں کی جانب چل دیئے۔۔۔

ژالے کو سلانے کے بعد وہ کمرے میں آئی تو ازلان بیڈ پہ نیم دراز سا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا ۔کمرے میں نیم اندھیرا تھا زرین فریش ہو کر خاموشی سے جا کر اپنی جگہ پہ لیٹ کر بستر میں گھس گئی اور کمبل چہرے تک اوڑھ لیا۔ازلان نے کتاب ہٹا کر اسے دیکھا۔

تم نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔"ناچاہتے بھی وہ اسے مخاطب کر بیٹھا۔

کیا آپ مجھ سے مخاطب ہیں۔۔؟اس نے کمبل چہرے سے ہٹا کر پوچھا۔

جی تو تمہارے لیے یہاں کوئی اور موجود ہے؟؟؟اس نے طنزیہ کہا۔

آپ ہوں گے۔میں نہیں ہوں۔میں یہاں موجود نہیں ہوں۔میں تو کہیں بھی موجود"
نہیں۔نہ اس گھر میں۔۔۔نہ اس کمرے میں۔وہ تڑخ کر غصے مگر تکلیف سے جواب دیتی
اسے ساکت کر گئی۔آج پہلی مرتبہ اس نے شکوہ کیا تھا۔شاید اس کے صبر کی ہمت اتنی ہی تھی
کہ وہ اس طرح اس اسے شکایت کر رہی تھی۔ازلان ان نیلی آنکھوں میں چھپے شکوے دیکھ کر
نئے سرے سے اذیت میں مبتلا ہوا۔ازلان کو خاموش دیکھ کر وہ بھیگی نم آنکھوں سے دوبارہ
چہرے پہ کمبل اوڑھ لیا۔
کب کے رکے ہوئے آنسو پھر سے گالوں پہ بہہ نکلے۔ازلان نے تکلیف سے اسے دیکھا تھا
پھر اس کے کمبل میں لرزتے وجود کو دیکھ کر وہ فکر مند ہوا۔وہ جانتا تھا کہ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ
زیادتی کر جاتا تھا لیکن اب اس کے صبر سے اسے چڑ ہونے لگی تھی۔نا لڑتی تھی نا جھگڑتی
تھی۔بس چپ چاپ ہر کام کرتی چلی جاتی تھی۔اسے بھی اچھا نہیں لگتا تھا یہ سب کرنا لیکن وہ
بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا اس کے لیے۔وہ سوچوں میں الجھا لیٹ گیا اور لائٹ آف کر دی۔اس کا
وجود ابھی بھی ہچکیاں لے رہا تھا۔ایک پل تو اس نے سوچا کہ اسے چپ کروا دے۔اس کے آنسو
پونچھ دے۔لیکن کوئی چیز تھی جو اسے روکتی تھی۔

زرین۔"ازلان نے دل کی سنتے مدھم لہجے میں اسے آواز دی۔تو اس کا ہلتا وجود ساکت "
ہوا۔
زرین آر یو آل رائٹ۔۔"کوئی جواب نا پا کر اس نے پھر پوچھا تھا لیکن کوئی جواب نہیں "
آیا۔اس نے گہری سانس بھری کچھ دیر اسے دیکھتا رہا اور کروٹ لیے لیٹ گیا۔زرین کو انتظار کر
رہی تھی کہ شاید وہ اس کے آنسو پونچھے گا۔اسے سینے سے لگا کر پناہ فراہم کرے گا۔لیکن اس کا
انتظار آج بھی انتظار ہی رہا۔
یہ ایک خوبصورت جگہ تھی جہاں وہ منہا کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔"منہا رک جاؤ
پلیز۔۔"وہ اسے پکار رہا تھا لیکن وہ بھاگ رہی تھی۔ایک جگہ آ کر وہ رک گئی۔
کیا ہو گیا ہے ازلان آپ ایسے تو نہیں تھے۔مجھے بہت دکھ ہوا ہے۔کیا آپ مجھ سے کیا"
اپنا وعدہ بھول گئے۔۔میری زندگی میں کئی لمحات پر آپ قابض رہ چکے ہیں لیکن اب آپ کا سارا
وقت صرف اس لڑکی کا ہے جو آپ سے محبت کرتی ہے جو آپ کی بیوی ہے۔۔ساری زندگی
آپ میری یادوں کے سہارے زندگی نہیں گزار سکتے۔۔بھول جائیں مجھے۔یا میری محبت کو دل
کے کسی کونے میں دفنا دیں۔۔اپنی بیوی کے پاس جائیں جو آپ کے لوٹنے کا انتظار کر رہی

ہے۔"وہ بہتی آنکھوں سے اسے کہہ رہی تھی۔ازلان نے بے یقینی کی کیفیت میں گھر کر اسے دیکھا تھا۔

تم ایسے کیسے کہہ سکتی ہو منہا۔۔میں تمہاری جگہ کسی کو بھی نہیں لے سکتا۔۔"اس نے" اس کے بازو جکڑتے ہوئے شدید رنج کے عالم میں کہا تھا۔

آپ مجھے بھول جائیں ازلان۔۔کسی معصوم کا اتنا دل مت دکھائیں۔۔اس کو اس کے" حقوق سے محروم نہ رکھیں۔وہ آپ کی بیوی ہے ازلان۔اس پہ صرف آپ کا حق ہے۔۔اس کا ہاتھ تھام لیں۔۔اس کو اداس کر کے آپ بھی خوش نہیں رہ پائیں گے۔۔"وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں میں تھامے اسے سمجھا رہی تھی۔

منہا یہ ممکن نہیں ہے۔مجھے کچھ سمجھ۔۔۔۔نہیں آرہا۔میں صرف سے محبت کرتا ہوں" "وہ نم آنکھوں سے بولا تو وہ اس کے گال صاف کرتے مسکرائی۔

ازلان اپنے دل میں جھانکیں ایک بار۔۔آپ کو محبت سے اس سے۔۔وہ محبت جو ہر" انسان کو نکاح کے وقت اپنے شریک حیات سے ہو جاتی ہے۔۔پہچانیں اسے۔۔آپ صرف اس کے ہیں۔۔اپنی زندگی اس کے ساتھ شروع کریں۔اپنی محبت کو وقت دیں۔آپ دونوں

ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوش رہیں گے۔میں تو ہمیشہ آپ کے پاس ہوں۔۔ہمیشہ آپ کے دل میں"ازلان اپنی جگہ جم سا گیا تھا۔

آئیندہ اپنی زندگی میں ہمیشہ اسے چنیے گا ازلان۔۔وہ بہت پیاری ہے۔اس کا خیال" رکھیں۔اس کی قدر کریں۔اس نے ہماری بیٹی کو سی ماں کا پیار دیا۔۔بھول گئے آپ۔۔؟؟؟پلیز وعدہ کریں مجھ سے"وہ بھگی آنکھوں سے اس سے فریاد کر رہی تھی۔اس نے کہااور وہ پھر اس کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا۔ازلان کے پاس کہنے کو تو کچھ تھا ہی نہیں۔اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھ دیا۔منہانے اس کا ہاتھ تھام کر پشت پہ بوسہ دیااور ہوا کے جھونکے کی طرح اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔اور وہ کھڑا رہ گیااس کی ہیزل آنکھیں آزردگی کی زد میں تھیں۔خواب ٹوٹ گیا۔اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں تو نظریں زرین کی جانب اٹھیں جس کے چہرے سے اب کمبل ہٹ چکا تھااور صاف شفاف سرخ چہرہ چاند کی روشنی میں جگمگا رہا تھا۔وہ اس کے خوبصورت چہرے پہ نظریں جمائے دیکھتا رہ گیا۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو اس نے مندی مندی آنکھیں کھول کر ٹائم دیکھا جو سات بجا رہی تھی۔اس نے سائیڈ پہ دیکھا تو زرین بھی ابھی تک سو رہی تھی۔وہ حیرانی سے اٹھ بیٹھا۔اس۔ٹائم تک وہ کبھی نہیں سوتی تھی۔

اس نے اس کے گالوں پہ آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان دیکھے جو اس کے ساری رات رونے کی نشاندہی کر رہے تھے۔گال سوخ ہو رہے تھے۔

وہ بے سدھ سی لگ رہی تھی۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ماتھا چھوا جو آگ کی مانند دہک رہا تھا۔

اوہ مائی گاڈ۔زرین۔اٹھو۔۔"اس نے پریشانی سے اس کا گال تھپتھپایا لیکن وہ ہوش میں نہیں تھی۔۔اس نے ہلکی ہلکی اپنی سرخ آنکھیں کھولیں اور پھر بند کر لیں۔

وہ فکر مند ہوا۔تھرمامیٹر اٹھا کر اس نے اس کا بخار چیک کیا جو ایک سو دو پر تھا۔اس نے فرسٹ ایڈ باکس سے میڈیسن نکالی اور اس کے پاس آیا۔

زرین اٹھو۔۔میڈیسن لو۔۔"اس نے آکر پھر سے اسے پکارا لیکن وہ خاموش تھی۔اس نے آہستگی سے اس کے پاس بیٹھ کر اس کی کمر میں بازو حائل کر کے سہارہ دے کر اٹھایا تو اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔ازلان نے اسے دوائی دی اور پانی پلایا۔اسے واپس لٹا کر وہ

روم فریج سے ٹھنڈا پانی لے کر آیا اور پٹیاں لے کر اس ک سرہانے بیٹھ کر اس کی پیشانی پہ ٹھنڈی پٹیاں رکھنے لگا۔

اس نے کال کر کے حور کو کمرے میں بلایا۔ حور آئی تو وہ بھی پریشان ہوئی۔ کچھ دیر میں اس کا بخار قدرے کم ہوا تو حور کو اس کا خیال رکھنے کا کہتے کچھ دیر کے لیے ہاسپٹل چلا گیا۔

شام کو وہ واپس آیا تو وہ اسے کمرے میں کہیں نہیں دکھی۔

اس نے پورے کمرے میں نظریں دوڑائیں تو وہ اسے بالکونی میں آرام دہ کرسی پہ بیٹھی نظر آئی۔ سیاہ لمبے بالوں کو اس نے ایک سائیڈ کندھے پہ ڈالا ہوا تھا اور خود آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔ شاید ابھی وہ باتھ لے کر آئی تھی۔

وہ آنکھیں موندے بیٹھی تھی کہ ساتھ میں قدموں کی چاپ سن کو آنکھیں کھول کر ازلان کو دیکھا جو اس کے برابر آن کھڑا ہوا تھا۔۔اچانک اس کا چہرہ سپاٹ ہوا اور وہ چہرہ پھیر گئی۔ ازلان اس کے منہ پھیرنے پہ اس کے ساتھ رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا۔ ازلان کی موجودگی نے اسے ڈسٹرب کر دیا۔

وہ اٹھ کر جانے لگی تو ازلان نے بے ساختہ اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ناچار اسے واپس بیٹھنا پڑا۔ البتہ اسے دیکھا نہیں۔ ازلان نے بھی اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔

طبیعت کیسی ہے تمہاری۔۔"ازلان نے نرمی سے اس کے ہاتھ کی پشت کو اپنے انگوٹھے سے سہلایا۔وہ لب بھینچ گئی۔ہوا سے ازلان کے بال اڑ کر چہرے پہ پڑ رہے تھے۔

جی بالکل ٹھیک ہوں میں۔"اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔"

گڈ۔کھانا کھایا۔؟"دوسرا سوال پوچھا گیا۔"

کھا چکی ہوں۔۔"اس نے فوراً جواب دیا۔نا جانے کیوں ازلان کی گہریں نظریں اس کے" وجود کو جلا رہی تھیں۔

اس کے جواب پہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔چند پل کے لیے دونوں کے بیچ خاموشی پھیل گئی۔ازلان کشمکش میں تھا تو زرین اداس۔

ناراض ہو۔"خاموشی میں ازلان کی آواز گونجی تھی۔زرین نے پہلو بدلہ۔"

نہیں میں کیوں آپ سے ناراض ہونے لگی۔ہمارے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں جس" کی بنا پہ ناراض ہوا جائے۔"وہ دانت پیس کر سپاٹ لہجے میں کہہ گئی تو ازلان بھی سنجیدہ ہوا۔

رشتہ تو ہے۔اور بہت گہرا اور مضبوط رشتہ ہے۔۔"ازلان نے اب کے اس کا ہاتھ چھوڑ" دیا تھا۔

اس کی بات پہ زرین نے حیرانی سے تمسخرانہ نظروں سے اسے تکا تھا۔

اوہ تو آپ مانتے ہیں اس رشتے کو۔۔ایسا کب ہوا۔جہاں تک مجھے یاد ہے اس رشتے کو " بے نام کرنے والے آپ ہی تھے "وہ تلخی سے بولی۔

زری میں اپنے رویہ کے لیے تم سے معذرت۔"اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن زرین نے " اس کی بات کاٹی۔

نہیں ڈاکٹر ازلان۔۔معذرت کا بات کی؟؟آپ کو معذرت نہیں کرنی چاہیے۔آپ کو" بالکل بھی سوٹ نہیں کرتا معافی مانگنا۔"اس نے بے دردی سے ازلان کی بات کاٹی تھی ۔حالانکہ اس کی اپنی آواز بھاری ہو گئی تھی۔

زرین میری بات تو سنو۔"وہ بے بسی سے اسے دیکھ رہا تھا۔"

نہیں مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی۔کوئی بھی نہیں۔"اس نے غصے سے کہا اور اٹھ" کھڑی ہوئی پھر کمرے سے نکل گئی۔ازلان نے اسے روکنا چاہا لیکن الفاظ ساتھ نہیں دے رہے تھے۔آج اسے احساس ہوا تھا کہ اس نے اس لڑکی کو کتنی تکلیف دی تھی۔اس نے بے بسی کے احساس کے تحت اپنے سر کے بالوں میں مٹھیوں میں جکڑا تھا۔

پھر رات تک وہ کمرے میں واپس نہیں آئی۔ازلان انتظار کرتا رہ گیا لیکن وہ ناں آئی۔

صائم اپنے کمرے میں گیا اور آج کے ساری باتیں سوچتے لبوں پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ سج گئی۔گنگناتا ہوا وہ آرام دہ سوٹ لے کر فریش ہونے چلا گیا۔۔پندرہ منٹ بعد جب وہ واپس آیا تو وانی کمرے میں موجود صوفے پر اسی کی جانب گھور گھور کر دیکھ رہی تھی۔

صائم کو اس کے یہاں آنے کی امید نہیں تھی اور وہ بھی اتنی جلدی۔

اس نے اپنا خشک گلا تر کیا اور مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔

ارے چڑیل تم یہاں۔کوئی کام تھا کیا" صائم نے اس کے خطرناک تاثرات دیکھتے اس" سے کہتے ہوئے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس پی کر نارمل رہنے کی کوشش کی۔

اس کی جانب مڑ کر اس نے اسے دیکھا جواب بھی خاموش نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔شاید بے چاری صدمے میں تھی۔۔صائم نے یہی سوچا۔

صائم چلتا ہوا صوفے پر اس کے پاس آ کر رکا۔

نہیں مطلب کچھ بھی۔۔آپ نے کچھ کہا کیوں نہیں میرا۔۔مطلب ہے میری" شادی۔میری شادی کیسے ہو سکتی۔اور وہ بھی آپ سے" وانی نے اس کی طرف دیکھتے ابھی بھی صدمے کی کیفیت میں آنکھیں کھول کر اسے کہا تو صائم نے برا منہ بنایا۔۔۔

دیٹس ناٹ فئیر کیا مطلب مجھ سے شادی۔۔۔کیا کمی ہے مجھ میں وانی۔"بیچاری سڑی "
سی شکل بنائے صائم نے وانی کی آنکھوں میں گھور کر دیکھا تو وہ گڑ بڑائی۔
نہیں نا۔میرا مطلب ہے کہ آپ تو میرے بیسٹو ہو۔۔آپ سے کیسے شادی ہو"
سکتی۔۔اف اللہ۔۔وانی تو نے پاگل ہو جانا۔۔"وانی نے گویا اس کی انفارمیشن میں اضافہ کیا ہو۔
صائم اش اش کر اٹھا۔۔
۔کیوں نہیں ہو سکتی شادی۔میرا مطلب ہے اب خود سوچو گھر والوں نے اب رشتہ طے
کر دیا ہے۔شادی تو کرنی پڑے گی ناں۔اور تم تو ایسے مجھے گھور رہی ہو جیسے میں نے
گھر والوں سے شادی کے لیے کہا تو تم سے "اس نے معصوم شکل بنا کر کہا جیسے اس کا تو اس
عمل میں کوئی ہاتھ ہی ناں ہو۔۔اور چپکے سے نظر موڑ وانی کے تاثرات جاننے چاہے جو الجھے
ہوئے تھے۔
"لیکن بیسٹو میرے لیے تو فیری پرنس نے آنا تھا تو وائیٹ گھوڑے پر بیٹھ کر۔۔اور پھر "
اس نے مجھے پرپوز کرنا تھا۔۔میں آپ سے کیسے شادی کر سکتی جبکہ آپ نا تو پرنس ہو ناں ہی آپ
کے پاس گھوڑا۔اور اور۔آپ نے تو پرپوز بھی نہیں کیا مجھے "لو جی وانی میڈم کے تو اپنے ہی دکھ

تھے صائم کو تو صدمہ ہی لگ گیا۔۔مطلب اتنا ہینڈسم انسان اس کے سامنے بیٹھا تھا اور سے پرنس کی پڑی ہے۔۔اور اوپر سے سفید گھوڑا۔

صائم نے گھور کر اسے دیکھا۔اب اسے اپنے طریقے منانا تھا اسے۔۔

"اوہ یہ تو پھر برا ہو۔۔لیکن ایک حل ہے میرے پاس۔۔اب میں فیری پرنس تو نہیں بن سکتا۔۔۔لیکن چونکہ میں اتنا گڈ لنک اور پیارا تو ہوں ہی۔۔اور دوسرا سفید گھوڑے کا بندوبست میں کر لوں گا۔"صائم نے اسے آئیڈیا تو وانی کی آنکھیں بھی ہلکی سی چمکیں۔

"سچی!!!!!!!!!!بیسٹو۔۔اور اور شادی کے بعد آپ روز مجھے گلاب اور ڈھیر ساری چاکلیٹس بھی دیا کریں گے۔پرامس؟؟؟وانی کی تو خوشی سے چیخ نکل گئی۔لگے ہاتھوں اس نے اپنی دوسری خواہش بھی گوش گوار کی۔صائم کو ہنسی آئی جواب اصل بات بھول کر اپنی فرمائشیں بتانا شروع ہو گئی۔

"ہاں ہاں پرامس۔۔اور کچھ چڑیل"صائم نے کہتے ہوئے اس کے گال کھینچ کر کہا تو اس نے برا سا منہ بنایا۔صائم نے ہنسی دبائی۔

"اور آپ آئندہ مجھے چڑیل بھی نہیں بولیں گے۔۔اور مجھے پرپوز بھی کرنا ہو گا۔وہ جیسے فلموں میں ہیرو گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ہیروئن کو رنگ پہناتا ہے۔بالکل اسی طرح۔بولیں منظور

ہے "گردن اکڑا کر اس کے صبر کا امتحان لیتی وانی میڈم کی مشین چل پڑی تھی۔صائم نے جہاں اس کی پہلی بات پر ہنسی دبائی وہیں دوسری بات پر دانت پیسے۔بھلا وہ کیسے اس طرح کی خرافات میں پڑتا۔لیکن ابھی کے لیے اس نے اسے بہلانا ہی ضروری سمجھا۔

ٹھیک ہے میری ماں۔سب مانوں گا۔۔اب تو راضی ہو ناں۔شادی کے لیے منع تو " نہیں کرو گی ناں؟؟'صائم کی اب کی ہاتھ جوڑنے کی کسر رہ گئی۔۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے لیکن آخری بات۔ابھی کے ابھی آپ کو مجھے آئسکریم کھلانے لے کر جانا" ہو گا"وانی نے نخرے دکھانے ضروری سمجھے بھلا اتنی آسانی سے تھوڑی ناں چھوڑنے والی۔اور صائم وہ تو یہ سوچ رہا تھا کہ اس آفت کی پرکالہ کو تو ابھی یہ نہیں پتہ کہ یہ سب اس کی وجہ سے ہو رہا ہے ورنہ نا جانے اب تک کیا کر چکی ہوتی۔

ٹھیک ہے چلو میڈم۔۔"صائم نے صوفے سے اٹھتے ہوئے اس کے سر پر چپیت لگاتے " کہا تو وانی بھی اس کی شکل دیکھ کر ہنستے ہوئے اس کے ساتھ ہو لی۔پھر دونوں رات گئے تک آئسکریم کھا کر ہی گھر لوٹے۔

****

اس کا آج شانزے کے ساتھ کچھ پلین تھا اسی لیے وہ اس وقت ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی۔۔بلیو کلر کی جینز کی گھٹنوں تک آتی شرٹ اور جینز کی پینٹ میں ہی وہ بالوں کو پونی میں جکڑے ہوئے اب جھک کر بیڈ پر بیٹھ کر اپنے جو گرز پہن رہی تھی۔جب موبائل کی رنگ پر اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل اٹھایا تو اصفہان کا میسج تھا۔ایک مسکراہٹ لبوں پر پھیل گئی۔میسج اوپن کر کے دیکھا تو کوئی شعر تھا۔کل سے لے کر اب تک ان میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

کہاں گئی ہو۔۔۔؟

جہاں بھی ہو تم

مجھے ملو۔

یا مجھے پکارو

میرا دل تمہیں پکارتا ہے۔۔۔

ملنے کی خواہش کرتا دل،اپنے خواہش کو الفاظوں میں ڈھال کر

کر پیغام پہنچایا تو وہ لگتا سخت بے چین تھا۔حور نے اس کی خواہش سن کر مسکراہٹ دبائی۔

اس نے جواب ٹائپ کیا۔

www.novelsclubb.com

ڈھونڈو گے تو ملوں گی۔

میں تو ہوں۔۔۔

ہر جگہ،

جہاں بھی تم ہو،

دل کی دھڑکنوں میں

اک بار پکارو

جہاں رکی ہوں

لوٹ آؤں گی

دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے جواب لکھ کر اس کے نمبر پر سینڈ کر کے موبائل گرد میں گرا دیا۔ مسکراہٹ لبوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ کتنا خوش کن احساس تھا یہ۔۔ جتنا وہ اسے چاہتی آئی تھی وہ بھی جنون کی حد تک اسے محبت کرتا تھا۔

چاہنے جانے سے زیادہ چاہے جانے کا احساس پیارا ہوتا ہے۔۔۔

اور اب جب دونوں کی محبت کو منزل ملنے والی تھی۔۔

جب دونوں ایک ہونے والے تھے تو وہ اپنے احساسات اور جزبات کو کوئی نام نہیں دے پا رہی تھی۔دوسری جانب آفس میں بیٹھا حور کا میسج پڑھ رہا تھا جسے پڑھ کر اس کے لبوں پر ہر چیز مہکا دینے والی،ایک تباہ کن تبسم ہونٹوں پر جگمگا اٹھا۔۔۔

یزدان کی غیر موجودگی میں اس نے آفس کو سنبھالا تھا۔تو اب یزدان کی واپسی کے بعد وہ روز آفس جاتا تھا کیونکہ سکندر صاحب کا کہنا تھا کہ اگر اس نے کوئی کام نہ کیا تو اپنی شادی کے خواب بھول جائے اور وہ تو مر کر بھی نہیں بھول سکتا تھا۔

اسی لیے پوری دلجمعی سے آفس جوائن کر لیا۔ماشاءاللہ بزنس کا سٹوڈنٹ ہونے کی وجہ سے اس نے بخوبی ہر کام سنبھال لیا تھا جسے دیکھ کر سکندر صاحب کے ساتھ ساتھ یزدان بھی خوش تھا۔

www.novelsclubb.com

اگلے ہی لمحے اس نے چیئر سے ٹیک لگاتے ہوئے کال ملائی تھی۔

دوسری جانب لمحے کی تاخیر کیے بنا کال پک کی گئی تھی۔

حور کو آج بات کرنے کے لیے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔لیکن آج تو اس کی خاموشی بھی اصفہان کے دل کو متاثر کر رہی تھی۔

کیا ہوا لگتا ہے آج کسی کی بولتی بند ہے "اصفہان کی شریر سی سرگوشی گونجی تو حور نے" اپنے دھڑکتے دل کو ڈپٹا۔

نہیں جی۔ کسی غلط فہمی میں نا رہنا۔۔ میں کیوں چپ ہوں گی۔ بولو کیوں فون کیا ہے""" حور نے بھرم رکھتے اکڑتے زرا سا رعب سے کہا تو اس نے مسکراہٹ روکی۔

لفظوں میں اپنی خواہش کا اظہار کیا تو ہے لیکن اگر تم منہ سے سننا چاہتی ہو تو سنو۔ تمہیں" دیکھنے کی جستجو "اصفہام نے عاشقانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو حور کی دھڑکنوں نے شور مچا دیا۔

کیوں "اب کہ حور نے بھی شریر ہو کر بولا تو اصفہان نے فون سے گھور کر اسے دیکھا اور" ویڈیو کال ملائی اسے۔ حور نے ویڈیو کلا آتے دیکھ کر کال پک کی۔

سکرین پر حور کا تر و تازہ چہرہ نظر آیا تو اصفہان سے نظرین پھیرنا محال ہو گیا۔

لگتا ہے کہیں جانے کی تیاری ہے۔ چھوڑو جہاں بھی جانا ہے میں آرہا ہوں دس منٹ " میں پک کرنے۔۔ تیار رہنا۔ میرے ساتھ چل رہی ہو تم۔۔ "اصفہان نے شرارتی آنکھ مارتے ہوئے زرا حکم دینے والے انداز میں کہا تو حور نے گھورا اسے۔۔

نہیں اصفہان۔آج نہیں۔مجھے کہیں جانا ہے۔"حور نے جلدی سے اسے کہا جواب"
سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔
ایک منٹ میں نے پوچھا نہیں بتایا ہے۔اور ویسے بھی میری بات سب سے اہم ہونی"
چاہیے تمہارے لیے۔۔میں آرہا ہوں۔۔نو بہانا۔اوکے بائے۔۔۔"اصفہان نے اس کی بات کو
کوئی اہمیت نا دیتے ہوئے فون بند کر دیا تو حور بے چاری دانت پیس کر رہ گئی ایک تو یہ شانزے
بھی ابھی تک نہیں آئی تھی۔وہ منہ بسور کر رہ گئی۔لیکن اس نے سوچ لیا تھا آج اصفہان کو بھی
مزہ چکھا کر رہے گی۔وہ دبنے والی تھوڑی تھی کسی سے۔اس نے خود سے عہد کیا اور اس کا انتظار
کرنے لگی۔شانزے کو اس نے فون پہ آج ملنے سے منع کر دیا۔

****

تقریبا دس منٹ کے بعد اس کے گھر کے باہر کھڑا تھا۔اس نے ہارن بجایا۔۔حور نے
کھڑکی سے نیچا دیکھا جہاں وہ بلیک کلر کی چیک شرٹ میں ملبوس آنکھوں پہ بلیک سن گلاسز لگائے
اسے دیکھ کر آنکھ ونک کر کے دلکشی سے مسکرایا اور اسے نیچے آنے کا اشارہ کیا۔حور نے اسے
گھور کر دیکھا اور بیڈ سے اپنا بیگ اٹھاتی اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتی نیچے کی جانب

بڑھی۔گھر میں اس وقت کوئی نہیں تھا۔۔ژالے زرین کے پاس تھی۔ازلان آفس تھا۔اور پھپھو سو رہی تھیں۔۔وہ ملازمہ کو کہتی باہر کی جانب بڑھی۔

باہر نکل کر اسے کے سامنے آئی جواب بھی اسے دیکھ کر مسکرا کر رہا تھا۔۔

صاف چڑانے والی مسکراہٹ۔

کیا بات ہے چھچھوندر کیوں مسکرائی جا رہے ہو۔۔"حور نے سخت گھور کر اسے دیکھا۔"

کچھ نہیں جناب بس یہ دل ہے جو شوخا ہوا جا رہا۔۔"اس نے آنکھوں سے سن گلاسز"

اتارتے اس کی جانب جھک کر اسے دیکھا۔

حور کو اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھ دل کی دنیا تہہ بالا ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔

کیوں آئے ہو۔"حور نے پیچھے ہٹ کر خود کو سنبھال کر پوچھا۔۔ "

ارے بیٹھو تو سہی پتہ چل جائے گا کیوں آیا ہوں۔۔۔آیئے مسز ٹوبی۔۔'اس نے پھر"

سے شوخے ہوتے ہوئے اس کے سامنے سے ہٹ کر فرنٹ سیٹ کو دروازی کھول کر جھک کر

کہا تو حور بے ساختہ کھلکھلائی۔

تھینک یو ہبی ٹوبی۔"ایک ادا سے کہتی ہوئی وہ اس کے پاس سے ہوتی گاڑی کیں بیٹھ "
گئی۔اور اصفہان اس کی اداؤں پہ دل سنبھالتا گھوم کر آتے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی
سٹارٹ کر گیا۔

اب بتا بھی دو کہاں لے کر جا رہے ہو۔۔"اس کو خاموش ڈرائیو کرتے دیکھ کر حور نے"
جھنجھلا کر پوچھا۔

شاپنگ پہ۔۔"سکون سے جواب آیا۔"

ہیں مگر شاپنگ کیوں۔"اس نے حیرت سے سوال کیا۔"

میڈم اگر آپ بھول گئی ہوں تو ٹھیک دو ہفتوں بعد ہمارا نکاح ہے۔۔۔جس کے سلسلے"
میں ہماری والدہ صاحبہ کا حکم ہے کہ آپ کو شاپنگ پہ لے جا کر آپ کی پسند کا ڈریس دلوایا جائے
جس کے نتیجے میں آج بندہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے"اس نے کہا تو حور کو اس کے انداز پہ
ہنسی آئی۔تو وہ ہمم کر کے خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔

حور"اصفہانے پکارا تو حور کا دل اس کے لہجے پر بے اختیار دھڑکا۔"

لاکھ کانفیڈنٹ ہونے کے باوجود وہ نروس ہو رہی تھی۔اب چونکہ رشتہ بدل رہا تھا تو
احساسات بھی بدل رہے تھے۔

ہاں۔"اس نے اپنی ہتھیلیوں ہر نظر جمائے کہا۔"

تم خوش تو ہو ناں۔"نا جانے اس نے کس خدشے کے تحت پوچھا۔"

اس کی بات پہ حور نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔۔

میں خوش ہوں کم از کم اب میں مطمئن ہوں کہ جسے میں نے چاہا، دنیا کا سب سے"

خوبصورت اور اچھے دل کا انسان میرا محرم ہونے جا رہا ہے۔میں بہت خوش ہوں۔۔"اس کے خوشی اس کی آنکھوں سے عیاں ہو رہی تھی۔اصفہان گہرا مسکرایا اور پل میں اسے معتبر کر گئی تھی۔

تھینک یو سو مچ میری زندگی میں آنے کے لیے حوری"اصفہان نے کہا تو حور نے حیا سے"

نظریں جھکا دی۔اور اپنی انگلیوں سے کھیلنے لگی۔

حور نے مسکراتی نظریں باہر کے نظاروں پہ ٹکا دی۔اس کے بعد اس نے اسے اس کی پسند کا ڈریس دلوایا اور اپنی ہی پسند کی میچنگ جیولری، سینڈلز دلوائی۔شام تک دونوں شاپنگ کر کے واپس آئے۔

گھر میں شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ماہوش تو بہت خوش تھی۔وانی بھی بڑھ چڑھ کر ہر کام میں حصہ لے رہی تھی۔بقول اس کے اس کی پہلی شادی تھی۔سب گھر والوں نے بڑی مشکل سے اسے سمجھایا تھا۔یزدان بھی آکر اس سے اس کی رضامندی جان کر گیا تھا جہاں اس نے یہ کہہ کر کی "میں کونسا کہیں جاؤں گی اسی گھر میں رہوں گی اور ویسے بھی صائم بیسٹو ہیں میرے۔میں خوش ہوں۔۔"یزدان مطمئن ہوتے وہاں سے چلا آیا۔پھر اس نے صائم کی بھی خوب خبر لی تھی لیکن خوش بھی تھا کی اس کے عزیز دوست،بھائی کو اپنی بہن سونپ رہا تھا۔صائم کو خبردار کرتے کہ اس کی بہن کو خوش رکھنا ہے وہ بھی مان گیا۔صائم بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتا اس کے جلدی مان جانے پر خوش ہوا تھا۔

"صائم بیٹا جلدی کرو،وانی تیار ہے اسے شاپنگ کے لیے لے جاؤ ورنہ اس نے چیخ چیخ کر گھر سر پہ اٹھا لینا ہے"عائشہ بیگم اجلت میں اس کے پاس آئیں تھیں جو صوفے پہ بیٹھا کوئی کال سننے میں مصروف تھا۔وانی نے ضد لگائی ہوئی تھی کی شاپنگ پہ جائے گی تو صرف صائم کے ساتھ ورنہ نہیں۔اور صائم نے کہا تھا کہ اسے شاپنگ میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔۔ابھی وہ ان کو کوئی جواب دیتا پیچھے سے وانی تیزی سے آئی تھی اور صائم کو ہاتھ پکڑ کر اٹھایا۔

چلیں بیسٹو ہمیں شاپنگ پہ جانا ہے۔"اس نے تیزی سے اسے ساتھ لیتے کہا،صائم کے ساتھ ساتھ عائشہ بیگم بھی بوکھلا گئیں۔

ارے ارے ٹھہرو لڑکی،آرام سے۔"صائم نے اسے روکنا چاہا۔"

نہیں بیسٹو،مجھے پتہ ہے آپ کا دل نہیں میرے ساتھ جانے کا لیکن میں لے جا کر رہوں گی آپ کو۔۔چلیں جلدی سے۔۔"وانی نے اس کی بات کاٹ کر اپنا شوشا چھوڑا۔اتنے میں ماہوش بھی وہیں آ گئی۔

لیکن یار وانی تم زرین یا مایوش کے ساتھ چلی جانا۔۔اپنی پسند کا ڈریس بھی لے لینا"

۔۔کیوں ماہوش۔۔"صائم نے جلدی سے مشورہ دیا تو وانی نے گھور کر اسے دیکھا۔

ماہوش کو حیدر بھیا لینے آ رہے ہیں۔آپ چلیں گے میرے ساتھ"اس نے حتمی انداز " میں اس کی بات کو رد کرتے کہا۔

یار لیکن مجھے کوئی سینس نہیں ہے لڑکیوں کی شاپنگ کی۔۔مما آپ کہیں ناں "

اسے۔۔"صائم نے بے چارگی سے کہتے اہما دامن چھڑوانا چاہا۔۔

چندہ تم میرے ساتھ چلی جانا۔۔میں لے کر دوں گی اپنی گڑیا کو اس کی پسند کی ہر"

چیز۔۔۔ضد چھوڑو۔"عائشہ بیگم نے آگے بڑھتے اس کو پیار سے پچکارا۔

صائم نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔ماہ وش خاموشی سے تماشا دیکھ رہی تھی۔جانتی تھی آگے کیا ہونے والا ہے۔وہ جو چپ تھی اس نے صائم کی طرف رخ کیا۔

آپ نہیں چلیں گے۔"وانی نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔"

صائم نے اس کی طرف دیکھا اور پھر بے بسی سے باقی سب کی طرف جانتا تھا اب اگر اسے منع کیا تو وہ ضد میں شادی تک کینسل کر دے گی۔۔آخر یزدان سکندر کی بہن جو ٹھہری۔

چلو مس نوٹنکی میں آتا ہوں۔"اس کی آنکھوں میں مان دیکھ کر وہ اسے منع نہیں کر پایا "

تو وانی کا چہرہ کھل اٹھا۔سب کو جتاتی نظروں سے دیکھتی وہ بھاگ کر باہر گئی۔عائشہ بیگم نے اس کی نظر اتاری۔اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

تھوڑی دیر میں حیدر بھی آگیا تھے ماہوش کو لینے تو ماہوش اس کے ساتھ چل دی۔۔

حیدر بہت خوش نظر آرہا تھا اور خوش تو ماہوش بھی تھی۔۔پورا راستہ وہ حیدر کے نظروں کے حصار میں رہی تھی۔ماہ وش پیچھے گاڑی میں صائمہ بیگم کے ساتھ بیٹھی تھی۔ان سے باتوں میں مصروف تھی۔حیدر ان کی موجودگی کی وجہ سے کوئی موقع ناں ملا کہ وہ اکیلے میں اس سے بات کر سکتا۔شام تک وہ لوگ شاپنگ سے فری ہو کر گھر آگئے تھے۔

بڑی کمینی ہے تو شانزے۔۔پیٹھ پیچھے تم دونوں نے محبت کی پینگیں لڑالیں اور مجھے پتہ تک نہیں چلنے دیا۔۔اور ڈائریکٹ ہی منگنی کرا کے دم لیا ہے۔۔۔اس ہارون میسنے کی تو اچھی خاصی خبر لی ہے میں نے لیکن تجھ سے یہ امید نہیں تھی۔"وہ دونوں ریسٹورنٹ بیٹھی تھیں جب حور نے آتے ہی اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

حور یار پلیز ایسے تو نہیں کہو۔۔اب مجھے کیا پتہ تھا کہ مجھے ان سے محبت ہو جائے "
گی۔اور اوپر سے مجھے پرو پوز کر دیا۔۔تو تو جانتی ہے مجھے فوجی کتنے اچھے لگتے ہیں۔۔۔کچھ سمجھ ہی نہیں آیا۔بس۔۔۔"وہ حور کی کڑی نگاہوں کے حصار میں سخت شرمندہ ہوتے وضاحت دے گئی۔اپنی بے چینی پہ سخت ہراساں سی ہلکان تھی۔اسے کیا پتہ تھا کہ وہ اتنی جلدی رشتہ لے کر آ جائے گا۔اور منگنی بھی ہو جائے گی۔

اچھا بس بس۔پہلے کیوں نہیں بتایا مجھے۔۔میں خبر لیتی اس کی۔لیکن اب چونکہ منگنی ہو "
چکی ہے تو اس چپکو الو فرانسان کو برداشت بھی تمہیں کرنا پڑے گا۔۔اسی لیے خود کو مینٹلی تیار کر لو"اس نے کافی کے گھونٹ بھرتے ہوئے کہا تو شانزے نے عاجز نظروں سے اسے دیکھا۔

دیکھو اب تم ان کے بارے میں ایسے تو نہیں بولو۔۔۔وہ بہت اچھے ہیں۔۔پتہ نہیں" تمہیں کیا مسئلہ۔"اسے شاید اپنا ہونے والے شوہر کی بے عزتی پسند نہیں آئے تھی اسی لیے منمنا کر بولی۔

اچھا جی تم ابھی سے اس کی زبان بولنے لگی ہو۔۔تم نے تو فوراً سے اپنے ڈھنگ بدل" لیے۔۔۔"وہ ہاتھوں کے اشارے سے اسے مصنوعی دکھ اور غصے سے بولی۔حالانکہ دل سے وہ خوش تھی اپنی دوست کے لیے۔ہارون کو وہ جانتی تھی۔اور اسے پتہ تھا کہ شانزے کے لیے ہارون سے اچھا کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔

یار حورا چھا بس کرو ناں۔۔مجھے معاف کر دو۔۔لیکن اب تو ہو گیا ناں۔۔ناراض تو ناں " ہو۔۔۔"شانزے نے اسے آگ بگولہ ہوتے دیکھ کر ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا تو حور نے نظریں پھیر کر ناراضگی والی تاثرات بنا کر اسے دیکھا۔

ہاں تو ناراض تو ہونا بنتا ہے نا۔۔۔ہاں اگر منانا چاہتی ہو تو آج کا کھانے کا بل تو دے" گی۔۔بول منظور ہے؟؟"اس کی بات سن کر شانزے فوراً سے سر اثبات میں ہلا گئی۔اس کے لیے تو یہ ہی بڑی بات تھی کہ وہ مان گئی تھی۔

ایک ہفتے سے وہ ژالے کے کمرے میں ہی رہ رہی تھی۔اپنے کمرے میں وہ صرف ازلان کی غیر موجودگی میں جاتی تھی۔ پچھلے کئی دن سے اس کو نوٹ کر رہی تھیں لیکن آج انہوں نے اسے بلا کر خوب ڈانٹ ڈپٹ کی تھی۔اور اسے اپنے کمرے میں جانے کا بولا تھا۔ان کی ڈانٹ سے شرمندہ ہوتی وہ ژالے کو سلا کر اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو ازلان صوفے پہ بیٹھا لیپ ٹاپ کھولے کام کر رہا تھا۔آج کتنے دنوں بعد وہ اسے اپنے کمرے میں دیکھ رہا۔ سرخ پھولوں والے لان کے پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس ہم رنگ دوپٹہ سر پہ جمائے وہ کمرے میں آئی اور ازلان کو اگنور کرتی الماری سے سادہ سوٹ نکالتی ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔

کتنے دنوں سے وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ ہسپتال میں، گھر میں فون پہ لیکن وہ جہاں بھی ہوتا وہ کترا کر نکل جاتی۔اس کی کال نہیں اٹھاتی تھی۔وہ باہر نکلی تو وہ اپنے خیالوں سے نکلا۔وہ آئینے کے سامنے کھڑی بالوں کہ چٹیا کھول رہی تھی۔وہ لیپ ٹاپ رکھ کر اس کے جانب چلا آیا۔زرین کو بال سلجھا رہی تھی چونک کر اسے اپنے پیچھے دیکھنے لگی پھر لب بھینچ گئی۔

زرین مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔"ازلان نے اس کے پاس آ کر اس کو بازوؤں سے تھام کر مقابل کیا تو وہ اس اچانک افتاد پہ دل تھام گئی۔

بھی آپ سے بات کرنی ہے۔۔"وہ بھی اس کی ہیزل آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں" ٹکائے بولی۔۔

ہمم کہو۔۔"ازلان نے اسے قریں کیا لیکن وہ دور ہو گئی۔

ازلان۔۔! میں نے ہماری ازدواجی زندگی بہتر کرنے کی ہوتی کوشش کی۔ان چار ماہ میں" میں نے سوچا تھا کہ کسی نہ کسی طرح اس رشتے کو مضبوط کر لوں گی۔جب میری آپ سے شادی ہوئی تھی تب میں نے سوچا تھا کہ شاید منہا کے جانے سے جو خلا آپ کی زندگی میں ہے وہ میں بھر دوں گی۔"وہ رکی۔۔گہری سانس لی۔ازلان اسے سنے گیا۔

لیکن اب مجھے لگتا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔غلطی آپ کی نہیں ہے۔۔کوئی بھی اپنی محبت کو کبھی نہیں بھلا سکتا۔آپ نے بالکل سہی کیا۔آپ نے وفا نبھائی۔آپ منہا کو دل سے نہیں نکال سکتے۔اور باخدا میں نے کبھی نے چاہا کہ آپ اسے بھول جائیں۔میں تو بس آپ کے دل میں تھوڑی سی اپنی جگہ چاہتی تھی۔منہا کی جگہ تو مجھے چاہیے ہی نہیں تھی۔لیکن میں کیا کروں ازلان۔۔آپ نے محبت تو دور کی بات آپ نے پہلے دن ہی مجھ پہ جتا دیا کی میں آپ کی بیوی نہیں ہوں۔صرف ژالے کی ماں ہوں۔میں نے صبر کر لیا۔لیکن اس عورت پہ کیا گزرتی ہو گی کس کے شوہر کو اس کا لمس ناگوار گزرتا ہو۔وہ عورت چاہ کر بھی اپنی ذات کی تزلیل نہیں بھول

سکتی۔مجھے تکلیف ہوتی ہے جب آپ منہا کی یاد میں گھلتے ہیں لیکن اپنے پہلو میں لیٹی بیوی کی پرواہ نہیں ہوتی۔میں کہاں جاؤں ازلان۔

۔میرا بھی دل ہے۔۔مجھے یہاں۔"اس نے سسکتے ہوئے دل پہ ہاتھ رکھا۔"یہاں تکلیف ہوتی ہے۔۔۔میں بھی چاہتی تھی کہ شادی کے بعد بعد میرا بھی شوہر میرا غم ہلکا کرے ۔۔لیکن کیا کروں میں جس سے میری اذیت کم ہو جائے۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ازلان چند پل سانس روکے اسے دیکھتا رہا۔

کیا یہ گناہ نہیں ہو گیا تھا اس سے۔"آج وہ خود سے سوال کر رہا تھا۔

پھر اس نے زرین کے لرزتے وجود کو سینے سے لگا لیا تھا۔وہ اس کا سر سہلا رہا تھا اس کے آنسوؤں پہ اسے تکلیف ہو رہی تھی۔

وہ رو رہی تھی تو درد اسے بھی ہو رہا تھا۔

اسکا سر آہستگی سے سہلاتا وہ اسے رونے کے لیے اپنا سینہ مہیا کیے ہوا تھا۔

اگر اسے رونے کے لیے پناہ کی ضرورت تھی تو وہ پناہ اسے فراہم کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ مضبوط تھی بہت مضبوط جو کبھی اس کے سامنے نہیں روئی تھی۔لیکن جب کوئی مضبوط انسان رو پڑتا ہے تو اس کا مضبوط رہنے کا بھرم ٹوٹنے لگتا ہے۔وہ بھی بکھر گئی تھی۔اور اسے سمیٹنا ازلان نے تھا۔

وہ لڑکی بہت آہستہ،بہت چپکے سے اس کے دل میں گھر کر گئی تھی۔کافی دیر رونے کے بعد اس نے اس کے سینے سے سر اٹھایا۔آنسو خشک ہوئے۔۔تو گیلی سانس اندر کھینچی۔اس نے تھکی تھکی آنکھوں سے ازلان کو تکا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس نے خشک پڑتے ہونٹوں پہ زبان پھیری اور کچھ کہنے کے لیے لب کھولے۔

"مم۔۔۔میں۔۔نے فیصلہ کیا ہے۔۔۔"اس کی نحیف مدھم آواز ابھری تھی۔اداسی سے بھری نیلی آنکھوں میں گلابی ڈورے چمک رہے تھے۔ازلان نے نا سمجھی سے بغور اسے دیکھا۔

"کیا فیصلہ۔"

"آپ کی اور خود کی تکلیف کم کرنے کا فیصلہ۔۔۔آپ کو آزاد کرنے کا فیصلہ۔"اس نے مضبوط فیصلہ کن آواز میں کہا تھا۔ازلان نے حیران آنکھوں سے اس کو دیکھا تھا۔

لیکن کیوں۔۔"وہ شدت حیرت سے بول پڑا۔"

اپنے لیے۔آپ کے لیے۔آپکی منہا کے لیے۔۔مجھے کبھی بھی آپ سے محبت کرنی ہی"
نہیں چاہیے تھی۔جبکہ میں ہمیشہ سے جانتی تھی کہ آپ منہا کے ہیں۔لیکن محبت پہ میرا اختیار
بھی نہیں تھا۔لیکن اب مجھے سب واضح نظر آرہا ہے۔"کھڑکی سے ہوا کا ایک جھونکا آیا اور جیسے
ازلان کو جھنجھوڑ کر رکھ گیا۔

تم جانتی بھی زرین تم کیا کہہ رہی ہو۔"وہ سختی سے بولا۔ "

میں جو کہہ رہی ہوں۔۔مجھے یہ فیصلہ کرنے کا پورا اختیار ہے۔اور نہ اس رشتے کے کیے
مجھ پہ کوئی زبردستی ہوئی تھی نا اب اس فیصلے کے لیے۔"زرین ہر نرمی کو بالائے طاق رکھ کر
جواب دے رہی تھی۔ازلان کی آنکھیں اس کے لفظ لفظ پہ پھیلتی جا رہی تھیں۔

کیا کرنا چاہتی ہو زرین تم۔۔"اس نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔"

کو خود سے،اپنی محبت سے رہائی دینا چاہتی ہوں۔"وہ بہت سنجیدہ لگ رہی تھی۔چہرہ"
سپاٹ تھا۔

"لیکن تم ایسا نہیں کر سکتی۔۔"

میں ایسا کروں گی۔جب آپ مجھ سے خوش نہیں تو اس رشتے کے ہونے کا کوئی فائدہ"
"نہیں۔

ژالے کا سوچا ہے تم نے۔۔"وہ اس کی سخت آواز پہ کچھ بول نہیں پا رہا تھا۔ "
ژالے آپ کی بیٹی ہے۔۔چند دن سنبھل جائے گی۔میں اسے سمجھا دوں گی۔پھر اس کی اور آپ کی زندگی سے بہت دور چلی جاؤں گی۔ کبھی آپ کے کی تکلیف کا باعث نہیں بنوں گی۔"ژالے کے نام پہ اس کی آنکھوں میں نمی اتری تھی۔
یزدان کو کیا جواب دوں گا میں۔"ازلان کے جواب پہ اس کے دل میں ایک چبھن اتری" تھی کہ اسے صرف لوگوں کی پرواہ تھی۔
کہا نا!۔۔یہ میرا فیصلہ ہو گا۔۔کوئی آپ سے کوئی سوال نہیں کرے گا۔اور مجھے آپ" سے طلاق نہیں لینی۔میں آپ کی زندگی سے جاؤں گی لیکن آپ کا نام میں اپنے نام کے ساتھ جڑا رہنے دینا چاہتی ہوں۔"اس کی آنکھیں جھلملائیں۔ازلان کو تکلیف ہوئی۔
نہیں۔۔۔یہ ٹھیک نہیں ہے۔میں تمہیں ایسے نہیں جانے دے سکتا۔مجھے اپنی غلطی " کا احساس ہے۔۔میں تم سے معافی مانگتا ہوں پلیز جانے کی بات مت کرو۔۔"وہ تکلیف سے بولا تو زرین نے تلخی سے سر جھٹکا۔
مجھے محبت چاہیے تھی ازلان۔۔حقوق نہیں چاہیے تھے مجھے۔۔۔۔محبت کر لیں گے ؟"
وہ سراپا سوال بنی کھڑی تھی۔وہ جانتی تھی کہ محبتیں نہیں بدل سکتیں۔آج وہ خود کو اس درد سے

نجات دلانا چاہتی تھی۔اس کی بھی انا اور عزت نفس کا معاملہ تھا وہ یوں ساری زندگی کسی کی محبت میں ترستی وہ خاک نہیں بننا چاہتی تھی۔اسے اپنے لیے کچھ کرنا تھا۔آج اسے جواب دینا تھا ورنہ وہ شاید ہمیشہ کے لیے اسے کھو دیتا۔وہ چپ رہ گیا۔زرین اسے چپ دیکھ کر طنزیہ مسکرائی پھر اس کی سائیڈ سے نکلتی چلی گئی۔اور وہ ساکت اسے دیکھتا رہ گیا

تمہارا بہت شکریہ کہ تم نے یہاں آنے کا اعزاز بخشا۔تمہارے ساتھ وقت گزارنا میری زندگی کا سب سے خوبصورت اثاثہ ہے۔بس کچھ دن اور پھر تم مکمل میری دسترس میں، میرے روبرو ہو گی" وہ دونوں ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔ہارون نے اسے کال کر کے آنے کا کہا تھا تو شانزے بھی کچھ ہچکچاتی سی اس کی بتائی جگہ آ گئی تھی۔ہارون نے اپنے سامنے بیٹھ شانزے کو اپنے جذبات پیش کیے تھے۔ڈارک بلیو شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس سکارف سر پہ لیے وہ مدھم سے میک اپ میں سیدھی اس کے دل میں اتر رہی تھی۔

آپ ایسی باتیں نہ کریں" شانزے نے نروس ہوتے ہوئے منہ بنا کر کہا تھا۔لاکھ" کانفیڈنٹ سہی لیکن اس کی باتیں اسے سخت بوکھلاہٹ میں بھی مبتلا کر رہی تھیں۔

کیوں نہ کروں۔ تمہارا حق ہے کہ تم مجھے سنو۔۔کچھ دن بعد تم ہارون ملک کی ہو گی"
۔پوری کی پوری۔" ہارون کی آنکھوں میں ملن کی خواہش کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔شانزے بوکھلا کر رکھ موڑ گئی۔

اچھا ایک بات تو بتاؤ۔۔کیا تم بھی"
میرے لیے وہی اب فیل کرتی ہو۔کیا تمہیں بھی مجھ سے محبت ہے۔وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں جکڑے پوچھ رہا تھا۔شانزے نے بوکھلا کر ہاتھ چھڑانا چاہا لیکن چھڑا نہیں پائی۔
کیا کر رہے ہیں۔میرا ہاتھ تو چھوڑیں"اس نے تیکھی نظروں سے اسے گھورا۔
پہلے میری بات کا جواب دو۔"وہ بھی ضد پہ اڑا ہوا تھا۔
لیکن ہارون۔"اس نے عاجز ہوتے اسے دیکھا۔
پہلے بتاؤ۔"وہ ہنوز اسے چاہت سے دیکھ رہا تھا"
بعد میں پلیز۔" وہ منت کر کے بولی۔
لیکن کب۔"وہ لجائی سی اس کے دل میں اتر رہی تھی۔
شادی کے بعد۔"وہ ہلکا سا منمنائی۔اس کی بات سن کر اس کے لبوں پہ ایک خوبصورت مسکان پھیل گئی۔

چلیں جی تمہیں تنگ نہیں کرتے۔۔کیا یاد کرو گی۔۔۔"آہستہ سے اس کے ہاتھ کو دباتے چھوڑا تو وہ بھی ہلکا سا مسکرا دی

چلیں اب۔"شانزے نے شام کے سائے دیکھتے اس سے پوچھا۔"

جی چلیں میڈم۔"وہ مسکراتا ہوا سر کو جنبش دیتا اٹھ کھڑا ہوا تو شانزے نے بھی اس کی تقلید کی۔

یہ دن کیسے گزرے پتہ ہی نہیں چلا۔سب لڑکیوں کو مایوں بٹھا دیا گیا تھا

آج مہندی کا فنکشن تھا۔مہندی کا فنکشن ہال میں تھا۔کیونکہ تین گھروں کی شادیاں تھیں اسی لیے زیادہ مہمانوں کی وجہ سے ہال کو ترجیح دی گئی تھی۔

مہندی کا فنکشن بہت خوبصورتی سے اپنے عروج تک پہنچ چکا تھا۔سب نے مہندی کی تھیم کے مطابق ڈریسنگ کی تھی۔لڑکیوں کے لیے مسٹرڈ کلر شرارے اور گرین کرتیوں لیں خوبصورت لگ رہی تھیں تو مرد حضرات بھی شیروانیاں پہنے شہزادے لگ رہے تھے۔مہندی کا فنکشن کمبائن رکھا گیا تھا۔

مہندی اور ہلدی کی رسم اجتماعی کی گئی تھی۔سب نے خوب دل سے رسم نبھائی تھی۔وانیہ تو چہکتی پھر رہی تھی۔البتہ باقی دلہنیں خاموش شرمائی لجائی سی تھیں۔حور تو اصفہان کی لودیتی نظریں خود پہ محود یکھ کر اسے گھور رہی تھی۔

گھر کے اب بڑے ان سب کی خوشیوں کے دائمی ہونے کے لیے دعا گو تھے۔

حیدر کے چہرے پہ ایک کمینی خوشی تھی جو کسی کو نظر نہیں آرہی تھی۔

ایک خوبصورت سی پیاری شام آنے والے دن کی پراسراریت لیے گم ہوئی تھی۔لیکن اصل کہانی تو کل شروع ہونے والی تھی۔

---

www.novelsclubb.com

"ماشاءاللہ سب بہت اچھا ہو گیا۔اب بچے کب اتنے بڑے ہو گئے کہ آج ہم ان کی شادی کر رہے ہیں۔اللہ ان سب کی جوڑیاں سلامت رکھے۔"بیڈ پہ بیٹھے سکندر صاحب نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھے عائشہ بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا۔ان کے لہجے میں سکون اور اطمینان جھلک رہا تھا۔ان کی بات پہ عائشہ بیگم کے چہرے پہ بھی سکون جھلکا تھا لیکن کچھ پریشان بھی تھیں۔

کیا ہوا عائشہ۔کچھ پریشان لگ رہی ہو۔۔طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔"انہوں نے فوراان" کے چہرے کی پریشانی بھانپی تھی۔

ماشاءاللہ۔میں خوش ہوں۔سب بچے اپنے ہیں۔۔لیکن ناجانے کیوں ماہوش کے لیے" دل تھوڑا پریشان ہے۔پرائے لوگوں میں بچی کو دینے کا تو میرا بالکل بھی دل نہیں تھا۔۔بس اسی لیے تھوڑی پریشان ہوں۔۔"وہ اٹھتے ہوئے ان کے برابر بیڈ پہ آ بیٹھیں۔سکندر ان کی فکر سے واقف تھے۔

آخر ماں تھیں اور بیٹی کی فکر جائز تھی۔

بیگم پریشان نہیں ہوں۔میں جانتا ہوں انہیں۔اور حیدر سے تو آپ مل چکی ہیں" ناں۔بہت اچھا لڑکا ہے۔۔آپ فکر نہیں کریں۔"انہوں نے ملائمت کے سنگ اپنی بات ان تک پہنچائی لیکن وہ ابھی بھی کسی انجانے ڈر کے سبب پریشان بیٹھی رہیں

نہیں سکندر ناجانے کیوں میرا دل عجیب سا بے قرار ہو رہا ہے۔۔ایسے جیسے خدانخواستہ " کچھ برا ہونے والا ہے۔میرا دل بہت خوفزدہ ہے"اپنا ڈر ان کے سامنے رکھتے وہ ان کے چہرے پہ بھی فکرمندی لے آئیں۔

عائشہ آپ بہت زیادہ سوچ رہی ہیں کچھ نہیں ہے۔۔آپ آرام کریں۔۔"انہوں نے اسے شانوں سے پکڑ کر لٹایا اور تسلی دی لیکن ان کی گھبراہٹ یونہی تھی۔

کل مہندی کا فنکشن تھا۔اس دن کے بعد ان میں دوبارہ کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔زرین دانستہ اسے اگنور کر رہی تھی۔رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ کمرے میں آئی تو ازلان موجود نہیں تھا۔وہ آئینے کے سامنے جا کر بال سلجھانے لگی۔وہ حسن کا مجسمہ تھی لیکن اس کا شوہر اس کا نہیں تھا۔اس کی اپنے گھر میں کوئی حیثیت نہیں تھی

تو زرین خان تم تاعمر اپنے شوہر کی محبت سے محروم رہو گی۔"وہ خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔آنکھ سے ایک آنسو بہہ نکلا۔ابھی وہ وہاں سے ہٹتی جب ازلان سٹڈی سے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ایک نظر اس کو دیکھ کر وہ وہیں ٹھہر گیا۔پھر مڑ کر صوفے کی جانب جانے لگا۔زرین نے بھی اسکو دیکھ لیا تھا۔مڑ کر وہ واش روم کی جانب جانے لگی۔

زرین۔۔"ازلان کی پکار پہ وہ رک گئی مڑی نہیں۔ازلان کوئی جواب نا پا کر اس کے سامنے جا کر کھڑا ہوا۔

تم نے پوچھا تھا کہ میں محبت کر سکتا ہوں یا نہیں۔؟"وہ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا پوچھ رہا تھا۔زرین آنکھیں اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"اور اگر میں کہوں کہ میں محبت کرنا چاہتا ہوں تو۔"وہ بہت اچانک اس کے پاس آتا اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا تو زرین اس کی آنکھوں میں ابھرتے جذبات اور محبت کی چمک دیکھ کر ساکت ہو گئی۔

کیا۔۔۔کیا کہا آپ نے۔"وہ بے یقینی سے اٹک کر بولی۔

میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں زری۔۔۔تمہارے پاس۔۔تم سے محبت کرنا" چاہتا ہوں۔محبت کا پتہ نہیں۔تم راس آگئی ہو مجھے زرین خان۔۔کیا اب بھی مجھے چھوڑ کر جاؤ گی؟؟؟"وہ اس کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو صاف کر اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پوچھا تھا۔

زرین کی آنکھیں پوری کھل گئیں تھی۔وہ پیچھے نہیں ہٹی تھی۔وہ اس کے سحر میں جکڑ گئی تھی جس سے اس کا دل رہائی نہیں چاہتا تھا۔اس کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھری تھیں۔

جھوٹ بول رہے ہیں آپ۔۔"وہ شکی انداز میں اس کو دیکھ کر بولی۔"

بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔۔تم نے تو اپنے دل کا حال مجھے سنا دیا۔کیا میری نہیں سنو"
گی۔مجھے بھی بہت ساری باتیں کرنی ہیں تم سے۔کیا بنو گی میرے لیے میری ہم راز"وہ اس کے
سامنے ہاتھ پھیلا رہا تھا اور زرین نے لمحے کی دیر کیے بنا اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا تھا۔

وہ بیڈ پہ بیٹھی تھی اور ازلان اس کی گود میں سر رکھے لیٹا تھا۔۔کھڑکی سے آئی ٹھنڈی ہوا
اور چاند کی روشنی نیم اندھیرے کمرے بہت بھلی معلوم ہو رہی تھی۔
"میں منہا سے بہت محبت کرتا تھا۔۔وہ بھی مجھ سے بہت محبت کرتی تھی۔"
تھوڑی دیر بعد ازلان کی مدھم آواز گونجی تھی۔زرین حیران نہیں تھی۔وہ یہ بات جانتی
تھی۔
وہ واحد لڑکی تھی جس نے میری زندگی میں آکر مجھے محبت کے احساس سے روشناس"
کروایا تھا۔محبت کے اظہار کے حوالے سے میں بہت شرمیلا تھا لیکن وہ بہت بہادری سے مجھ
سے محبت کا اظہار کرتی تھی۔وہ مضبوط تھی۔بہت بہادر لڑکی تھی۔اگر وہ کمزور تھی تو میری
محبت کے معاملے میں۔کسی لڑکی کی نظر مجھ پہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔پتہ ہے جب ژالے
پیدا ہونے والی تھی تب اس کا آخری مہینہ چل رہا تھا۔تب وہ کہتی تھی کہ دیکھو ازلان اگر میں

مر بھی گئی ناں تو میری بعد کسی لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھو گے۔ تم صرف میرے رہو گے۔ لیکن جب وہ قیامت ہم پہ ٹوٹی۔ وہ مضبوط ارادوں والی لڑکی ٹوٹ گئی تھی۔ وہ بکھر گئی تھی۔ اس کی عزت کو بکھیر دیا گیا تھا تب میں بہت رویا تھا۔ اور منہا وہ تو اس غم سے مر گئی تھی کہ وہ میری عزت کی حفاظت نہیں کر سکی۔" ازلان کی آنکھیں نم ہوئیں۔ ایک آنسو اس کے گال پہ بہا تھا۔

اور اس نے آخری وقت میں پتہ ہے کیا کہا اس نے کہا ازلان پلیز شادی کر لینا۔ میری ژالے کو ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دینا۔۔ وہ اپنے ہی قول سے پھر گئی تھی زرین۔۔ اور میں وہ بدنصیب شوہر تھا جو اپنی بیوی کو بچا نہیں پایا تھا۔ میں نے اسے کھو دیا تھا۔ میں نہیں بچا پایا اسے۔ نہیں بچا پایا۔ وہ کہتے ہوئے رو پڑا تھا۔ آج وہ کمزور پڑا تھا اپنی بیوی کے سامنے۔۔ اپنی شریک حیات کے سامنے۔

وہ بکھر گیا تھا۔ زرین کے بھی آنسو بہہ رہے تھے جو ازلان کے چہرے پہ گر رہے تھے اور ازلان کے آنسو اس کا دامن بھگو رہے تھے۔

اس کے جانے کے بعد میں بالکل ٹوٹ گیا تھا۔ میں نے خود کو سنبھالا اپنی بیٹی کے لیے۔ کسی دوسری عورت کو اپنی زندگی میں لانے کا کبھی سوچ ہی نہیں سکتا تھا۔ میں نے ژالے کا تو

سوچا ہی نہیں۔میں تو منہا کے اس وعدے کا پابند تھا جب وہ کہتی تھی کہ ازلان تم مجھ سے بے وفائی مت کرنا۔۔

تم سے شادی جن حالات میں ہوئی اس نے مجھے تم سے بد ظن کر دیا۔تمہاری محبت کا بھی مجھ پہ کوئی اثر نہیں ہوا۔مجھے لگتا تھا کہ صرف تمہاری محبت کی وجہ سے میں نے منہا سے بے وفائی کر دی۔اگر یزدان مجھ فورس نہ کرتا اور ژالے ضد نہ کرتی تو ایسا کبھی نہیں ہوتا۔مجھے تمہارا صبر کرنا۔عجیب سے چڑچڑے پن میں مبتلا کر دیتا تھا۔مجھے لگتا تھا کہ میری بے نیازی اور بے رخی سے تنگ ہو کر تم خود میری زندگی سے چلی جاؤ گی۔۔لیکن تم نے میرے ساتھ شاید صبر کر لیا۔پھر مجھے احساس ہوا۔مجھے منہا نے احساس دلایا۔ان سب میں میں کب تم سے محبت کر بیٹھا مجھے پتہ نہیں چلا۔اس روز منہا میرے خواب میں آئی جس نے مجھے احساس دلایا کی مجھے تمہیں کھو دینے سے پہلے پا لینا چاہیے۔اس دن سے لے کر میں پر سکون ہوں زری۔جو خلش دل میں تھی کہ منہا کے بے وفائی کی وہ اس نے دور کر دی۔میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں زری مجھے چھوڑ کر مت جاؤ۔۔"زرین کے خاموشی محسوس کر کے اس نے سر اٹھا کر اوپر زرین کو دیکھا جو نم آنکھوں سے آنسو بہاتی بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔ازلان گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔

کیا ہوا زرین کیا تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔"؟اس نے نہایت درد میں اٹی آواز" میں اس سے پوچھا۔

وہ روتے ہوئے سر ہاں میں ہلا گئی"

۔محبت جیت گئی تھی۔دونوں کو ان کو صبر کا پھل مل گیا۔

محبت کرتی ہو ناں۔۔؟اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکائے گھمبیر لہجے میں اظہار مانگ رہا تھا۔

زرین سختی سے آنکھیں مینچ گئی۔زبان کچھ بھی کہنے سے انکاری ہو گئی۔

بتاؤ۔۔زری محبت کرتی ہو ناں۔"؟وہ اپنی ضد پہ اڑا اس کا امتحان لینے پہ تلا ہوا تھا۔

وہ آنکھیں بند کیے نفی میں سر ہلا گئی۔۔

اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے

"مجھے لگا تھا میں آپ کو کھو چکی ہوں۔"

میں ہمیشہ آپ کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔مجھے آپ چاہیے۔۔صرف آپ۔۔"وہ بھیگی آنکھوں سے التجا کر رہی تھی۔

ہم ساتھ رہیں گے ہمیشہ۔"وہ اسے اپنے ہونے کا احساس دلا رہا تھا۔اس کی بھیگی نم آنکھیں عقیدت سے چوم رہا تھا۔

آپ کا میرے ساتھ ہونا احساسات کا پورا جہاں ہے۔۔"اس لڑکی کا ازلان کے پاس ہونا ہی بہت بڑی راحت تھا۔

ایک بات تو بتاؤ۔۔اب بھی اتنی ہی محبت کرتی ہو یا میری سنگدلی کی وجہ سے محبت میں کمی ہوئی ہے۔۔؟"بتاؤ ناں کیا میری خطائیں تم نے معاف کر دی ہیں۔؟؟اس کے سوال پہ دم سادھ گئی۔

میں آپ سے محبت میں کمی کبھی نہیں کر سکتی۔۔۔کبھی نہیں۔۔میں تو آپ کی محبت کی قیدی بننا چاہتی ہوں جس کے لیے رہائی کے دروازے بھی کھل جائیں تو میں تمام عمر اسی قید کے حصار میں رہنا چاہیں گی۔۔چاہے آپ محبت نہ بھی کریں؟؟؟ہتھیلیاں اس کے گال سے ٹکائے ہلکا نیلی آنکھیں اس پہ ٹکائے وہ بول رہی تھی۔ازلان نے اس کی مسکراہٹ کا فوراسے صدقہ اتارا۔دل نے دل سے خود کلامی کی تھی۔

میں جانتا ہوں کہ زرین ازلان آفندی جلد مجھے خود سے محبت کرنے پہ بھی مجبور کر دے گی۔وہ ان ہاتھوں کو تھام کر دل کے مقام پہ رکھے زندگی بھر کا ساتھ مانگ رہا تھا۔اور زرین تو دل و جان سے راضی تھی۔بے ساختہ وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔

اپنی پسند کا جواب ازلان نے چہرے پہ گہری مسکراہٹ سجا گیا۔ایک بار پھر سے اسے سینے میں بھینچے وہ اس کا احساس تادیر خود میں بساتا رہا۔دو جلتے دلوں پہ محبت کی ٹھنڈی پھوار نے راحت بخشی تھی۔

★★★

یزدان کیوں اتنا تھکاتے ہیں خود کو۔۔ صبح سے کام میں لگے ہیں۔پھر نا جانے گھر سے کہاں غائب ہو گئے۔مہندی کے فنکشن پہ آپ کو ہونا چاہیے تھا۔میں نے اپ کو بہت مس کیا۔"مہندی کے فنکشن سے واپس آتے ہی وہ واش روم چلا گیا تھا۔

ابھی وہ گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرے نکلا تھا کہ داریہ ٹاول ہاتھ میں پکڑے اس کے پاس آئی تو یزدان نے سر اس کی جانب جھکایا۔داریہ نے خود اس کے بالوں میں ٹاول پھیرا۔

داریہ سے ٹاول لیے سائیڈ پہ رکھتے اس نے اس کے قریب ہوتے اس کے شانوں پہ ہاتھ جمائے۔

کیونکہ آپ کو دیکھ کر میری ساری تھکن دور ہو جاتی ہے۔۔فکر مت کریں۔۔اور باہر " اسی لیے گیا تھا کام تھا کچھ۔۔بس اسی لیے وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتا پیار سے اس کا گال سہلا کر بولا تو داریہ مسکرا دی۔

ہاں لیکن کچھ دنوں سے آپ مسلسل کام کر رہے ہیں۔۔رات کو بھی کام کرتے رہتے ہیں۔مجھے فکر ہوتی ہے۔"وہ پریشانی سے بولی۔

اچھا جی۔۔اب تو پاس ہیں ناں آپ کے۔اور ہمارا شہزادا کہاں ہیں۔۔"اس نے کمرے میں ان کو نا پا کر استفسار کیا۔

مما کے پاس۔۔"اس نے جواب دیا تو یزدان نے سر ہلایا۔

یزدان۔"اس نے اس کے سینے پہ سر رکھے کہا۔

یزدان آج میرا دل نہ جانے کیوں ڈر رہا ہے۔۔ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی چیز دل کو تیز آرے سے کاٹ رہی ہو۔نا جانے کیا ہے۔۔میرا دل بہت ڈر رہا ہے ایسا لگتا ہے میں اپنی کسی قیمتی شے کو کھونے والی ہوں۔۔"اس نے اپنے دل میں کچھ دنوں سے پنپتا ڈر اس پہ ظاہر کیا تھا۔

ریلیکس رہیں داریہ۔کچھ بھی نہیں ہے۔۔یہ صرف آپ کا وہم ہے۔"اس نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے پیار سے کہا اور اس کی محبت سے پیشانی چومی۔

آپ ہمیشہ میرے پاس رہیے گا۔کبھی مجھے مت چھوڑیے گا۔۔اگر کبھی آپ نے مجھے چھوڑ دیا تو باخدا داریہ کی سانسیں بھی رک جائیں گی۔داریہ آپ کے بنا کچھ بھی نہیں ہے یزدان۔میرا دل بہت ڈرتا ہے"اس کے سینے میں چھپے وہ روہانسی ہوئی اظہار کر رہی تھی۔

داریہ آپ میرا سکون ہو۔آپ میری بیوی ہیں،میری شریک سفر،میرے بچوں کی ماں،مجھے بہت عزیز ہیں۔آپ یہاں میرے دل میں رہتی ہی۔میں آنکھیں بند کرتا ہوں تو آپ کو دیکھتا ہوں۔اور آنکھیں کھولتا ہوں تو ہمیشہ آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"۔اپنے ہاتھوں میں اس کا ہاتھ تھامے وہ اپنے سینے پہ رکھے اس کی آنکھیں عقیدت سے چوم کر مسکرایا تھا۔داریہ کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

داریہ "اچانک کچھ یاد آنے پر وہ بولا۔

جی"وہ متوجہ ہوئی۔"

اس بار مجھے آپ کے جیسے پیاری سی بیٹی چاہیے۔۔"وہ اس کی جانب جھک کر رازداری سے بولا تو داریہ جھینپ گئی کچھ گھور کر اسے دیکھا۔

شرم کریں یزدان۔"وہ سرخ روسی بولی تو یزدان نے قہقہہ لگایا۔تو وہ بھی خفت سے چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔

وہ ہر بار نئے طریقے سے اسے اپنا دیوانہ بناتا تھا۔وہ واقعی سرتاپا یزدان کے رنگوں میں رنگی ہوئی تھی۔۔یزدان کے چہرے پہ بھی محبت کا سمندر رقص کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

دونوں آنے والے کل سے انجان ایک دوسرے کی دسترس میں یہ وقت کی خوبصورتی محسوس کر رہے تھے

وہ کمرے میں آئی تو ازلان کو کمرے میں نا پا کر اس نے بالکونی کی طرف دیکھا۔وہ جانتی تھی کہ وہ حور کی وجہ سے اداس تھا۔وہ کافی کا مگ لیے اس کے پاس جا کر کھڑی ہوئی جو آسمان پہ نگاہیں ٹکائے خاموش کھڑا تھا۔

ازلان۔۔"زرین نے اس کا بازو تھام کر اسے محبت سے پکارا تو ازلان اپنی سوچوں میں گھرا چونکا اور اپنی شریک حیات کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں اس کے لیے محبت ہی محبت تھی۔

اداس ہیں۔۔؟"وہ ملائمت سے اس کو کافی کا مگ پکڑاتے پوچھ رہی تھی۔وہ ایسی بیوی تھی وہ اپنے ساتھی کی ہر جنبش سے اس کے مزاج کی کیفیت پرکھ لیتی تھی۔ازلان کافی کا مگ لے کر وہاں پڑی کرسیوں میں سے ایک کرسی پہ بیٹھ گیا۔زرین نے بھی اس کی تقلید کی۔

ہاں۔۔۔تھوڑا سا۔"ازلان نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔

"حور کے لیے۔۔"

ہاں۔اتنی جلدی وہ اتنی بڑی ہو گئی ہے کہ سسرال جا رہی ہے اپنے ایک نئی زندگی کے " سفر پہ۔ابھی کل کی تو بات ہے ہے چھوٹی سی تھی جب اسی گھر کر آنگن میں ادھر سے ادھر کھیلتی تھی۔اور اب اچانک اس کی جدائی۔"ازلان نے اپنی آنکھوں کے نم گوشوں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتے کہا۔اس کی آواز بھاری ہو گئی۔زرین نے اسکے کرب کو بہت دل سے محسوس کیا۔

زرین نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کی بازو میں بازو ڈالا اور سر اس کے شانے سے ٹکایا۔

یہ اداسی تو فطری ہے۔۔لیکن ہمیں اس کی خوشیوں کی دعا کرنی چاہیے۔ماشاءاللہ" اصفہان بہت محبت کرتا ہے اس سے۔۔کبھی اس۔۔کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دے . گا۔۔ہماری حور بہت خوش رہے گی۔"زرین نے محبت سے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر کہا تم میرے لیے ایک نعمت ہو زرین۔۔میرے کی نیکی کا بہت بڑا صلہ ہو۔بہت بڑا انعام" ہو تم میری زندگی کا۔۔۔"ازلان نے نرم لو دیتی نظروں سے اسے دیکھتے بازو بڑھا کر اسے خود سے نزدیک کیا۔

۔زرین کے اندر جنموں کا سکون اترنے لگا۔اس نے خاموشی سے اپنا سر اس کے شانے سے ٹکا دیا۔

"یہ آنسو کس خوشی میں بہائے جا رہے ہیں ژالے کی اماں۔" وہ اس کے آنسو کو شرٹ کو تر کرتے محسوس کر کے شرارت سے بولا۔

"آپ میرے لیے کیا ہیں میں لفظوں میں نہیں بتا سکتی۔۔آپ نہیں جان سکتے۔۔آپ کی ہونا میری لیے میری زندگی کا سب سے بڑا اطمینان ہے۔۔" زرین کی بھرائی آواز سن کر ازلان نے ہلکی سی مسکان لبوں میں دبائے اس کے سر پہ نرم بوسہ دیا۔

"خدا ہم دونوں کو یونہی رکھے ہمیشہ۔تم بہت پیاری ہو زرین" وہ زرین شرمیلی مسکان لبوں پہ سجائے اس کا گال کھینچے مسکرائی۔

"چلیں بس اب بہت ہو گیا۔۔اب اٹھیں اور اندر چلیں۔۔۔ صبح بہت کام کرنے ہیں" آپ نے "اس کے بال بکھیرے وہ ہنستی ہوئی صرف خود اس کے حصار سے نکلی بلکہ ہاتھ پکڑ کر اسے بھی اٹھایا جو خود ہنستا ہوا اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیے اندر بڑھ گیا۔یقیناً اب ان دونوں کا یہ رشتہ ان کا مکمل قرار بن گیا تھا۔

اگلا دن بہت پیارا اور خوبصورت دن تھا لیکن اپنے اندر ایک پراسراریت سمیٹے ہوئے۔ تمام دلہنیں اپنے اپنے عروسی لباسوں میں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔ دلہن کے مخصوص لباسوں میں وہ سر سے پیر تک پور پور بھی ہوئی تھیں ناک میں بڑی سی نتھ پہنی تھی جو ٹھوڑی کو چھو رہی تھی ماتھے پر بڑا سا ٹیکا اور جھومر سیٹ تھا۔ اونچے سے جوڑے کو ڈھیروں پھولوں نے ڈھکا ہوا تھا۔ جس پر اس کا نیٹ کا مہروں گولڈن چوڑی سی پٹی کا بھاری کام والا آنچل بھی سیٹ تھا۔۔۔ دوپٹہ پنچ سے جوڑے پر سیٹ کیا گیا تھا اس کا کافی سارا حصہ لمبے سے گھونگھٹ کی صورت ان کے چہرے سے بھی نیچے تک جا رہا تھا۔ ہاتھوں پر مہندی کا بہت گہرا رنگ آیا تھا،، لہنگا مہرون اور پنچ کلر تھا جس پر ڈل گولڈن کام کیا ہوا تھا۔ وہ چاروں ایک جیسا تیار ہوئی تھیں۔ بیوٹیشن نے بھی انہیں ایک ہی سٹائل میں تیار کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

۔بھاری کا مدار لہنگوں میں بھاری آنچل سر پہ سجائے ان کے دلکش روپ کو اور سنوار گیا تھا۔ہر کوئی بہت خوش تھا۔سب کی آنکھیں نم تھیں کہ آج ان کی پریاں ایک نئے سفر پہ روانہ ہونے والی تھیں۔

پھر وہ لمحہ آن پہنچا جس میں اب شہزادیوں کو ان کے شہزادوں کے نام کیا جانا تھا۔ساری تیاری میرج ہال میں کی گئی تھیں۔باراتیں ابھی نہیں آئیں تھی۔

شہزادے کی سی آن بان رکھنے والے صائم سکندر آج اپنی شہزادی کو سفید گھوڑے پہ لینے آ پہنچا تھا۔کہ اب لوگ حیرت اور رشک سے اس شہزادے کو گھوڑے سے اترتے دیکھ کر بلائیں لے رہے تھے۔وانی نے بھی کھڑکی سے اس کو دیکھا تھا۔اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

اب سے پہلے ان دونوں کا نکاح ہوا تھا۔دونوں کو پھولوں سجے سٹیج پر بٹھایا گیا۔

اس کے بعد حور اور اصفہان کا نکاح ہوا۔پھر شانزے اور ہارون کے نکاح کے بعد سب جوڑوں کو سٹیج پہ بٹھا دیا گیا۔ماہوش کی بارات ابھی نہیں پہنچی تھی۔

یزدان بیٹا زرا پتہ کرو وہ لوگ ابھی پہنچے نہیں۔۔کافی ٹائم ہو چکا ہے اب تو۔"سکندر" صاحب نے ایک خالی گوشے میں آکر یزدان سے کہا۔ایک گھنٹے،دو گھنٹے سے وہ لوگ مسلسل

انتظار کر رہے تھے لیکن بارات نہ آئی تھی۔اب سب گھر والے پریشانی میں گھرے تھے۔گھر کی عورتوں کے بھی دل دھڑک رہے تھے۔آخری بارات کا نا آنا ان کی عزت پہ کتنا بڑا داغ تھا ۔کوئی کچھ بھی برا سوچنا نہیں چاہتا تھا۔یزدان نے سر ہاں میں ہلاتے اس کو کال کی۔

لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔آنکھیں پل میں وحشت زدہ ہوئیں تھیں۔اس کے چہرے پہ غصے اور ابھرتی رگوں کو دیکھ کے اب پریشان ہوئے۔

یزدان کیا ہوا۔کتنی دیر ہے اور۔"آغا جان نے آگے ہو کر اس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر" پوچھا۔تو وہ اس کا سر نفی میں ہلتے دیکھ کر ایک قیامت تھی جو ان پہ ٹوٹی تھی۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کا فون بند ہے۔کیا بارات نہیں آئے گی۔کہاں ہے وہ" خبیث ۔۔۔"صائم نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے چلا کر کہا۔وہ لوگ ایک کونے میں تھے جہاں مہمان نہیں تھے۔

صائم بیٹا۔۔آہستہ بیٹا۔۔ہم کرتے ہیں ناں کچھ۔"سکندر صاحب نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اس بپھرے شیر کو سنبھالنا چاہا۔

نہیں بابا۔۔۔یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔۔اس کی ہمت کیسے ہوئی ہم سے یہ مذاق کرنے کی۔۔وہ جہاں بھی چھپا ہے میں سے ڈھونڈ کر لاؤں گا اور اس کی حالت کتے سے بھی بدتر کر دوں گا۔" وہ سخت لہجے میں آگ برساتا کسی کی بات سنے بغیر تن فن کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"اصفہان بیٹا جاؤ اس کے پیچھے۔۔کچھ غلط ہی نہ کر دے۔" انہوں نے اصفہان کو اس کے پیچھے بھیجا جو سر ہلاتا اس کے پیچھے بھاگا تھا۔ازلان بھی پیچھے گیا تھا۔

"یزدان میری بات سنو۔۔کمرے میں آؤ۔۔باقی سب بھی۔" آغا جان کی ٹوٹی گھمبیر آواز سن کر سب ان کی جانب متوجہ ہوئے۔وہ کسی کو بھی دیکھے بغیر وہاں بنے ایک کمرے میں چلے گئے۔باقی سب ان کے پیچھے گئے۔

"آغا جان۔۔یہ۔آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔؟" ان کی بات سن کر یزدان سخت لہجے میں ان کی بات کاٹ گیا۔باقی سب بھی ششدر کھڑے رہ گئے۔ان کے وہم و گمان میں بھی نا تھا کی آغا جان ایسی بات کریں گے۔

کیا غلط کہا ہے میں نے۔۔پورا شہر جمع ہے یہاں۔کیا عزت رہ جائے گی ہمارے گھر کی بیٹی کی۔۔ہم نے صرف اس عزت کر بچانے کی ایک کوشش کی ہے۔۔کیا آپ کو کوئی اعتراض ہے۔۔۔انہوں نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جو ابھی بھی بے یقینی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

آغا جان اعتراض ہم شادی شدہ ہیں۔میری بیوی ہے۔۔میرا بیٹا ہے۔میں یہ شادی " قطعی نہیں کروں گا۔"اس نے غصے دبا کر چبا چبا کر اپنے الفاظ ادا کیے تھے۔

تو کیا ہوا۔اسلام میں مرد کو چار شادیوں کی اجازت ہے۔۔آپ کیوں نہیں کر سکتے ہیں۔؟؟"انہوں نے اپنے بات پہ باضد ہو کر کہا۔اس وقت انہیں صرف اپنا غرور اپنی عزت اپنی شان عزیز تھی۔

ہم داریہ سے محبت کرتے ہیں۔ان کے علاوہ ہم کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔شادی تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔"اس نے بھی حتمی انداز میں اپنا فیصلہ بتایا تھا۔

یہ ہمارے گھر کی بیٹی کی عزت کا سوال ہے یزدان۔۔"انہوں نے گرج کر رعب دار" انداز میں جیسے کچھ باور کرایا تھا۔

تو کیا ایک بیٹی کے لیے دوسری بیٹی کی خوشیوں کو داؤ پہ لگا دیں گے۔۔کیا داریہ کی" خوشیاں اس سے چھین لیں گے "اس نے ان کو دکھ سے دیکھا تھا تو وہ ایک لمحے کو چپ ہو گئے۔

تو تم یہ شادی نہیں کرو گے "انہوں نے اس کے مقابل آ کر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر " کہا۔

نہیں۔"اس نے بھی ان کو دیکھ کر اپنا فیصلہ سنایا۔"

تو ٹھیک ہے سکندر تم بتاؤ اصفہان کا نکاح کرو گے ماہوش سے۔اب صرف اصفہان ہی" ہے جو ہماری بات کا مان رکھے گا۔۔آخر وہ خون ہے ہمارا۔"انہوں نے یزان نے کو دیکھتے جتاتے لہجے میں کہہ کر سکندر صاحب کو دیکھا جس کو سن کر وہ ساکت ہو کر رہ گئے یزدان نے بے یقینی سے ان کی جانب دیکھا۔باقی سب بھی ان کی بات پہ ساکت ہوئے۔۔تو وہ اسے اس گھر کا بیٹا نہ ہونے کا طعنہ دے رہے تھے۔۔کیا وہ اس سے قربانی مانگ رہے تھے۔۔

باباجان۔۔یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔ہم کوئی حل نکال لیتے ہیں ناں۔پلیز اپنے بچوں کی زندگیاں داؤ پہ مت لگائیں"انہوں نے ان کو دیکھ کر منت بھرے انداز میں کہا۔

ہمیں مت سکھاؤ ہمیں کیا کرنا ہے کیا نہیں۔۔دوسری شادی کرنا کوئی گناہ نہیں ہے تم" لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آرہی۔۔بلاؤ اصفہان کو اس کا ہوگا نکاح ابھی اسی وقت۔۔"انہوں نے گرج دار انداز میں اپنا فیصلہ سنایا۔یزدان کا دماغ دھماکوں کی زد میں تھا۔۔(اصفہان نہیں اصفہان نہیں۔۔وہ حور سے اس کی خوشیاں نہیں چھین سکتا تھا۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ آغا جان۔۔پلیز سوچ سمجھ کر بولیے۔"یزدان نے ان کے ہاتھ تھام کر التجا کی تھی لیکن ان پہ کوئی اثر نہیں ہوا۔

یزدان۔میرے بچے۔۔پلیز مان لو۔۔شادی کرلو میری وش سے۔۔وہ ٹوٹ جائے گی"
بکھر جائے گی۔پلیز اپنی چچی کی یہ بات مان لو۔"ابھی آغا جان کچھ کہتے کہ صائمہ بیگم آگے آتے
اس کے ہاتھ تھام کر اس پہ سر رکھے زار و قطار روتے التجا کی تھی یزدان بھوچکا کر رہ گیا۔وہ آج
اپنی بیٹی کے لیے خود غرض ہو رہی تھیں۔انہیں اپنی بیٹی کی خوشیاں عزیز تھیں۔۔
چچی جان۔۔پلیز۔۔۔چپ ہو جائیں۔"اس نے ان کو سنبھالنا چاہا۔عائشہ بیگم توڈھے
سی گئی تھیں۔آخر ان کے ڈر سچ ہو گئے تھے۔ان کے خدشات حقیقت کے بھیانک روپ میں
عیاں ہو گئے تھے۔
بیٹا میں جھولی پھیلاتی ہوں اپنی تمہارے سامنے۔۔میری بات مان لو۔۔پلیز۔۔""
انہوں نے اپنا دامن ان کے سامنے پھیلا دیا اور یہی وہ لمحہ تھا جب یزدان بے بس ہوا تھا۔یزدان
نے سرخ رنگ ہوتی بھیگی آنکھوں سے سکندر صاحب کو دیکھا تھا۔اسے آج اس گھر کا بیٹا ہونے
کی قیمت ادا کرنی تھی۔اسے ان لوگوں کے احسانات کا بدلہ چکانا تھا۔سکندر صاحب نے نفی میں
سر ہلایا
میں تیار ہوں۔۔"ایک نظر سب کو شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھتا وہ کمرے سے نکلتا چلا
گیا۔

آپی کافی دیر ہو گئی ہے کیا ابھی حیدر نہیں آئے۔۔"اس وقت ماہوش ڈریسنگ روم میں تھی۔زرین اس کے پاس تھی۔ماہوش کی پریشان آواز سن کر زرین نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا۔وہ تو خود پریشان تھی۔سب کے نکاح ہو چکے تھے اور ابھی تک بارات نہیں آئی تھی۔پھر گھر کے بڑے۔ بھی تقریب میں موجود نہیں تھے۔

ہاں۔۔آتے ہیں ہوں گے۔۔پریشان نہیں ہو چندہ۔شادی کے کاموں میں دیر سویر تو" ہو ہی جاتی ہے۔۔۔"اس نے اس خوبصورت چہرے کو تکتے ہوئے محبت سے کہا تھا۔کتنی خوبصورت لگ رہی تھی وہ دلہن کے جوڑے میں۔ابھی وہ کچھ اور کہتی کہ کمرے میں۔صائمہ بیگم اور عائشہ بیگم داخل ہوئی تھیں۔ان کے روئے روئے چہرے دیکھ کر زرین کو کسی انہونی کا احساس ہوا۔اس نے دہل کر اپنے سینے پہ ہاتھ رکھا۔

خالہ سب ٹھیک ہے ناں۔"اس نے ان کو دیکھ کر فکر سے پوچھا لیکن صائمہ بیگم ماہوش کو خود سے لپٹائے رونا شروع ہو چکی تھی۔ماہوش اس سچویشن سے گھبرا گئی۔بیٹیوں کو رخصت کرنے والی مائیں تو ایسی نہیں روتی ہیں۔

امی۔کیا ہوا۔۔ایسے کیوں رو رہی ہیں۔"اس نے دھڑکتے دل سے ان کو الگ کر کے پوچھا۔

ماہوش میری۔۔میری بچی۔۔ہمیں معاف کر دے۔۔ہم تیرے لیے اچھے کا انتخاب نہیں کر سکے۔انہوں نے اس کو خود میں بھینچتے ہوئے روتے ہوئے کہا تو ماہوش نا سمجھی سے ان کی بات سمجھنے کی کوشش کرنے لگی

چچی کیا بات ہے۔۔کیوں ماہوش کو پریشان کر رہی ہیں۔۔بتائیں ہوا کیا۔۔خالہ کچھ تو بتائی۔"زرین نے پریشانی سے ان کو سنبھالا۔

حیدر کال نہیں اٹھا رہا۔بارات نہیں آئے گی۔"عائشہ بیگم نے یہ روح فرساں خبر سنا کر ان دونوں کو ساکت کر دیا تھا۔ماہوش کو یوں لگا اس کا دھڑکتا دل ساکت ہو گیا ہو۔

تائی جان۔۔۔یہ۔۔۔کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔کیا مطلب ہے۔۔امی یہ کیا کہہ رہی ہی۔۔وہ نہیں آ رہے۔۔" ماہوش نے جھنجھوڑ کر ان سے پوچھا تھا۔لیکن ان کا سفید پڑتا چہرہ اور ان کے چہرے پہ لکھا اپنے سوال کا جواب سن کر اس کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت رہ گئیں۔چہرہ زرد پڑنے لگا۔اس کو تو یہ بھی یاد نہیں تھا کہ جو لڑکا بھاگا تھا وہ اس کی محبت تھا۔اس کو تو صرف یہ سنائی سے رہا تھا کہ اس کی بارات نہیں آئی تھی۔اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے۔۔اس

کی بگڑتی حالت دیکھ کر وہ لوگ فکر مندی سے اس کے قریب آئیں۔کچھ دیر بعد اس کی حالت سنبھلی تو وہ بس خاموش آنسو بہائی جا رہی تھی۔

زرین اسے تیار کر دو۔۔ تھوڑی دیر میں نکاح ہے اس کا۔۔"صائمہ بیگم نے اس کے بال سہلاتے ہوئے زرین کو کہا جو ان کی بات سن کر حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔

لیکن۔چچی۔۔ کس سے میرا مطلب ہ۔۔۔"اس نے کچھ کہنا چاہا۔ "

یزدان سے ہے اس کا نکاح۔۔"عائشہ نے کرب سے اپنی آنکھیں مینچیں تھیں۔ماہ وش نے جھٹکے سے ان کی جانب دیکھا تھا۔

امی۔"وہ شدید بے یقینی و کرب سے چیخی تھی۔"

بس چپ ماہوش۔ابھی کچھ نہیں سننا۔جیسا کہا ہے ویسا کرو۔۔ورنہ اپنی ماں کا مرا منہ دیکھو گی۔۔"انہوں نے سختی سے اس چپ کرایا تھا۔وہ کچھ کہنے سننے کی حالت میں نہیں رہی تھی۔زرین الگ پریشان سی سچویشن سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

کچھ دیر بعد سٹیج پہ جہاں ایک جانب یزدان سکندر سر جھکائے اپنا اندر کی بے چینی کرب ،تکلیف دبائے خود پہ ضبط کیے بیٹھا تھا۔قسمت اس طرح کا امتحان اس سے لے گی اس نے سوچا

تک نہ تھا۔ یہاں تو اسے قسمت سے بھی کوئی شکوہ نہ تھا یہاں تو اپنوں نے ہی اسے اتنا اختیار نہیں دیا تھا کہ وہ اپنے لیے کچھ کر پاتا۔۔وہ داریہ کے لیے کچھ کر پاتا۔داریہ!!!!لیکن داریہ وہ تھی کہاں۔۔کیا اس نے اس سے اجازت لی تھی۔اسے کیا بتائے گا وہ۔؟؟؟کیا اسے بتا پائے گا وہ کہ وہ مجبور تھا۔۔؟؟کیا وہ اسے سمجھے گی؟اس نے ادھر ادھر اس کی تلاش میں بے چینی سے نظریں دوڑائیں لیکن وہ نظر نہ آئیں۔

دوسری جانب ماہوش گھونگھٹ اوڑھے چپ چاپ اپنی قسمت کی ستم ظریفی پہ ماتم کناں تھی۔باقی گھر والوں نے جب حیدر کی جگہ یزدان کو دیکھا تو سب نے ہی سوال کیے۔حورالعین،وانیہ،شانزے سب لوگ اس سچویشن سے پریشان تھے۔اب لوگ اپنی اپنی جگہوں پہ کشمکش میں گھرے تھے۔

مولوی کی آواز پہ سب ہوش میں آئے جو نکاح پڑھوانے کی اجازت طلب کر رہے تھے ۔سکندر صاحب کی اجازت پہ وہ نکاح پڑھوانے لگے۔

یزدان سکندر ولد سکندر شاہ آپ کا نکاح ماہوش داؤد دختر داؤد شاہ مبلغ پچاس لاکھ روپے" حق مہر کے عوض ان گواہان کی موجودگی میں نکاح پڑھوایا جاتا ہے کی آپ کو یہ نکاح قبول ہے" مولوی صاحب کے یہ الفاظ نہ صرف یزدان سکندر کی سماعتوں میں سیسہ بن کر اترے تھے بلکہ

ہال میں داخل ہوتی داریہ کی سماعتوں میں بھی واضح طور پہ گونجے تھے۔اس کی کانوں کو جھٹلاتے سٹیج کی جانب دیکھا جہاں بیٹھے یزدان پہ اسے کسی اور کا گمان ہوا تھا لیکن نہیں وہ تو اس کا یزدان ہی تھا۔

وہ تو اس کا شوہر تھا۔اور اس کے ساتھ بیٹھی دلہن وہ تو ماہوش تھی۔

وہ جو بارات نہ آنے کا سن ولی کے رونے پہ انہیں نینی کے ساتھ کمرے میں سلانے اور پھر ان کو نینی کے پاس چھوڑ کر واپس آئی تھی ششدر رہ گئی۔

۔تو کیا اس کے شوہر نے اپنی زندگی کی قربانی دی تھی۔

ماہوش کی عزت کو بچانے،اس گھر کی عزت کو بچانے کے لیے اس نے اپنی خوشیوں کی قربانی دی تھی۔

اور محبت اس کا کیا؟ محبت کا تو قتل ہو رہا تھا۔۔؟ قاتل کون تاھ ؟؟اس کا اپنا شوہر

قسمت نے اسے موقع دیا تو وہ اپنی سابقہ محبت حاصل کرنے چل پڑا تھا کیا؟

کیا ماہوش سے اسے ابھی بھی محبت تھی؟؟؟

تو داریہ کہاں تھی؟ کیا داریہ سے محبت بھی تھی اسے؟؟؟

سوالوں کا ایک بھونچال تھا جو اس کے دماغ کو مفلوج کر رہے تھے۔

وہ ساکت ہوئے حواسوں کے سنگ چلتی ہوئی آگے آ رہی تھی۔اور یزدان سکندر چہرہ جھکائے ضبط کی انتہاؤں پہ تھا۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟؟مولوی صاحب نے دوبارہ بلند آواز پوچھا۔یزدان نے جھٹکے سے سر اوپر اٹھایا تو نظریں خود کو تکتی داریہ سے ٹکرائیں

وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی اس کے دیکھتے ہی مسکرائی۔یزدان سرخ پڑتے چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا۔جیسے منت کر رہا ہو اور داریہ وہ تو نظروں سے ہی کہہ رہی تھی !۔"۔ارے کوئی ایسا ہے جو یزدان سکندر کر بھی مجبور کر دے

صحیح تو کہہ رہی تھی کہ کیا یزدان سکندر کو بھی کوئی مجبور کر سکتا تھا۔

قبول ہے۔یزدان کے ہونٹوں سے الفاظ ادا ہوئے تھے۔اور اسی طرح تینوں مرتبہ اس" نے یونہی داریہ کی آنکھوں میں دیکھتے جہاں صرف خالی پن تھا۔۔۔اپنے الفاظ ادا کیے۔داریہ کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گالوں پہ بہہ رہے تھے یزدان نے نظرین چرا لیں(۔وہ بعد میں اسے منا لے گا)۔

یہی سوچ اس کے دماغ میں تھی۔کوئی اس دیوانے کو جا کر بتاتا کہ کہ کیا بعد میں اس کے پاس اتنا حق ہو گا کی وہ اسے منا لے گا۔۔۔

محبت میں کچھ بعد میں نہیں ہوتا۔۔محبت میں صرف اب،ابھی اور اسی وقت ہوتا ہے۔

اگرچہ میں اک چٹان سا آدمی رہا ہوں
مگر ترے بعد حوصلہ ہے کہ جی رہا ہوں

وہ ریزہ ریزہ مرے بدن میں اتر رہا ہے
میں قطرہ قطرہ اسی کی آنکھوں کو پی رہا ہوں

تری ہتھیلی پہ کس نے لکھا ہے قتل میرا
مجھے تو لگتا ہے میں ترا دوست بھی رہا ہوں

کھلی ہیں آنکھیں مگر بدن ہے تمام پتھر
کوئی بتائے میں مر چکا ہوں کہ جی رہا ہوں

www.novelsclubb.com

کہاں ملے گی مثال میری ستم گری کی
کہ میں گلابوں کے زخم کانٹوں سے سی رہا ہوں

نہ پوچھ مجھ سے کہ شہر والوں کا حال کیا تھا
کہ میں تو خود اپنے گھر میں بھی دو گھڑی رہا ہوں

ملا تو بیتے دنوں کا سچ اس کی آنکھ میں تھا
وہ آشنا جس سے مدتوں اجنبی رہا ہوں

www.novelsclubb.com

بھلا دے مجھ کو کہ بے وفائی بجا ہے لیکن
گنوا نہ مجھ کو کہ میں تری زندگی رہا ہوں

وہ اجنبی بن کے اب ملے بھی تو کیا ہے محسنؔ
یہ ناز کم ہے کہ میں بھی اس کا کبھی رہا ہوں

مولوی اب اس سے دستخط کروا رہے تھے۔یزدان نے کپکپاتے ہاتھوں سے پن ہاتھ میں پکڑا اور پین کاغذ پہ رکھا لیکن چل نہیں پایا۔اس نے بے بسی سے پین مٹھیوں میں دبائے پھر سے اوپر دیکھا تو داریہ کے چہرے کی تحریر پڑھ کر وہ ساکت رہ گیا۔جس کے چہرے پہ واضح اس سے بے وفائی کی ایک لمبی داستان لکھی تھی۔

جو چہرہ پہلے بالکل خالی تھا اب وہاں اذیت رقم تھی۔

تب اس کے ذہن میں وہ الفاظ گونجے۔

("یزدان۔ کبھی مجھ سے بے وفائی مت کیجیے گا۔۔ ")

("یزدان مجھ سے دور مت جایئے گا۔۔۔")

یزدان آپ کی سانسوں سے میری سانسیں جڑی ہیں اگر آپ ہی میری زندگی میں نا"

"رہے تو داریہ جی کر کیا کرے گی

یزدان میں محبت میں شراکت داری تو برداشت کر سکتی ہوں لیکن اپنی زندگی میں کسی)

"شراکت برداشت نہیں کر سکتی

یزدان داریہ مر جائے گی)۔)

انہی الفاظ کی گونج اسے اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔

یزدان اور داریہ کے لیے تو باقی سب ساکت تھا۔خاموش۔بلکل خاموش۔

صرف دھڑکنیں تھیں جو گونج رہی تھی۔اور یہی وہ لمحہ تھا جب داریہ اذیت سے مسکرائی تھی اور وہ عشق کی دیوی پل میں لہرا کر اپنے پورے قد سے زمین بوس ہوئی تھی۔

یزدان جہاں تھا وہیں کا وہیں رہ گیا۔

جسم سے جان نکلنا کسے کہتے ہیں وہ کوئی اس سے جا کر پوچھتا۔

قدموں نے اٹھنے سے انکار کر دیا تھا۔سب گھبرا کر داریہ کی طرف بھاگے تھے۔ہر طرف چہ مگوئیاں اور افراتفری پھیل چکی تھی۔

"ہال کے دروازے سے خالی ہاتھ اندر تھکے چہروں سے صائم اور ازلان کے بھابھی!" ساتھ اندر آتے اصفہان نے اسے گرتے دیکھ کر بھاگ کر پکارا تھا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کا سر گود میں رکھا تھا۔جو یخ ٹھنڈے جسم اور ساکت سانسوں کے ساتھ اپنی زندگی کی بازی ہار چکی تھی۔

نکاح رک چکا تھا اور داریہ کی دھڑکنیں بھی تھم چکی تھیں۔

بھابھی۔اٹھیں ناں! کیا ہوا آپ کو۔۔بھابھی۔"!اصفہان نے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہہ رہا باقی سب فق ہوئے چہروں کے ساتھ داریہ کا بے جان وجود دیکھ رہے تھے۔

اصفہان بھابھی کو اٹھاؤ۔۔ہسپتال جانا ہو گا۔۔۔"صائم نے خود کو سنبھالتے ہوئے " اصفہان سے کہا۔اصفہان نے جلدی سے اسے اٹھایا اور باہر بھاگا تھا باقی سب بھی پیچھے گئے تھے۔مہمان بھی آہستہ آہستہ نکلتے گئے۔اور جو رہ گیا تھا وہ یزدان سکندر۔ایک ہارے ہوئے جواری کی طرح سٹل اپنی جگہ پہ بیٹھا۔

قسمت اس کو دیکھ کر ہنس رہی تھی کہ دیکھو یزدان سکندر تم نے تو محبت کو پا کر بھی کھو دیا!۔

تم جیسا بھی کوئی ہارا نہیں ہو گا۔۔۔

تم تو بڑی وفا کے دعوے کرتے تھے۔تم تو اپنے قول کے پکے تھے ناں۔پھر کیوں کر دی بے وفائی۔؟؟

تم تو جانتے تھے ناں کہ وہ لڑکی تمہاری عشق میں مبتلا ایک دیوانی تھی جو اس عشق میں شراکت داری برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ محبت میں تو شراکت داری ہوتی ہی نہیں ہے۔۔اور جس میں شراکت داری ہو وہ محبت نہیں ہوتی!!

ارے محبت تو تم سے داریہ نے کی تھی جو تمہارے دل میں کسی اور کی اجارہ داری ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ تمہیں دل میں بسائے ہوئے تھی۔جو تمہیں پوجتی تھی۔

اور تم۔!تم کیسے عاشق نکلے۔۔؟

کہ تم نے کسی اور کو زندگی میں شامل کرتے وقت اپنی محبت کی اجازت تک نہیں لی۔

تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ وہ جیتے جی تمہیں کسی اور کا ہونے دے گی۔

۔دیکھو ابھی تو تم ماہوش کے ہوئے بھی نہیں تھے اور وہ مر گئی۔تمہاری داریہ مر گئی ہے یزدان۔۔!!!۔مر گئی ہے وہ۔۔!!اس کے جنازے کو کندھا دینے کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔

اٹھو اب۔!!بیٹھے کیوں ہو۔۔جاؤ۔حق ادا کرو اپنا۔۔

نہیں!!!چپ کر جاؤ۔نہیں مری وہ۔وہ مر ہی نہیں سکتی۔۔میری سانسیں چل رہی ہیں دیکھو۔۔جب میری سانسیں چل رہی ہیں تو وہ کیسے مر سکتی ہے۔وہ کہتی تھی۔کہ اس کی سانسیں مجھ سے جڑی ہیں۔۔جب میں زندہ ہوں۔۔جب یہ دل دھڑک رہا ہے تو وہ اس کا دل بھی دھڑک رہا ہے۔۔وہ مر نہیں سکتی۔۔"چیختے چلاتے ہوئے وہ گھٹنوں کے بل زمین پہ گرا تھا

۔

داریہ۔!وہ چلا رہا تھا۔۔۔"

وہ آوازیں دے رہا تھا اور قسمت اس پہ ہنس رہی تھی۔سب ختم ہو گیا تھا۔ہاتھوں میں صرف اذیت بھری ریت رہ گئی تھی
یزدان اور داریہ کی کہانی ختم ہو گئی تھی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ وہ سیدھا جا کر بیڈ پہ جا کر اوندھے منہ لیٹ گیا تھا۔آج پورے دو دن بعد وہ گھر آیا تھا۔داریہ کو نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔وہ کوما میں جا چکی تھی۔اپنی جان سے پیاری بھابھی کی ایسی حالت دیکھ کر وہ اندر ہی اندر سے کٹ گیا تھا۔اور وجہ کون تھا اس کا اپنا بھائی۔اس کا اپنا بڑا بھائی۔
غم سے نڈھال وہ سوچوں میں گھرا تھا۔کہ اچانک کسی کا انگلیوں کا لمس بالوں میں محسوس کر کے وہ چونک کر سیدھا ہوا تو حور العین اس کے سرہانے بیٹھے نم پریشان آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔دو دن پہلے ہی تو وہ اس کی زندگی میں شامل ہوئی تھی۔کتنے خوش تھے دونوں۔۔ناجانے اس گھر کی کس کو نظر لگ گئی تھی۔وہ تو بھول ہی گیا کہ اب حور العین بھی اس

کی زندگی میں شامل ہو چکی تھی۔دو دن سے وہ گھر پہ ہی تھی۔گھر میں سب کا خیال رکھ رہی تھی۔

حوری۔"وہ ہلکی سی نم آواز اس کا ہاتھ تھام کر بولا۔"

بھابھی ٹھیک ہو جائیں گی۔۔فکر نہیں کرو۔"اصفہان کی آنکھوں کے کنارے اٹکے آنسو اپنی نازک انگلی سے پونچھتی وہ محبت سے بولی۔اس طرح اسے ٹوٹا ہوا وہ نہیں دیکھ پا رہی تھی وہ۔

حوری۔۔۔میں کیا کروں۔۔ان کی حالت بہت خراب ہے۔وہ وہ میری ماں جیسی" ہیں۔۔ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ ان کی جان خطرے میں ہیں۔۔ایسے کیسے ہو سکتا۔یزدان لالا ایسا کیسے کر سکتے ہیں ان کے ساتھ۔میں کبھی معاف نہیں کروں گا انہیں اگر دار یہ بھابھی کو کچھ ہوا۔۔"اچانک وہ پھوٹ پھوٹ کر روتا اس کی گود میں سر چھپا گیا۔اس کا دل درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ولی سکندر کے متعلق سوچتے وہ دوہرے غم میں تھا۔حور کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

اصفہان پلیز۔۔۔چپ کرو۔۔وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔ان کے دعا کرو۔۔پلیز چپ ہو جاؤ۔۔مجھ سے نہیں دیکھا جا رہا تمہیں اس حالت میں۔۔۔"حور نے اس کے سر پہ ماتھا ٹکاتے

ہوئے روتے ہوئے کہا تھا۔ عجیب تھی وہ بھی خود بھی رو رہی تھی اور اسے بھی رونے سے منع کر رہی تھی۔

حوری۔ تم سچ کہہ رہی ہو ناں۔۔ وہ ٹھیک ہو جائیں گی ناں۔۔ بالکل پہلے جیسی ہو جائیں گی ناں۔ بتاؤ مجھے؟ اچانک وہ اٹھ کر بیٹھتا سرخ آنکھوں سے اس کو کندھوں سے پکڑتا آس سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں۔ وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔ وہ ایک بہادر عورت ہیں۔ بہت جلد وہ ہمارے ساتھ ہمارے بیچ ہوں گی" وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرے اسے محبت بھری تسلی دی رہی تھی۔

"بہادر نہیں ہیں وہ یار وہ۔۔ بہادر ہوتی تو آج اس طرح سے زندگی سے منہ موڑ کر موت کو گلے لگانے کو نہ تیار ہوتیں۔۔۔ ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ وہ خود ہی زندگی کی طرف نہیں آنا چاہتی۔ وہ کوشش ہی نہیں کرنا چاہتی۔۔" اس کے کندھے پہ سر رکھتا اسے جکڑتا وہ ہچکیوں سے کہہ رہا تھا اور حور اس سے تو اصفہان کی تکلیف ہی نہیں برداشت ہو رہی تھی۔ وہ بس اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتی اسے پر سکون کرنے کی کوشش میں تھی۔

حوری ولی کہاں ہے۔۔۔؟؟؟ اس کے کندھے سے سر اٹھاتے ہوئے وہ ان کے بارے میں پوچھنے لگا۔

وہ وش کے پاس ہے۔دو دن سے وہی سنبھال رہی ہے اس کو۔۔وہ دکھی دل سے اسے بتا رہی تھی۔

میں اس سے مل کر آتا ہوں۔۔"وہ کہتا ہوا چہرا صاف کرتا بیڈ سے اتر کر کمرے سے بھی نکل گیا۔

عکس خوشبو ہوں بکھرنے سے نہ روکے کوئی
اور بکھر جاؤں تو مجھ کو نہ سمیٹے کوئی
کانپ اٹھتی ہوں میں یہ سوچ کے تنہائی میں
میرے چہرے پہ ترا نام نہ پڑھ لے کوئی
جس طرح خواب مرے ہو گئے ریزہ ریزہ
اس طرح سے نہ کبھی ٹوٹ کے بکھرے کوئی
میں تو اس دن سے ہراساں ہوں کہ جب حکم ملے
خشک پھولوں کو کتابوں میں نہ رکھے کوئی

www.novelsclubb.com

اب تو اس راہ سے وہ شخص گزرتا بھی نہیں
اب کس امید پہ دروازے سے جھانکے کوئی
کوئی آہٹ کوئی آواز کوئی چاپ نہیں
دل کی گلیاں بڑی سنسان ہیں آئے کوئی

اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے وہ نظریں اس کے چہرے پہ جمائے خاموشی سے اس کی بند آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔ مسلسل تین دن تک نروس بریک ڈاؤن سے بے ہوش رہنے کی وجہ سے وہ کومہ میں جا چکی تھی۔

کچھ حادثے انسان کی زندگی بدل دیتے ہیں۔یہ بھی ایک حادثہ تھا جس نے شاہ ولا میں مقیم سب لوگوں کی زندگی بدل دی تھی۔ایک ایسا حادثہ جس نے یزدان سکندر لو خود سے متنفر کر دیا تھا۔ جس نے اسے گھر والوں سے متنفر کر دیا تھا۔ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔داریہ کی چپ کے ساتھ یزدان نے بھی اپنے اندر ایک گہری خاموشی طاری کر لی تھی

۔مر جانے جیسی اذیت تھی۔اسے اپنا ہی وجود بوجھ لگ رہا تھا۔

وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتا تھا لیکن حلق سے آواز تک نہ نکلتی تھی۔

چہرے پہ یاسیت چھائی تھی۔اس کی ساحرانہ شخصیت میں اداسی کا رنگ گھل گیا تھا۔

ملگجے سے اندھیرے میں وہ سادہ سے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس اس کا ہاتھ تھامے اپنے اندر ایک جنگ لڑ رہا تھا۔وہ زندگی سے ناطہ توڑ دینا چاہتا تھا۔لیکن نہیں زندگی ابھی باقی تھی۔

دروازے پہ ہوتی ہلکی دستک پہ وہ چونکا۔جیسے کسی گہرے خواب سے جاگا ہو۔کچھ دیر یونہی رہنے کے بعد اس نے دروازے کو دیکھا۔

یس۔"اس کی بھاری آواز میں ایک ہی لفظ بولا۔"

سر وہ آپ کو عائشہ بیگم بلا رہی ہیں آغا جان کے کمرے میں۔۔"ملازمہ نے ہلکا سا دروازہ کھول کر کہا تھا۔

اس نے ہلکی سی سر کو جنبش دی تو ملازمہ چلی گئی۔"

وہ ایک گہری سانس بھر کر اٹھا اور کمرے سے نکل گیا۔

وہ آغا جان کے کمرے میں داخل ہوا تو سب وہیں موجود تھے۔آغا جان بستر پہ نیم دراز تھے اور سکندر صاحب ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔اس کی حالے دیکھ کر سب کے دل افسردہ ہوئے۔

www.novelsclubb.com

یز۔ان۔۔یہاں آؤ۔۔۔۔"آغا جان نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے اپنا بازو اس کی جانب بڑھایا یزدان سب کے پریشان چہرے دیکھتا اور آغا جان کی کمزور آواز سنتا ان کی جانب سنجیدگی سے دیکھنے لگا۔پندرہ دن سے وہ کسی سے بھی تو بات نہیں کرتا تھا۔جب سے آغا جان کی طبیعت خراب ہوئی تھی وہ ایک بار بھی ان سے ملنے نہیں آیا تھا۔

وہ سنجیدہ چہرہ لیے ان کے پاس رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا۔

یزد۔۔ان۔۔۔مجھے۔۔۔معاف۔۔۔کر۔۔۔دو۔میرے بیٹے۔۔اپنے آغا جان۔۔۔"کو۔۔۔معاف۔۔۔کر۔۔۔دو!یہ سب میری وجہ۔۔۔سے ہوا ہے۔۔میں نے تمہیں برا بھلا کہا۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔داریہ بیٹی کا۔۔۔۔گناہ گار ہوں میں۔۔تمہارا گناہگار ہوں میں۔۔۔ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔"ان کی آنکھیں بہہ رہی تھیں۔یزدان سپاٹ چہرہ لیے نظریں جھکائے بیٹھا رہا۔انہوں نے اپنے ہاتھ اس کے سامنے جوڑ دیئے۔وہ تڑپ اٹھا۔انکے ہاتھ تھام کر اپنے ماتھے سے ٹکا لیے۔

نہیں آغا جان۔۔پلیز۔"وہ ضبط کیے بامشکل بولا تھا۔اور خود بھی سسک کر رو پڑا۔آج " زندگی میں پہلی بار وہ گھر والوں کے سامنے ٹوٹ کر بکھرا تھا۔کس کے لیے؟؟

اپنی زندگی کے لیے!اپنی محبت کے لیے!اپنی داریہ کے لیے۔

ان سے تو ناراض نہیں تھا۔ناراض تو وہ خود سے تھا۔وہ رو دیئے۔اپنی ہی اولاد کی زندگی برباد کر دی تھی انہوں نے۔

کتنی بڑی آزمائش میں ڈال دیا تھا انہیں۔۔

سب کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔اصفہان حورو انیہ صائم سب لوگ وہیں تھے۔وانیہ سسک کر اپنا چہرہ صائم کے سینے میں چھپا گئی تھی۔

اگلے چند دن شاہ ولا کے لوگوں کے لیے بہت کٹھن تھے۔جہاں داریہ کی طبیعت میں کوئی سدھار نہیں آرہا تھا وہیں آغا جان بھی کچھ دنوں بعد دل میں پچھتاؤں کا بوجھ اٹھائے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ہر کوئی ایک نئے سرے سے پھر سے ٹوٹ گیا۔لیکن وقت کسی کے لیے نہیں رکتا۔سب کو سنبھلنے میں وقت لگا۔ہر کوئی ایک دوسرے سے نظریں چرائے گھوم رہا تھا۔جہاں سکندر صاحب اور داؤد صاحب کچھ ہی دنوں میں لاغر اور کمزور نظر آنے لگے تھے وہیں گھر کے سب چھوٹے بھی ایک دوسرے کو مخاطب کتنا چھوڑ چکے تھے۔ماہ وش کمرے سے نکلنا چھوڑ چکی تھی۔اصفہان سارا دن گھر سے باہر گزارا تا تھا اور صائم ہنسنا مسکرانا بھول گیا تھا۔ایسے میں حور ہی تھی جس نے سب گھر والوں کو سنبھالا ہوا تھا۔

آہستہ سے دروازہ کھول کر وہ کمرے میں داخل ہوئی تھی۔کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی تھی۔کانپتے قدموں سے وہ ادھر ادھر دیکھتی آہستہ سے بیڈ کی جانب بڑھی۔بیڈ کے قریب پہنچ کر وہ سوئے ہوئے وجود کی جانب دیکھنے لگی جو یوں لگتا تھا کہ صدیوں کا بیمار مریض ہو۔

جس کے اندر سے جینے کی خواہش ختم ہو گئی ہو۔

اسی اس حال میں پہنچانے والی بھی تو کون تھی وہ خود تھی۔ماہوش داؤد تھی!

ہاں یہ سب اس کی وجہ سے تو ہوا تھا کہ آج اس گھر سے جہاں ہنسی مسکراہٹوں کا شور ہوتا تھا آج وہ ویران پڑا تھا۔کسی کی وجہ سے ماہوش داؤد کی وجہ سے۔

ماہوش داؤد کی غلط انسان سے محبت کی وجہ سے، کسی غیر محرم پہ بھروسہ کرنے کی وجہ سے۔

یہ ماہوش داؤد کی زندگی کا سب سے بڑا پچھتاوا تھا جو اسے مرتے دم تک نہیں بھولنے والا تھا۔

گھر میں کسی نے اسے اس متعلق کوئی بات نہ کی تھی لیکن اصفہان کی شکوہ بھری نظریں ، یزدان کا سرد پن، عائشہ بیگم کی اداسی اندر ہی اندر ختم کر رہی تھی۔

آج بھی کتنی ہمت کر کے اس کمرے میں آئی تھی۔

وہ آہستہ سے جگہ بنا کر داریہ کے پاس ہی بیڈ پہ بیٹھ گئی۔

بھابھی۔۔"وہ سسکی۔"

بھابھی پلیز اٹھ جائیں۔۔مجھے معاف کر دیں۔میری غلطی کی سزا یوں مت دیں"

مجھے۔پلیز اٹھ جائیں۔۔اس گھر کو آپ کی ضرورت ہے بھابھی۔یہ درد میں نہیں سہہ پا رہی مجھے معاف کر دیں۔"اس کا ہاتھ اتھا کر وہ آنکھوں سے لگائے سسک رہی تھی۔

مجھ سے گھر والوں کا یہ رویہ نہیں سہا جاتا بھابھی۔میں کبھی خود کو معاف نہیں کر پاؤں"

گی اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو۔

بھابھی پلیز ٹھیک ہو جائیں۔اپنے بچے کے لیے۔اپنے ولی کے لیے۔پلیز بھابھی۔۔یزدان لالا کے لیے ٹھیک ہو جائیں۔میں نے کبھی ایسا نہیں چاہا تھا۔یقین کریں۔میں نہیں جانتی تھی آغا جان یزدان لالہ کو فورس کریں گے۔پلیز بھابھی

میں یہاں سے چلی جاؤں گی بھابھی کبھی آپ لوگوں کو اپنی شکل نہیں دکھاؤں"

گی۔لیکن پلیز آپ ٹھیک کو جائیں۔آنکھیں کھول لیں۔۔دیکھیں۔یزدان لالہ آج بھی آپ

"کے ہیں۔ان کو کوئی نہیں چھین سکتا آپ سے بھابھی۔۔پلیز اٹھ جائیں۔۔

میں یہاں سے ہمیشہ کے لیے چلی جاؤں گی۔ کبھی واپس نہیں آؤں گی۔۔معاف کر دیں مجھے۔۔معاف کر دیں"روتی ہوئی وہ اس کی پیشانی پہ بوسہ دے کر بھاگتی ہوئی کمرے سے نکلتی چلی گئی۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ہی وہ گھٹنوں میں سر دیے ہچکیوں سے رو رہی تھی ۔وجود دھیرے دھیرے لرز رہا تھا۔

اس کا دل تڑپ اٹھا۔وہ کوٹ اتارتا صوفے پہ پھینک کر جلدی سے اس کی جانب بڑھا۔اتنے دنوں سے گھر میں چل رہی پریشانی کی وجہ سے اس کا دھیان اس کی جانب گیا ہی نہیں تھا۔

وانی"وہ اس کے قریب جا کر بیٹھا اور اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹائے۔وانیہ نے بھیگی آنکھیں لیے اسے دیکھا تھا۔

صائم۔۔"وہ اسے دیکھ کر روتی ہوئی بلک اٹھی۔"

کیا ہوا وانیہ، میری جان۔۔۔کیوں رو رہی۔ہو" وہ اس کے بھیگے گال صاف کرتے ہوئے بولا۔ کبھی بھی تو اسے اس طرح روتے نہیں دیکھا تھا۔تکلیف نہ ہوتی تو کیا ہوتا۔

صائم۔۔سب کچھ خراب ہو گیا ہے۔۔ایسا کیوں ہو گیا ہے سب۔کوئی خوش نہیں ہے ۔۔داریہ بھابھی، یزدان بھیا۔اور آغا جان بھی ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔۔" وہ روتے ہوئے اس کے ہاتھ پکڑ کر بولی۔

وانیہ۔" وہ شدت ضبط سے سرخ پڑتی آنکھوں کو میچتے اسے خود سے لگا گیا۔"

سب ٹھیک ہو جائے۔۔یہ تو آزمائش ہے۔۔ہمیں ہمت سے مقابلہ کرنا ہے۔۔ایسے " رونا نہیں ہے ناں میری جان۔وانیہ تو اتنی بہادر ہے" وہ اس کا سر سہلاتے ہوئے بول رہا تھا۔

لیکن مجھے دکھ ہوتا ہے سب کو ایسے دیکھ کر۔۔" وہ سسکی بھرتے ہوئے اس سے الگ ہو " کر بولی۔وہ تکلیف دہ مسکرایا۔

وانی دیکھو، ابھی سب پہ یہ مشکل کا وقت ہے۔اگر سب تکلیف میں ہیں تو اس طرح رو کر تو تم بھی اپنی طبیعت خراب کر لو گی۔ہمیں تو سب کو سنبھالنا چاہیے ناں۔اس وقت سب سے زیادہ تکلیف میں داریہ بھابھی ہیں ان کے لیے دعا کرو۔یزدان کا حوصلہ بنو۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ اسے پیار سے سمجھا رہا تھا۔

ٹھیک ہے۔اب میں نے نہیں رونا۔"وہ اپنے گال رگڑ کر مسکرا کر بولی۔

گڈ گرل"وہ اس کا گل تھپک کر بولا۔"

اچھا آپ فریش ہو جائیں میں آپ کے لیے کافی لے کر آتی ہوں۔"وہ سمجھداری سے بولی

تو صائم اس دیکھنے لگا۔

ہم۔ٹھیک ہے۔لیکن اپنی بھی لے کر آنا۔ساتھ پئیں گے۔"صائم نے مسکرا کر کہا اور

اٹھ کھڑا ہوا۔

وقت کا کام ہے گزرتے جانا۔وہ کسی کے لیے نہیں رکتا لیکن یزدان سکندر کو لگتا تھا کہ

وقت رک گیا ہے۔

وہ جو پہلے بھی مسکرانا خود پہ ممنوع سمجھتا اب تو جیسے لگتا تھا زندگی گزارنا بھول گیا ہو۔داریہ

ابھی بھی کوما میں تھی۔

اور یزدان سکندر کو لگتا ہے کہ اس کے ساتھ وہ بھی زندگی کی بازی ہارتا جا رہا ہے اس نے

گھر والوں کے ساتھ بیٹھنا بالکل ہی کم کر دیا تھا۔

ایک وجود تھا جسے وہ بھلا نہیں سکا تھا۔وہ تھا ولی یزدان سکندر۔یزدان کا سارا وقت اسی کا ہوتا تھا۔آفس جانا اس نے کم کر دیا تھا اپنے اندر کی وحشتوں اور پچھتاوں میں اگر اس کے لیے کوئی راحت تھی وہ ولی سکندر کا وجود تھا۔

گھنٹوں وہ داریہ کو دیکھ گزار دیتا تھا۔

ولی سکندر جس نے ابھی صحیح سے ماں کا لمس بھی محسوس نہیں کیا تھا۔بلک بلک کر روتا تو یزدان اسے خود میں بھینچ لیتا تھا۔

تین ماہ گزر گئے تھے۔باقی سب گھر والے تو آہستہ آہستہ اپنی نارمل روٹین کی جانب آ گئے تھے۔

وانی یونیورسٹی جانا شروع کر چکی تھی۔اصفہان اور حوالعین بھی پر سکون زندگی گزار رہے تھے۔

عائشہ بیگم سب کے سنجیدہ چہرے دیکھ کر دکھ سے نڈھال تھیں۔وہ نہیں سمجھ پا رہیں تھیں کہ ان کے ہنستے بستے گھر کو کسی کی نظر لگ گئی تھی ایسے میں صرف ولی سکندر اور وانیہ تھے جو گھر میں رونق لگائے رکھتے تھے۔

ولی کو یزدان اپنے کے ساتھ رکھتا تھا۔عائشہ یزدان کی حالت دیکھ کر افسردہ تھیں۔

انہیں لگتا تھا کہ داریہ کے ساتھ انہوں نے اپنے یزدان کو بھی کھو دیا ہے۔
اور یہ سچ تھا کی یزدان سکندر نے داریہ کے عشق میں خود کو بھی کھو دیا تھا۔

کچھ دن بعد

اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک یکسر انجان جگہ پہ پایا۔کمرے میں خاموشی کا احساس غالب تھا۔مکمل فرنشڈ کمرہ میں وہ وسط میں موجود بیڈ پہ لیٹی تھی۔کچھ دیر تو وہ ساکت لیٹی رہی ۔پھر حواس بحال ہونے پہ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔اور خود پہ برپا ہونے والی قیامت کا اندازہ ہوا۔اس کے اندر وحشت نے ڈیرہ جما لیا۔وہ خوف سے ارد گرد دیکھتی کانپ رہی تھی۔

کوئی ہے" وہ کمرے کے اندر نظر دوڑاتی ہوئے بولی۔پھر خود کے دوپٹے پہ نظر پڑی جو بیڈ کے دوسرے کنارے پڑا تھا۔اس نے جھپٹ کر اپنا دوپٹہ اٹھا لیا۔اور جلدی جلدی اوڑھ کر بیڈ سے اتری۔

کوئی ہے، کون لایا ہے مجھے یہاں" وہ کانپتی آواز میں کہتی دروازے کی جانب بڑھی عین اسی وقت دروازے کھول کر کوئی اندر داخل ہوا تھا۔ماہوش کو لگا وہ یہیں گر جائے گی۔

آپ۔۔۔" وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ کر بولی۔نوار دخاموش کھڑا تھا۔"

حیدر "وہ سرگوشی میں بولی اور ایک قدم پیچھے ہٹی۔ کیا کچھ نہیں یاد آیا تھا۔ یکدم ہی کوئی کوندا اس کے ذہن میں لپکا۔

کیا حیدر نے اسے کڈنیپ کیا تھا؟؟ "

آپ نے مجھے کڈنیپ کیا ہے۔ مجھے یہاں کون لایا ہے۔۔" وہ ہوش میں آتی چیخ کر بولی۔ تنہائی میں اس کی موجودگی سے اس کی جان جا رہی تھی۔

ہاں میں لایا ہوں تمہیں یہاں۔" اس نے اپنی خاموشی توڑی اور قدم بہ قدم اس سے ایک قدم پہ فاصلہ پہ کھڑا ہو گیا۔ وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اس کا بولنا تھا کہ ماہوش کے وجود میں چونٹیاں رینگنے لگی۔ ایک ایک کر کے سب یاد آتا گیا۔

کیوں لائے ہیں مجھے یہاں۔۔ کیوں۔۔ کیوں کیا میرے ساتھ ایسا آپ نے۔ ایک " بار مجھے رسوا کر کے سکون نہیں ملا جو اب مجھے کڈنیپ کر لیا۔ کیا کرنا چاہتے ہیں میرے ساتھ ۔۔ لیکن سن لیں میں آپ کے ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔" وہ آپے سے باہر ہوتی بولی اس کی سانسیں تیز ہو رہی تھیں۔ وہ جلدی سے اس کی سائیڈ سے ہو کر دروازے کی جانب لپکی لیکن اس کی کلائی حیدر کے ہاتھ میں آ گئی۔

وہ وہیں تھم گئی۔ آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔ سب کی یاد آنے لگی۔

صائم لالا۔"وہ بے آواز سسک پڑی۔"

مجھے چھوڑ دیں پلیز۔"حیدر اس کے سامنے آیا اور اس کی کلائی چھوڑی تو وہ ہاتھ جوڑ کر سسک اٹھی۔

ماہوش میری بات سنو۔پلیز۔۔ریلیکس ہو جاؤ۔میں کسی غلط مقصد سے تمہیں یہاں نہیں لایا۔میرا یقین کرو۔"وہ نرمی سے بولا تو ماہوش سرخ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

یقین اور آپ کا۔۔کبھی نہیں۔آپ یقین کے لائق نہیں ہیں۔مجھے جانے دیں ورنہ" میرے لالا آپ کو چھوڑیں گے نہیں۔"وہ غصے سے بولی۔

نہیں کرو یقین۔لیکن پلیز ایک بار میری بات سن لو۔"وہ ملتجی انداز میں گویا ہوا۔ماہوش خاموش رہی۔وہ روتی رہی۔

ماہوش پلیز رونا بند کرو۔"وہ اس کو کندھوں سے تھام کر گویا ہوا تو وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر پیچھے ہٹ گئی۔

ہاتھ مت لگائیں مجھے۔"وہ بولی۔تو وہ لب بھینچ گیا۔

میری بات سن لو۔میں تمہیں سب بتا دوں گا۔پھر چلی جانا۔لیکن پلیز کچھ دیر۔"وہ بولا تو ماہوش خاموش رہی۔

شادی والے دن میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔بہت بھیانک ایکسیڈنٹ تھا۔میرے پاس" موبائل بھی نہیں تھا کہ کسی سے رابطہ ہوتا۔کسی نے مجھے ہسپتال ایڈمٹ کیا تھا۔میرے بچنے کے چانسز بہت کم تھے۔دس دن میں بے ہوش رہا تھا۔اس کا بعد بھی میں ہسپتال ایڈمٹ رہا ۔میں چاہتا تو تب ہی فون کر سکتا تھا لیکن شرمندگی کی وجہ سے میں کچھ نہیں کر سکا۔میں شرمندہ ہوں ماہوش۔پلیز مجھے معاف کر دو۔لیکن میں نے کچھ جان بوجھ کر نہیں کیا۔کیا تمہیں میری محبت پہ یقین نہیں۔۔کیا اتنی کمزور تھی تمہاری محبت ماہوش۔۔۔بولو۔"وہ اسے جھنجھوڑ کر بولا تو وہ بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

میں کیسے یقین کروں آپ کا۔"وہ بولی۔

"تم ہسپتال جا کر پتہ کر لو جہاں میں ایڈمٹ تھا۔لیکن پلیز میری محبت پہ شک مت" کرو۔میں آج بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔"وہ مزید یقین دلاتے انداز میں بولا تو ماہوش کشمکش میں نظریں جھکا گئی پھر پھپھک پھپھک کر رو دی۔

آپ نہیں جانتے حیدر آپ کی وجہ سے ہمارے گھر میں کیسی قیامت آگئی صرف آپ " کی وجہ سے"وہ دل برداشتہ ہوتی چیخ پڑی۔

کیا ہوا؟"وہ ٹھٹھک گیا۔"

آپ کی وجہ سے داریہ بھابھی کوما میں ہیں۔یزدان بھیا کو آغا جان نے مجھ سے شادی کے لیے فورس کیا۔آغا جان اس دنیا میں نہیں رہے ہمارا گھر صرف آپ کی وجہ سے برباد ہو گیا ۔۔سب سب آپ کی وجہ سے ہوا۔۔"وہ اس کو دھکا دیتی ہوئے بولی تو وہ چپ ہو گیا۔لیکن کہیں اندر ایک خوشی نے بھی دل میں ڈیرہ جمایا۔یہی تو مقصد تھا اس کا۔

!یزدان سے انتقام

ماہوش۔۔"وہ آگے بڑھا۔وہ پیچھے ہٹی۔

وش۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کچھ بھی۔"وہ آزردگی سے بولا۔

نہیں۔۔آپ کو کوئی احساس نہیں ہے کسی بات کا۔کچھ بدل سکتے ہیں آپ۔نہیں۔گھر والے سب مجھے مجرم سمجھتے ہیں آپ جیسے انسان سے محبت کرنے کے لیے۔آپ کچھ نہیں کر سکتے۔میرا مقام مجھے واپس نہیں دلا سکتے۔"وہ نفرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

میں سب کروں گا ماہوش۔میں خود سب کو سچ بتاؤں گا۔سب سے معافی مانگوں گا۔۔بس تم مجھے معاف کر دو۔تم ساتھ ہو تو میں سب کر لوں گا۔"وہ ہاتھ جوڑ کر بولا تو ماہوش اسے دیکھنے لگی۔

مجھے گھر چھوڑ دیں پلیز۔"وہ پھر سے منت کرتے ہوئے بولی۔

اوکے۔۔ریلیکس میں چھوڑ دیتا ہوں لیکن پرامس کرو مجھ سے دوبارہ ملو گی۔"وہ سمجھ گیا تھا کہ پتھر چیخ رہا تھا۔وہ کچھ نہ بولی۔وہ بھی کچھ نہیں بولا اور گہری سانس بھر کے اسے لے کر روانہ ہوا۔

گھر آ کر سیدھا وہ بغیر کسی کو دیکھے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔آج جو کچھ ہوا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔وانیہ جو اس کے کمرے میں آ رہی تھی اسے اوندھے منہ بیڈ پہ لیٹے دیکھ حیران وپریشان ہوتی فکر سے اس کے قریب آئی۔

کیا ہوا ماہوش۔ایسے کیوں رو رہی ہو۔"وہ اس کے نزدیک بیٹھتی ہوئی اس کا رخ پلٹتی بولی تو اس کا سرخ چہرہ اور سوجی ہوئیں آنکھیں دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ماہوش اسے دیکھ کر اٹھ کر بیٹھی اور اس کے گلے سے لگ کر زار و قطار رونے لگی۔

ماہوش۔کیا ہوا ہے یار۔ایسے کیوں رو رہی۔۔اور آج تو تم یونیورسٹی گئی تھی ناں۔۔اتنی لیٹ کیوں واپس آئی۔کچھ ہوا ہے۔"وہ اس کا سر سہلاتے ہوئے خود بھی روہانسی ہو رہی تھی۔

وانی مجھ سے اب برداشت نہیں ہوتا۔

وہ سسکی بھرتے ہوئے بولی۔"

کیا نہیں ہوتا میری جان بتاؤ تو صحیح" وہ اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتے ہوئے بولی۔

مجھ سے گھر والوں کی ناراضگی برداشت نہیں ہوتی۔ سب لوگ مجھ سے خفا ہیں۔۔ وانی تم ہی بتاؤ میرا کیا قصور ہے۔ مجھے تو نہیں پتہ تھا نہ کہ ایسا کچھ ہو جائے گا۔ کیا میں منحوس ہوں۔ مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ تھا کہ یزدان لالا کی شادی مجھ سے کروائی جا رہی ہے۔ پھر سزا مجھے کیوں مل رہی ہے۔ مجھ سے داریہ بھابھی کی ایسی حالت مزید نہیں دیکھی جاتی۔" اس کے چہرے سے چھلکتا کرب وانیہ کو بھی اداس کر گیا۔ اس کی آنکھیں بھی بھیگیں۔

ایسا نہیں ہے ماہوش۔۔ رونا بند کرو۔ کوئی ناراض نہیں ہے تم سے۔

وہ اسے دلاسہ دیتے ہوئے بول تو ماہوش اذیت سے مسکرائی۔ "

جھوٹ مت بولو۔ کوئی مجھ سے بات نہیں کرتا۔ یزدان لالا مجھے نفرت سے دیکھتے ہیں۔" وہ سسکی تو وانیہ لب بھینچ گئی۔

سب ٹھیک ہو جائے گا وش۔۔ بھابھی بھی ٹھیک ہو جائیں گی۔ تم پریشان مت ہو۔۔" وہ اس کا گال صاف کرتے ہوئے بولی لیکن ماہوش جانتی تھی کہ کچھ ٹھیک نہیں ہونے والا۔

ہمم۔" وہ چپ کر گئی۔"

تم لیٹ جاؤ کچھ دیر۔میں چائے لے کر آتی ہوں۔"وہ اسے تکیے پہ لٹاتی سمجھداری سے"
مسکرا کر بولی تو ماہوش اس کی جانب دیکھنے لگی جو شادی کے بعد اچانک ہی اتنی سمجھدار ہو گئی
تھی۔ایک وہی تو تھی جس نے گھر میں سب کو سنبھالا ہوا تھا۔اس کی تو شادی کی خوشی بھی ان
سب ہنگاموں میں کہیں کھو گئی تھی۔ایک بار پھر دل کرب سے بھر گیا۔
تھینک یو وانی"اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ بولی تو وانیہ نے اسے گھورا۔"
یہ وانیہ کیا ہوتی ہے۔اب بھابھی ہوں تمہاری۔وانیہ بھابھی بلایا کرو۔"وہ شرارت سے
بولی تو ماہوش ہنس پڑی۔
ہا!چھوٹی سی میری بھابھی۔"وہ بھی شرارت سے بولی تو وانیہ اور وہ ہنس پڑیں۔

وانیہ کچن میں آئی تو وہاں پہلے سے ہی صائم کو دیکھ کر وہ بے ساختہ اس کی جانب چلی آئی۔
آپ یہاں پہ کیا کر رہے ہیں۔کچھ چاہیے آپ کو۔۔"وہ پوچھتے ہوئے آگے آئی تھی تو وہ
جو فریج کھول کر پانی پی رہا تھا۔اس کی جانب دیکھنے لگا۔بلیک کلر کی فراک اور ٹراؤزر میں

آنکھوں پہ چشمہ لگائے وہ دل میں اتر رہی تھی۔دل کو تو پہلے ہی بہت بھاتی تھی نکاح کے بعد تو دل میں اترنے لگی تھی۔

تم یہ بتاو آج کل کچھ زیادہ ہی کچن میں پائی جانے لگی ہیں میڈم"وہ شرارت سے مسکراتا اس کی جانب رخ موڑ کر براہ راست اس کے خوبصورت چہرے کو نہارنے لگا۔

ہاں تو مما کہتی ہیں وانیہ اب تمہاری شادی ہو گئی ہے۔۔کچھ گھر داری بھی سیکھ لو۔۔اور شوہر کو خوش رکھنا سیکھو۔میرے نازک کندھوں پہ تو اچانک اتنی بڑی زمہ داری آن پڑی ہے ۔"وہ منہ بنا بنا کر کہتی اسے ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔

تو میڈم ہم کس لیے ہیں ہمیں اپنی خدمت کا موقع دیں"وہ اس کے کندھوں کے اطراف ہاتھ رکھے مسکرا کر بولتا اسے نظر بھر کر دیکھنے پہ مجبور کر گیا۔

نہیں بھئی آپ جائیں کمرے میں اور مین آپ کے لیے گرما گرم کافی لے کر حاضر ہوتی" ہوں۔۔مجھے اپ سے ڈھیر ساری باتیں بھی کرنی ہیں"وہ ایکسائٹمنٹ سے بولتی اسے بے حد پیاری لگی۔اس کی پیشانی چومتے وہ کچن سے باہر نکلا تو اب وہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتی کافی کی تیاری کرنے لگی۔

گاڑی کو مسلسل سپیڈ سے چلاتا وہ اپنے گھر کی جانب جا رہا تھا۔دوسری سیٹ پہ دوہری ہو کر لیٹی ماہوش نے سر میں اٹھتی ٹیسوں کے سبب آنکھیں کھولی تو مسکراتے حیدر پہ نظر گئی۔اس کے منہ پہ ٹیپ لگی تھی اور ہاتھ رسی سے بندھے تھے۔ہمت جتا کر وہ سیٹ پہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور حیدر کو دیکھ کر آنکھوں میں ٹوٹے مان کی کرچیاں اور نفرت تھی۔

اٹھ گئی جان من۔کیسا فیل ہو رہا ہے "مکروہ ہنسی ہنستا وہ اسے زہر سے بھی برا لگ رہا تھا۔اسے نہیں پتہ تھا کہ حیدر کی معافی کے پیچھے اس کا یہ گھناؤنا چہرہ چھپا تھا۔وہ پچھتا رہی تھی کہ نہ اس کی بات مان کر وہ اس سے ملنے جاتی نہ یہ سب ہوتا۔

کل اس کے فورس کرنے پہ وہ آج اس سے ملنے آئی تھی لیکن اس سے پہلے ہی اس نے اپنے چہرے پہ بندھی جھوٹ کی پٹی اتار پھینکی تھی۔اس کی آنکھوں میں بے بسی دیکھتے ہوئے وہ ایک جھٹکے میں اس کے منہ سے ٹیپ کھینچ کر اتارتا گاڑی سے باہر پھینک گیا۔

مجھے۔۔۔یقین نہیں۔آ رہا حیدر یہ سب۔۔آپ کیسے۔کر۔سکتے ہیں۔اتنے گھٹیا ہیں" آپ۔۔کیوں کڈنیپ کیا۔ہے آپ نے مجھے۔اور کتنا گریں گے۔آپ۔"ماہوش کو اپنا آپ بے جان ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

میری جان ابھی تو ٹریلر ہے۔لیکن ابھی باقی ہے اسی لیے خاموش ہو کر بیٹھو۔"اس شخص کی باتیں اسے خوف میں مبتلا کر رہی تھیں۔

کہاں لے کر جا رہے۔رہیں چھوڑیں مجھے۔"وہ چیخی۔

جلدی کس بات کی ہے۔۔ابھی تو جو تمہارے ساتھ ہو گا وہ ساری زندگی یاد رکھو گی اور وہ تمہارا خاندان۔۔"اس کی جان جسم سے سرکی۔وہ اپنے ہاتھ پاؤں زور زور سے چلانے لگی تو اس نے بالوں کو پکڑ کر اسے واپس سیٹ پہ پٹخا۔

دیکھو ماہوش سکون سے رہو۔میں تم پہ سختی نہیں کرنا چاہتا۔۔ورنہ میرے غصے اور درندگی سے واقف نہیں ہو تم۔"وہ سرد لہجے میں بولا تو وہ خاموش آنسو بہانے لگی۔

تم پاگل ہو گئے ہو حیدر۔خدا کا خوف کرو۔میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا۔تم مجھ سے " محبت کرتے ہو۔۔ایسا کیسے کر سکتے ہو تم۔مجھے تکلیف مت دو۔پلیز۔۔"اتنا تو وہ جان گئی تھی کہ وہ ضرور کچھ برا کرنے والا ہے اسی لیے اسے واسطے دینے لگی لیکن وہ خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کرتا رہا۔وہ بے بسی سے سسک پڑی۔مزید اس کی وہشت ناک نظروں سے وہ کانپنے لگی۔

ڈرو مت۔۔کچھ نہیں کہوں گا بس کچھ دیر اور۔۔""

وہ پراسرار سا مسکراتا اب اسے دیکھ کر بولا تو وہ بے رخی سے منہ موڑ گئی۔حیدر کے چہرے پہ خطرناک حد تک وحشت تھی

وہ اسے اپنے گھر لے آیا تھا۔گاڑی سے نکل کر اسے بازو سے پکڑ کر باہر نکالتے وہ اسے گھسیٹتے ہوئے لاونج میں بنے صوفے پہ پٹخ دیا۔

زرینہ۔"اس نے کسی ملازمہ کو آواز دی جو جھٹ سے حاضر ہو گئی تھی۔"

میری کمرے میں ڈریس پڑا ہے۔اسے اچھے سے تیار کر دو۔پندرہ منٹ ہیں تمہارے پاس۔"وہ اسے دیکھ کر غصے سے بولا تو زرینہ نے ہاں میں ہلایا اور ایک نظر اس کے معصوم چہرے پہ نظر ڈالی اور آگے بڑھی۔بغیر اس کی منتوں کو سنے وہ اسے کمرے میں لے گئی۔کچھ دیر بعد وہ وہ اسے واپس سے لاؤنج میں لے کر آئی تو اور بھی لوگ تھے۔

مولوی صاحب کو دیکھ کر وہ خوف سے اس کی جانب دیکھنے لگی جو اس کے دوستوں سے باتوں میں مصروف تھا اسے دیکھ کر اٹھ کر اس کی جانب آیا۔

یہ کیا کرنے والے ہیں آپ حیدر۔۔پلیز۔کچھ مت کریں۔"وہ منت کرنے لگی۔رو رو کر تو گلا بھی سوکھ گیا تھا۔

کچھ نہیں میری جان۔۔بہت شوق تھاناں تمہیں نکاح کرنے کا۔۔تمہاری وہی خواہش پوری کررہاہوں۔آجاؤشاباش۔"وہ اس کے سر پہ گھونگھٹ ڈال اس کا ہاتھ پکڑ پہ صوفے پہ بیٹھا۔وہ مزاحمت کرتی رہی لیکن بے سود بالآخر اس نے پوری رضامندی سے خود کو اس کے نکاح میں دے دیا۔وہ جان گئی تھی کہ وہ اکیلی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔گھر والوں کی یاد شدت سے ستائی۔

مما بابا"وہ سسکی۔

صائم میری بچی مجھے واپس لادو۔کہاں چلی گئی ہے وہ۔رات ہوگئی ہے۔"صائمہ بیگم غم سے نڈھال تھیں۔وہی نہیں گھر کا ہر فرد پریشان تھا۔گھر میں کسی کو نہیں معلوم تھا کہ وہ کب گھر سے نکلی۔

مما پلیز پریشان نہیں ہوں۔۔"صائم کی خود آنکھیں ضبط سے لال تھیں۔وانی بھی رو رو کر نڈھال تھی۔اصفہان اور یزدان اپنی طرف سے پوری کوشش کر چکے تھے لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں چل رہا تھا۔

حیدر نے اسے کمرے میں بھیج دیا تھا۔وہ کب سے بیڈ پہ ایک ہی زاویے میں بیٹھی اپنی زندگی کو سوچ رہی تھی۔اب تو آنسو بھی خشک ہو چکے تھے۔کیا ایک دھوکے باز انسان سے محبت کرنے کا یہ انجام تھا؟؟

حیدر کمرے میں داخل ہوا تو اسے گم سم پا کر مسکرایا اور اس کے سامنے آ کر بیڈ پہ کھانے کی ٹرے رکھی۔

پہلے کھانا کھالو۔پھر یہ سوگ منا لینا۔اس کے بعد اپنا حلیہ سنوارو۔۔ماہوش نے پہلے چونک کر اسے دیکھا تھا۔پھر بے ساختہ سر کو نفی میں جنبش دینے لگی۔

"کیا نہیں؟ہاں بولو؟تمہارا ایسی ہمت ہے کہ مجھے انکار کر سکو؟ "

وہ ایک دم اس کی طرف لپک کر بازو پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے اتنی زور سے دھاڑا کہ وہ دبک سی گئی۔

"!!! مجھے معاف کر دیں۔۔اب تو نکاح کر لیا آپ نے۔مجھے جانے دیں۔پلیز "

شٹ آپ!جسٹ شٹ آپ۔خبردار جو جانے کا نام لیا۔اب ساری زندگی تمہیں یہیں رہنا ہے۔

وہ چیخا پھر اس بے دردی سے میرے بال مٹھی میں جکڑ کر

اس کا چہرا اپنے غضب ناک چہرے کے مقابل کرتے ہوئے سرد آواز میں پھنکارا۔

آئندہ واپس جانے کی بات نہیں کرنا۔ورنہ میں تمہارا حشر بگاڑ دوں گا۔"وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔اس نے اسے جھٹکا تو میں بے جان گڑیا کی طرح بستر پر دھے گئی تھی۔

کھانا کھاؤ۔۔اٹھو۔"وہ منہ پر ہاتھ رکھے سسکیاں دباتی رہی۔"

تمہیں سنتا نہیں ہے" وہ مزید کچھ کرتا کہ وہ بے ساختہ چیخ پڑی تھی۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔"۔ "

ٹھیک ہے مت کھاؤ۔اٹھو اور فریش ہو کر آؤ۔تمہارے کپڑے اور ضرورت کی ہر چیز"

"اس الماری میں پڑی ہے۔

اس نے کھانے کی ٹرے اپنی جانب کھینچتے ہوئے نخوت بھرے انداز میں حکم دیا تھا۔وہ کچھ دیر ساکن بیٹھی رہی تھی پھر بستر سے اٹھ کر لڑکھڑاتے قدموں سے اس کے نزدیک آگئی۔

اس نے چونک کر اسے دیکھا

اب کیا ہے؟انداز وہی تھا۔"

کیا آپ نے کبھی مجھ سے محبت کی تھی حیدر۔""

وہ میکانکی انداز میں بولی۔وہ اسے دیکھتا رہا۔

"ہونہہ محبت۔ کبھی نہیں۔۔یہ صرف ایک دکھاوا تھا ورنہ تم میں ایسا ہے کیا جو تم سے محبت کرتا۔۔تم جیسی میں۔۔۔۔"وہ تمسخرانہ بولا ہوا چپ ہوا تھا۔تو ماہوش کو لگا جیسے دل پہ کسی نے خنجر سے وار کیا ہو جس کے چھینٹے اسے اپنے چہرے پہ پڑتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"آپ نے یہ سب کیوں کیا۔"

وہ چیخی۔

"آواز آہستہ۔۔اور اتنی جلدی بھی کیا ہے میری جان۔۔صبر کرو سب پتہ چل جائے گا"

وہ مڑ کر جا کر بیڈ پہ بیٹھ گیا اور لائٹ آف کر دی۔وہ وہیں کھڑی رہی۔پھر وہ صوفے کی جانب بڑھ گئی۔

"وہاں نہیں یہاں آؤ۔"

اس سے پہلے کے وہ صوفے پہ بیٹھتی اسے لگا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں صور پھونک دیا ہو۔وہ پلٹی اور اسے فتح مندی سے مسکراتا دیکھنے لگی۔

اس نے صاف لفظوں میں کہا تا کہ وہ صرف انتقام کا ذریعہ تھی۔اتنا تو اس کی باتوں سے جان گئی تھی کہ اس کی دشمنی صرف یزدان سے تھی۔ماضی میں یزدان نے اس کے ساتھ کیا کیا تھا وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔حیدر نے بتانا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔ہاں اس جرم کی سزا ضرور اس نے پائی تھی جو اس سے سرزد بھی نہیں ہوا تھا۔وہ اس کی تڑپ اور سسکیوں سے خود کو پر سکون کر رہا تھا۔

!۔یہ سب سوچتے ہوئے وہ کب ہوش سے بیگانہ ہوئی وہ نہیں جانتی تھی۔

ناجانے وہ کتنی دیر غافل رہی جب ذرا حواس بحال ہوئے تو حیدر کے ساتھ ایک اجنبی چہرہ بھی دکھائی دیا تھا۔وہ ڈاکٹر تھا ۔اسے ڈرپ لگی ہوئی تھی۔اور ڈاکٹر حیدر کو کچھ بتا رہا تھا۔ اس کا زہن سویا سویا سا تھا۔کچھ بھی واضح نہیں ہو رہا تھا۔کمزوری اور نقاہت اتنی تھی کہ ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔وہ۔نیم جان سی پڑی رہی۔ڈاکٹر چلا گیا تو حیدر اسے جاگتے دیکھ کر اس کے پاس آیا وہ یونہی آنکھیں کھولے ساکت سی پڑی تھی۔کچھ دیر بعد اس نے حیدر کے ہاتھ کا لمس اپنے ماتھے پہ محسوس کیا تھا۔

ماہوش تم ٹھیک ہو"

'اس نے جلتی اور دکھتی ہوئی آنکھوں کو مزید کھولا تو کچھ فکر مندی سے اس کے اوپر جھکا ہوا تھا۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

مجھے چھوڑ دیں حیدر مجھے جانے دیں۔پلیز!'۔ "

وہ شدید کرب میں مبتلا تھی۔ وہ جسے گھر میں سب پھولوں کی طرح رکھتے تھے آج بے حال پڑی تھی اور اسے اس حال میں پہنچانے والا اس کی محبت تھا۔

میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گی۔۔کوئی آپ کو کچھ نہیں کہے گا۔۔پلیز مجھے جانے "

دیں ورنہ میں مر جاؤں گی"

حیدر کے چہرے پر عجیب سا تاثر پھیل گیا۔وہ کچھ دیر یونہی اسے دیکھتا رہا۔لب بھینچے بالکل خاموش۔

کچھ کھالو۔پھر دوا لینی ہے تمہیں'"

اس کو اگنور کیے وہ اٹھا اور سائیڈ ٹیبل سے دودھ اٹھانے۔اس کے جو اندر جو موہوم سی امید تھی وہ بہت بری طرح سے ٹوٹی تو آنکھوں سے پیل رواں بہتا گالوں میں جذب ہونے لگا۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔حیدر نے لب بھینچ کر اسے دیکھا ۔کچھ دیر تو وہ اسے دیکھتا رہا پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

کچھ دیر بعد وہ کمرے میں داخل ہوا تو ہاتھ میں ناشتے کی پلیٹ تھی. وہ آنکھیں موندے لیٹی تھی۔اس کی آنکھوں میں حد درجہ سفاکیت تھی۔

ماہوش نے آنکھیں کھولیں۔ اس نے منہ پھیر لیا۔اس کے مرضی نہ ہوتے ہوئے بھی اس نے ناشتہ کروایا اور دوائی دے کر سلا دیا۔ پھر وہ وہاں سے اٹھ گیا۔واش روم سے تیار ہو کر نکلا بال سنوار کر وہ الماری کی جانب بڑھا تھا۔

پٹ وا کر کے اس نے جیکٹ نکالی۔اور اپنی گاڑی کی چابیاں لیتا ایک نظر اسے دیکھ کر باہر نکلتا گیا۔

شام ہوتے ہی وہ لوٹ آیا۔دروازے کی آواز سے وہ جو سوئی جاگی کیفیت میں تھی اپنی آنکھیں کھول گئی۔وہ اسے اگنور کیے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آیا۔اپنی گھڑی اتاری اور پھر کچھ دیر یونہی تذبذب کی کیفیت میں کھڑے رہا۔

وہ نیم وا آنکھوں سے اس کی نقل و حرکت کو دیکھ رہی تھی۔اس پل اس کا سیل فون گنگنانے لگا تھا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر کال ریسو کر لی تھی۔

"! ہاں بولو "

گڈ !اس کی تمام کاروائیوں کو نگاہ میں رکھو۔کوئی کوتاہی نہیں ہونا چاہیے ورنہ مجھ سے "
'بڑا کوئی نہیں ہو گا۔

"نہیں ڈھونڈ پائے گا یزدان خانزادہ۔۔ہاں ٹھیک ہے"

آخری فقرہ اس نے پھنکارنے کے انداز میں ادا کیا تھا۔سیل فون کو چارجنگ پر لگا کر وہ ایک بار پھر اس کی جانب متوجہ ہوا تو ماہوش جو اسے پہ نظر رکھے ہوئے تھی۔فی الفور نگاہ کا زاویہ بدل ڈالا۔وہ نپے تلے قدموں کے ساتھ اس کی جانب آیا تھا پھر اس کے بازو میں لگی ڈرپ کو ہٹا دیا تھا۔

کیسا محسوس کر رہی ہو اب؟"اس کی سوالیہ نگاہیں ماہوش کے روئے روئے چہرے پر "
آکر ٹھہر گئیں

۔وہ ہونٹ بھینچے پڑی رہی وہ کچھ دیر انتظار کرتا رہا لیکن پھر پلٹ کر تمام لائیس بجھا کر نائیٹ بلب روشن کر دیا۔اپنی سائیڈ پہ لیٹتے ہوئے اسے دیکھا جو آنکھیں بند کیے خوف سے لرز رہی تھی۔

اتنا ڈرتی کیوں ہو مجھ سے "وہ مسکرایا تو ماہوش خوف سے اسے دیکھنے لگی۔"

مجھے جانے دیں حیدر پلیز۔میں مر جاؤں گی یہاں۔" "

وہ سسک پڑی۔حیدر کی آنکھیں اچانک لہو چھلکانے لگیں۔

بکواس بند کرو۔اور سو جاؤ چپ چاپ" "

وہ سہم کر چپ ہو گئی۔

پھر اس نے کروٹ بدل لی۔

سو جاؤ کچھ نہیں کہہ رہا""

پلٹ کر اسے طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ سر پہ بازو رکھ کر لیٹ گیا تو ماہوش نے سکھ کا سانس لیا۔

اس سے اگلی صبح وہ بیدار ہوئی تو وہ اب موجود نہیں تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔چہرا ستا ہوا اور زرد تھا۔۔وہ گہرا سانس کھینچ کر بالوں کو جوڑے کی شکل میں لینے لگی۔وہ خود کو سمیٹ کر اٹھی اور آہستگی سے چلتی شیشے کی جانب آ گئی۔نکاح کا بھاری لباس وجود کو جیسے کاٹ رہا تھا۔

دروازے پر ہونے والی دستک پر اس نے چونک کر گردن موڑی۔

دہلیز پہ ایک ملازمہ موجود تھی۔

www.novelsclubb.com

بی بی جی ناشتہ لا دوں؟؟؟"

وہ اسے بغور دیکھ رہی تھی ہاتھ کے اشارے سے اندر بلا لیا۔

کہاں ہے وہ؟ "

وہ صبح سے کہیں نکلے ہوئے ہیں۔ کہہ گئے تھے آپ کا دھیان رکھوں۔ جب جاگ جائیں

" تو ناشتے بنا کر دوں

" کب تک آئیں گے "

پتہ نہیں جی "اسے رونا آیا تو پھر سے آنسو آنکھوں سے چھلک پڑے "

کیا ہوا بی جی "ملازمہ پریشان ہو گئی۔ لیکن اس نے جواب نہیں دیا۔ "

ناشتہ لا دوں۔ "اس نے پھر پوچھا۔"

نہیں مجھے نہیں کرنا۔۔ مجھے یہاں سے باہر نکال دو پلیز۔۔"

مجھے یہاں نہیں رہنا۔ "ماہوش اچانک سے اس کا ہاتھ تھام کر بولی تو وہ بوکھلا گئی۔

نہیں۔۔ میں کیسے۔ صاحب بہت غصے والے ہیں۔۔ میں کچھ نہیں کر سکتی۔ """

وہ ہاتھ چھڑا کر بولی تو ماہوش اسے دیکھ کر رہ گئی۔

مجھے فون لو کر دے دو کوئی پلیز۔ """

www.novelsclubb.com

وہ پھر سے بولی۔

بی بی جی۔میں کچھ نہیں کر سکتی۔۔میں آپ کے لیے ناشتہ لاتی ہوں۔""

وہ بولی اور جلدی سے باہر نکل گئی۔ماہوش وہیں سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔

گاڑی شاہ ولا کے سامنے رو کے حیدر نے ایک نظر ارد گرد دیکھتے نظر ساتھ والی سیٹ پہ جمائی جہاں ماہوش خوف و وہشت سے سامنے دیکھ رہی تھی۔

تمہیں پتہ ہے ناں کہ تم نے وہاں جا کر کیا کہنا ہے۔۔اور اگر کسی کو ہلکی سے بھی خبر" ہوئی تو انجام تو تم جانتی ہو ناں۔" وہ اسے شاہ ولا لے آیا تھا لیکن مقصد اس کا چھپا تھا۔وہ چپ رہی۔

اس کے چپ رہنے پہ حیدر نے اسے بازو سے پکڑ کر خود کی جانب کھینچا تو وہ اسے خوف سے دیکھنے لگی۔

بات سمجھ میں آئی کہ نہیں۔جواب دو۔""

وہ غرایا تو وہ سر ہاں میں ہلا گئی۔

گڈ گرل۔" وہ اس کا گال تھپتھپا کر اپنی سائیڈ سے باہر نکلا اور اسے بھی آ کر باہر نکالا۔"

www.novelsclubb.com

اس نے ماہوش کا ہاتھ پکڑا تو اس میں واضح نمی تھی۔

دونوں چلتے ہوئے اندر آئے تو ماہوش نے ایک بار پھر بے بسی سے اس کی جانب دیکھا لیکن وہ سرد و سپاٹ تاثرات لیے اسے لیے آگے بڑھتا چلا گیا۔

مما۔""""

وہ جو سب لوگ ڈائینگ ٹیبل پہ بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔وہ جو سب لوگ اس کی واپسی سے ناامید ہو کر بیٹھے تھے۔یزدان نے ہر جانب سے ڈھونڈا تھا لیکن حیدر کا پتہ نہیں چلا تھا۔اس آواز پہ چونک کر سب پیچھے مڑے تو سب حیرت زدہ رہ گئے

صائمہ بیگم اس دیکھ کر بھاگتی ہوئے اسے سینے سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں خود ماہوش بھی سسک پڑی۔باقی سب تو ابھی تک اس کی حیدر کے ساتھ موجودگی کو سمجھنے کی خوشش کر رہے تھے۔

صائم بھی آگے بڑھا اور وہ ماہوش کو سینے سے لگا لیا۔

ماہوش گڑیا کہاں چلی گئی تھی۔۔کہاں تھی تم۔۔ہم نے کتنا یاد کیا تمہیں۔اور یہ کیا کر رہا ہے تمہارے ساتھ۔۔"

وہ اس کا سر چوم کر بولا تو وہ وہ روتے روتے یکدم ساکت ہوئی۔

لالہ۔۔۔وہ""

اس کی حیدر کے ساتھ موجودگی ایک بہت بڑا سوال تھی جسے وہی حل کر سکتی تھی۔

اور تم۔۔تم اب کیا لینے آئے ہو یہاں۔۔شرم نہیں آتی تمہیں۔تم نے کچھ کیا ہے"

میری بہن کے ساتھ۔۔بتاؤ"

یکدم سے وہ حیدر کا گریبان پکڑ کر دھاڑا تو ماہوش نے خوف سے اس کی جانب دیکھا۔

نہیں۔۔لالہ۔"ماہوش نے اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا جو بھیگی"

آنکھوں سے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

انہوں نے کچھ نہیں کیا۔۔انکو کچھ مت کہیں۔۔۔پلیز"

وہ اٹک اٹک کر بولی تو صائم کی آنکھیں لہولہان ہوئیں۔۔

تو پھر یہ یہاں کیا کر رہا ہے تمہارے ساتھ۔"وہ پھر سے اسے بازوؤں سے تھام کر"

بولا۔اس کا خون کھول اٹھا تھا ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر۔

لالا ہم دونوں نے نکاح کر لیا ہے۔وہ میرے شوہر ہیں۔اور میں اپنی مرضی سے یہ گھر"

چھوڑ کر گئی تھی۔

اس کی آواز نے ایک لمحے کو سب کو ساکت کر دیا۔سب ہکا بکا سے اس کے بولے گئے " لفظوں کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگے۔

ماہوش بیٹا یہ کیا بول رہی ہو تم۔۔تم نے گھر سے بھاگ کر اس سے شادی کر لی" وہ" بولیں تو آواز غم سے پھٹ گئی

جی امی۔۔میں محبت کرتی ہوں ان سے۔۔اب یہ میرے شوہر ہیں پلیز ان سے احترام" سے بات کریں۔" وہ مزید بولی جبکہ ضبط سے آنسو اندر اتار رہی تھی۔

ماہوش گڑیا یہ کا کہہ رہی ہو تم۔۔" "

صائم نے اس سے بازوؤں سے جھنجھوڑ کر پوچھا۔

لالا یہ سب سچ ہے۔ہم چاہے تو آپ کو نکاح نامہ دکھا سکتے ہیں۔لیکن قبول کر لیں۔۔یہ " اب میرے شوہر ہیں۔مجھے لگا تھا کہ آپ لوگ اب حیدر کو میرے ساتھ قبول نہیں کریں گے اسی لیے مجھے گھر چھوڑ کر جانا پڑا۔"

وہ نظریں جھکا کر بولی۔۔نظریں اٹھانے کی اب بھی ہمت نہیں تھی۔

کیا بکواس کر رہی ہو تم۔۔دو بار ی بولو زرا ایک بار میں تمہیں زندہ دفنا دوں گا۔""

اس سے پہلے کے کوئی کچھ کہتا وہ دھاڑ کر اس بازوؤں سے جھنجھوڑتے ہوئے بولا تو ماہوش کے رونے میں شدت آئی۔

"یہ سب اس کمینے نے کیا ہے ناں۔۔اسی نے ورغلایا ہے ناں تجھے۔بول۔کچھ مت چھپاؤ۔۔بتاؤ اپنے بھائی کو۔۔"

یزدان بپھرے ہوئے صائم کو قابو کر رہا تھا جو شاید آج ان دونوں کی جان لینے والا تھا۔ باقی سب خاموش تماشائی بنے سب دیکھ رہے تھے۔عائشہ بیگم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

"کام ڈاؤن صائم۔۔۔یزدان نے اسے پیچھے کیا۔"

"کیا کام ڈاؤن یزدان۔۔تم باتیں سن رہے ہو اس۔۔اس حرامی انسان کے ساتھ ہے۔میں کیسے پر سکون رہوں۔ماہوش سچ بول نہیں میں تمہارا گلا اپنے ہاتھوں سے دبا دوں گا نہیں لالا۔۔سب میری مرضی سے ہوا۔۔۔"میں محبت کرتی ہوں۔اگر مجھے مارنا ہے تو مار دیں لیکن انکو کچھ مت کہیے گا۔لیکن۔۔۔ابھی وہ مزید بولتی جب داؤد صاحب کی جانب سے پڑنے والے تھپڑ نے اس کے حواس جھنجھنا دیئے۔ان کے بھاری ہاتھ کے تھپڑ سے وہ زمین پہ جا گری تو سب بے یقین نظروں سے انہیں دیکھنے لگے۔جو سرخ چہرہ لیے غیض و غضب کی

تصویر بنے کھڑے تھے۔وہ جنہوں نے کبھی اس ڈانٹا بھی نہیں تھا آج تھپڑ مارنے کی ہمت کر بیٹھے تھے۔سب ششدر سے انہیں دیکھے گئے۔حیدر جو کب سے خاموش کھڑا تھا زمین پہ گری بے بسی کی تصویر بنی سسکتی ماہوش کو دیکھ دل یں کہیں کچھ ہوا تھا۔پھر وہ اس کے پاس گیا اور اسے کندھوں سے تھام کر کھڑا کیا۔وانیہ اور حور بھی پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔انہین اب تک یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ ان کی وہی معصوم ماہوش تھی۔وہ بے یقین تھیں۔

" بدبخت۔شرم نہیں آتی یہ باتیں کرتے ہوئے۔شکر ہے آغا جان آج اس دنیا میں نہیں ۔۔ورنہ تیری باتیں سن کر وہ برداشت نہیں کر پاتے۔ہمارے پیار میں کہاں کمی رہ گئی تھی۔۔اگر چاہتی تھی اسے تو ایک بات ہمارے پاس تو آتی لیکن تو نے ہمارا سر شرم سے جھکا دیا ہے ہم نے لاڈ پیار سے تجھے پالا کی تو نے آج ہمارے سروں میں خال ڈال دی ہے۔۔صائم سے پہلے میں تیری جان لے لوں گا۔۔نکل جاؤ یہاں سے۔۔

نکل جاؤ۔بدذات اس گھر سے دور چل جاؤ۔۔نہیں تو تمہارا اور اس خبیث کا قتل کر دوں گا۔"

وہ دھاڑے تو ماہوش کو اپنا دماغ سب ہوتا محسوس ہوا۔

لیکن بابا۔۔"وہ ان کی جانب بڑھی۔"

مت کہو مجھے بابا۔۔۔دفعہ ہو جاؤ اس گھر سے۔اب سے کوئی رشتہ نہیں ہمارا تم"
سے۔۔نکل جاؤ۔۔"وہ پھر سے چیخے تو وہ آنسو بہاتی ان کو دیکھنے لگی۔

امی۔"

وہ بولی تو صائمہ بیگم بھی نظریں پھیر گئیں۔

لالہ""""

وہ صائم کو آس سے دیکھنے لگی لیکن وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھیاں چڑھتا گیا۔حیدر نے
ماہوش کا ہاتھ پکڑا اور اس گھر کی دہلیز پار کرتا گیا۔

حیدر نے جیسے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسے سہارا دے کر اندر بٹھایا۔وہ سرتاپا جیسے کسی
طوفان زد میں تھی۔ اس کا جسم کپکپا رہا تھا۔اس نے آنسو بھری نظروں سے اپنے گھر کی جانب
!!دیکھا۔وہاں ویرانی تھی۔ایک جان لیوا سناٹا
پھر آنسو بھری آنکھوں میں یہ منظر دھندلا گیا تھا۔

وہ خاموشی سے آنسو بہاتی رہی۔یہ احساس ہی بے حد جان لیوا تھا کہ اس گھر اور اس گھر کے مکینوں کو جو اس کی رگ جاں سے بھی قریب تر تھے شاید زندگی میں آخری بار دیکھ رہی تھی۔

اور یہ خیال پاگل کر رہا تھا۔اس کی سسکیوں سے بے نیاز وہ اپنی جیت کے نشے میں دھت تھا۔۔

بس کرو اب ختم کرو یہ ماتم!بچا کر رکھ لو یہ آنسو کسی ایسے موقع کے لیے"حیدر نے زور سے گیئر بدلتے ہوئے آرام سے کہا مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔وہ اسی بے قراری اور وحشت سے روئے گئی تھی۔

"ماہوش!چپ کر جاؤ۔۔میں تمہیں اٹھا کر چلتی ہوئی گاڑی سے باہر پھینک دوں گا۔

وہ اب ضبط توڑتے دھاڑا تو وہ خاموش ہو گئی۔

گاڑی گھر کے پورچ میں رکھنے کی دیر تھی کہ ماہوش دم گھٹنے پر گاڑی سے اتری اور اندر کی طرف دوڑی،وہ جو پہلے ہی پورا راستہ اسکی سسکیوں پہ بھرا پڑا تھا اور اب یوں ماہوش کا جانا صحیح معنوں میں غصہ دلا گیا۔

گاڑی سے نکلے اسے لاک کیے وہ اس کے پیچھے بڑھا جو کمرے میں پہنچ کر اوندھے منہ بیڈ پہ لیٹی اپنے کیے پر فرصت سے آنسو بہا رہی تھی۔

گھر والوں کے ساتھ اپنا سلوک آنکھوں میں بار بار آنسو بھرتا اور پھر وہ آنسو رخساروں کو بھگونے لگتے۔

وہ انھیں رگڑتی، نئے اشک آنکھوں میں امڈنے لگتے۔

وہ اس اسکی جانب بڑھا تو وہ جھٹکے سے پلٹ کر اپنی انگلی اسکی طرف لہرا گئی۔

"میرے قریب آنے کی کوشش بھی مت کیجئے گا ورنہ میں کچھ کر دوں گی۔اکیلا چھوڑ دیں مجھے، جائیں"۔

اس کی روتی آنکھوں نے رات کو سوگوار کر دیا۔وہ آج پہلی بار ایسی ہمت کر گئی ۔شاید اب کھونے کے لیے کچھ نہیں رہ گیا تھا۔

"یہ اکڑ کسے دکھا رہی ہو ہاں۔۔یہ سب تم نے اپنی مرضی سے کیا ہے۔۔بلکی میری امید سے بڑھ کر کیا ہے۔"

اسکو تھامنے کی چاہت تھی پر ماہوش نے اسکے ہاتھ بے دردی سے پرے جھٹکے۔

"ابھی جائیں یہاں سے پلیز"

اسے پرے دھکیل کر پلٹی، حیدر نے ڈھیٹ بنے بازو نہ آتے پھر سے اسے جکڑا اور اپنی جانب گھمایا۔

اب یہ ڈراما کس لیے کر رہی ہو۔ مجھ پہ کوئی اثر نہیں ہونے والا۔" وہ ڈھیٹ بنا شاید اس کی بے بسی کا تماشا بنا رہا تھا۔

اسکا لہجہ مدھم، آواز سپاٹ تھی۔ ماہوش نے لمحہ بھر رو نا روکے اس کی دیکھا، اسکی نظر حیدر کے کلیجے تک کو چیرتی محسوس ہوئی۔

ٹھیک ہے چھین لیا ناں مجھ سے سب۔ اللہ پوچھے گا آپ سے ہے لعنت بھیجتی ہوں "

اس وقت کو جب میں نے آپ سے محبت کی۔۔ میں مر رہی ہوں لیکن مرنا نہیں چاہتی میں آپ کا انجام دیکھنا چاہتی ہوں"

وہ اسکو دیکھتی چیخنے لگی، وہیں گھٹنوں کے بل گر جاتی اگر وہ اسے نہ سنبھالتا۔

تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک سو جاؤ۔ باقی کا بعد میں دیکھ لیں گے۔۔ مر ہی نہ جاؤ "

"کہیں۔

حیدر نے اسے کھڑا کرتے سنگدلانہ سنگ مشورہ دیا۔

چھوڑ دیں مجھے۔ دفعہ ہو جائیں۔ یہاں سے۔""

وہ ایک بار پھر اپنا آپ اس سے چھڑواتی ہوئی بولی تو وہ لب بھینچ کر پیچھے ہٹ گیا

میرے ساتھ یہ سب مت کریں۔ آپکو مجھ سے محبت نہیں تھی مانتی ہوں۔۔۔کوئی بات

"نہیں۔لیکن مجھ سے میری ہمت میری جان تو مت چھینیں۔۔

وہ بول رہی تھی تو وہیں نا جانے کیوں حیدر کو پہلی بار اس سے ہمدردی محسوس ہوئی۔۔

تو تم بتاو کیا کروں میں۔میں نے اپنا انتقام لیا ہے یزدان سے۔رہی۔تمہارے لالا کی "

وجہ سے میں نے اپنا باپ کھو دیا۔اس کی وجہ سے اس کی دی ہوئی بے عزتی کی وجہ سے میرا

باپ اپنی زندگی ہار گیا۔ مجھ سے میرا واحد سہارا چھین لیا۔۔مجھے اس صورت میں تم لوگوں کی

فیملی مسکراتی ہوئی کیسے قبول ہو سکتے ہیں،نہ تو میں بڑے دل کا مالک تھا نہ ہوں نہ بڑے ظرف

کا۔ میں وہ آدمی ہوں جسکی رگ رگ میں خود غرضی اور سفاکی دوڑتی ہے۔

میں نے کبھی انکار نہیں کیا کہ میں برا نہیں۔میں برا ہوں تم نے اگر چھوڑ کر جانا ہے تو

جاؤ۔میرا مقصد پورا ہوا اور اگر رہنا ہے تو شوق سے رہو۔لیکن رہنا میرے اصولوں کے مطابق

"رہنا ہو گا۔

نہ تو لہجے میں غصہ تھا نہ کڑواہٹ،سرسا تاثر تھا اور کتنے ہی لمحے وہ بس اس کو ہی مرجھائی

آنکھوں سے دیکھتی رہی

میری کوئی اہمیت نہیں ہے آپکی زندگی میں ؟"

اب بھی نا جانے کس احساس کے تحت اس نے ایک امید لیے پوچھا تو وہ اسے دیکھنے لگا۔

تم سے شادی کی ہے۔ تو اہمیت ہو گی۔ محبت نہیں کی اس بات کی غلط فہمی نہیں ہونی "

چاہیے۔ مجھ جیسے پاگل انسان کو محبت راس نہیں۔" وہ کہہ کر نظریں چرا گیا تو وہ پھیکا سا مسکرائی۔

میرے لیے سارے راستے بند کر دیے آپ نے حیدر۔ آپ کی یزدان لالہ سے دشمنی"

تھی تو اس کا بدلہ میرے دل سے کھیل کر کیوں لیا۔ مجھے میرے گھر والوں سے جدا کر دیا۔ میں

کہاں جاؤں۔۔ بتائیں مجھے۔ یہاں رہنے کے سوا میرے پاس کوئی آپشن نہیں ہے آپ کو آپ کی

جیت مبارک ہو۔"

وہ کہہ کر اسے بھیگی آنکھوں سے دیکھتی کمرے سے نکل گئی تو وہ اس کے لفظوں کے جال

میں پھنسا کچھ دیر سانس روکے کھڑا رہا۔ نا جانے کیوں جو وقتی خوشی کا احساس تھا وہ جاتا رہا تھا۔ دل

اداس تھا جیسے کوئی شے کاٹ ہو رہی ہو۔ گھٹن کا احساس تھا۔ کچھ زیر سینہ ہاتھ سے ملنے کے بعد

وہ الماری کھول گیا اور وہاں مشروب کی بوتل اٹھا کر دیکھنے لگا۔ گلاس اٹھا کر اس میں انڈیلی اور

ایک سانس میں پی گیا۔ درد ایسا تھا کہ کھڑا نہیں رہا گیا اور وہیں بیڈ پہ گر سا گیا۔۔ کچھ دیر میں

آنکھیں نیند سے بند ہوتی گئیں۔

آج نا جانے کتنے دنوں بعد سب گھر والے ایک ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کر رہے تھے۔پہلے دار یہ اور پھر ماہوش کی وجہ سے گھر میں جو تناؤ اور پریشانی تھی۔سب نے کسی طرح خود کو سنبھال لیا۔حوصلے سے کام لیتے آج سب لوگ ایک ساتھ ڈائینگ ٹیبل پہ موجود تھے۔

"آئی ایم سوری پاپا ، مما۔۔۔اور آپ سب جن کی دل آزاری کی ہو۔ان دنوں میں میں خود بھی نہیں جانتا تھا کہ کس طرح بیہیو کرنا ہے۔۔آپ سب مجھے معاف کر دیں۔" یزدان نے پشیمان لہجے میں اپنی کئی دنوں کی سرد مہری اور خاموشی کا ازالہ کیا۔وہ تو ولتا ہی ایسا تھا کہ سامنے والے کو کامل یقین آجاتا۔

سب کے چہروں پر پھیلی آفسردگی مکمل ہٹ چکی تھی، سکندر اور عائشہ بیگم نے اس کی جانب دکھ سے دیکھا۔پھر وہ اٹھ کر اس کے روبرو ہوئے۔

"نہیں یزدان۔۔معافی کس بات کی۔تم حق بجانب تھے تمہارے اتنے بڑے نقصان پہ تو ہمیں تم سے معافی مانگنی چاہیے۔لیکن ان باتوں کو رہنے دو۔۔جو ہو گیا سو ہو گیا۔۔آجاؤ گلے

لگ جاؤ میرے۔۔"وہ اسے اپنے کمزور بازوؤں میں بھینچ کر بولے تو یزدان کی آنکھیں سرخ پڑیں۔

میری جان"عائشہ بیگم نے جناب کو خود ہی گلے لگایا۔ساری خفگی بھول کر بہت مدت" کے بعد یزدان کے ساتھ ایک پر لطف ناشتہ کر رہے تھے۔سب ہی یزدان کے نارمل رویے سے پر سکون ہو چکے تھے۔ماہوش اور داریہ کی کمی تھی لیکن دلوں کو کسی حد تک سمجھا لیا تھا۔

شام کے سائے دھیرے دھیرے اپنے پر پھیلا رہے تھے۔سورج بھی تھک کر اب اپنے آشیانے کی جانب رواں دواں تھا۔ہر چیز متحرک تھی لیکن جس کا وقت ٹھہر گیا تھا۔وہ سر اٹھائے اڑتے پرندوں کو حسرت سے دیکھ رہی تھی۔

آنکھوں سے آنسو نکلتے نیلی آنکھوں کو بھگو رہے تھے۔ایک نقطے پہ نظریں جمائے وہ اب تھک چکی تھی۔

اس زندگی سے موت بہتر تھی لیکن وہ اپنے رب سے ناراض نہیں تھی جو تھا وہ اپنی قسمت سمجھ کر قبول کر لیا تھا۔

اپنی یادوں میں کھوئی ہوئی تھی کہ بھاری بوٹوں کی دھمک بھی محسوس نہ کر پائی۔

کس کی یاد میں آنسو بہائے جا رہے ہیں۔؟"بھاری طنزیہ سرد آواز سن کر وہ چونک گئی"

اور جلدی سے کھڑی ہو گئی۔تو اس کی نیلی آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئی دیکھ کر وہ لب بھینچ گیا۔وہ خاموش رہی۔

ایسا کوئی ظلم تو نہیں کر رہا تمہارے ساتھ جو آنسو بہا رہی ہو اور ان خوبصورت"

آنکھوں کو تکلیف دے رہی ہو۔"

ایک قدم اس کے نزدیک آ کر اس کی جھکی پلکوں کو دیکھ کر تھوڑی پہ ایک انگلی رکھ کر اس کا چہرہ اوپر کر دیا لیکن اس کی نظریں جھکا رہیں۔

منہ میں زبان نہیں ہے؟""

اپنا اگنور ہونا اس سے برداشت نہیں ہوا تو سرد آواز میں بولا۔

میں آپ کے منہ نہیں لگنا چاہتی""

وہ بھیگی سرد میں اس کی سائیڈ سے ہو کر نکلتی کہ اس نے اس کا بازو تھام کر واپس کھینچ لیا۔

www.novelsclubb.com

منہ تو ساری زندگی میرے ہی لگنا ہے۔ لیکن ابھی مجھے بھوک لگی ہے چل کر مجھے کچھ بنا"
کر دو کھانے کے لیے" وہ اس کا بازو گھسیٹ کر اسے اپنے ساتھ جاتے ہوئے بولا۔
میں نہیں بناوں گی۔ جا کر ملازمہ سے کہیں۔ میں نوکر نہیں ہوں آپکی۔""
وہ تڑخ کر اس کے ساتھ بمشکل چلتے ہوئے بولی۔
بیوی تو ہو ناں۔ اور ملازمہ کو میں نے فارغ کر دیا ہے۔ اب سے میرے سارے کام تم"
ہی کرو گی۔
آخر تو تمہیں بیوی بنایا ہے تو کچھ فائدہ مجھے بھی ہوں۔"
ایک آنکھ دبا کر مسکراتا ہوا وہ اسے کچن میں آیا اور بازو چھوڑ دیا۔
ماہوش نے ایک نظر بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھا پھر بغیر کچھ کہے فریزر کی جانب بڑھ
گئی اور وہاں سے کچھ پکانے کے لیے ڈھونڈنے لگی۔ وہ کچھ دیر اسے کھڑا دیکھتا رہا پھر مڑ کر کچن
سے باہر نکل کر لاؤنج میں چلا گیا اور فل آواز میں ٹی وی چلا کر بیٹھ گیا۔ وہ وہیں کھڑی
آنسوؤں کے درمیان کھانا بناتی رہی۔ ایک گھنٹہ کے بعد وہ کھانا بنا کر فری ہوئی تو کچن سے نکل
اس کی جانب آئی جو ٹانگیں لمبی کر کے اب سکون سے ٹی وہ دیکھ رہا تھا۔
کھانا بن گیا ہے۔""

وہ اسے آکر بتا رہی تھی۔ حیدر نے چونک کر اسے دیکھا پھر اٹھ بیٹھا۔ پھر ڈائیننگ ٹیبل پہ دیکھا۔

تو کیا سرو میں کروں گا۔ کھانا لگاؤ ٹیبل پہ۔ حکم دے کر وہ پھر سے اس کی جانب سے " رخ پھیر گیا۔

ماہوش کچن میں گئی برتن میں کھانا نکالا اور اور ڈائیننگ ٹیبل پہ سرو کر دیا۔ اتنی دیر میں وہ بھی ٹیبل پہ آ گیا۔ ماہوش اسے بیٹھا دیکھ کر کچن میں گئی اپنے لیے پلیٹ میں کھانا نکالا۔ وہ کچن سے نکل کر کمرے میں جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ حیدر جو اس کا انتظار کر رہا تھا اسے کچن سے نکل کر جاتے دیکھ اسے روک گیا۔

کہاں جا رہی ہو۔""

اسے آواز دی تو وہ رک کر سہم کر اسے دیکھنے لگی۔

یہ کھانا کہاں لے کر جا رہی ہو۔ یہاں پہ آ و بیٹھ کر میرے ساتھ کھانا کھاو۔""

وہ ایسی سرد مہری سے بولا کہ وہ بے بسی سے ڈھیلے قدموں سے اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ اسے رونا آ رہا تھا۔ حلق میں کچھ اٹکنے لگا۔ اس طرح کی زندگی کی عادت نہیں تھی اسے۔ وہ کیسے اس انسان کے اشاروں پہ اس زندان میں رہے گی۔

وہ آکر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔حیدر بغور اسے ہی دیکھ رہا تھا۔لائٹ بلو کلر کے ڈریس میں دوپٹہ اچھے سے سر پہ لیئے وہ ضبط سے سرخ پڑیں نظریں جھکائے ہوئے تھی۔وہ بیٹھی تو اس کی نظروں کا ارتکاز بھی ٹوٹا اور خود بھی کھانے لگا۔کھانا واقعی اچھا بنا تھا۔اس نے کھانا شروع کیا تو۔ماہوش نے خاموشی سے ایک نوالا توڑا جو گلے میں ہی اٹک گیا۔زور کا پھندا لگا اور وہ یکدم کھانسنے لگی۔حیدر نے اس کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں سے کھانسی کے باعث رم جھم برسات ہو رہی تھی۔ناجانے کیوں کھانسی کی وجہ سے تھا یا اسے رونے کا بہانہ مل گیا تھا۔چہرہ بے حد سرخ ہو گیا تھا۔حیدر کسی احساس کے تحت اٹھ کر اس کی کمر سہلانے گا تو ماہوش نے کرنٹ کھا کر اس کا ہاتھ جھٹک دیا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔حیدر نے اسے دیکھا جو پانی کا گلاس منہ کو لگاتی کانپتی ہوئی کھڑی جانے کو پر تول رہی تھی۔وہ نازک سی لڑکی کیا اس کے اس سلوک کی مستحق تھی؟کیا وہ اس ظلم کی حقدار تھی۔

پانی پی کر وہ یونہی تیز قدموں سے اوپر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اور وہ اس خیال پشت کو تکتا ابھی تک سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔

کچھ دیر میں وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ صوفے پہ لیٹی ہوئی تھی۔ بڑی سی چادر اپنے اوپر اوڑھے وہ گہری نیند میں لگتی تھی۔ وہ قدم بہ قدم چلتا ہوا اس سے پہلے کے بیڈ کی جانب بڑھتا کہ نا جانے کیا سوچ کر اس کی جانب آیا اور قریب رک کر اس کا چادر میں چھپ چہرہ دیکھنے لگی۔ ہلکا سا اس کے چہرے سے چادر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا جو آنکھیں بند کیے گہری نیند میں سو رہی تھی۔ گالوں پہ آنسوؤں کے مٹے مٹے نشاں تھے اور بے حد سرخ۔

وہ کچھ دیر یونہی خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر نا جانے کیا دل میں سمائی کہ اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا وہ جو کچھ نیند میں تھی خود کو ہوا میں معلق محسوس کر کے آنکھیں کھول کر دیکھنے لگی تو سہم گئی۔ وہ عجیب سے تاثرات لیے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اب وہ اسے بیڈ کی جانب لے جانے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں۔ مجھے نیچے اتاریں۔" وہ ملنے لگی لیکن اس نے نا چھوڑا وہ اپنے ناخنوں سے اس کے بازوؤں پہ نشان ڈالنے لگی۔ زور زور سے ہاتھ پاؤں چلاتی وہ اترنے کی کوشش کرنے لگی۔

بیڈ پہ لا کر اسے زور سے پٹکا تو وہ سہم کر پیچھے ہو کر دوسری جانب سے بیڈ سے اتری گئی۔

"ماہوش شرافت سے یہاں آ جاؤ" رعب دار آواز میں بول تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔"

نہیں پلیز مجھے چھوڑ دیں حیدر۔"آنسو پھر سے بہنے لگے ۔"

حیدر نے اپنی جگہ سے ایک انچ بھی حرکت نہیں کی تھی وہی کھڑا اپنی برفیلی نگاہوں سے "

اسے دیکھتے ہوئے بس اسے مزید ڈرا رہا تھا۔

وہ وہی تھم گئی اور بس اسی خوف سے اسے دیکھتے ہوئے اس کے اگلے قدم کی منتظر تھی۔

مسز حیدر۔ تم خود جانتی ہو مجھ سے بھاگ کر تم کہیں نہیں جا سکتی تو کوشش بھی کرنا "

بیکار تھا ابھی سے تھک گئی۔

ابھی تو میں نے اپنی وحشت تمھیں دیکھائی بھی نہیں ہے.. جس دن اپنی ساری نفرت تم

پر انڈیلنے کے لئے اپنا استحقاق جتا دوں گا تم تم نے فوت ہو جانا ہے_"اس کو اپنی سرخ ہوتی

نگاہوں میں بھرے اس نے بہت استہزایہ انداز میں اس کا مذاق اڑایا تھا۔

ساکت کھڑی ماہوش کو اپنی بے بسی پر اور بھی رونا آیا تھا۔آنسو پلکوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر

.گالوں پر بہنے لگے

وہ آہستہ قدموں سے اس کی طرف بڑھا تھا۔"ن..ن.. نہیں پلیز مت آئے میرے

پاس_"

وہ پھر سے نفی میں سر ہلاتی پیچھے کی طرف کھسکنے لگی تھی۔حیدر نے کچھ دیر ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا تھا پھر ایک ہی جست میں اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔۔

کیوں بھول جاتی ہو تم کہ تم میری بیوی ہو.. مطلب جانتی ہو۔میری ملکیت..۔میں تمہارے قریب آسکتا ہوں۔کیا میں تمہیں مارتا ہوں جو ایسے روتی ہو۔تم تو محبت کرتی ہو ناں مجھ سے پھر یہ رونا کس بات کا؟؟وہ اس پہ دھاڑا۔

اس کے چہرے پر جھکا اس پر غراتے ہوئے وہ اپنی نفرت بھری آنکھوں سے اسے جلا رہا تھا۔اس کی دہکتی ہوئی سانسیں ماہوش کے چہرے کو دہکانے لگی تھی۔

مجھے خوف آتا ہے آپ سے۔_"وہ روتے ہوئے بولی۔ "

۔"رئیلی...میں کیا کوئی ظالم جابر ہوں یا میرے سینگ نکلے ہیں۔یا میں خون پیتا ہوں جو ڈر لگتا ہے تمہیں"وہ آنکھیں پھیلا کر بولا۔

آپ میرے قریب مت آیا کریں پلیز۔مجھے عجیب لگتا ہے"وہ دھیمے سے بولی۔

چھوڑنا چاہتی ہو مجھے۔کہاں جاؤ گی مجھے چھوڑ کر۔اپنے گھر؟؟جہاں تمہیں کوئی عزت" نہیں دے گا۔یزدان تو تمہارا قتل کر دے گا۔۔کہاں جاؤ گی بتاؤ۔میں نے تمہیں اس گھر میں

جگہ دی ہے۔بیوی بنایا ہے تو شکر کیوں نہیں کرتی۔"وہ تحقیر آمیز لہجے میں بول کر اس کی دھجیاں اڑا رہا تھا۔وہ روتے سے چپ ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

میں کہاں جاؤں گی۔مجھے یہیں رہنا ہے۔"وہ کھوئی کھوئی سی بولی۔"

اوہ تو تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاو گی؟؟؟ اس نے اس کے چہرے پر اپنی آنکھیں گاڑے"

ہوئے بہت ہی طنز سے کہا تھا

نہیں۔...اپنے گلے میں پھنسے ہوئے آنسوؤں کے گولے کو دھکیلنے کی کوشش کرتی وہ "

... بے بسی کی انتہا پر تھی

ساری زندگی میرے پاس رہنا چاہتی ہو..."پھر سے سوال۔وہ سر ہاں میں ہلا کر سر جھکا گئی۔

پھر یہ آنسو کسی خوشی میں ہیں۔"وہ اس کے گال پہ بہتا اس کا آنسو چن کر بولا تو وہ چپ"

رہی۔گلابی لب بری طرح سے کپکپانے لگیں۔

میرا چھونا تو تمہیں برداشت ہے نہیں۔" اس کے جبڑے جکڑ کر اس کے چہرے پر "

جھکا بولا۔

www.novelsclubb.com

مجھے بس ڈر لگتا ہے آپ سے۔۔پلیز۔مجھے چھوڑ دیں میں مر جاؤں گی۔۔"وہ اسے یقین دلانے کی کوشش میں اپنی بے بسی پر ایک بار پھر رو پڑی دونوں ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پہ مٹھی کی صورت وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

وہ لب بھینچ کر اسے دیکھنے لگا۔وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔

ایک گہری سانس لے کر اس نے نیچے دیکھا پھر اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔اسے کندھوں سے تھام کر اوپر اٹھایا اور سہارا دے کر بیڈ پہ جا کر بٹھا دیا۔سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر اس کے لبوں سے لگایا۔وہ چپ چاپ سسکتی وہ سب کرتی گئی

سو جاؤ۔۔۔صوفے پہ نہیں۔۔یہیں پر۔۔آخری بار کہہ رہا۔اور اب کوئی بحث نہیں۔ناجانے کیوں سی مصیبت سر مول لے لی ہے میں نے۔"اسے لٹا کر وہیں اسے رخ موڑ کر کھڑا ہو گیا اور کچھ دیر سوچنے کے بعد واش روم کی جانب بڑھ گیا۔ وہ اس کی چوڑی پشت کو دیکھے جا رہی تھی سارے آنسو جیسے کہیں گم ہو گئے۔اس نے جیسے سکون کا گہرا سانس بھرا تھا۔پھر آنکھیں موند لیں۔

تین ماہ بعد

یہ تو بہت خوشی کی بات ہے یزدان۔بہت خوشی کی بات ہے دار یہ بھابھی کو ہوش آگیا" ہے۔ہم لوگ صبح آتے ہی ملتے۔خیال رکھنا۔"ازلان اس وقت یزدان سے بات کر رہا تھا۔تین ماہ کے تکلیف دہ عرصے کے بعد آج یہ خوشی کا دن آیا تھا۔اس نے کمرے میں داخل ہوتے زرین کی طرف دیکھا تھا جو بستر سیٹ کرتی کرتی اس کی بات سنتی خوشی سے اس کی جانب آئی تھی تو ازلان نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دی تھی۔

ہاں ٹھیک ہے اللہ حافظ۔شہزادے کو میرا پیار دینا۔"وہ فون بند کر کے اب زرین کی" جانب مڑا جو خوشی سے نم آنکھوں سے مسکرا رہی تھی۔

اللہ کا شکر ہے دار یہ بھابھی کو ہوش آگیا ہے۔"وہ اس کو کندھوں سے تھام کر" اپنے ساتھ بیڈ پہ بٹھاتا ہوا بولا تو زرین نے اس کے ہاتھ تھامے مضبوطی سے تھام خوشی کا اظہار کیا۔

یہ تو بہت خوشی کی بات ہے ازلان۔۔ہم چلتے ہی ناں ابھی۔"وہ جانے کو بے چین" ہوئی تو ازلان اس کی جلد بازی پہ مسکرایا۔

نہیں زری۔۔ابھی اس وقت نہیں رات کافی ہو گئی ہے۔ صبح جائیں گے۔تم بھی تھک" جاؤ گی۔اپنا خیال رکھا کرو۔"اس کے ہاتھ تھام کر اپنے سینے سے لگائے اس نے زرین کا ممتا سے بھرپور نور چھلکتا چہرہ دیکھا جو اس کی بات سے خوشی کر رنگوں سے بھر گیا تھا۔

رکھتی تو ہوں اپنا خیال۔"وہ کچھ جھینپ دی گئی۔"

اور میرے بے بی کا۔اس کا بھی تو خیال رکھنا ہے ناں۔"اس نے شریر بنتے جان بوجھ کر" اسے تنگ گیا تو وہ اس کے کندھے پہ مکا جڑ گئی۔

مقروض کر دیا ہے تم نے مجھے اپنا زری۔۔اس دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان" محسوس کر رہا ہوں خود کو۔"وہ اس کا گال پہ اپنی انگلیاں سہلاتے ہوئی محبت سی شیرینی لیے بول رہا تھا اور زرین اس کے کندھے سنسر ٹکائے یونہی اس کے وجود سے اٹھتی بھیگی بھینی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارتی خدا کا شکر کر رہی تھی۔وہ اس طرح اس کی اہمیت بیان کرتا اسے دنیا کا سب سے خوبصورت انسان لگا۔اسے پتہ تھا اب اس نے اپنے سکھ دکھ اسی شخص کے ساتھ بانٹنے ہیں جو اس کے بچے کا باپ تھا۔اس کی پریگننسی کو دو ماہ ہو چکے تھے اور ان دو ماہ میں ازلان اس کی ہر چھوٹی بڑی خوشی کا خیال رکھ رہا تحا۔ژالے تو اپنے آنے والے بہن بھائی کا سن کر ایکسائیٹڈ تھی۔

مقروض تو میں ہو گئی ہوں۔آپ کی محبت پا کر۔آپ کی اہمیت پا کر۔اور اب جو شرف عطا کیا جا رہا ہے مجھے میں خود کو دنیا کی سب سے خوش قسمت عورت تصور کر رہی ہوں جسے اس دنیا کی ہر خوشی مل گئی ہو۔ژالے کے روپ میں بیٹی،آپ جیسا محبت کرنے والا شوہر اور اب جو آنے والا جو ہمیں مکمل کرے گا"

وہ آنکھوں میں نمی اس کے بیرڈ زدہ گال پہ ہاتھ رکھ کر بولی تو ازلان نے محبت سے اس کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھے۔اس کی آنکھیں اس سچائی پہ مہک اٹھیں تھیں۔کہاں سوچا تھا کہ زرین کے آنے سے زندگی اتنی سہل ہو جائے گی۔

"وہ اسے نعمت ہو تم میرے لیے۔جسے تاعمر سینے سے لگا کر رکھوں گا۔اور اب سو جاؤ" لے کر بیڈ پہ آیا تو وہ مخموریت سے بھرپور لہجے پہ فدا ہوتی ہنستی ہوئی تکیہ سیٹ کرتی اپنی جگہ پہ لیٹی۔ازلان کروٹ بدلے اسے دیکھنے لگا جو محبت کے جگنو آنکھوں میں لیے اسے تک رہی تھی ۔ازلان نے اس کا سر اپنے بازو پہ رکھتے پیشانی پہ بوسہ دیا اور ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کر دی۔

"شکر ہے تمہارے چہرے پہ بھی خوشی دیکھنے کو ملی ہے۔آج تمہارے اس چہرے پہ کھلی بہار دیکھ کر میں بہت خوش ہوں اصفہان۔"اصفہان نے پاس آ کر بیٹھی حور کو دیکھ کر مزید

جگہ دی تو وہ ابھی اس کے ساتھ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اس سے جڑ کر بیٹھی۔اصفہان نے اس کے اوپر بھی کمبل دیا تو حور مسکرائی۔

"صحیح کہہ رہی ہو۔۔اتنی بڑی خوشی دیکھنے کو ملی ہے۔داریہ بھابھی کو آج صحیح سلامت دیکھ کر لگ رہا ہے کی اب اس گھر کی خوشیاں پھر سے لوٹ آئی گی۔" وہ کھلے چہرے اور تھکانے زدہ تاثرات کے ساتھ خوشی سے بولا تو حور نے اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں چلاتے اس کے کندھے پہ سر رکھا۔

"ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ دھیما سا بولی تو دونوں کے بیچ خاموش حائل ہو گئی۔اصفہان نے حور کی جانب دیکھا جو کھوئی کھوئی سی اس کے کندھے پہ سر رکھے بیٹھی تھی۔جان نثار ہوتی نظروں سے وہ اس کا چہرہ دل میں اتار رہا تھا۔وہ جانتا تھا ان تین ماہ میں وہ صحیح سے حور کو ٹائم نہیں دے پایا تھا۔نہ ہی شادی کے بعد کا خوبصورت وقت انجوائے کر پایا تھا لیکن جس طرح سے حور نے اس عرصے میں اس پورے گھر کو سنبھالا تھا وہ اس کا مزید اسیر ہو گیا تھا۔کمرے میں لیمپ کی ملگجی روشنی میں وہ اس کا خوبصورت چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"حور" اس نے ہلکے سے اسے پکارا

"ہمم"

تم ناراض ہو مجھ سے" وہ اس کا سر کندھے سے اٹھا کر اپنے سامنے کرتے ہوئے بولا تو وہ"
اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگی۔ سبز آنکھوں کا بھوری آنکھوں سے ٹکراؤ زبردست تھا۔
نہیں۔ میں کیوں ناراض ہونے لگی" وہ ناسمجھی سے بولی تو اصفہان نے اس کے گال پہ"
ہولے سے ہاتھ رکھا۔
میں تمہیں ٹائم نہیں دے پایا ناں اتنے عرصے میں۔ ایم سوری حور۔ وہ نا جانے کیوں"
پشیماں تھا۔ حور نے اسے گھورتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما۔
"ہاں تو کیا نا ہوں ناراض کیوں کیا اگنور مجھے۔"
وہ اسے نخرہ دکھاتے ہوئے اس سے ہاتھ چھڑا کر بولی تو اصفہان نے اس کے ہاتھ پکڑ سے
جکڑے۔
حوری جان میں جانتا ہوں میں نے غلط کیا ہے۔۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔۔ آج کے بعد"
سارا ٹائم تمہارا۔ ایسا کرتے ہیں ہنی مون پہ چلتے ہیں۔ سارا وقت تمہارا ہو گا۔" وہ جس انداز میں
بول رہا تھا حور العین نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔
لیکن ابھی کے لیے تو میں تم سے بہت ناراض ہوں اس کے لیے تو کچھ کرنا ہی"
پڑے گا۔" وہ ناراضگی جتانے کو بولی۔

کیا کروں۔"وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔"

میرا سر بہت درد کر رہا ہے۔۔میرا سر ہی دبا دو۔""

وہ اپنے سر کو ہلکے سے انگلیوں سے دباتی بولی

تو پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔کب سے ہے۔میڈیسن لی۔""

وہ دیکھ رہا تھا کہ وہ کچھ ڈل سی تھی ایک لمحے میں اس کا سر تھام کر اس نے اپنی گود میں رکھا اور اس کے بالوں میں آہستہ آہستہ انگلیاں پھیرنے لگا۔حور نے سکون سے اپنی آنکھیں موندیں۔اس کی کھردری انگلیوں کا لمس سر میں سرایت کرتا اسے سکون بخشنے لگا۔

کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جو ابھی بھی اسے محبت پاش نظروں" سے دیکھ رہا تھا۔یکدم ہی اس کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھریں تو وہ اصفہان پریشان ہوا۔

یہ آنسو کیوں حور۔۔؟؟بہت زیادہ درد ہو رہا ہے""

وہ اسے اپنے سینے سے لگائے بولا تو وہ اس کے گریبان میں چہرہ چھپائے اب رونے لگی۔

کیا ہو گیا ہے حور۔۔"

"وہ بے حد فکر مند نظر آنے لگا۔

تم اتنے دور ہو گئے ان دنوں میں مجھ سے۔۔مجھے لگا کہ ہمارا رشتہ کمزور ہو گیا ہے۔میں "
تمہیں کھو دوں گی۔"

وہ روتے روتے بولی تو اصفہان نے اسے خود میں سمویا۔

ایسا کیوں سوچتی ہو۔میں تمہارے پاس ہی تو ہوں۔پہلے رونا بند کرو۔اور جو اتنا پیارا"
رشتہ ہم دونوں کا ہے اس میں کبھی دوری نہیں آسکتی ہے۔دوروحیں جو محبت سے بنی ہیں کبھی
جدا نہیں ہوتی۔میرا سکون ہو تم حور۔"

وہ نرمی سے اس کے بال سہلائے اسے دلاسہ دے رہا تھا۔

مجھے مت ہمیشہ خود کے پاس چاہیے ہو۔پورے کے پورے۔آئندہ کبھی ایسا مت"
کرنا۔میں نہیں رہ سکتی تمہارے بغیر۔اسی لیے اب مجھے کہیں دور مت جانا"

وہ اسے کے سینے سے سر نکالتے ہوئی رعب سے بولی تو اصفہان نے ہنس کر اس کا گال
چھوئے۔

ہاں تو کہہ تو رہا ہوں جاؤں گا۔جہاں صرف میں اور تم ہی ہوں گے۔میں جانتا ہوں"
تمہیں۔بس خود کو تکلیف نہیں دیا کرو۔

"وہ بہت پیار سے بولا تو حور مسکرائی۔

تمہاری یہ باتیں مجھے حوصلہ دیتی ہیں۔اب نہیں روں گی۔"وہ ہنس کر بولی تو اصفہان" بھی مسکرا دیا۔

سر کا درد بہتر ہوا۔"وہ اس کی بھیگی پلکیں چھو کر بولا"

وہ تو تھا ہی نہیں۔مجھے تو بس تھکن تھی جو تمہارے لمس سے دور ہو گئی""

وہ ہنستے ہوئے بولی تو اصفہان کا منہ کھلا۔

حور کی بچی ابھی تمہاری تھکن دور کرتا ہوں میں۔"وہ اسے پکڑ کر گدگدی لگا۔

نہیں اصفہان دیکھو پلیز نہیں کرو۔""

وہ اس سے پہلے کے بچ کر نکلتی اصفہان اسے دوبارہ پکڑ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

یزدان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اسے دیکھا جو بیڈ کراؤں سے ٹیک لگائے ولی کو اپنے اوپر لگائے آنکھیں بند کیے آہستہ آہستہ تھپک رہی تھی۔ولی سکون سے اپنی ٹانگیں اور ہاتھ پھیلائے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے سو رہا تھا۔داریہ اس کے سر پہ سر ٹکائے اسے آہستہ سے

تھپک رہی تھی۔یزدان کتنے عرصے بعد یہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔اس کمرے کی رونق کو دیکھنے کو دل ترس گیا تھا۔وہ بیک وقت خوشی اور آزردگی سے دیکھ رہا تھا۔

بنا آہٹ کیے وہ اسکے پاس بیٹھا اور زخمی نگاہ داریہ کی بند آنکھوں پر ثبت تھی۔کتنی ہی دیر وہ بنا داریہ کو چھوئے بس اسے دیکھتا رہا، کرب سے، جبر سے اور پشیمانی سے۔۔

اس کے ہوش میں آنے کے بعد وہ ایک بار بھی اس نے نہیں ملا تھا لیکن اب دل کے درد کو دبا تا وہ کمرے میں آیا تھا۔

داریہ تو نا جانے کب سے اسکی اپنے پاس خوشبو محسوس کیے جاگ چکی تھی لیکن پلکیں کھلنے سے انکاری تھیں۔

اب یوں سزا دیں گی مجھے "یزدان نے پشیمانی کے سنگ بول کر اس کی پیشانی پہ جھکا تھا " اور اپنائیت بھرا لمس اس کے چہرے پہ چھوڑ کر کچھ سیکنڈز وہیں رکا اور پھر واپس پیچھے ہٹا تو داریہ نے اس دہکتے لمس سے گھبرا کر فوراً آنکھیں کھولیں۔اپنے قریب یزدان کا چہرہ دیکھ اسے لگا وہ ایک بار پھر سے ہوش کھو دے گی۔دل دماغ سب آندھیوں میں جکڑنے لگے۔یزدان نے اس سے بے وفائی کی تھی وہ کیسے بھول سکتی تھی۔

اس نے پانیوں بھری آنکھیں اس پر سے ہٹالیں تو یزدان کا اس کی آنکھوں میں شکوہ پڑھتے دل چاہا زمین پھٹ جائے تاکہ وہ اس میں اتر جائے۔ کس حق سے وہ اس سے بات کرے گا۔ داریہ نے اس کی جانب پھر سے دیکھا۔

آپ کو تو میں کھو چکی ہوں پھر آپ کون ہیں۔۔"داریہ کی مدھم سی نقاہت زدہ آواز پر یزدان کے چہرے پہ سرخی گھلی۔ یزدان کی آنکھوں میں واقع سرخی اتری تھی۔ کچھ لمحے کے لیے وہ خاموش ہو گیا۔

کچھ بول ہی دیں تاکہ داریہ کو یقین ہو جائے کہ اس کے ہیں۔ آپ میرے پاس " ہیں۔ مجھے سب سے پہلے نہیں ملے

"۔ کیا ماہوش کے ساتھ تھے آپ۔

داریہ زخمی سا مسکرا کر یزدان کا اخیر ضبط آزما رہی تھی۔۔

ملیں گے بھی نہیں مجھ سے "بھیگی آواز میں کہہ کر اس پتھر کے مجسمہ میں حرکت ہوئی"

تو یزدان نے بنا کچھ کہے ولی کو اس کی گود سے لے کر سائیڈ میں احتیاط سے لٹایا اور خود یکدم مڑ کے داریہ کو قریب کر کے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔ داریہ نے اس کے سینے میں منہ چھپا کر اس

کے گرد بازوؤں کا حصار باندھا۔یوں بے قراری سے گلے لگائے محبت کا اظہار کرتا وہ اس کے ٹوٹے دل میں محبت کی پھوار بن کر برسا۔

کیوں کیا میرے ساتھ ایسا یزدان۔ مجھ سے دور ہونے سے پہلے ایک بار نہیں میرا سوچا""" داریہ کی بھیگی تکلیف سے اٹی آواز اسے پھر رکر رہی تھی دل کی تپش بڑھتی جا رہی تھی۔

آپ سے دور ہو کر مر جاؤں گا داریہ "وہ بے چینی سے اس کے بال سہلاتا ابھی بھی اس" کی گردن میں چہرہ چھپائے ہوئے

تھا۔

جھوٹ بولتے ہیں آپ۔ مر تو میں جاتی یزدان۔"وہ اس سے الگ ہوتے بے رخی سے" بولی تو آنکھوں سے بہتی نمی گالوں پہ چمکی یزدان نے اس کا گال سہلایا۔

آپ کی اسی محبت نے تو مجھ سے وہ گناہ ہونے سے بچا لیا۔"وہ اس کی آنکھوں میں اپنی " نیلی آنکھیں گاڑ کر بولا تو داریہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

ادھر آئیں۔"اسے پھر سے قریب کر سے سینے سے لگایا اور پھر سے اس کے ٹھیک ہونے کا اچھے سے یقین کیا۔داریہ خاموشی سے اپنے وجود کی حدت بڑھتے محسوس کر رہی تھی۔اس

دیوانے کی بڑبڑاتی دل کی دھڑکنیں اسکے کانوں میں باخوبی سنائی دے رہی تھیں یہ ہی تو مسیحائی کا لمس تھا۔

ماہوش اور میرا نکاح نہیں ہوا تھا۔"اس نے افسردگی سے کہہ کر اس کی سماعتوں کو" مفلوج کیا تھا۔

کیا مطلب ہے۔"اس سمجھ نا آیا کہ کیا کہے تو یزدان نے آہستہ آہستہ اس دن سے لے" کر ماہوش کے گھڑ چھوڑنے تک ہر بات لفظ بہ لفظ دہرا کر اس دیوانی کے دل میں نرمی بھری تو وہیں ماہوش کا سن کر وہ کئی لمحوں تک بول نہ پائی۔

یہ سب کیا ہو گیا یزدان۔ماہوش ایسا کیسے کر سکتی ہے"

اس درد نے پھر سے آنکھوں میں نمی بھری۔

یہ سب ایسے ہی ہونا لکھا۔باقی سب باتیں چھوڑیں داریہ۔بس میرے لیے خود کا" خیال رکھیں۔آپ سے دور ہونا سوہان روح ہے۔یہ درد بار بار میرا دل برداشت نہیں کر سکتا ہے۔بہت عزیز ہیں مجھے"وہ اسے تپش زدہ سینے میں سموئے ہر بات کا اعتراف کر دینے کو تھا جبکہ داریہ تو کچھ بولنے کی حالت میں نہیں تھی۔

آپ کتنی تکلیف میں رہے ہوں گے یزدان "اب کہ وہ یزدان کی تکلیف کا سوچ کر "
افسردہ ہوئی تو یزدان نے اس کا آنسو گال سے صاف کیے مسکرا دیا۔
آپ کی تکلیف کے آگے میرا غم کچھ بھی نہیں ہے۔۔ غم کی رات گئی اب اچھا وقت "
ہے۔۔روئیں مت۔۔سب ٹھیک ہے۔"اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اسے بھی ساتھ بٹھا
اسکی بھیگی سرخ اور تکلیف میں ڈوبی صورت دیکھتا سنجیدہ ہوا۔
جھک کر اس کی پیشانی چومتا وہ اسے پھر سے سینے میں سمو گیا۔اسی بیچ ولی سکندر کسمسایا تو وہ
دونوں اس کی جانب متوجہ ہوئے۔
میرے بیٹے کو بھی خود سے دور رکھا آپ نے پورے تین ماہ۔" وہ اس کا موڈ ٹھیک کرنے "
کو کچھ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔
تو داریہ نے اس سے الگ ہو کر ولی سکندر کو اٹھایا اور ایک بار پھر اس کو پیار کرنے لگی۔
یزدان تین ماہ میں یہ کتنا بڑا ہو گیا ہے۔میں نے مس کر دیا یہ سب "ولی کو گود میں لیے وہ
دکھ سے بولی تو یزدان ہنس دیا
اب اتنا بھی برا نہیں ہوا۔۔ہاں ب ہم باپ بیٹے کو نہیں ستائیں گی وعدہ کریں۔""
اس کا ہاتھ پکڑ کو بوجھل لہجے میں بولا تو دراریہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

کہیں نہیں جاؤں گی۔میرے پاس رہیں گے تو ہمیشہ ٹھیک رہوں گی۔" "

کسی بچے کے مانند اس سے لپٹ جاتی وہ یزدان کے چہرے پہ بہار لے آئی۔

ایسا لگ رہا ہے زندگی پھر سے چلنے لگی ہے۔میرے دل کا نور ہیں۔۔آج پھر سے یہ دل"

اپنے معمول پہ دھڑکا ہے۔"

پوری سچائی سے اس کی آنکھوں میں جھانک کر وہ اپنے محبوب شوہر کو دیکھنے لگی۔اب

زندگی میں سکون تھا۔۔آنسوؤں سے پاک صرف محبت اور پیار بھری زندگی۔۔محبت سے اسے

تکتی وہ اپنی بوجھل آنکھیں بند کیے اس کے کندھے سے سر ٹکا گئی تو یزدان بھی اتنے دنوں بعد

اپنے دل کی بہار کر قریب محسوس کیے اس کا ہاتھ جکڑ کر سینے پہ رکھے آنکھیں بند کر گیا۔

ایک نئی صبح کھل کر رسب کی زندگی کو پھر سے ایک نئے موڑ پہ لا چکی تھی۔ایک بار پھر

سے شاہ ولا میں خوشی کی کھلکھلاہٹیں اور منظر جاگ اٹھے تھے۔گھر میں پھر سے وہی چہل پہل

نظر آتی تھی جو ایک وقت میں ہوتی تھی ایسے میں ماہوش کی کمی نے صائمہ بیگم اور داؤد صاحب

کی زندگی میں جمود قائم کیا تھا۔

حور بچے وانیہ کہاں ہے۔" عائشہ بیگم نے صوفے پہ بیٹھے ملازمہ کو ہدایت دیتی حور العین کو دیکھ کر پوچھا تو مسکراتی ان کی جانب چلی آئی۔

"مما جان وانیہ اپنے روم میں گئی ہے۔ناشتے کے بعد کہہ رہی تھی کہ نیند آرہی ہے اسی لیے کہہ رہی تھی کہ سونے جارہی ہے۔" حور نے مسکرا کر بتایا اور ان کے ساتھ ہی آکر بیٹھ گئی۔

"ایک تو یہ لڑکی۔جب سے یونیورسٹی سے فری ہوئی ہے مزید کاہل ہو گئی ہے یہ نہیں کہ شادی ہو گئی ہے کچھ گھر داری ہی سیکھ لے۔صائمہ تم ہی کچھ اسے کھینچ کر رکھو پھر ہی کچھ اپنی زمیداریوں کو سمجھے گی۔" انہوں نے صائمہ بیگم کو دیکھ کر کہا تو ان کو خاموشی سے ایک نقطے پہ نظریں جمائے دیکھ کر پریشان ہوئیں۔حور بھی ان کی غائب دماغی صبح سے نوٹ کر رہی تھی۔دونوں نے فکر مندی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

www.novelsclubb.com

صائمہ۔۔صائمہ کیا ہوا ہے۔کہاں گم ہو۔""

وہ آکر اس کے پاس بیٹھیں تو وہ چونک سی گئیں۔

"کچھ نہیں بھابھی بس یونہی دل اداس ہے۔ماہوش کی بہت یاد آرہی ہے۔آج اس کی سالگرہ بھی ہے۔کیوں کیا اس نے ایسا۔ایک بار اپنے ماں باپ کا نہیں سوچا۔اسے ہماری یاد نہیں آتی ہو گی کیا۔"

وہ یکدم کہتے ہوئے سسکنے لگیں تو عائشہ بیگم کی بھی آنکھوں میں آنسو آئے۔حورالعین بھی اداس ہوئی۔

صائمہ حوصلہ کرو۔بچے غلطیاں کر دیتے ہیں۔اس سے بھی ہو گئی۔اسے معاف کر" دو۔بس دعا کیا کرو کہ ہماری نازوں پلی بچی جہاں ہو خوش رہے۔"وہ رندھی ہوئی آواز میں بول کر ان کو گلے لگا کر سمجھانے لگیں تو صائمہ بیگم نے بھی سر ہلایا۔

ارے صائم بھیا آپ۔"حور نے صائم کو پاس کھڑے دیکھ کر پکارا تو وہ دونوں بھی متوجہ" ہوئی جو سرخ آنکھوں سے بھینچے لبوں سے سب سن کر خاموش کھڑا تھا۔اس دن کے بعد تو کوئی ایک دوسرے کے سامنے ماہوش کا ذکر بھی نہیں کرتا تھا۔

"کیا ہوا صائم بچے۔اتنی جلدی آ گئے آج۔"

جی ایک فائیل چاہیے تھی وہ لینے آیا تھا۔""

وہ سرخ آنکھوں سے سہاٹ لہجے میں بولتا سیڑھیاں چڑھ گیا۔

ٹیرس پہ کھڑا وہ نا جانے کن سوچوں میں ڈوبا تھا کہ پاس کسی کی موجودگی بھی محسوس نہیں کر سکا۔آنکھیں بے حد سرد تھیں نا جانے کیوں دل بے چین سا تھا کسی طرح بھی سکون نہیں مل

رہا تھا۔اس کی لاڈوں پلی بہن جو کانچ کی طرح نازک تھی آج اتنے دن ہو گئے تھا لیکن وہ لوٹ کر نہ آئی تھی۔

لوٹ کر تو آئی تھی معافی مانگنے لیکن تم نے کیا کیا صائم داؤد تم نے اپنی لاڈلی بہن کو ذلیل کر کے اس گھر سے نکال دیا۔۔اب کس بات کا غم ہے۔"دل نے دہائی دی تو آنکھوں کی آنسو بن کر بہنے لگی لیکن گالوں پہ پھسلنے کی اجازت نہ تھی۔

اس کی بہن ایسی تو نہیں تھی۔۔

ناجانے وہ کیسی تھی۔۔ٹھیک بھی تھی یا نہیں۔

آج وہ اذیت کے ایسے مقام پہ تھا کہ درد سے رہائی ملنا بھی مشکل تھا۔

صائم کیا کر رہا تو یہاں۔کب سے کالز کر رہا ہوں تمہیں۔ادھر دیکھ کیا ہوا ہے۔"یزدان" اس کے قریب آ کر بولا لیکن اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر شدید تشویش میں مبتلا ہوا اس کا بازو تھام کر خود کر جانب موڑا۔

کچھ نہیں۔۔اس وقت مجھے اکیلا چھوڑ دو یزدی۔"وہ اس سے بازو چھڑا کر رخ پھر سے موڑ گیا تو یزدان لب بھینچ گیا۔اسے اپنے پیروں میں غائبی بیڑیاں محسوس ہو رہی تھی۔

صائم خود کو اذیت کیوں دیتے ہو۔۔اس میں تمہارا تو کوئی قصور نہیں ہے۔۔وہ چلی گئی" ہے تو اس میں اس کی مرضی شامل تھی۔ تمہیں دعا کرنی چاہیے کہ وہ جہاں ہو خوش ہو۔آخر زندگی تو اسی نے گزارنی ہے ناں" یزدان نے اس کے سامنے آکر کہا تو صائم نے اپنی نظریں اس پہ ٹکائیں۔

پتہ نہیں یزدان میرا دل بہت بے چین۔اس دن کوئی تو روک لیتا میری بہن کو۔وہ تو " نادان ہے۔ غلطی ہو گئی اس سے لیکن ہم لوگ تو اسے معاف کر سکتے تھے۔۔کتنی ظالم ہے وہ ایک بات مڑ کر نہیں پوچھا اس نے۔۔میں کہاں جاؤں میرا دل مر رہا ہے۔۔اس نے ہمیں جیتے جی مار دیا ہے۔۔تجھے تو پتہ تھا ناں کہ وہ حیدر کو پسند کرتی تھی پھر تو نے مجھے کیوں نہیں بتایا تھا۔کیوں چھپایا مجھ سے۔"

اس کی آواز کرب سے پھٹ گئی تو یزدان کا گریبان جکڑ کر بھیگی آواز میں چیخ پڑا۔یزدان نے ایک دلخراش نظر اس پہ ڈالی۔

سنبھالو خود کو صائم۔مسئلوں کے حل ہوتے ہیں۔میں نے اسی لیے نہیں بتایا تھا کہ " چاچو چاچی کی طرف سے کوئی اعتراض نہ اٹھے۔۔اور کوئی بات نہیں تھی۔اور اسے ڈھونڈنا کوئی مشکل کان تو نہیں ہے۔خود کو پریشان نہیں کرو۔"

صائم نے اپنی شاکی نگاہیں اس پہ ٹکائیں۔

تمہیں کیا لگتا ہے کی میں نے اس تمام عرصے میں پتہ لگانے کی کوشش نہیں کی ہو گی"

لیکن ناجانے انہیں آسمان نگل گیا یا زمین کھا گئی وہ کہیں نہیں ہیں۔میں نہیں ڈھونڈ پا رہا اپنی بہن کو۔ مما بابا کو دیکھ کر میرا دل پھٹتا ہے۔ان کی ایک ہی بیٹی تھی جو ان سے دور ہو گئی ہے۔یزدان وہ ہنسنا مسکرانا بھول گئے ہیں۔بابا کا چہرہ دیکھا ہے تم نے۔۔مجھ سے نہیں برداشت ہوتا ہے مزید۔"نہایت بے بسی سی بے بسی گھلی ہوئی تھی۔

میں جانتا ہوں صائم۔۔لیکن تھوڑا تحمل سے کام لے۔میں اپنی طرف سے کوشش کرتا رہا ہوں۔چاچو چاچی کو سنبھال۔۔مجھے معلوم کرنے دے شاید کوئی راستہ نکل آئے"یزدان نے تحمل سے بات کہی تو صائم نے گہری سانس بھری لیکن دم گھٹ سا رہا تھا۔یزدان نے اس کا مضبوط ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے سہلایا۔

اس نے جو کیا شاید محبت میں کیا۔محبت ایسی ہی ہوتی ہے ہر چیز داؤ پہ لاگ دینے والی۔تو" نے بھی تو محبت کی ہے۔مجھے کچھ سمجھانے کی تو ضرورت نہیں ہے۔اب پلیز یوں اداس شکل نہ بنا کر کھڑا ہو۔ہنس دے نہیں تو یزدان کے ٹارچر کے بارے میں تو سنا ہو گا۔"یزدان کی شرارت سے کہی بات پہ صائم نے اسے گھورا۔

بس زیادہ گھورمت۔۔اور کمرے میں جاؤ۔۔خود کو ریلیکس کرو۔۔سب ٹھیک ہو جائے" گا۔ماہوش مل جائے گی" یزدان کے مسکرا کے سمجھانے پہ بے دلی سے ہی سہی صائم مسکرایا تو یزدان اسے لے کر اندر کی جانب چل پڑا۔

واپس روم میں آتے آتے ہی رات کے 2 بج چکے تھے۔کمرے میں آتے ہی اندھیرے نے استقبال کیا تو وہ دھیرے سے اپنی کنپٹیاں دباتا واش روم میں گیا۔ صبح سے مستقل سوچوں نے سر پہ کاری وار کیا تھا۔ تھکن سے جسم پہ سوار ہوئی۔دس منٹ تک تازہ دم ہوئے وہ وائیٹ شرٹ اور بلیک ٹراؤزر پہنے باہر نکالا تو کمرے میں مدھم روشنی نے موحول بنا رکھا تھا۔بال ٹاول سے ڈرائے کیے وہ بیڈ کی جانب آیا۔بیڈ پہ سوئے وجود کو دیکھ کر دل ودماغ میں سکون اترتا ہوا محسوس ہوا۔اور یہ سکون تو ہر چیز سے افضل تھا۔اسے منہ کھول کر سوتے دیکھ کر اس کے لب ہلکی سے مسکراہٹ میں ڈھلے۔

خاموشی سے وہ اس کے پاس بیٹھا حو کروٹ کے بل لیٹی ایک ہتھیلی گال سے جوڑے " کیوٹ سے انداز میں منہ کھولے سو رہی تھی۔

ہلکے ہلکے خراٹے اس کے گہرے نیند میں اتر جانے کا ثبوت تھے۔

وہیں پہ اسی کے پاس ہی نیم دراز ہوئے اس کی بند آنکھوں کو دیکھنے لگا۔کتنا خوبصورت احساس تھا یہ۔اس کی موجودگی کی وجہ سے ایک راحت نے آن گھیرا تھا۔وہ صرف پاس ہو کر ہی ساری تھکن سمیٹ لیتی تھی جس دن اس کے جذبات جان گئی اس دن جانے کیا ہو گا۔جب مکمل وہ اس کی ہو جائے گی۔۔

یہ سب کتنا خوش گوار تھا۔

ہاتھ بڑھا کر اس کا منہ چٹکیوں سے بند کیا تو وہ نیند میں ہی منہ بنا گئی۔

یہ چھوٹی سی لڑکی کب اس کے دل کا سکون بن گئی تھی اسے خبر ہی نہیں ہوئی تھی۔اس کی چھوٹی چھوٹی شرارتیں،ہنسی،اس کی باتیں،اس کے لاڈ سب کچھ ہی تو اسے مسرت بخشتا تھا ۔۔نہایت آہستگی سے اس نے جھک کر اس کی جبین پہ نرمی سے بوسہ دیا۔

آئی لو یو میری چھوٹی سی چوزی۔""

اس کی ناک دبا کر مسکرایا پھر خود بھی اس کی موجودگی کے سبب آنکھیں بے اختیار بند کر گیا۔

خوبصورت سی رات نے خیر آباد کہا تو ایک نئی صبح طلوع ہوئی۔ درختوں ہی بیٹھے پرندوں نے اپنی چہکار سے خوشگوار موسم کا عندیا دیا تو سورج نے بھی بادلوں میں چھپ کر آنکھ مچولی شروع کر دی۔

سورج کی کرنوں سے اس کی آنکھ کھلی تو حیدر کو اپنے بالکل نزدیک پایا وہ خاموشی سے اسے خود کے نزدیک دیکھنے لگی۔ یہ شخص اپنی تمام تر زیادتیوں اور نفرت کے باوجود اس کے دل سے نہیں اتر سکا تھا۔ حیدر ملک سے وہ نفرت کر ہی نہیں سکتی تھی۔ اس کے چہرے پہ نظریں جمائے وہ سوچوں میں گم تھی۔

کیوں کیا حیدر آپ نے میرے ساتھ ایسا۔ اپنی ناصحیح میری محبت کی لاج رکھ لیتے۔ مجھ سے کس چیز کا بدلہ لیا آپ نے۔۔ آپ کے اس بدلے ایک انتقام کے کھیل میں برباد تو میں ہوئی۔ میرے گھر والے مجھ سے دور ہو گئے۔ یہاں سب سے دور میں آپ کے ساتھ یہ گھٹن بھری زندگی گزار رہی ہوں۔ میں روز مرتی ہوں۔ لیکن آپ کو کوئی احساس نہیں ہے۔ کبھی آپ نے۔ یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کی میرے دل میں کیا ہے۔ مجھ پہ کیا بیت رہی ہے کاش کہ ایک بار آپ کو احساس ہو جاتا تو میں آپ کو معاف کر دیتی۔" اس کی بند آنکھوں کو دیکھتی وہ کرب سے سسکتی ہوئی دل میں بولی۔ اسکی گرفت سے خود کو آزاد کیے وہ اٹھنے کو تھی کہ حیدر

نے پھر سے واپس کھینچ لیا تو آنسو اس کی آنکھوں سے بھل بھل بہنے لگا۔ جبکہ وہ اس کے آنسوؤں سے بے نیاز پھر سے سونے لگا۔ نا جانے اس کا ہلتا وجود تھا یا اس کی سسکیاں کہ حیدر نے آنکھیں کھولیں تو اپنے حصار میں پڑی ماہوش کی بند آنکھوں سے بہتی نمی محسوس کر کے اٹھا۔

کیا ہوا ہے تمہیں۔۔" وہ اس کو خود کی جانب موڑ کر بولا تو ماہوش نے آنکھیں سختی سے بند کیں۔

آنکھیں کھولو اپنی کیوں رو رہی ہو۔" وہ اس کے بال چہرے سے پرے کرتا بولا تو ماہوش" نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تو ان نیلی آنکھوں میں وہ ڈوب کر ابھرا۔

مجھے جانا ہے چھوڑیں مجھے۔" وہ بامشکل تکلیف دباتی ہوئی بولی۔ اس کا نرم لہجہ سن کو وہ خود پہ قابو کھو دیتی تھی

۔ کوئی بھی تو نہیں تھا اس کا یہاں۔ کس کو اپنی تکلیف بتاتی وہ۔

ایک وہ تھا جسے صرف خود سے مطلب تھا۔ صبح کا گیا وہ شام کو واپس آتا تھا۔

ماہوش اس کا ہر کام کرتی تھی۔۔ گھر کے کام اتنے زیادہ نہیں تھے پھر بھی سارا دن اپنی سوچوں میں گھری وہ خود کو پاگل لگنے لگی تھی۔

کہاں جانا ہے مجھ سے دور تمہیں۔۔سب کچھ تو میں ہوں تمہارا" یہ نا جانے استحقاق تھا یا" پھر اس کی بے بسی کا مزاق وہ اس ظالم کو دیکھنے۔لگی اس کی جان لیوا آنکھوں سے پھسلتے آنسو حیدر کو اپنے دل پہ گرتے محسوس ہوئے۔

صحیح کہہ رہے ہیں۔کہیں نہیں جا سکتی۔اب یہیں پہ میرا جینا مرنا ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

یہ آنکھیں کیا جادو کرتی ہیں مجھ پہ کہ میں کہیں کا نہیں رہتا۔"اس کی آنکھوں میں دیکھ" کر وہ خماریت سے بولا۔

فالحال مجھے چھوڑیں آپ کا ناشتہ تیار کرنا ہے آفس سے لیٹ ہو جائے گا" وہ اس کی " آنکھوں میں دیکھ کر شاکی لہجے میں بولی تو اس کے لہجے میں حد درجہ سرد مہری محسوس کی۔

ناشتہ بھی بن جائے گا۔پہلے یہ بتاؤ رو کیوں رہی تھی۔" وہ نیم بے جان سی ہو رہی " تھی۔

اس کی اس کی گال صاف کیے تو وہ نظریں پھیر گئی اور پھر سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔

پلیز مجھے چھوڑ دیں" وہ ضدی لہجے میں بولی تو اب وہ بھی اس آزاد کر گیا۔وہ بیڈ سے" جلدی سے اٹھ کر واش روم کی جانب بڑھی لیکن زوردار چکر آیا تو وہیں دیوار کو تھام کر خود کو

گرنے سے بچایا۔حیدر جو اسے ہی دیکھ کر رہا تھا بیڈ سے تیزی سے اٹھ کر اس کی جانب گیا اور اسے سہارا دیا۔

کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔"اسے اپنا سر تھامے دیکھا کو وہ تشویش سے بولا تو ماہوش نے تیزی سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

سہارا چھین کر سہارا دینے کی ایکٹنگ مت کریں۔۔ہٹیں میرے راستے سے۔""

سرد مہری سے بولتی وہ اس کی سائیڈ سے نکل کر جاتی کہ حیدر نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

نرمی دکھا رہا ہوں تو زیادہ سر پہ نہیں چڑھ رہی۔زبان بہت زیادہ چل رہی ہے آج۔میرا" دماغ نہیں گھماؤ اور بیٹھو یہاں بیڈ پہ۔"اسے تھام کر وہ سخت لہجے میں کہتا اسے بیڈ پہ زبردستی بٹھا گیا۔اس کے سرخ چہرے پہ پسینے کے چھوٹے چھوٹے قطرے اور کانپتا جسم محسوس کر کے وہ حقیقتاً تشویش میں مبتلا ہوا۔ماہوش نے اسے ناراضی سے دیکھا۔

تو مت دکھائیں نرمی۔۔مار لیں مجھے۔۔آپ کے ساتھ رہ کر ویسے بھی میں مر جاؤں" گی۔۔مجھے ہاتھ مت لگائیں نہ ہی میرے قریب آئیں۔میری فکر مت کریں۔"

اس سے اپنا بازو چھڑوا کر کہتی وہ پھر سے کھڑی ہوئی تو حیدر نے کٹھور نظروں سے اسے دیکھا۔

میرا غصہ ابھی تم نے دیکھا بھی نہیں ہے۔نازک سی جان ہو برداشت نہیں کر پاؤ گی۔""

وہ اس کا بازو تھام کر غرا کر بولا تو اس کی انگلیاں اسے اپنے بازو میں دھنستی محسوس ہوئیں لیکن ناجانے کیوں آج اسے ڈر نہیں لگ رہا تھا۔

آپ کی سفاکیت کی ہر حد دیکھ لی ہے اس سے زیادہ اور کیا دکھائیں گے آپ۔""

وہ تڑخ کر بولی تو حیدر کو اپنا دماغ گھومتا محسوس ہوا۔آج اس کی چلتی زبان اسے سخت غصہ دلا رہی تھی۔

مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔کونسا ایسا ظلم کر دیا ہے جو جاہل عورتوں کی طرح چیخ رہی ہو۔"

وہ اس کا جبڑا دبوچ کر بولا تو ماہوش نے اس کے ہاتھ سے اپنا منہ چھڑانے کی کوشش کی۔

آپ ہیں مسئلہ۔۔سب مسئلے آپ سے شروع ہوئے۔۔سب آپ کی وجہ سے ہوا" ہے۔آپ نے مجھے گھر والوں سے دور کر دیا ہے۔۔میرے ماں باپ۔میرا بھائی سب کی نظروں سے گرا دیا مجھے۔۔مجھے اس گھر میں قید کر دیا۔۔۔ظالم درندے ہیں آپ۔اس دن کو کوستی ہوں میں جب آپ سے ملی تھی میں۔اب مجھے کیوں رکھا ہے اپنے پاس۔۔آپ کا مقصد پورا ہو گیا ہے تو کیوں نہیں پھینک دیتے کہیں مار کر مجھے۔۔یا پھر میں خود کو ختم کر لوں گی۔کیا

بگاڑا تھا میں نے آپ کا کیوں مجھے سزا دے رہے ہیں۔۔" وہ اذیت سے چیختی ہوئی اس کا سینے پہ مکے برسانے لگی۔ حیدر خاموش کھڑا اسے سن رہا تھا۔ ساکت سا۔ پھر اس کے بازو تھام کر اسے سنبھالنے لگا جو بکھرتی جا رہی تھی۔

میں کبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو۔ میں ختم کر لوں گی خود کو۔""

وہ نیم پاگل ہوتی اس سے اپنا آپ چھڑا کر خود کو مارنے لگی۔ دونوں ہاتھوں سے خود کر پیٹتی وہ پاگل ہو رہی تھی۔

ماہوش۔ سنبھالو خود کو۔" وہ اس کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کرتا لیکن وہ ہاتھ نہیں لگانے" سے رہی تھی۔ پھر نا جانے اس کے دل میں کیا سمائی کہ سائیڈ ٹیبل پہ پڑی چھری اٹھالی۔ اس سے پہلے کہ وہ خود کو کوئی نقصان پہنچاتی حیدر نے چھری لے کر پھینکی اور ایک تھپڑ اس کے گال پہ مارا تو وہ لڑھکتی بیڈ پہ گر گئی۔

پاگل ہو گئی ہو تم۔ دماغ خراب کر دیا ہے۔ بے وقوف عورت""

اس کے سسکتے وجود کو دیکھتے وہ دھاڑتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکل گیا اور دروازہ زور سے بند کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد اپنے کھولتے ہوئے دماغ پہ قابو پاتے اس نے کمرے میں دوبارہ قدم رکھا تھا۔ناجانے کیوں اسے ماہوش پہ ہاتھ اٹھانے کا بے حد افسوس تھا۔آج تک اس نے اس پہ ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔پر وہ بھی کیا کرتا۔وہ پاگل لڑکی ہوش میں ہی نہیں آرہی تھی۔آج اس کی کی باتوں نے دماغ اور دل میں ایک اودھم مچایا ہوا تھا۔اب بھی اس کی طبیعت کی فکر میں وہ کمرے میں داخل ہوا تو سامنے کے منظر نے اسے حیران کر دیا۔جس طرح وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا وہ اسی طرح اوندھے منہ بستر پہ بے سدھ پڑی ہوئی تھی۔اس کے وجود میں کوئی ہلچل نہ پا کر وہ تیز قدموں سے اس تک آیا اور اس کے پاس بیٹھ کر اسے سیدھا کیا تو اس کا مرجھایا چہرہ نظروں کے سامنے آیا۔گالوں پہ سرخ تھپڑ کے نشان تھے۔اور سرخ دہکتا چہرہ۔

۔وہ بے ہوشی کی حالت میں تھی۔اسے بخار نے آن گھیرا تھا۔سانس بھی رک رک کر چل رہی تھی۔

اومائی گاڈ۔۔۔ماہوش۔۔ہیئے۔۔اٹھو۔۔کیا ہو گیا ہے"اس نے اس کا سر گود میں رکھ کر چہرہ تھپتھپایا لیکن بے سود۔

حیدر نے جلدی سے اسے بستر پہ لٹایا اور جلدی سے کچن سے پانی اور پٹیاں لے کر اس کے پاس بیٹھ کر اس کے ماتھے پہ پٹیاں کرنے لگا لیکن کافی دیر بعد بھی جب بخار کم نہ ہوا تو وہ تشویش

میں مبتلا ہوا۔نے ڈاکٹر کو کال کر کے اس نے اس کی جانب دیکھا جو بھینچے لبوں اور بند آنکھوں سے کافی بیمار اور کمزور لگ رہی تھی۔اور صرف ابھی سے نہیں وہ کافی دنوں سے نوٹس کر رہا تھا کہ وہ پہلے سے زیادہ کمزور ہو گئی تھی۔اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہوئے بھی اس نے محسوس کیا تھا کہ وہ چند نوالے کھا کر کسی بہانے سے اٹھ جاتی تھی۔اس کی بند پلکوں کو چھوتے ہوئے وہ اس نے جھک کر اس کی پیشانی چومی۔

دس منٹ بعد ڈاکٹر آ گئی تو اس نے حیدر کو باہر بھیج دیا۔تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر باہر نکلی تو ان کے چہرے پہ تشویش تھی۔

کیا ہوا ہے ڈاکٹر۔"حیدر نے ان کے چہرے پہ سنجیدگی بھرے تاثرات اور پریشانی دیکھ کر سوال کیا۔

مسٹر حیدر ویسے تو یہ آپ کا پرسنل معاملہ ہے لیکن اس لڑکی کی یہاں موجودگی ظاہر کر" رہی ہے کہ وہ آپ کی بیوی ہے لیکن کیا آپ نے اس کی حالت دیکھی ہے۔۔شی از سو ویک۔ان کا بلڈ بہت کم ہو چکا ہے۔اور ان سب کے بعد ان پہ تشدد آپ پہ ذیب نہیں دیتا ہے۔آپ پڑھے لکھے انسان ہیں۔اس کے باوجود کے وہ آپ کے بچے کی ماں بننے والی ہیں آپ نے ان پہ ہاتھ اٹھایا ہے۔مجھے نہیں لگتا کہ جو ان کی حالت ہے وہ یہ بچہ کیری کر سکیں گی۔میں نے ڈرپ اور

انجیکشن لگا دیا ہے۔۔کچھ دیر میں ہوش آ جائے گا۔ہو سکے تو انہیں ہاسپٹل لے جائیں اور ان کا پراپر چیک اپ کرائیں۔انہیں خون کی سخت ضرورت ہے۔اللہ حافظ۔"ڈاکٹر اس کے ششدر چہرے کو دیکھ پروفیشنل انداز میں کہتی اس کی سائیڈ سے نکل گئیں۔حیدر ساکت سا کھڑا ان کے لفظوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

کیا اس نے صحیح سنا تھا وہ باپ بننے والا تھا۔دل دماغ سب کشمش میں تھے۔

اس کے ساکت قدموں نے حرکت کی اور وہ کانپتے قدموں سے کمرے میں داخل ہوا تو اس کو ڈرپ لگی دیکھ کر وہ اس کے قریب چلا آیا۔اس کے پاس بیٹھ کر وہ اسے دیکھتا رہا۔ بغیر پلک جھپکائے۔

یہ عورت اس کے بچے کی ماں بننے والی تھی۔اس نہج پہ تو اس نے کبھی سوچا نہیں تھا۔یہ کیسا احساس تھا جو آہستہ آہستہ اندر تک سرایت کرتا رگ رگ میں سکون بخشتا جا رہا تھا۔جو دل میں۔لگی آگ پہ آہستہ آہستہ ٹھنڈی پھوار بن کر برستا جا رہا تھا۔کیوں تڑپتے دل کو سکون مل رہا تھا۔سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔کچھ تھا جو حلق میں اٹکتا تمام الفاظ کو زبان پہ آنے سے انکاری تھا۔کچھ نمکین پانیوں سا اپنے ہونٹوں اور گالوں پہ محسوس کر کے وہ چونکا تو ہاتھوں سے گالوں پہ بہتی نمی کو جذب کر کے سامنے دیکھا۔

تو کیا وہ اس خوبصورت احساس پہ رو رہا تھا۔"؟؟"

کیا حیدر ملک رو رہا تھا"۔

ہاں رو رہا تھا لیکن یہ تو خوشی کے آنسو تھے۔یکدم اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے

۔پھر وہ لگاتار ہنستا جا رہا تھا۔

میں باپ بننے والا ہوں۔ماہوش اٹھو تم نے سنا"

ہم پیرنٹس بننے والے۔۔یا خدا۔۔۔"وہ ماہوش کا ہاتھ تھام کر دیوانہ وار اسے چومتا اپنی بات دہرا رہا تھا۔ جب تک ماہوش کو ہوش نہیں آتا وہ یونہی اپنی خوشی کو اسے دیکھ کر محسوس کرتے گزارنے والا تھا۔

کمرے میں کہیں بھی وانیہ کو نا پا کر وہ سیدھا کچن میں آیا تو وہ حسب توقع کچن میں اپنی بھوک کا انتظام کرتی فرنچ فرائز ٹھونس رہی تھی جبکہ صائم کے قریب آنے پہ بیچاری شرمندہ ہوتی اس کے سامنے پلیٹ کر گئی۔

www.novelsclubb.com

میں جانتا تھا میری چھوٹی سی چٹوری بیوی اس وقت کچن میں ہی پائی جا رہی ہو"
گی۔۔افف کتنا کھاتی ہو تم لیکن جاتا کہاں پہ ہو۔۔اتنی سی ہو تم۔" دھیرے سے اس کی پلیٹ
میں سے فرائز اٹھا کر منہ میں ڈالتے اس کی ناک دبا کر شرارت سے کہا تو وہ فوراً گردن اکڑا کر اس
کی بات پہ ایک فرائز خود بھی اٹھا کر منہ میں بھرے ہنس دی۔
ارے آپ تو شکر کریں کہ اتنی پیاری اور پتلی سمارٹ سی بیوی ملی ہے" کھلکھلاتی ہوئی وہ"
اس کا گال چٹکی میں دبا کر اترائی تو صائم نے ہنس کر اس کے کندھوں کے گرد بازو باندھے۔
اور اس کی آنکھوں میں جھانکا جہاں خفیف سی جھجھک نظر آئی۔
اچھا جی۔تو جو اتنا سمارٹ سا ہسبنڈ ملا ہے اس پہ تم شکر نہیں کرو گی" "
وہ وانیہ کو بازوؤں کے گھیرے میں ذرا نزدیک لایا تو وانیہ نے ہڑبڑا کر اسے دیکھا۔
لو جی یہ کیا بات ہوئی سارے لڑکے ہی تو ہینڈسم ہوتے ہیں۔یزدان بھیا،اصفہان بھیا"
سب اتنے ہینڈسم ہیں تو پھر آپ میں کیا خاص بات ہے۔"
وہ شرارتی انداز اپنائے بولی اور اس کی پیشانی پہ بکھرے بال مزید بکھیرے۔صائم نے منہ
بنایا۔
ہاں تو وہ تمہارے لالہ ہیں۔میں تمہارا شوہر ہوں۔ کبھی جو تم نے مجھے خوش کیا ہو۔""

وہ منہ بنا کر بولتا وانیہ کو اتنا پیارا لگا کہ بڑھ کر صائم کا گال چوم لیا۔

اب راضی ہو جائیں مجھ سے۔وانیہ سکندر کی طرف سے ایسے تحفے بار بار نہیں ملتے""""

وہ احسان جتاتے ہوئے اس کا بازو ہٹا کر نکلنے کو تھی جب صائم نے مزید گرفت میں جکڑ کر روبرو کیا۔

خیریت ہے آج میری چھپکلی۔۔۔یہ آج وانیہ سکندر کو ہوا کیا ہے۔کہیں۔۔آدھی" ادھوری بات نے وانیہ کے دل میں تجسس پیدا کیا تو اس نے آئیبرو اچکایا۔

؟مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی۔"اس کی جانب جھک کر سرگوشی میں کہا تو وانیہ نے" گھوری سے نوازا۔

آپ بہت بگڑ گئے ہیں جب سے آپ کو میں ملی ہوں۔""""

۔اب بھی میڈم اترائے لہجے میں کہہ کر نکلنے کی کوشش کرنے لگیں تو صائم نے ہنس کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا۔وانیہ گھبرائی۔

کیا کر رہے ہیں آپ"وہ ادھر ادھر دیکھتی ڈر سے بولی تو صائم نے کمرے کی طرف " جاتے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

تم نے ہی تو کہا کہ تمہارے ملنے سے بگڑ گیا ہوں۔اب سدھارنا بھی تو تمہارا فرض بنتا ہے۔کمرے میں چلو۔"

وہ اسے ڈرائے ساتھ لے کر کمرے میں داخل ہوا تو وانیہ کمرے میں آکر اس سے الگ ہوئی۔

"میں تو خود بگڑی ہوئی ہوں آپ کو کیا سدھاروں گی۔۔میری فرائز بھی وہیں رہ گئیں۔آپ تو دشمن ہی بن جاتے میرے کھانے کے۔" وہ اس سے اپنا آپ دور لے جاتے بیڈ کی جانب جاتے ہوئے بولی۔اصل میں تو صائم کی پر شوخ نظروں کا مقابلہ کرنا آسان نہ تھا۔ان تین چار ماہ میں شادی کے تقاضوں کا تو اچھے سے سمجھ گئی تھی۔دن بہ دن صائم کی خود کے لیے بڑھتی محبت کی شدت نے اس شہزادی کے دل میں بھی دستک دے دی تھی۔وہ تو جو پہلے سے ہی اپنے بیسٹو کی دیوانی مزید یہ وار نہیں سہہ سکتی تھی۔

"وانیہ تم جانتی ہو تم میرے لیے کیا ہو۔۔کیا اب بھی تم میرے دل میں پنپتے جذبوں سے بے خبر ہو۔کیا میری محبت کی آنچ تمہارے دل تک نہیں پہنچ سکی ہے۔کیا جس طرح میں تمہارے لیے دیوانہ ہوں کیا تم نہیں ہو۔۔کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتی وانیہ۔کیا تمہارا دل میرے لیے ایسے نہیں دھڑکتا جیسا میرا دھڑکتا ہے" وہ اس کے قریب آکر اس نے اس کا ہاتھ

دل پہ رکھ کر محبت سے لبریز مخموریت بھرے لہجے میں کہا تو وانیہ اس کے سینے میں دھڑکتے دل کی رفتار سے خود بھی پل میں لرز اٹھی۔ دھڑکنیں خود بخود تیز ہو گئیں۔ نظریں بھی جھک گئیں۔

بولو وانیہ۔" وہ پھر سے نرمی سے بولا تو وانیہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔"

میں۔۔""

لفظ ادا ہونے سے انکاری ہوئے تو صائم نے اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر سہلایا۔

وانیہ تم میرے بہت قریب ہو۔ میری بیوی ہو۔۔ بیوی کا مطلب جانتی ہو ناں۔ میری" دسترس میں ہو۔ میرا ہر سکون ہر غم تم سے جڑا ہے۔ میری سانسوس میں تم بستی ہو۔ میں جانتا ہوں تھوڑی مشکل باتیں کر رہا ہوں لیکن اب میرا دل اب مزید تمہاری بے خبری برداشت نہیں کر سکتا۔"

وانیہ کو لگا آج بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اسی لیے اسے مزید انتظار کرائے بغیر اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولی۔

صائم میں بھی آپ سے محبت کرتی"

ہوں۔ آپ سے شادی سے پہلے مجھے نہیں پتہ تھا کہ محبت کیا ہوتی ہے۔ آپ کو ہمیشہ اپنا دوست مانا ہے لیکن اب میں آپ سے بہت محبت کرنے لگی ہوں اتنی کہ مجھے آپ کے ساتھ

سکون ملتا ہے۔آپ قریب ہوتے ہیں تو میرا دل خوش رہتا ہے۔میں بھی آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔مجھے صرف آپ چاہیے ہیں۔میں ہمیشہ آپ کو تنگ کرنا چاہتی ہوں۔مجھ سے ایسی ہی محبت کریں گے ہمیشہ وعدہ کریں مجھ سے۔"

وانیہ کے گلے لگ کر اعتراف کرنے پہ صائم کو لگا دنیا کی ہر خوشی مل گئی ہو اس کے گرد بازو باندھے اس نے ہنس کر اس آفت کی پڑیا کو خود میں بھینچا۔آج اسے لگا جیسے حقیقی خوشی مل گئی ہو۔

وعدہ کرتا ہوں میری چھوٹی سی بیگم صاحبہ آج کے بعد صائم داؤد آپ کا مزید ہوا۔باندھ لو اپنے اس دیوانے کو خود سے۔میرا بس چلے تو دنیا کا ہر سکھ خرید لاؤں تمہارے لیے۔۔"

جزبات کی لو پہ دلوں نے آنچ محسوس کی تو دونوں نے ایک ہی شدت سے ایک دوسرے کو خود میں بھینچ لیا۔صائم کا صبر بھی پھل لایا تھا۔کٹھی میٹھی سی یہ دلکش کہانی بھی اپنے اختتام کی جانب تھی۔

اس رشتے میں محبت، عزت سکھ امن سب کچھ شامل تھا۔

اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں تو چند پل یونہی چھت کی جانب دیکھتی رہی۔ڈرپ اب اتر چکی تھی۔۔

کیسی ہو اب ماہوش۔""

حیدر جو اس کا ہاتھ تھامے پاس ہی بیٹھا تھا اس کی انگلیوں کو حرکت دیکھ اس کی جانب رخ موڑ کر بیٹھا تو ماہوش نے اس کی جانب دیکھا۔آنکھیں خوفزدہ ہو گئیں۔حیدر اس کی آنکھوں میں خود کے لیے خوف دیکھ کر پشیمان ہوا۔کہیں اندر تک درد اٹھا تھا۔

"حیدر"

اس کے لبوں نے مدھم حرکت کی اور نظریں جھک گئیں۔اس وقت تو جذبات کی رو میں بہہ کر وہ سب کہہ گئی تھی لیکن اب اس کا سامنا کرنے کی ہمت خود میں نہیں پا رہی تھی۔

۔کیسا فیل کر رہی ہو""

اس کی حد درجہ نرم اور مہربان آواز سن کر وہ اسے دیکھنے لگی جو نا جانے کونسے رنگ لیے اسکی جانب دیکھ رہا تھا۔

اٹھو ٹیک لگا کر بیٹھ جاؤ۔"اس کے بازو کو تھام کر کہا تو ماہوش بھی مسلسل لیٹے رہنے کی وجہ سے فورا اس کا سہارا لیے اٹھ کر بیٹھ گئی لیکن اس کی نرم لہجہ کسی صورت قبول نہیں کر رپا رہی

تھی۔حیدر نے اسے تکیہ سیٹ کر کے بٹھایا تو اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے محبت سے اس کی پیشانی چومی۔ماہوش آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے جو آج اسے حیران کرنے پہ تلا تھا۔

کیا ہوا ایسے حیران کیوں ہو رہی ہو۔۔بیوی ہو میری۔۔پیار کر سکتا ہوں۔"وہ اس کی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں دیکھتا مسکرا کر بولتا اسے مسلسل حیران کر رہا تھا۔

وہ اس کے سرخ پڑتے گال کو اب آہستہ آہستہ سہلا رہا تھا۔

اس کے لیے ایم سوری۔میں اپنی حرکت پہ شرمندہ ہوں۔"

اس کا گال تھامے وہ اس کی آنکھوں میں اپنی نگاہیں ڈالے شرمندگی سے بولا تو ماہوش سے رونا روکنا محال ہوا۔اسے لگا یہ بھی اس کی کوئی نئی چال تھی۔اس نے اپنی سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھا تو چند آنسو آنکھ سے ٹپکے۔

اب پلیز رو مت ماہوش۔مجھ بے وقوف کو عقل آگئی ہے۔۔اب سب اچھا اچھا ہو"

گا۔۔میں آج بہت خوش ہوں۔۔تم نے جو مجھے خوشی دی ہے اس کے آگے آج سب پھیکا پڑ گیا ہے۔تم نے حیدر ملک کو اپنا غلام کر لیا ہے۔"وہ ابھی بھی ہلکے بخار میں مبتلا تھی لیکن اس کی باتوں کو نہ سمجھی سے سن رہی تھی۔

تم جانتی ہو ماہوش۔۔ہم دونوں پیرنٹس بننے والا ہیں۔آئی ایم گوئینگ ٹوبی آفادر۔۔یو آر گوئینگ ٹوبی آمدر۔۔۔یہ کتنا پیارا احساس ہے۔"وہ اسے خود میں بسائے آنکھیں موندے جذب سے کہہ رہا تھا جبکہ اس کی باتیں سنتی ماہوش نے جھٹکے سے اس کا حصار توڑ کر بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"کیا کہا آپ نے۔۔میں ماما۔۔۔"الفاظ اٹک اٹک کر ادا ہوئے لیکن پہلے ہی حیدر کو سر ہاں میں ہلاتے دیکھ اس کی آنکھوں سے آنسو جبکہ لبوں پہ مسکان کھل گئی۔

"یس۔یہ آنسو مت بہاؤ۔۔جانتا ہوں یہ خوشی کے آنسو ہیں لیکن اب تمہیں ایک بھی آنسو بہانے کی اجازت نہیں ہے۔"اسکے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرے وہ حد درجہ مہربان تھا۔

ماہوش نے سوچا نہ تھا کہ یہ خوشی اسے اس طرح بدل دے گی۔

"میں بہت خوش ہوں حیدر۔آپ خوش ہیں ناں۔۔اب آپ میرے ساتھ اچھے اچھے رہیں گے ناں۔۔بدل تو نہیں جائیں گے۔۔"اس کی گردن میں چہرہ چھپائے وہ انجانے خدشے کے تحت بولی تو حیدر افسردہ سا مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

نہیں ماہوش۔۔میں پاگل تھا جو تمہیں درد دیتا آیا۔میری آنکھ تو اب کھلی ہے۔قسمت" نے تم جیسی لڑکی مجھے عطا کی اور میں بد قسمت خدا کی اس نعمت کی بے قدری کرتا رہا۔مجھے معاف کر دو۔۔"وہ حسرت و تاسف سے سب کہتا ماہوش کی آنکھوں میں سرخی سمیٹ لایا۔وہ نڈھال وجود لیے اس کے روبرو ہوئی۔

کیا آپ بے بی کی وجہ سے ایسے ہو گئے ہیں۔"وہ ہچکچا کر بولتی اسے اتنی پیاری لگی کی اس کے گال کھینچا وہ ہنس دیا۔

یہ باتیں اب رہنے دو۔خوش رہو۔۔اپنا خیال رکھو۔۔ہماری لائف میں اب ایک خوشی" آنے والی ہے۔"

حیدر نے کہا تو ماہوش نے خفگی سے اسے گھورا۔

بتائیں ناں۔۔مجھ سے محبت کرتے ہیں یا صرف ہمدردی ہے""

وہ اس کا چہرہ اپنی سمت موڑتے ضد پہ اتری تو حیدر نے بھی اسے گھورا۔

یہ محبت تو ابھی خود بھی نہیں پہچان پایا ہوں ماہوش۔۔ابھی مجھے خود کو کھوجنے دوں پھر " اظہار بھی ہو گا۔میں نے کبھی تم سے نفرت نہیں کی ہے۔تمہارے ساتھ جو سلوک کیا وہ اس ڈر

کی وجہ سے تھا کہ کہیں ہمارے درمیان بندھے رشتے کی وجہ سے کمزور نہ پڑ جاؤں۔وہ نرمی سے کہتا اس کے لبوں پہ آلوہی مسکان بکھیر گیا۔

تو مطلب آپ کے منہ سے خود کے لیے آئی لو یو سننے کی خواہش ابھی پوری نہیں ہونے "

والی

وہ شرارت سے ہنسی توحیدر بھی مسکرا دیا۔

چلو اٹھو شاباش فریش ہو جاؤ۔۔میں کھانا لے کر آتا ہوں۔۔""

وہ اس کا گال تھپتھپا کر اٹھ کھڑا ہوا تو ماہوش اس کے سہارے اٹھ کر واش روم کی جانب چل دی۔اسے وہیں چھوڑ کر وہ باہر آ گیا پھر واپسی پہ اسے بیڈ پہ بٹھا کر خود کھانا لینے چلا گیا وہ نئ ملازمہ کا بھی انتظام کر چکا تھا۔وہ روم میں انٹر ہوا تو ملازمہ کو ٹرے سائیڈ ٹیبل ہی رکھنے کا کہا اور اس کے پاس آ کر بیٹھ کر اس کے سامنے ٹرے رکھا۔

تھینک یو۔"ماہوش اسکے چہرے پہ چھلکتی خوشی محسوس کیے خود میں بھی"

ڈھیروں سکون اترتا محسوس کر رہی تھی۔

وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھتے بولی توحیدر نے اسے گھورا۔

ہاں آئی بڑی تم ٹھینک یو والی۔یہ سب حق ہے تمہارا کہ میں تمہارا ویسے 5 خیال رکھوں" جس طرح شوہر رکھتے ہیں۔

جانتا ہوں یہ سب اچانک تمہارے لیے سرپرائزنگ ہے اور اتنی جلدی تم اعتبار بھی نہیں کر سکتی لیکن میں پوری کوشش کروں گا کہ جیسے محبت تم نے مجھے کی ہے اس سے دوگنی تمہیں دے سکوں۔"موہوش کو اس کے ایسے رویے کی کہاں عادت تھی وہ تو ہمیشہ اس کے چیخنے چلانے اور غصہ کرنے سے واقف تھی۔یہ والا حیدر تو وہی تھا جس سے اس نے محبت کی تھی۔ اپنے اپنائیت بھرے لہجے سے وہ اس کے دل سے ہر خوف ہر ڈر ختم کر چکا تھا۔

چلو اب سوچو مت کچھ اور کھانا کھاؤ اچھے سے۔۔چڑیا جتنا کھاتی ہو تم۔۔ڈاکٹر نے کہا ہے کہ تمہاری سخت دیکھ بھال کروں۔۔کل ڈاکٹر کے پاس بھی چلیں گے۔"حیدر نے نوالا بناتے اسے کھلایا تو وہ اس کے اتنے پیار پہ مسکرائی اور۔چپ چاپ کھانے لگی۔یہ دن بھی ایک خوشگوار احساس بن کر دلوں میں اتر چکا تھا۔

شانزے تمہارے ساتھ یہ وقت گزارنا میری زندگی کے حسین لمحے ہیں۔ کبھی نہیں" سوچا تھا کہ زندگی میں کبھی محبت جیسے حسین احساس سے بھی روشناس ہوں گا۔ شانزے کا ہاتھ تھامے محبت سے اپنے جذبات پیش کیے وہ بہت پیارا لگ رہا تھا۔

ان کی شادی شدہ زندگی بھی خوشگوار ڈگر پہ چل رہی تھی۔ جہاں دونوں ایک دوسرے کے دکھ سکھ سے ساتھ تھے۔

ڈارک پرپل ڈریس میں وہ ہلکا سا میک اپ کیے وہ بہت دلفریب لگ رہی تھی۔ آج وہ دونوں باہر ڈنر کرنے آئے تھے۔

لیکن ہارون آپ کی جاب۔ کیا آپ کا اس مشن پہ جانا لازمی ہے۔۔ نا جانے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے" وہ گھبرائی گھبرائی سی سیدھی ہارون کے دل میں اتر رہی تھی۔ وہ اس کا ڈر سمجھ رہا تھا اسی لیے اس کا ہاتھ تھام کر سہلایا۔

فکر مت کرو۔ یہ سب جاب کا حصہ ہے اور پھر ساری عمر ساتھ ہی تو رہنا ہے" اس کی" آنکھوں میں خواہشوں کا ٹھاٹھے مارتا سمندر تھا۔ شانزے نے دل کے ڈر کو اندر ہی دبائے اپنے ہاتھ کی جانب دیکھا۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ جس انسان کو اس نے چاہا وہ آج اسے تحفظ کا احساس دلائیں گے۔

محبت کے لیے تو ساری عمر کم پڑ جاتی ہے ہارون۔"نا جانے وہ کیوں اچانک ایسے بجھی" بجھی لگی

۔ہارون نے تشویش سے اسے دیکھا۔

شانزے میری جان۔اس طرح نہیں کرو۔میں تمہیں ایسے نہیں دیکھنا چاہتا۔"وہ جھنجھلاہٹ میں گویا یوا۔ُ

ایسا تو کبھی نہیں چاہا تھا کی اس کی محبت اس کے فرض میں یوں بے بس کرے گی۔

آپ مجھے نہیں سمجھ سکتے۔"بنا رخ پھیرے اس نے کیا تو اس نے شانزے کا کا بازو پکڑ کر خود کی جانب کیا۔

یوں اداس مت ہو۔ ہمارا ساتھ لکھا ہوا ہے شانزے۔انشاءاللہ اپنے پوتے پوتیوں کی" بھی شادیاں ہم لوگ دیکھ کر اس دنیا سے اکٹھے جائیں گے۔

"شانزے نے اس کے ہاتھوں کی گرمائش اور لمس سے گھبرا کر اپنا ہاتھ واپس کھینچنے لگی لیکن ہارون نے اس کا ہاتھ اب سینے سے لگا لیا۔

ہارون ہاتھ تو چھوڑ دیں۔۔یہاں اتنے لوگ ہیں کوئی دیکھ لے گا۔""

اس نے منہ بسور تھوڑا سا ہچکچا کر کہا تو ہارون نے شرارتیں نگاہیں اس پہ ٹکائیں۔

مسز ہارون آپ بھول گئیں ہیں کی آج آپ کے تمام جملہ حقوق اپنے نام کروائے ہیں"
پھر کیسا ڈر کیسی جھجھک۔"دنیا جہان کی پرواہ کیے بغیر اس نے چاہت سے اس کا ہاتھ لبوں سے چھوا تو شانزے کے تن من میں سنسنی اتری۔

آپ بڑے وہ ہیں۔""

وہ منہ بسور کر چڑ کر محض یہی کہ پائی اور رخ موڑ گئی تو ہارون کا جاندار قہقہ ماحول کی زینت بنا۔شانزے نے چونک کر اسے دیکھا تو ہارون نے ایک آنکھ ونک کی۔شانزے نے اس کے کندھے پہ ایک مکہ جڑا۔

ناجانے یہ شخص اس کی کونسی نیکی کا صلہ تھا۔

چلو چلتے ہیں۔" ہلکے سے تبسم کے سنگ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کی واپسی کی جانب گامزن ہوا جہاں کل ایک نئی صبح ایک نئے مشن کے ساتھ اس کا انتظار کر رہی تھی۔

مزید چھ ماہ گزر گئے صائم اور وانیہ کی کھٹی میٹھی کہانی ان چھ ماہ میں شیریں اور امرت تو ہوئی۔باقی سب بھی اپنے اپنے مدار زندگی کے مطابق رواں رہے۔اور پھر چھ ماہ کا دلفریب

اختتام زرین اور اورازلان کی زندگی کے ایک اور سنہرے باب پر ہوا۔سب لوگ ہوسپٹل پہنچ چکے تھے،۔ژالے کی خوشی کا تو ٹھکانہ نہ تھا۔ایک ننھا سا بھوری آنکھوں والا سعد ازلان اپنے وقت سے ایک ہفتہ پہلے پہ دنیا میں تشریف لایا تھا۔

آج زرین کو بھی ڈسچارج کر دیا جانا تھا۔

اسی خوشی میں رات ازلان کے گھر میں سعد کی انٹری پر شاہانہ جشن کا انتظام کیا گیا تھا۔

"ماما۔۔۔اسکا ہاتھ کتنے پیارے ہیں۔۔ھاھا اسکی نوز دیکھیں۔اس کی آنکھیں کتنی چھوٹی ہیں دیکھیں مجھے بھی دیکھ رہا"

روم میں جہاں شانزے،وانیہ سب زرین کے ساتھ بیٹھی ہوئی مسکرا رہی تھیں۔ژالے اور ولی سکندر بھی بے بی کارٹ میں پڑے ابتسام کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ بچارے سعد صاحب بھی پریشان تھے کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔اسکا ایک ہاتھ ژالے نے اور دوسرا ہاتھ ولی کے کے ہاتھ میں تھا۔ژالے اسے پیار دے دے کر نہیں تھک رہی تھی۔ سب لوگ ژالے کے اس پیار بھرے مظاہرے پہ ہنس کر اس کی تبصرے سن رہے تھے جو وہ تھوڑی تھوڑی دیر میں اس کے ہاتھوں اور پیروں کو دیکھ کر کر رہی تھی

ژالے گڑیا اب اس کی جان چھوڑ دو۔۔اس کے سوفٹ سے گال تو نوچ نوچ کر ہی تم نے کھا جانے ہیں" اصفہان نے اسے گود میں اٹھاتے کہا تو ژالے نے منہ بنایا۔

نہیں چاچو۔آپ بھی تو میرے گال کھینچتے ہیں۔میں تو کچھ نہیں کہتی۔۔میرے گال تو"

اس سے بھی سوفٹ ہیں۔۔ہیں ناں ماما۔" فورا سے نزاکت سے ہاتھ سے خود کے گال کھینچ کر بولتی اس نے زرین سے بھی اس کی تصدیق چاہی تو ایک بار پھر سے سب ہنس دیے۔

" بلکل میری گڑیا آپ تو سب سے پیاری ہو۔۔"

زرین۔نے محبت سے کہا تو وہ خوش ہوئی۔

ولی سے بھی پیاری ہوں ناں مما۔" وہ اب شرارت سے ولی کو دیکھ کر بولی جو اپنا نام سن کر آنکھیں پھیلائے کر اسے دیکھنے لگا تو سب اس کی شرارت پہ ہنس دیے۔ناجانے کیوں ژالے کو اسے تنگ کرنا دنیا کا سب سے اچھا کام لگتا تھا۔

وہ بے چارہ معصوم سا بچہ تو بس اس سے کھیلنے کی کوشش کرتا تھا۔

اب بھی وہ زمین پہ چوکڑی مارے بیٹھا تھا اپنا نام سن کر فورا اٹھ آہستہ آہستہ چلتا داریہ کی جانب چل دیا۔

ماما" داریہ کے گھٹنے سے لگ کر کھڑے ہوتے وہ اس کی گود میں آنے لگا تو داریہ سے پہلے ہی یزدان نے اسے گود میں بٹھا لیا۔

ببا۔۔""

وہ یزدان کے اٹھانے پہ خوش ہو کر تالیاں بجاتا اس کی گردن میں پیار سے منہ چھپا گیا۔اسے اپنا باپ کچھ زیادہ ہی پسند تھا۔باپ کی تھوڑی سی توجہ سے بھی وہ کھل کھل اٹھتا تھا۔سب لوگ ان کی محبت دیکھ کر مسکرا دیے۔

دونوں ہی پیارے ہو۔۔آپ پرنسز اور یہ پرنس" ازلان نے ژالے کو اپنی گود میں بٹھاتے پیار سے کیا تو وہ ہنستی اس کا گال چوم گئی۔

ولی ہم لوگ کھیلنے چلیں میرے کمرے میں۔میرے پاس نیو ٹوائز بھی ہیں۔" وہ اب" کے اس کی گود سے اتر کر ولی کی جانب آئی تو وہ بھی خوشی خوشی اس کے ساتھ ہو لیا۔

ژالے نے اس کی چھوٹی سے انگلی اپنے ہاتھ میں پکڑی تو دونوں باہر کی جانب چل دیے۔

اللہ بس تمام بچوں کی خوشیاں جلد سے جلد دکھائے۔" عائشہ بیگم نے کہا تو زرین اور شانزے کی نظریں اب حورالعین اور اصفہان کی جانب اٹھیں۔

حور اور اصفہان کی زندگی میں بھی نئے مہمان کی آمد تھی۔نئے مہمان آنے کی خوش خبری تین ماہ پہلے ہی آچکی تھی حور توسب کی نظریں خود پہ محسوس کیے جھینپ سی گئی جبکہ اصفہان ڈھٹائی سے مسکرا کر سر خم کرتا رہا۔

بھئی حور نے تو سنا دی گڈ نیوز، تم بھی سنا دو شانزے اور وانیہ میں تو انتظار میں بوڑھی " ہو جاؤں گی۔اب مجھے تینوں کے بچوں کا ویٹ ہے" پھوپھو جان کی بات پہ وانیہ اور شانزے سٹپٹائی تھیں۔صائم کی نظریں وانیہ پہ تھیں جو چھوئی موئی سی بن گئی تھی جبکہ شانزے تو ادھر ادھر دیکھ بھاگنے کی کوشش کرنے لگی۔آج سب ان کا خوب ریکارڈ لگانے والی تھیں۔

۔ان شاءاللہ "۔سب نے انشاءاللہ کہا۔ "

حور تو اس شرف کی شدت سے منتظر تھی۔اس طرح ایک خوبصورت شام کا اختتام ہوا تھا۔

ہارون جیسے ہی گھر پہنچا تو شانزے کو باہر لان میں ہی ژالے کے ساتھ کھیلتا دیکھ کر اس کی جانب قدم بڑھائے۔یوں لگا جیسے دن بھر کی تھکاوٹ دور ہو گئی ہو۔

ژالے ہارون کو دیکھتی اس کی جانب خوشی سے لپکی تو ہارون نے اسے بازوؤں میں اٹھا کر ایک بار ہوا میں اچھال کر پیار دیا۔شانزے بھی اسے دیکھ کر رک گئی۔آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔پر شوخ نظریں شانزے پہ جمائے اس نے ژالے کا گال چوم کر نیچے اتارا۔۔

چلو بھئی ژالے گڑیا آپ کھیلو اندر جا کر سردی بڑھ گئی ہے۔"گول مٹول سی بھالو بنی ژالے کو نیچے اتارا تو وہ بھی اندر بھاگ گئی۔

اس کو کیوں اندر بھیج دیا"اپنے قریب اسے بڑھتے دیکھ کر شانزے نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا تو ہارون نے اس کے کھلے گلاب سے چہرے کو دیکھا وہ بلش کر گئی۔

بھئی اپنی وائف کے ساتھ کوالٹی ٹائم سپنڈ کرنا تھا۔۔چھوٹی سی تو خواہش ہے معصوم " شوہر کی۔"

ہارون نے شریر لہجے پہ شانزے بلش کرتی نظریں جھکا گئی تو ہارون نے مسکراہٹ دبائے اسے دیکھا۔

مسز۔۔ابھی بھی شرماتی ہیں۔ کبھی تو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کیا کریں "
میری وارفتگیوں کا۔"

اس کے چہرے کو نظروں میں بسائے انگلیوں سے تھوڑی کو تھام کر چہرہ اونچا کر دیا۔

آپ کی طرح بے شرم تھوڑی ہوں۔۔ویسے میں نے بھی آپ کو بہت مس کیا آج۔""

وہ اس کے من پسند روپ میں ڈھلی اس کے ہونٹوں پہ تبسم بکھیر گئی۔۔

تو مطلب میری ہی منتظر تھیں۔سچ میں "شانزے ہنسی تو ماحول مزید بہک گیا۔"

جی۔اب تو آپ کا انتظار رہتا ہے ہمیشہ۔دل ہمیشہ ڈرتا ہے۔۔وہ رات آج بھی نہیں"
بھولی مجھے۔۔خیر۔۔کھانا لگا دوں وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ پہلے افسردگی سے اور پھر مسکرا کر
بولی تو ہارون نے اس کا ہاتھ جکڑا۔

ہاں جی ضرور۔اگر آپ کے ہاتھ سے نصیب ہو جائے تو سو بسم اللہ۔اور اپنے نئے کاکے "
سے بھی تو ملنا ہے چلیں اندر چلیں۔"اس کا ہاتھ تھام کر وہ اندر کی جانب بڑھتا ہوا بول رہا تھا۔

جی سب آئے ہوئے ہیں۔۔آپ مل لیں سب سے۔۔میں کھانا گرم کرتی ہوں"
سرتاج"

شوخ ہوئی بولتی تو اتنی پیاری لگی نے ہارون نے جھٹ سے گال چوم لیے۔

ہارون شرم کر جائیں۔سب گھر میں ہی ہیں""

وہ گھور کر بولی تو ہارون ہنسا۔

میڈم آرمی آفیسر ہوں۔۔ہر جگہ نظر ہوتی میری۔۔کسی کی مجال جو میرے رومانس" میں ٹانگ۔۔۔۔۔ابھی وہ شوخا مزید بولتا کہ کسی کے کھنکھارنے اور پھر شانزے کو ہونٹوں تلے مٹھی رکھ کر ہنسی کنٹرول کرتے دیکھ وہ مڑا تو یزدان کو کھڑا پایا۔

ارے باس۔۔آپ۔۔۔ویلکم ٹو آور ہاؤس۔۔ "

"وہ ہونٹ دانت تلے دبائے شانزے کو گھورتا اس کی جانب بڑھا جو گھور کر اسے دیکھ رہا تھا۔

اس طرح کے فرائض اگر ڈیوٹی میں بھی سرانجام دیں لیں آپ تو ہم سب کو کچھ تو فائدہ" ہو آپ کا۔"

یزدان کے طنزیہ لہجے میں کی گئی عزت افزائی پہ وہ منہ کھولے انہیں دیکھنے لگا۔

اب ایسی بھی بات نہیں سر۔۔ایک دنیا ڈرتی ہے لیفٹیننٹ ہارون کے رعب سے۔۔""

وہ کالر کھڑا کرتا اترا کر بولا تو یزدان نے اپنی امڈ آنے والی مسکان دبائی۔

یہ شوخیاں کم کریں اور کام پہ زیادہ دھیان دیا کریں۔""

اس کی سائیڈ سے نکلتا وہ اس کا گال تھپتھپا کر آگے بڑھ گیا۔

سالا کوئی عزت ہی نہیں ہے۔""

وہ بال کھجاتا اب مسکراتا ازلان کے کمرے کی جانب بڑھ گیا جہاں سب نے محفل سجائی ہوئی تھی۔

وقت پر لگا کر اڑتا چلا گیا۔ ہر سیاہی مٹ چکی تھی۔ حیدر اور ماہوش کو جب سے پیرنٹس بننے کی خوشی ملی تھی ان کی زندگی بھی صحیح ڈگر پہ چلنے لگی تھی۔ ماہوش حیدر کی چاہت بن گئی تھی۔ آج حیدر نے اس کی پسند کا کھانا بنوایا تھا جب سے ماہوش کی ماں بننے کی خبر ملی تھی تب سے ہی خدا نے اس کا دل بدل دیا تھا وہ چاہ کر بھی ماہوش کی کوئی خواہش رد نہیں کر سکتا تھا۔ ابھی بھی سارا کھانا بنوائے وہ اسے لینے کمرے میں آیا تو وہ بیڈ پہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھوں موندے لیٹی تھی۔

ماہوش ڈئیر آر یو آل رائٹ۔ وہ اس کے پاس اس کا افسردہ چہرہ دیکھ کر فکر سے پوچھنے لگا۔"

ابھی کچھ دیر پہلے تک وو وہ اسے خوش باش چھوڑ کر گیا تھا۔ تو ماہوش نے اپنی سرخ پڑتی آنکھیں کھول کر نظریں چرائیں۔

کیا ہوا جان۔۔طبیعت ٹھیک ہے۔دل گھبرا رہا ہے "اس کا ساتواں مہینہ چل رہا تھا "
جس کی وجہ سے اس کی طبیعت اکثر خراب ہو جاتی تھی۔وہ نفی میں سر ہلا گئی۔
حیدر آپ سے کچھ مانگوں۔۔۔"وہ وہ اس کا ہاتھ تھام کر بھرائی آواز میں بولی۔"
ہاں میری جان بتاؤ۔۔کیا بات ہے۔"وہ اس کا ہاتھ سہلا کر محبت سے بولا۔"
مجھے گھر والوں سے ملنے دیں پلیز۔۔مجھے بہت یاد آتی ہے ان کی""
وہ بولتے ہوئے یکدم رو پڑی۔اس کی بات سن کر حیدر لب بھینچ گیا۔اس سارے عرصے
میں ماہوش نے جب جب اس سے گھر کا ذکر کیا تھا وہ سب کو اگنور کر دیتا تھا یا صاف منع کر دیتا
تھا۔

چاہے ان کے درمیان سب ٹھیک ہو گیا تھا لیکن حیدر اس
کی یہ بات بالکل مان نہیں سکتا تھ
اس کے لیے اسے دل پہ جبر کرنا پڑتا تھا۔
ماہوش اکثر اسی بات پہ اس سے کئی دنوں تک ناراض بھی رہتی تھی لیکن وہ منا لیتا تھا۔
ماہوش میں نے کہا تھا ناں کہ یہ بات مت کرنا میرے سامنے۔۔چاہے جو مانگ لوں"
،میری جان مانگ لو لیکن یہ بات نہیں مان سکتا۔۔تمہاری یہ ضد پوری کرنا میرے اختیار میں

نہیں۔ہوپ سو تم سمجھو گی۔اب اٹھو کوئی ضد نہیں۔میرے ساتھ چل کر کھانا کھاؤ۔۔اب تمہاری پسند کا بنوایا ہے۔رونا بند کرو یار۔۔"

اس کی باتیں سن کو اس کا رونا مزید تیز ہوا تو وہ بے بسی سے جھنجھلا کر بولا۔

مجھے نہیں کھانا۔۔جائیں یہاں سے مجھے کوئی بات نہیں کرنی آپ سے""

وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر بولی اور رخ موڑ کر پھر سے رونے لگی۔

ماہوش ضد مت کرو۔اٹھو طبیعت خراب ہو جائے گی۔رونا بند کرو""

اس کا رخ اپنی جانب موڑ کر وہ اس کے آنسو صاف کرتا بولا تو وہ بھیگی شکوہ کناں آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی وہ نا جانے کیوں نظریں چرا گیا۔

مجھ سے محبت کرتے ہیں ناں تو کیوں نہیں مان لیتے میری بات آخر۔میں مر جاؤں گی گی"

ناں تو قدر رہو گی آپ کو میری"

وہ غصہ اور جذباتی پن میں بولتی پھر سے رونے لگی تو حیدر نے طیش سے اسے دیکھا۔

یہ کیا بکواس کی ہے۔۔ماروں گا ایک رکھ کر۔۔خبردار جو اس طرح کی کوئی بات منہ سے نکالی تو"

تڑپ کر اسے ڈپٹتا وہ خود کو کمزور پڑتا محسوس کرنے لگا۔ماہوش اچانک چپ ہو گئی۔آنکھیں چھلک پڑیں۔

"میں محبت کرتا ہوں تم سے ماہ وش۔ایسی بات کر بھی کیسے سکتی تم۔میں تا عمر صرف تمہارے ساتھ جینا چاہتا ہوں۔

مجھ سے دور ہونے کی غلطی بھی مت کرنا۔" وہ انگلی اٹھائے وارننگ دیتے انداز میں بولا۔

"وہ اسی لیے حیدر کیونکہ ہمارے دل جڑے ہیں۔۔آپ چاہے جتنا اس محبت سے انکار کر لیتے لیکن مجھے پتہ ہے آپ نے محبت ہمیشہ مجھ سے کی تھی۔صاف نظر آتا تھا آپ کی آنکھوں میں۔۔۔آپ سے میری ہر سانس ہر دھڑکن ہر خوشی وابستہ ہے۔۔اگر آپ نے درد دیے ہیں تو مرہم بھی آپ نے رکھے ہیں۔میں بہت چاہتی ہوں کو آپ کو۔۔۔"

اس کے سینے سے لگ کر وہ ہر بات کہتی گئی تو حیدر اس کی باتوں سے کئی لمحے کچھ بول نہ پایا۔

"میں نہیں جی سکتا تمہارے بنا ماہوش۔۔تم سے دوری نہیں سہہ سکتا۔۔آج تم نے یہ بات کی تو لگا جسم و جان مفلوج ہو کر رہ گئے ہوں۔" آج اس کی آنکھوں میں تڑپ اور تکلیف تھی وہ بھی ہار گیا تھا اس کی محبت کے آگے۔

تمہیں ہمیشہ رلاتا رہا تم سے محبت اے انکار کرتا رہا لیکن تمہیں روتا دیکھنا بھی برداشت نہ" ہوتا تھا۔ میرا دل اپنے اختیار میں تھا۔۔انتقام کی آگ میں محبت کو چھپا کر سب سے بڑا خسارہ اپنے سر مول لیا تھا میں نے۔ میں نے تمہاری قدر کرنا سیکھی ہے ماہوش۔۔اب صرف تم ہی ہوں میری اب سے اپنی۔ میرے پاس۔ مجھے تم سے بے حد محبت ہے۔ کبھی مجھے اکیلا مت کرنا" وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے روانی سے کہتا گیا ماہوش نم آنکھوں سے مسکرائی۔ وہ شخص کیا تھا کیوں وہ اپنی باتوں سے اس کے دل سے ہر دھول کو مٹا دیا کرتا تھا۔

میں بھی آپ سے دور نہیں رہنا چاہتی ہوں۔ میں نے تو کب سے آپ کو معاف کر دیا " تھا۔۔" وہ یوں بولی تو حیدر نے ایک بار پھر اسے گلے لگایا۔

اور جو تک سوال ہے تمہیں گھر والوں سے ملانے کا تو ابھی مجھ میں حوصلہ نہیں ہے" میری۔ میرا دل خوفزدہ ہے۔۔ کہیں اندر تک ایک ڈر ہے۔ جیسے وہ لوگ تمہیں مجھ سے چھین لیں گے۔ پلیز کچھ وقت مجھے خود کو سمجھا لینے دو۔ جب تک بے بی نہیں ہو جاتا پھر میں تمہیں خود لے جاؤں گا۔۔"

اس کے بے بسی سے بولنے پہ وہ ساکت سی اس کے حصار میں جامد ہوئی۔ نہیں جانتی تھی کہ وہ دیوانہ اس کی محبت میں اس کے چھن جانے کے ڈر سے یوں اسے سب سے دور رکھے

ہوئے تھا۔اپنی اس اہمیت پہ وہ فدا نہ ہوتی تو کیا کرتی۔اس کے حصار میں وہ مسکراتی رضامندی دیتی اسے حقیقی خوشی سونپ گئی۔

ماشاءاللہ زری آپ کا بیٹا کتنا پیارا ہے ناں۔ایک دم سرخ سفید۔ژالے تو کتنی خوش تھی" اور ولی دیکھو آج کتنا چہک رہا تھا۔میری بھی یہی خواہش ہے کہ ہمارا بھی پہلا بیٹا ہو ایک دم پیارا سرخ سفید گڈا۔"ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی فریش ہو کر روم میں آتے اصفہان کو دیکھ کر حور لعین نے اس کے روبرو آکر پیار سے کہا تو اصفہان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ٹاول گردن سے نکال کر حور کی گردن میں ڈالے وہ اسے قریب کھینچے گویا ہوا۔

لیکن مجھے تو پہلے بیٹی چاہیے بالکل تمہارے جیسی سرخ سفید گڑیا۔"وہ معنی خیزی سے "

اسے حصارے بولا تو اس کی بے

خودی بھانپ کر وہ سرخ ہوتی نگاہیں جھکا گئی۔

نہیں اصفہان مجھے پہلے بیٹا چاہیے۔۔پلیز پلیز۔""

وہ ایسے بولی جیسے اصفہان کے کہہ دینے سے بیٹی ہو گی۔

ہاں تو کوئی بات نہیں۔جو بھی ہو گا ہمارا ہی ہو گا۔مجھے تو دونوں ہی جان سے عزیز ہوں"

گے کیونکہ وہ میری پسندیدہ عورت کے بطن سے ہیں۔"

اصفہان نے بات ہی ایسی کی کہ حور پھر سے سرخ پڑی۔

آج خیریت تو ہے تمہیں مسٹر۔۔""

وہ اصفہان کی پشت پہ ایک یا تھ دھرے مسکا کر بولی تو اصفہان نے محبت پاش نظریں ان دل دھڑکاتی نظروں میں گاڑھیں۔

خیریت ہی ہے جان اصفہان، بس آج تم پہ بہت زیادہ پیار آرہا ہے بلکہ تب سے ہی آرہا"

ہے جب سے تم نے مجھے یہ خوشخبری سنائی ہے شاید یہ ماں بننے کا نور ہے جس نے تمہارے

چہرے کو مزید نکھار دیا ہے۔تمہارے وجود میں پلتی یہ جان ہمارے رشتے کو مکمل کر رہی ہے تو

ساتھ ہی میری محبت بھی تمہارے لیے مزید بڑھ جائے گی۔سب بہت ایکسائیٹڈ ہے۔کب

آئے گا ننھا مہمان ہماری زندگی میں۔میں بہت بے صبری سے اس کا انتظار کر رہا ہوں۔یار کیوں

ہوا تنی پیاری کہ تم پہ صرف محبت لٹانے کو جی چاہتا ہے۔"اس کا ایک ایک لفظ امرت بن کر حور

کے دل میں اترا۔

یہ سب کہتا وہ اسے سب سے آسودی بھری مسکان سونپ گیا۔

"اصل میں تو اصفہان تم نے مجھے مکمل کیا ہے۔بس یہی کہوں گی کہ میں تم جیسی محبت نہیں کر سکتی۔یہ تم پہ ہی جچتی ہے۔صدا یونہی مجھ سے محبت کرتے رہنا۔"

جذبات سے اٹی آواز میں کہتی وہ اپنی آسودگی بیان کرتی مسکرائی تو وہ اس کل کائنات کو اپنے وجود میں چھپائے اس پہ فدا سا ہوا۔

"بس تم بھی بھی کبھی مجھے خود سے جدائی کا کوئی غم نہ دینا۔تمہاری چلتی سانسوں سے میری سانسیں چلتی ہیں۔ایک بار تو میں نے تمہیں اس کی اجازت دی تھی لیکن اب مزید حوصلہ نہیں مجھ میں تم سے دور ہونے کا۔اب بس مجھ پہ دھیان دو۔لالا سے میں خود بات کر لوں گا۔تم نہیں جانتی مجھ پہ کیا بیتی تھی جب اس دن تمہیں زخمی حالت میں ہاسپٹل میں پایا تھا۔

اصفہان وہ سب یاد کر کے ایک دفعہ پھر کرب میں اترا تو ساتھ حورالعین کو بھی وہ وقت غمگیں کر گیا۔

تین ماہ پہلے:

وہ فریش ہو کر بالوں میں تولیہ لپیٹے واش روم سے باہر نکلی تو اصفہان کو خود کی جانب سرخ نظروں سے گھورتا پا کر اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ابھی تھوڑی دیر پہلے تو وہ بالکل ٹھیک تھا لیکن اب اچانک کیا ہو گیا تھا جو وہ یوں اچانک ساکت کھڑا تھا وہ آنکھیں۔جو اسے ہمیشہ محبت سے دیکھتی ہیں وہ آج اس سے روٹھی روٹھی کیوں ہیں۔لیکن جلد ہی اس کی وجہ بھی سامنے آگئی جب اس نے اپنا موبائل اصفہان کے ہاتھ میں دیکھا۔

دل نے غلط سگنل دیے تو وہ تھوک نگلتی اس کے قریب آئی۔

۔ایسے غصے سے کیوں دیکھ رہے ہو۔خیریت کیا ہوا ہے اصفہان۔""

اس یونہی چہرے پہ سنگلاخ چٹانوں کی سی سختی سجائے خود کی جانب دیکھتا پا کر وہ تولیہ سر سے اتارتے بولی۔

تمہاری کال آئی تھی۔""

اصفہان نے سرد لہجے میں کہا تو حور نے اس کی جانب دیکھا۔

کون تھا۔۔۔""

وہ بولی تو اصفہان اس کی جانب مڑا۔

www.novelsclubb.com

لیفٹیننٹ ہارون تھے جو لیفٹیننٹ حور العین کو اپنے نیکسٹ مشن کے لیے آگاہ کر رہے تھے۔"

اس کے چبا چبا کر ایک ایک لفظ بولنے پہ حور ایک سیکنڈ کو کچھ بول نہیں سکی۔ لیکن یہ سب تو ہونا تھا کبھی نہ کبھی تو اس نے یہ سب اصفہان کو بتانا ہی تھا اور شاید یہ ہی سب سے اچھا موقع تھا۔ کل ان کی زندگیوں کا بہت بڑا دن تھا۔

اصفہان میں تمہیں بتانے ہی والی تھی" اس نے بولنا سٹارٹ کیا تھا کی اصفہان نے اس کی بات بیچ میں کاٹ دی۔

نہیں مس حور العین ایک لفظ نہیں۔۔ تم کبھی بھی مجھے یہ نہیں بتانے والی تھی اگر آج مجھے نہیں معلوم پڑتا تو تم نے بھی کبھی مجھے کچھ نہیں بتانا تھا۔۔ ہم نے تو ایک دوسرے سے وعدہ کیا تھا ناں کی کبھی ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔ پھر یہ سب کیا ہے"

وہ غصے اور ناراضگی سے اس پہ بپھر کر چیخا تو حور نے افسوس سے اس کی جانب دیکھا۔ اس کی ناراضگی جائز تھی لیکن اس کا اس طرح پتہ چلنا غلط تھا۔ حور نے اس کا بازو تھاما تو اصفہان نے غصہ سے بازو چھڑا لیا۔ حور نے افسردگی سے اس کی جانب دیکھا۔

میری بات تو سن لو اصفہان۔میں سب بتاتی ہوں ناں تمہیں۔مجھ سے ناراض مت"
ہو۔یہاں آؤ بیٹھو میں سمجھاتی ہوں۔"حور نے اس کے اشتعال کو کم کرنے کے لیے پھر سے اس کا بازو تھام کر سہلایا اور اسے زبردستی وہیں بیڈ پہ بٹھایا تو وہ اصفہان سرد مہری سے اسے دیکھتا بیٹھا۔

اصفہان یار۔۔ایسے تو نہیں دیکھو۔پہلے مجھے محبت سے دیکھو پھر ہی کچھ بتاپاؤں"
گی۔۔اس طرح آپ کی آنکھوں سے مجھ سے بولا نہیں جاتا۔"
اس کے ساتھ بالکل جڑ کر بیٹھتے وہ اس کا مضبوط ہاتھ جکڑ کر اس کا چہرہ بھی اپنی جانب موڑا۔

لیکن وہ اچھے موڈ میں نہ تھا۔۔چہرہ چھڑوالیا لیکن ہاتھ نہیں۔

مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی ہے۔۔تم نے مجھے دھوکے میں رکھا۔اس وقت مجھ"
سے کوئی بات نہیں کرو۔۔میں بہت غصے میں ہوں یہ نہ ہو کچھ غلط بول دوں۔"
وہ سر پھرا تھا تو وہ بھی سر پھرے کی بیوی تھی۔اب کے اس نے اس ضدی انسان کو دیکھا اور اس کا چہرہ پھر سے زبردستی اپنی جانب موڑا۔

بس کر دو لڑکیوں کی طرح نکھرے دکھانا۔جب کہہ رہی ہوں کہ بتا رہی ہوں تو سن لو" ناں۔۔غصہ کر کے تو دیکھو میرے اوپر پھر بتاؤں گی تمہیں۔"وہ رعب سے بولی تو اصفہان نے اب شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا۔حور ایسی نظروں پہ پھر سے پگھلی۔پھر حور نے سب بتانا سٹارٹ کیا شروع سے لے کر اب تک وہ سب اس کو بتاتی چلی گئی تو اصفہان کی آنکھوں میں سرخی سمٹی۔اس کا سارا غصہ سارا اشتعال اب بیٹھ گیا۔وہ اپنی جان سے پیاری بیوی کو دیکھنے لگا جو پہاڑوں سا حوصلہ رکھنے والی تھی۔

لیکن تم کل کے مشن پہ نہیں جاؤ گی۔"وہ اب کے پھر سے نیا حکم صادر کرتے بولا تو حور نے اسے گھورا۔

یہ کیا بات ہوئی اصفہان۔۔میں اپنی منزل کے اتنا قریب آ کر پھر سے کیسے پیچھے ہٹ" سکتی ہوں۔۔

میں ان تمام مجرموں کو سزا دینا چاہتی ہوں۔تمہیں تو میرا ساتھ دینا چاہیے نا کہ یوں میرا حوصلہ پست کرو۔"وہ حور کو کسی بھی صورت کھونے کا حوصلہ خود میں نہ پاتا تھا۔

"لیکن۔۔"

www.novelsclubb.com

کوئی لیکن ویکن نہیں۔۔اور میں لڑکی ضرور ہوں لیکن کمزور نہیں ہوں۔اپنے دشمنوں سے لڑنا مجھے آتا ہے۔۔بہت ظالم اور سفاک ہوں۔پوچھ سکتے ہو یزدان بھیا اور ہارون سے۔۔مجھے انڈر ایسٹیمیٹ نا کرنا۔"

وہ اترا کر بولی تو اصفہان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے لیکن یہ مسکراہٹ کتنی نقلی تھی وہ جانتی تھی۔

"اصفہان میں جانتی ہوں۔۔ تمہیں میری فکر ہے۔۔لیکن یہ تو میرا کام کا حصہ ہے ناں۔۔میرا فرض ہے۔۔اور جب تم جیسے پیارے شوہر کی دعائیں ہوں تو کسی کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔میں تمہارے لیے خود کی حفاظت کروں گی۔"اس کا ہاتھ تھام کر اس کی پشت پہ بوسہ دیے مسکرائی۔اصفہان نے اسے اپنے محبت بھرے حصار میں لیا۔

"نہیں ہوں ناراض میری شیرنی۔۔فکر نہیں کرو۔۔وہ لوگ اپنے انجام کو ضرور پہنچیں گے۔"

حور کی بھی اداسی آہستہ آہستہ اس حصار میں ختم ہو گئی۔

"مجھ سے ناراض نہ ہوا کرو اصفہان۔تمہاری یہی باتیں میرا حوصلہ ہیں۔۔میری ہمت ہیں۔"

حور کے لہجے میں محبت اور یقین نے اصفہان کے دل کو بھی تقویت بخشی۔

میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں حور۔۔ تمہیں دوبارہ کھونے کا حوصلہ نہیں ہے مجھ "

میں۔ تمہاری جاب سے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ مجھے تو فخر ہے تم پہ لیکن میں ڈر گیا تھا اسی لیے تم سے روڈلی بات کی۔ "اصفہان کے جذبات سے بھرپور جملے سن کر وہ اس کے گرد اپنا حصار تنگ کیے مسکرائی۔ یہ محبت تو رشک کیے جانے کے قابل تھی۔ یہ انسان کتنا پیارا تھا کہ وہ اسے دیکھتے نہیں تھکتی تھی۔

آئی لو یو سو مچ۔۔" محض یہی بول سکی۔ "

ایک نئی صبح زمین زادوں پہ اتر چکی تھی۔ اس صبح میں آج بہت سی امیدیں، خواب اور ان گنت خواہشیں محفوظ تھیں۔ داریہ کی صبح آنکھ کھلی تو اس نے یزدان کی ہلکی ہلکی آواز میں بات کرنے پہ اسے دیکھا جو نک سک سا تیار کھڑا آئینے کے سامنے کھڑا کسی سے فون پہ بات کر رہا تھا۔ پھر گھڑی کی جانب دیکھا جہاں سات بج رہے تھے۔ ولی اس کے پاس ہی سکون سے سو رہا تھا۔ وہ ولی کی جبین چومنے کے بعد بیڈ سے اٹھی اور فون پہ بات کرتے یزدان کے پاس گئی۔ یزدان نے اس کا قریب آکر کھڑا ہونا محسوس کیے فون سے رابطہ منقطع کیے اسے دیکھا جو

آنکھوں میں فکر سموئے اسے دیکھ رہی تھی۔یزدان نرم سا مسکرایااور اس کا ہاتھ تھام کر سینے سے لگایا۔

گڈ مارننگ وائف۔۔۔اتنی جلدی کیوں اٹھ گئیں۔"اس نے اسے بے حد قریب کھڑا" کرتے اس کے بال سنوارتے پوچھاتو داریہ مسکرائی۔

آنکھ کھل گئی۔۔آپ اتنی جلدی کیوں آفس جارہے ہیں لیکن آج تو سنڈے ہیں "

ناں۔۔۔پھر۔۔"داریہ نے ناسمجھی سے استفسار کیا۔اس کی بات پہ یزدان کے تاثرات بدلے ہمم۔آج آفس نہیں جانا ہے۔۔آج ایک اہم مقصد کے لیے نکلنا ہے جس کا برسوں" انتظار کیا ہے۔داریہ وہ وقت گیا ہے جب اپنے فرض کے لیے اپنے ملک کے لیے لڑنا ہے ۔۔دعاؤں میں رخصت کریں مجھے "داریہ کے خدشات آخر سچ ہوئے تھے وہ خاموش کھڑی اسے دیکھے گئی۔۔تو کیا ایک بار پھر سے جدائی مقدر بننے والی تھی۔یزدان اس کے تاثرات بہت آرام سے جانچ رہا تھا۔اس کی فکر محسوس کیے مسکرادیا۔

کیا ہو گیا ہے داریہ۔۔"وہ بولا تو داریہ مزید خود کو نہ روک سکی۔اسے یوں تڑپ کر" روتے دیکھ وہ اس کی جان نکال لے گئی۔

روکیوں رہی ہیں داریہ "اس کو تھام کر سینے سے لگاتے کہا تو وہ مزید رونے لگی۔"

مجھے اب پھر سے آپ سے دور نہیں ہونا ہے" وہ اس میں چھپی تکلیف سے اٹی آواز میں "
بولی۔
میں بھی یہی چاہتا ہوں۔۔ لیکن یہ ضروری ہے دار یہ۔ یوں خود کو ہلکان مت "
"کریں۔ میں ہمیشہ آپ کے پاس ہوں
اسے خود سے الگ کیے انگلیوں کی پوروں اس کی رخسار پہ نرمی سے پھیرے تو درایہ نے
سر ہلایا۔
میری آپکے بنا کوئی زندگی نہیں ہے۔۔ جلدی آیئے گا۔۔ اب تو آپ کا بیٹا بھی ہے۔۔ وہ "
بہت مس کرے گا آپ کو۔" نم آواز میں کہہ گئی بات اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ وہ درایہ کو
حد درجہ پیارا تھا۔
میرے بیٹے کی اماں بہت کمزور دل کی ہے۔۔ میرا بیٹا مجھ پہ گیا ہے۔۔ اور رونا نہیں "
ہے۔ آپکے آنسو مجھے تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں۔ دعا کریں۔ آپ کی دعاؤں کے سائے میں جانا
چاہتا ہوں"
اس کے رخسار کی آخری نمی بھی ہتھیلیوں سے جذب کرتے کہا تو وہ اس کی خواہش پہ مسکرا
دی۔

آپ پریشان نہیں ہوں۔۔میں ٹھیک ہوں۔بس تھوڑا تھوڑا دل اداس ہے لیکن مجھے "
اپنے خدا پہ بھروسہ ہے وہ کبھی ہمیں جدائی نہیں دیں گے۔آپ صرف میرے ہیں۔"
وہ اس کی آنکھوں میں اس کے لفظوں کے برعکس چھپی تکلیف دیکھ سکتا تھا۔
صحیح کہہ رہی ہیں۔۔اب بس ایک اچھی سی سمائیل دیں مجھے تاکہ میرے لیے آسانی"
ہوں۔۔میرے لیے بھی بہت مشکل ہے آپ سے دور رہنا لیکن فرض نبھانا ہے"
وہ بھی تھوڑا بے بس سا لگ رہا تھا داریہ نے اس کے لہجے میں الجھن محسوس کیے اس کے
گال پہ ہتھیلی دھری۔
میں جانتی ہوں۔۔ہر گھڑی میں آپکے ساتھ ہوں۔یہاں سے بے فکر ہو کر جایئے "
گا۔"
وہ مسکرائی تو یزدان کو لگا ہر منظر مسکرایا ہو۔
چلیں اب زرا میں اپنے بیٹے سے بھی مل لوں۔۔"
اسے تادیر اپنے سینے میں بسائے مند پسند شدت عطا کیے وہ مڑ کر ولی کی جانب گیا تو دراپہ
ہنستی ہوئی فریش ہونے چل دی۔

www.novelsclubb.com

اپنی زندگی کی سب سے بڑی اذیت محسوس کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ پاشا۔آج"
تمہارے سارے کالے دھندوں کا اختتام ہو جائے گا۔۔بہت عرصہ انتظار کیا ہے اب مزید
نہیں۔۔اب جہنم ہی تمہارا مقدر بنے گی۔۔تم سب تیار ہو؟"
چہرے پہ خطرناک عزائم لیے وہ لوگ آج اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھے۔
یہ وقت مشکل تھا لیکن انہوں نے جیت کر لوٹنا تھا وہ لوگ پوری تیاری اور باقی معاملات
دیکھ کر اس وقت آفس میں جمع تھے
کسی کے چہرے پہ نرمی کا کوئی شائبہ نہ تھا۔
تم سب لوگ تیار ہو" وہ سب لوگ اکٹھے تھے جب یزدان نے باری باری سب لوگوں"
کو دیکھ کر پوچھا۔۔
آواز میں زمانوں کی سختی تھی۔یہ ان لوگوں کی بارہ لوگوں کی ٹیم تھی جنہوں نے کچھ دیر
میں نکلنا تھا۔

یس سر۔۔ہم تیار ہیں۔مجھے تو بے صبری سے انتظار ہے جب اس مردود کو میں اپنے ہاتھوں سے جہنم واصل کروں گا" ہارون نے آنکھوں میں چمک لیے اس انداز سے بولا کی یزدان کی گھوری پہ وہ پھر سے فارم میں واپس آیا۔

آج اس ملک کو پاشا جیسی دیمک سے نجات ملے گی۔اور آج مجھے سب کا بیسٹ' چاہیے۔ہمیں کامیابی چاہیے جس کے لیے ہم اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کریں گے" یزدان کی آنکھوں میں آنے والے کل کو لے کر امیدیں لہرا رہی تھیں وہ پر عزم تھا تو اس کے ساتھی بھی پر عزم تھے۔

اللہ تمہیں سرخرو کرے یزدان۔مجھے تم پہ اور تمہاری ٹیم پہ پورا بھروسہ ہے اس کا" انجام عبرتناک ہی ہوگا۔۔بیسٹ آف لک" کرنل یاور کا حوصلہ بڑھانا ہی اہم ترین تھا۔سب لوگ آج اپنے اندر ایک نئی قوت بڑھتی محسوس کر رہے تھے۔وہ سب جوان تیار تھے دشمن کو میدان میں شکست دینے کے لیے۔

پھر وہی ہوا جس کا ٹھان کر وہ لوگ نکلے تھے۔کچھ ہی دیر میں پاشا کی تمام اڈوں کو تباہ کیا جا چکا تھا۔پاشا کے رہائش کے بارے میں بھی معلومات کنفرم ہو چکی تھیں۔کچھ ہی سیکنڈز کا کھیل تھا جب ہاشا کے بنگلو کو اپنی حراست میں لیا جا چکا تھا۔دروازے اور اندر موجود تمام گارڈز کو

یزدان کی ٹیم کچھ ہی منٹوں میں خاموشی سے ابدی نیند سلا چکے تھے۔پاشا اس اچانک حملے سے بوکھلا کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن پکڑا گیا۔وہ ہر طرف سے گھر چکا تھا۔باہر گولیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ماحول میں دہشت برپا تھی اور پھر وہ وقت آیا جب یزداب سکندر کا سامنا پاشا سے ہوا تھا وہ زمیں پہ گرا ہوا خود پہ جھکے خون آشام نگاہوں سے خود کو دیکھتے یزدان کو دیکھ کر تھر تھر کانپ رہا تھا۔یزدان بے اسے گریبان سے پکڑ کر لگاتار دو تین مکے اس کے منہ پہ لگائے تو اسے لگا جیسے جبڑے ٹوٹ گئے ہوں۔

"اب پہچانا تو نے مجھے۔۔ڈر تو لگ رہا ہو گا۔۔ تجھ جیسے کتے،ملک کے غدار جب گیدڑوں کی چھپ کر وار کرتے ہیں تو ان کی موت ہم جیسے سپاہیوں پہ قرض ہو جاتی ہے اور دیکھ کتنا تو نے چھپ کر دیکھ لی۔۔کتنے تو نے گناہ کر لیے کتنے گھر برباد کر دئے آج تیری پکڑ ہو گئی ہے۔"اسکے غلیظ چہرے پہ پھنکارتے ہوئے آج یزدان کے چہرے پہ سکون ہی سکون تھا۔ہارون اور حورالعین کھڑے حقارت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"یہ نشان دیکھ کر یاد تو آتی ہو گی میری۔۔روح تو کانپتی ہو گی۔۔ تیری موت تو بچپن سے ہی میرے ہاتھوں لکھی جا چکی تھی"اس کے چہرے پہ پرانے زخم پہ نشان کی جانب اشارہ کرتا وہ استہزائیہ مسکرایا تو پاشا غیظ و غضب سے اسے دیکھنے لگا۔ابھی یزدان مزید کوئی دیر کیے بنا اس

یزید کو جہنم واصل کرتا جب نا جانے کہاں چھپ کر بیٹھے ہوئے شکور نے وہاں داخل ہوتے اندھا دھند گولیاں چلادی۔اس سے پہلے کے یزدان ان گولیوں کی زد میں آتا حور اور ہارون نے اس کے سامنے آتے شکور کو اپنے گولیوں کے نشانے پہ رکھا تھا۔کچھ گولیاں اسے لگی تھیں لیکن شکور کی بندوق سے نکلی گولیاں حور کے کندھے اور ہارون کے پیٹ میں لگ چکی تھی۔یزدان نے موقع کا فائدہ اٹھا کر بھاگنے کی کوشش کرتے پاشا کر فائر کر کے ایک لمحے میں ڈھیر کیا اور حور اور ہارون کی جانب لپکا۔حور تو کندھے پہ لگی گولی پہ ہاتھ رکھے گرنے والی تھی لیکن بامشکل خود پہ ضبط کیے کھڑی تھی۔

تم ٹھیک ہو" وہ پریشانی سے اس کی جانب آتا بولا جس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔ہارون کو باقی ٹیم ممبرز آکر ریسکیو کر چکے تھے مزید کوئی دیری کیے بنا یزدان حورالعین کو لیے وہاں سے نکلا تھا۔حور اور ہارون کو فوری طور پہ ایمرجنسی میں داخل کیا گیا تھا۔بروقت پہنچنے کی وجہ سے بچت ہو گئی تھی۔کچھ وقت کے بعد ان کو ہوش آگیا تھا۔یزدان کے چاہنے پہ ہی سب گھر والوں کو بھی اطلاع دے دی گئی تھی گھر والوں کے سوالوں کے جواب دینا مشکل امر تھا لیکن کسی نہ کسی دن تو یہ سچائی کھلنا ہی تھی۔ہر کوئی اس سچویشن میں حیرت زدہ تھا لیکن سب ٹھیک ہو گیا تھا۔سب کی دعاؤں نے ان کی زندگی کو بچا لیا تھا۔اصفہان تو جانے کتنے دن حور سے ناراض رہا تھا

لیکن اپنے عشق کے آگے وہ بھی گھٹنے ٹیک گیا تھا۔ہارون بھی اب ٹھیک تھا۔شانزے ہر پل اس کے ساتھ رہی تھی۔۔یہ لمحہ شکر گزاری کا تھا جب سب بہتر ہو گیا تھا زندگی معمول پہ آگئی تھی۔خاندان کے ہر شخص نے اصل سکھ پا لیے تھے۔

ماشاءاللہ میری پیاری گڑیا۔۔تیار ہو کر کتنی پیاری لگ رہی۔۔ماں صدقے جائے۔۔""

وہ بیڈ پہ ہاتھ پاؤں چلاتی دعا کو گلابی فراک پہنا کر اس کا گال چوم کر بولی تو وہ اپنی تعریف سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ دو ماہ پہلے ہی اللہ نے ان کی زندگی میں پیاری سی دعا کو بھیجا تھا جو دونوں کی جان تھی۔

حیدر واش روم سے نکلتا دونوں ماں بیٹیوں کو دیکھ کر ٹھہر گیا۔ مسکراتا ہوا وہ دونوں کو دیکھنے لگا جو اس کی کل کائنات تھیں۔اس حسین منظر کو وہ مسکرا کر دیکھنے لگا۔

ارے آپ وہاں کھڑے ہنس رہے ہیں۔ جلدی سے نیچے آجائیں۔میں کچن میں جا رہی" ہوں۔۔دعا کو بھی ساتھ لے آیئے گا۔" وہ اس کے پاس آکر بولتی تیز تیز بولتی جانے لگی تو حیدر نے اس کا ہاتھ تھام کر روک لیا۔

میری بیٹی کو تو پیار دے دیا۔میرے حصے کا بھی پیار مجھے دے دیں مسز۔ "

"لاڈ سے بولتے ہوئے موصوف نے شکوہ کیا تو وہ حیرت اے اسے دیکھنے لگی۔

آپ بچے تھوڑی ہیں۔"وہ ہنسی پھر گھور کر بولی۔"

ہاں جی میڈم۔۔میں بچہ نہیں شوہر تو ہوں ناں۔۔میرے بھی تو ارمان ہیں۔""

وہ لمحہ لمحہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولتا اسے بلش کرنے پہ مجبور کر گیا

میری ساری محبت آپ کی ہی ہے۔۔"وہ محبت سے لجا کر بولی۔

بڑی ظالم ہیں مسز باتوں سے ہی ٹرخاتی ہیں۔۔ عملی بتایا کریں ناں جیسے میں بتاتا ہوں۔""

ایک سیکنڈ میں ہی اس کا گال چوم کر وہ ہنستا ہوا دعا کی جانب بڑھ گیا جو باپ کو دیکھ کر تیز تیز

ہاتھ پاؤں چلاتی اپنی خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔

ان کو چھوڑ وہ جلدی سے نیچے کچن کی طرف بڑھی۔

وہ کچن میں تھی جب ملازمہ نے کسی کے آنے کی اطلاع پہ وہ حیدر کو بتانے کے لیے کچن

سے نکلی ہی تھی کہ سامنے موجود لوگوں کو دیکھ کر اسے لگا وہ سانس نہیں لے سکے گی۔وقت تھم

گیا تھا دل کہ دھڑکن ایسی ساکن ہوئی کہ لگا دل دوبارہ دھڑک نہیں سکے گا۔زبان کچھ بولنے

سے انکاری ہوئی لیکن ہمت کر کے بولنا تو تھا۔

لالہ"وہ سامنے موجود یزدان اور صائم کو دیکھ گنگ کھڑی مدھم آواز میں بڑبڑائی۔"

یہی حال دوسری جانب صائم کا بھی تھا جو اسے گڑیا کو اتنے عرصے بعد اس طرح دیکھ کر مجسمہ بنا کھڑا تھا۔

ایک سال سے زیادہ ٹائم بعد وہ کسی اپنے کو دیکھ رہی تھی تو لگا مزید اپنے قدموں پہ کھڑا نہیں رہ سکی۔ تھوڑی کانپنے لگی تو ٹانگوں نے مزید سہارا دینے سے انکار کیا اس سے پہلے سے وہ لڑکھڑا کر گرتی صائم نے آگے بڑھ کر اسے اپنے بازوؤں میں تھاما تھا۔

"ماہوش میری گڑیا۔۔میری جان۔۔۔تم ٹھیک ہو۔۔۔" وہ اسے اپنے سینے بھینچے ہوئے بولا تو آواز خود بخود رندھ گئی۔

ماہوش کا ضبط ٹوٹا اور وہ سسکیاں لے کر رونے لگی۔وہ کچھ نہیں بول رہی تھی بس رو رہی تھی۔

"ماہوش۔۔گڑیا۔چپ کرو۔۔یہاں دیکھو میری طرف۔دیکھو تمہارے بھائی تمہارے پاس ہے۔۔"

وہ اسے خود سے نرمی سے الگ کیے بولا تو ماہوش نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔صائم کا اس کی بھیگی آنکھیں دیکھ کر دل مچل کر رہ گیا۔وہ پہلے کی طرح تو نہیں رہی تھی۔یہ ان کی گڑیا تو

نہیں۔نازک تو وہ پہلے سے تھی لیکن اب اس کو اتنا کمزور دیکھ کر وہ خود کو کنٹرول نہیں کر پایا اور ایک بار پھر اسے سینے سے لگا کر رونے لگا۔

یزدان نے سرخ پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھا اور پھر اس کے قریب آکر اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

لالا آپ۔۔آ گئے۔۔میں نے بہت۔۔۔یاد کیا آپ۔۔۔۔کو۔""

وہ ہچکیوں میں روتی بولتی جا رہی تھی۔اس کا پورا جسم کانپنے لگا۔

صائم اپنے آنسو صاف کر کے اسے لیے لاؤنج میں بنے صوفے پہ بیٹھا۔

میں نے بھی بہت یاد کیا اپنی گڑیا کو۔۔۔کیسی ہو۔۔اتنی کمزور کیوں ہو گئی ہو۔۔میری" جان۔کیا حالت بنالی ہے اپنی۔"

وہ اسے ساتھ لگا کر اس کے آنسو پونچھ کر بولا۔

سب کیسے ہیں لالہ۔۔گھر میں سب کیسے ہیں ٹھیک ہوں ناں۔مما کیسی ہیں۔۔بابا۔""

وہ اب کے خود کو سنبھال کر خوشی کی چمک آنکھوں میں لیے بولی۔

سب ٹھیک ہیں گڑیا۔۔سب تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔۔""

وہ محبت سے اس کی پیشانی چوم کر بولا

www.novelsclubb.com

ماہوش یار۔۔دیکھ لو اپنی لاڈلی کو۔۔۔پھر سے اس نے ڈائیپر گیلا کر دیا اب خود ہی سنبھال۔۔۔۔۔"

ماہوش اس سے پہلے کچھ کہتی حیدر جو دعا کو اٹھائے ہی لاؤنج میں آیا تھا ان سب کو دیکھ کر رک گیا۔اور حیرانی سے اپنی لاڈلی بیوی کو اس کے لاڈلے بھائی کے ساتھ آنکھیں پھاڑے دیکھنے لگا۔

ماہوش سہم کر اس کی جانب دیکھنے لگی۔صائم حیرت سے اسے اور پھر اس کی گود میں اس معصوم ننھی پری کو دیکھنے لگا جو باپ کی گود میں ٹکر ٹکر سب کو دیکھ رہی تھی جو یقیناً ان کی لاڈلی بہن کی بیٹی تھی۔صائم سب کچھ بھولے بس ماہوش کے نقوش سے ملتی اس گڑیا کو دیکھنے لگا جو گلابی فراک میں سر پہ ہیئر بینڈ لگائے اس کا دل پگھلا چکی تھی۔اس سے نظر ہٹا کر اس نے ماہوش کو دیکھا تو وہ نظریں چرا گئی۔

جبکہ حیدر تو کھڑا بس یزدان کو دیکھنے لگا جس کی آنکھوں سے نکلتے سرد شعلوں میں گھرا وہ بھی اسے مزید گھور رہا تھا۔

اوہ تو سالے صاحب آئے ہیں۔۔"وہ اپنی حیرت پہ قابو پاتا آگے آیا اور یزدان کے بالکل سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

صائم اٹھا اور اس کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔

"یہ تمہاری بیٹی ہے ماہ وش۔۔" صائم بے لڑکھڑاتی آواز میں پہلے ماہوش اور پھر حیدر کو دیکھا۔۔ حیدر نے نرم تاثرات لیے اسے دیکھا۔۔ صائم سے اس کی کوئی دشمنی نہیں تھی۔ حیدر کے خاموشی سے سر ہلانے پہ صائم نے آگے بڑھ کر اپنے بازو پھیلائے تو حیدر نے ایک نظر ماہ وش کی طرف دیکھ کر دعا کو اس کی گود میں دے دیا۔ اسے اپنی گود میں لے کر اسے یوں لگا جیسے چھوٹی سی ماہوش اس کی گود میں آ گئی ہو۔ وہ بھی تو بچپن میں ایسی ہی تھی۔

صائم نے آہستگی سے اسے سینے سے لگایا اور پیشانی چومی۔

ماہوش گڑیا۔۔ اٹھو میں تمہیں ساتھ لے جانے آیا ہوں۔۔ سب بہت خوش ہوں گے"

۔"

کچھ دیر بعد صائم نے کہا تو ماہوش اب حیدر کو دیکھنے لگی۔

"اوہیلو سالے صاحب۔۔ میری بیوی کہیں نہیں جائے گی۔ تم مل لیے ہو اس سے کافی

ہے۔"

حیدر نے گھور کر بات ختم کی تو یزدان اس کے مقابل آیا۔

"اور ہم بھی دیکھتے ہیں کہ تم ہمیں اسے لے جانے سے کیسے روکتے ہو۔""

www.novelsclubb.com

یزدان نے سرد سپاٹ لہجے میں کہا تو حیدر نے بامشکل خود کو قابو کیا۔

میری بیوی میری مرضی کے بغیر کہیں نہیں جائے گی۔" وہ بھرم دکھاتے ہوئے بولا۔"

اٹھو ماہوش۔ گڑیا کا جو سامان لینا ہے لو۔۔اور چلو ہمارے ساتھ۔""

صائم نے بھی اٹھتے ہوئے کہا تو حیدر نے دونوں سالوں کو ایسے گھورا جیسے کہہ رہا ہو میرے گھر میں آکر مجھے ہی چیلنج۔

ماہوش پریشانی سے اب حیدر کو دیکھنے لگی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔یہ دن تو آنا ہی تھا ناں ۔اس نے بھی تو وعدہ کیا تھا پھر وہ اسے کیوں نہیں جانے دے رہا تھا۔وہ بھی کھڑی ہو کر ماحول کی کشیدگی محسوس کیے حیدر کے پاس آئی۔

حیدر میں چلی جاؤں۔۔""

وہ اس کے پاس آکر مدھم آواز میں پوچھنے لگی۔حیدر نے اسے گھورا۔

نہیں۔۔""

وہ یوں بولا جیسے کسی بات سے فرق ہی نہ پڑتا ہو۔یزدان اور صائم کے تاثرات اب غصے والے تھے۔کیوں وہ اپنی درگت بنوانا چاہتا تھا۔

لیکن حیدر۔۔۔وہ کچھ بولتی کہ حیدر نے اس کی بات کاٹ دی۔

تم نہیں جاؤ گی بس بات ختم۔۔میں جا رہا ہوں دعا کو لے کر اوپر۔۔اپنے بھائیوں کو کھانا " وغیرہ کھلا کر رخصت کرو۔"

وہ اس کی بھیگی آنکھوں سے نظریں چراتا طنز سے بولتا دعا کو لیتا یہ جا وہ جا۔

ماہوش نے پلکیں جھپک جھپک کر اپنے آنسو اندر اتارے۔پھر مڑ کر ان کو دیکھ کر مسکرائی۔

لالہ میں آج آپ کے ساتھ نہیں جا سکتی۔۔کچھ دن بعد آؤں گی حیدر کے ساتھ۔۔پکا" وعدہ۔"

وہ زبردستی کی مسکان چہرہ پہ سجائے بولی تو صائم نے دکھ سے اسے دیکھا۔

تم چھوڑو اسے چلو ہمارے ساتھ۔۔وہ کون ہوتا ہے روکنے والا""

اب کے یزدان نے کہہ کر جیسے بات ختم کی۔

ماہوش نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔۔ایک طرف شوہر تھا اور دوسری طرف بھائی۔

لالا وہ میرے شوہر ہی۔۔ان کی رضامندی سے آؤں گی۔۔پلیز آج نہیں۔۔میں لازمی" آؤں گی۔لالہ گھر میں ابھی کسی کو مت بتایئے گا" وہ رندھی آواز میں بولی تو صائم نے اس کی سچویشن سمجھتے اسے گلے سے لگایا۔

ٹھیک ہے گڑیا۔۔تم پریشان نہیں ہو۔۔وہ نہ بھی مانا تو میں دوبارہ آجاؤں گا۔۔فکر نہیں "
کرو۔"

وہ بولا تو ماہوش بھی افسردہ سی مسکرائی۔حیدر نے آج اس کا بھرم توڑ دیا تھا۔۔کیا ہوتا اگر وہ اسے جانے دیتا۔۔اس نے بھی تو وعدہ کیا تھا۔

اپنا خیال رکھنا اب ہم چلتے ہیں۔۔قسم سے تمہیں اور گڑیا کو چھوڑ کر جانے کا دل بالکل "
بھی نہیں کر رہا۔۔"

صائم نے بے بسی سے کہا تو ماہوش مسکرا دی۔۔

خیال رکھو اپنا اور گڑیا کا۔""

یزدان نے بھی اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر نرمی و فکر سے کہا تو وہ مسکرا دی۔

پھر وہ دونوں چلے گئے تو ماہوش نے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا اور ایک بار پھر اس ستمگر کے رویے پہ اسے رونا آنے لگا۔فالحال اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی وہ اسی لیے وہیں لاؤنج میں صوفے پہ مختلف سوچوں میں گھری سر گھٹنوں میں دیے بیٹھ گئی۔

کاش کے حیدر میں مجبور نہ ہوتی تو آپ کو یوں تنگ نہ کرتی "

وہ سوچ ہی سکی۔

حیدر جو کمرے میں تو چلا گیا تھا لیکن ایک پل بھی سکون نہ ملا۔ماہوش کی شکوہ کرتی نظریں اس کا دل چیر رہی تھیں۔لیکن وہ کیا کرتا اس کو بھیجنے کا سوچتا تھا تو دل میں کہیں بے آرامی پھیل جاتی تھی۔دعا سو گئی تھی اسے بیڈ پہ لٹانے کے بعد وہ وہیں سر جکڑ کر صوفے پہ بیٹھ گیا اور اپنی درد کرتی آنکھیں بند کر لیں۔اب تو انتقام کی آگ بھی بجھ کر ٹھنڈی ہو چکی تھی لیکن اپنی محبت اپنے دل کا کیا کرتا۔اوپر سے وہ ہر وقت ماہوش کو پاس رکھنا چاہتا تھا۔ماہوش کی آج کل طبیعت بھی نہیں ٹھیک تھی۔ڈلیوری کے بعد سے ہی وہ بہت کمزور ہو گئی تھی۔بار بار چکر اور بخار کی وجہ سے وہ مرجھا گئی تھی۔ایسے میں وہ اسے خود سے دور کرنے کی ہمت نہیں کر پاتا تھا۔کتنی دفعہ اس نے ماہوش کو ڈاکٹر کے پاس چلنے کو کہا لیکن وہ ٹال دیتی کہ کچھ دن میں ٹھیک ہو جائے گی ۔ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد بھی جب وہ کمرے میں نہیں آئی تو وہ گھبرا کر کمرے سے نکلا۔

کیا وہ چلی گئی۔"یہ سوچ آئی تو لگا دل رک گیا ہو۔"

کمرے سے جلدے سے نکلتا وہ لاؤنج میں آیا تو اندھیرے نے استقبال کیا۔لیکن کھڑکیوں سے آتی زرد روشنی میں بھی وہ اس کے وجود کو پہچان گیا تھا۔

ماہوش۔۔""

وہ تیزی لائٹ آن سے اس کی جانب لپکا جو ابھی تک سر گھٹنوں میں دیے بیٹھی۔

ماہ۔وش۔۔یہاں کیا کر رہی ہو۔کمرے میں کیوں نہیں آئی۔""

وہ اسکا چہرہ تھام کر اوپر کرتا بولا تو اس کی سوجی ہوئی آنکھیں اور سرخ چہرہ دیکھ کر دھک سے رہ گیا۔

ماہ وش میری جان۔۔کیا حال کر لیا ہے تم نے اپنا۔۔""

اسنے اس کی سوجی آنکھوں پہ انگلی پھیرتے تشویش سے کہا۔ماہوش چپ چاپ سی بس اسے دیکھی جا رہی تھی۔پھر اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور حیدر کے گال پہ رکھا۔

میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں حیدر۔۔مجھ سے ناراض نہیں ہوا کریں۔"

"وہ آہستہ آہستہ اس کا گال سہلا کر مدھم آواز بولتی حیدر کے سینے سے سر ٹکا گئی۔

میں نہیں ہوں ناراض میری جان۔۔کیوں اس طرح کر رہی ہو۔۔ایم سو سوری"

جان۔۔مجھے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی تم سے۔میں کل لے کر جاؤں گا ناں تمہیں۔لیکن پلیز اس طرح مت کرو۔مجھے تکلیف ہوتی ہے"

وہ اسکو خود میں بھینچے اس کا ہاتھ لبوں سے لگا کر بولا تو ماہ وش اداسی سے مسکرائی۔

ابھی مجھے صرف آپ چاہیے ہیں اور کچھ نہیں۔۔"وہ بولی تو حیدر اس کی بند آنکھیں"

دیکھتا مسکرا دیا۔

یہ لڑکی اس کی کونسی دعاؤں کا صلہ تھی

میں یہیں ہوں۔۔۔چلو اٹھو کمرے میں چلو۔۔""

وہ اسے لے کر اوپر کمرے کی جانب چل دیا۔

پھر یونہی ہفتہ گزر گیا ماہوش نے گھر جانے کا نام لیا ناحیدر نے۔دن خاموشی سے گزر رہے تھے پھر ایک صائم دوبارہ آگیا تو ماہوش اور دعا اس کے ساتھ ہی روانہ ہوئے۔حیدر کو کسی کام کے سلسلے میں ملک سے باہر جانا تھا اسی لیے وہ نہیں جا سکا تھا۔اسنے بعد میں آنا تھا۔اس وقت شاہ ہاؤس میں سب لوگ جمع تھے۔

سب ہی ماہوش کو گھیرے بیٹھے تھے۔خوشی اور غم کا سماں تھا۔وہ کب سے صائمہ بیگم کے سینے سے لگ کر بیٹھی رو رہی تھی۔

مما بابا آپ نے مجھے معاف کر دیا ناں۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی بولی تو سب"

لوگ ہی افسردہ ہوئے۔۔

کاش کے وہ دن ان کی زندگیوں میں نہ آیا ہوتا تو آج زندگی یوں نہ ہوتی۔

نہیں میری جان ہم کیوں ناراض ہوں گے تم سے۔بس کردو یہ باتیں۔تم واپس آگئی ہو" اس سے اچھا کیا ہے ہمارے لیے میری جان۔"صائمہ بیگم نے محبت سے اس کا گال سہلاتے ہوئے کہا۔

مما میں نے حیدر سے نکاح خود نہیں کیا تھا۔میں نہیں بھاگی تھی۔""" اس کے کیے گئے انکشاف پہ سب لوگ ساکت اس کی جانب دیکھنے لگے۔

کیا مطلب ہے گڑیا۔"صائم نے بے چینی سے پوچھا۔"

ماہوش نے ایک نظر یزدان کی جانب دیکھا۔

حیدر نے مجھے اغواء کیا تھا۔مجھ سے نکاح کیا اور وہ جو سب میں نے آپ لوگوں سے بولا" تھا وہ سب جھوٹ تھا۔انہوں نے یزدان لالا سے بدلہ لینے کے لیے یہ سب کیا تھا۔وہ اپنے بابا کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔"

پھر وہ سب بتاتی گئی جسے سن کر سب لوگ حیرت و شاک کی کیفیت میں گھرے اسے سن رہے تھے

اس کمینے گھٹیا انسان کی اتنی ہمت۔۔میں زندہ نہیں چھوڑوں گا اسے۔"صائم نے اٹھ" کر غراتے ہوئے کہا۔

۔اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ ان کی بہن ایک ایسے گناہ کی سزا بھگتی رہی جو اس نے کیا بھی نہیں تھا۔

"نہیں بھائی آپ انہیں کچھ نہیں کہیں گے۔میں نے انہیں معاف کر دیا ہے۔انہوں نے کبھی مجھ سے برا سلوک نہیں کیا۔بہت محبت دی ہے انہوں نے مجھے۔اگر آپ نے انہیں کچھ کہا تو میں کبھی آپ سے بات نہیں کروں گی۔۔کوئی ان سے کچھ نہیں کہے گا۔"

اس کی باتیں سنتے سب لوگ رنج کی کیفیت میں تھے۔سب مرد حضرات تو اسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہتے تھے جس نے ان کی بیٹی پہ بہتان لگایا تھا۔اس کی باتیں سنتے یزدان نے بامشکل خود پہ ضبط کیا۔

"اسے اس کے کیے کی سزا ملے گی چاہے جو ہو۔۔"یزدان نے سرد نظریں اس پہ ٹکاتے کہا تو وہ سہم کر بابا کی جانب دیکھنے لگی تو انہوں نے نظروں سے اسے تسلی دی ۔داریہ نے بھی یزدان کے بازو پہ ہاتھ رکھے اسے شانت کیا تھا۔پھر کچھ دیر تک یوں ہی رونے دھونے کا سیشن جاری رہا۔

"یار ماہوش بس کر دو اب۔۔چپ کرو۔قسم سے کان پک گئے ہیں تمہاری ریں ریں سن کر۔۔تم سے اچھی تو دعا ہے جو کب سے خاموشی سے سب سن رہی ہے۔ایک بار نہیں روئی

اب کے اصفہان کے ماحول کو تھوڑا بہتر کرنے کی خاطر کہا۔"

معصوم ہی ننھی پری کو دیکھ کر توسب گھر والے پھولے نہیں سما رہے تھے۔وہ کب سے داؤد صاحب کے پاس بیٹھی ان سے کھیل رہی تھی۔ماہوش نا جانے کیوں داریہ کو بدلی بدلی لگی۔وہ اس سے نظریں بھی نہیں ملا پا رہی تھی۔داریہ کو صحیح سلامت دیکھ کر وہ بہت خوش تھی اس سے ملی بھی تھی لیکن پھر بھی نا جانے کیوں ماہوش کا اس سے سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔اتنے میں دعا بھی رونے لگی توسب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

اچھا چلو بس کرو اب سب۔ماہوش بچے آرام کرو تم کمرے میں جا کر "

عائشہ بیگم نے کہا تو ماہوش بھی تھکاوٹ محسوس کیے اٹھ کھڑی اور دعا کو بھی اپنی گود میں لے لیا۔

ایسے میں ایک وجود تھا جو بہت غور سے ماہوش کو دیکھ رہا تھا۔

میں ساتھ چلتی ہوں تمہارے وش۔آج میں تمہارے ساتھ رہوں گی مجھے تم سے ڈھیر" ساری باتیں کرنی ہیں۔"وانیہ بھی کہتے اٹھ کھڑی ہوئی توسب نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ماہوش مسکرا دی۔

www.novelsclubb.com

چند قدم چلتے ہی اسے زوردار چکر آیا۔وہ لڑکھڑا کر گرنے لگی کہ وانیہ نے دعا کو اس سے لیتے اسے جلدی سے پکڑا۔

"ماہوش تم ٹھیک ہو۔کیا ہوا۔"صائم نے فکرمندی سے کھڑے ہوتے اسے خود سے لگا کر کہا۔

"""کچھ نہیں بھائی شاید رونے کی۔۔۔ابھی آرام کروں گی ٹھیک ہو جاؤں گی۔"

وہ جلدی جلدی بولتی جانے کے لیے پر تولنے لگی تو زرین جو کب سے اسے نوٹس کر رہی تھی کھڑی ہو کو اس کے سامنے آئی۔

"""ماہوش۔۔یہ سچ میں کمزوری ہے یا کچھ اور ہے۔۔کیا ہوا ہے تمہیں۔۔

زرین نے اس کا چہرہ اوپر کر کے دھڑکتے دل سے بے چینی سے استفسار کیا۔

وہ ڈاکٹر تھی۔ماہوش کا زرد چہرہ اور آنکھوں کی سیاہی دیکھ کر وہ بہت کچھ جان گئی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا آپی۔آپ ایسے کیوں پوچھ رہیں ہیں۔"اس کا دل دھک سے وہ گیا۔وہ نظریں چرانے لگی

۔دل میں درد اٹھنے لگا۔

"""تمہیں کچھ ہوا ہے ماہوش چھپاؤ۔۔بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے

اب کے زرش اونچی آواز میں بولی تو سب پریشانی سے انہیں دیکھنے لگے۔

زری کیا ہو گیا ہے۔۔کس طرح کے سوال کر رہی ہو""

ازلان اٹھ کر اس کی جانب آیا اور حیرانی سے پوچھا۔

ازلان اسے دیکھیں۔آپ بھی تو ڈاکٹر ہیں۔اسے دیکھ کر بتائیں یہ کہاں سے ٹھیک لگ"

رہی ہے۔۔اسے کچھ ہوا ہے ازلان۔۔اسے کچھ ہوا ہے۔۔"وہ یکدم بھرائی آواز میں بولتی

رونے لگی تو وہ پریشانی سے اسے سینے سے لگاتا ماہوش کو دیکھنے لگا جو اب ادھر ادھر دیکھتی ازلان

سے بھی نظریں چرانے لگی۔

سب لوگ ان کی باتیں سنتے کھڑے ہو گئے۔ازلان اب اسے گھور سے دیکھنے لگا۔۔اس

کی جلد جگہ جگہ سے ریڈ تھی۔چہرہ سرخ تھا۔۔آنکھیں سوجی ہوئیں تھیں۔۔ہاتھ بھی سوجے

ہوئے لگ رہے تھے۔

زرین کو خود سے الگ کرتے وہ انجانے خدشے کے تحت ماہوش کے سامنے ہوا۔

ماہوش گڑیا۔۔تم سچ میں نہیں جانتی تمہیں کیا ہوا ہے۔""

ازلان نے سرخ آنکھیں اس پہ ٹکائیں اس کی آواز میں کچھ تھا کہ ماہوش کی آنکھوں سے

آنسو چھلک پڑے۔وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی ازلان کے سینے سے لگ گئی۔

بھیا مجھے بلڈ کینسر ہے۔۔"وہ بولی تو سب کو لگا کچھ غلط سن لیا ہو۔"

ازلان نے آنکھیں مینچ کر کھولی۔سب لوگ ششدر سے اسے سن رہے تھے۔

کیا۔۔تم۔بلڈ کینسر۔۔۔تمہیں کیسے۔۔""

صائمہ بیگم آس کے پاس آکر اسے تھام کر بولیں لیکن وہ صرف روئے جا رہی تھی۔

گڑیا سچ سچ بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔ازلان کیا ہوا ہے دیکھو۔۔کوئی مزاق نہیں کرو میرا دل بند" ہو رہا ہے۔"

صائم نے اب کے ازلان سے پوچھا جو نظریں جھکائے کھڑا تھا۔۔

گڑیا۔بلڈ کینسر کا تو علاج ہے۔تم فکر نہیں کرو ہم تمہارا اچھے سے اچھا علاج کرائیں" گے۔۔تم فکر نہیں کرو تم ٹھیک ہو جاؤ گی

ازلان نے اس کو چپ کرانے کی کوشش کرتے محبت سے کہا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔ "

بھیا لاسٹ سٹیج ہے۔مجھے ایک ماہ پہلے ہی پتہ چلا ہے۔میرے پاس زیادہ وقت نہیں" ہے۔"

وہ ایک بار پھر سے سب کی دھڑکنوں کو ساکت کرتی بولی۔سب خاموش تماشائی بنے انہیں حق دق سے دیکھ رہے تھے۔

نہیں یہ سچ نہیں ہے ایسا نہی۔۔۔"صائمہ بیگم اس صدمے کو برداشت نہ کرتی بے"
ہوش ہو کر گر پڑیں۔ایک قیامت تھی جو ایک بار پھر سے شاہ ولا کے لوگوں پہ ٹوٹی تھی۔ان پہ اترتی یہ قیامت انہیں زندگی بھر کا غم دے گئی۔

. یہ دکھ برداشت نہیں ہوتا تھا

اپنی بہن کو اس تکلیف میں دیکھنا ان بھائیوں سے برداشت نہ ہوتا تھا۔

ماہوش کو ہاسپٹل ایڈمٹ کیا گیا لیکن اس کی دن بہ دن بگڑتی حالت نے سب کے حوصلے توڑ دیے تھے۔

اور پھر ڈاکٹر کے مطابق تین ماہ جو اس نے گزارنے تھے وہ پندرہ دن تک محیط رہ گئے۔

آئی سی یو میں مشینوں کے سہارے سانسیں لیتی ماہوش کو دیکھ کر سب کا دل کٹتا تھا۔

داریہ وانیہ حورالعین کا الگ رو رو کر برا حال تھا۔کوئی کسی کو سہارا دینے کی ہمت نہیں ہار رہا تھا۔

اس کی پل پل بگڑتی حالت نے سب کو ڈرا دیا۔

لالا۔حیدر۔۔کو بلوا دیں۔۔۔پلیز۔۔"آکسیجن ماسک کو بامشکل ہونٹوں سے ہٹائے اس نے یہ الفاظ کہے۔صائم خون کے آنسو روتا اپنی لاڈلی بہن کو دیکھنے لگا۔

حیدر کو جو پتہ چلا تو چند ہی گھنٹوں میں واپس چلا آیا لیکن جس وقت وہ ہسپتال کر کمرے میں ہانپتے ہانپتے پہنچا ل یکن سامنے اپنی عزیز بیوی کو یوں مشینوں میں جکڑے دیکھ کر اسے لگا وہ قدم آگے نہیں بڑھا سکے گا۔

اس نے دروازے کو تھام کر بامشکل خود کو سنبھالا۔آنسوؤں نے منظر دھندلا دیا۔

وہ بستر مرگ پہ لیٹی حیدر کو یوں پکار رہی تھی جیسے وہی اس کی شفا کا آخری راسطہ ہو۔

سب لوگ وہیں جمع تھے۔

یہ وقت کتنا دردناک تھا۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائی تو حیدر کا دل تھم گیا۔

اس نے کانپتے قدموں سے آگے کی جانب قدم بڑھائے۔

وہ سب کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہوں میں نے اپنی محبت کو آپ لوگوں کے پاس صحیح سلامت بھیجا تھا لیکن یہ تو میری وش نہیں ہے۔

سب لوگ اس کی دیوانوں کی سی حالت دیکھ کر خود بھی رو رہے تھے۔

اسے لگا وہ مزید اسے یوں نہیں دیکھ پائے گا۔۔

آنسوؤں نے بالآخر اپنا راستہ بنا لیا اور گالوں پہ بھل بھل بہنے لگے۔

قدم مزید آگے جانے سے انکاری ہوئے لیکن اسے ملنا تھا۔یہ آخری وقت تھا۔وہ چیخنا چاہتا تھا لیکن چیخ نہیں پا رہا تھا۔

ماہوش کی آنکھیں بھی برسنے لگیں۔

حیدر نے اس کے پاس آکر کھڑے ہوتے اس کا بے جان ہاتھ تھاما تو ہاتھوں کی ٹھنڈک اس کی بھی جلدی میں اترنے لگی۔وہ اب اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھ رہا تھا پھر بس اس کے سینے پہ سر رکھے رو پڑا تھا۔

وہ رویا تو یوں لگا ہر منظر رو رہا ہو۔

سب لوگ یہ دردناک منظر دیکھ کر خود بھی رو پڑے

حیدر۔۔"مدھم سی پکار تھی لیکن۔حیدر اسے چھوڑنے پہ راضی نہ تھا۔

مجھے کچھ کیوں نہیں بتایا۔۔کچھ مت کہنا ماہوش۔۔تم جھوٹی ہو۔۔تم نے وعدہ توڑا ہے "

تم تو کہتی تھی کہ ہمیشہ ساتھ رہو گی پھر کیوں یہ ستم کر رہی ہو۔۔"

اس کو یوں دیکھنا اس کی بھی جان نکال رہا تھا۔ماہوش سسک سسک کر رو دی۔اس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔

مت کرو ماہوش۔پلیز۔۔مجھے مت چھوڑ کر جاؤ۔۔۔میرا تو کوئی نہیں تمہارے سوا"
۔۔"

وہ پیچھے ہٹتا اس کے ہاتھوں کو تھامے ان پہ سر ٹکائے سسک رہا تھا کہ ماہوش کا دل اس کے درد پہ پھٹنے لگا۔

"حیدر ادھر دیکھیں میری طرف۔میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں۔ہماری محبت کی نشانی آپ کے پاس ہے۔اس کا خیال رکھیے گا۔اپنا بھی۔۔میں نے آپ سے بہت محبت کی ہے ۔۔روئیں نہیں پلیز۔مجھے خوشی خوشی رخصت کریں۔"

اپنی پل پل گھٹتی سانسوں کے بیچ اسے بھی سنبھالنا تھا۔حیدر مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

"نہیں۔۔نہیں۔۔ماہوش۔نہیں پلیز۔۔مجھے مت چھوڑ کر جاؤ۔میں زندہ نہیں رہ سکوں گا۔" وہ اس کا چہرہ تھامے اس کو دیوانہ وار چومتا پاگل ہو رہا تھا۔ماہوش نے اسے دیکھا۔۔پل ہی میں ایک فیصلہ ہوا تھا۔

"۔حیدر۔۔"اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے وہ بامشکل اپنی بند ہوتی آنکھوں کو کھول رہی تھی۔

تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہی۔۔میں مر رہا ہوں ماہوش۔۔مجھے بھی ساتھ لے جاؤ"
پلیز۔۔"وہ تڑپتا اس کو روک دینا چاہتا تھا لیکن موت تو برحق تھی لکھی جا چکی تھی۔
ایک آخری بار اس سے گلے لگے وہ جو سکون سے آنکھیں موند کر اپنی آخری سانسیں لیتی
سب کو زندگی بھر کا غم دے گئی۔
حیدر غم وہ صدمے سے زور سے چلاتا چیختا سب کے کلیجوں کو چیر رہا تھا۔
حیدر کو تاعمر کی جدائی دیتی وہ اس کے بھی دھڑکتے دل کو ساکت کر گئی۔
ایک اور محبت کی داستان دو دلوں کو جدائی دے کر امر کر گئی تھی۔

:چار سال بعد
واسم بیٹا تیار ہو جاؤ جلدی سے۔۔یہاں آؤ۔بابا آنے والے ہوں گے۔تنگ نہیں کرو "
مما کو۔۔دیکھو سب تیار ہو گئے ہوں گے۔۔آجاؤ میری جان۔"حور نے اسے بیڈ پہ ناچ کود
کرتے دیکھ تنگ آکر کہا جو ہمیشہ نہانے کے بعد اسے یونہی ہی تنگی کا ناچ نچاتا تھا۔
آخر کو اپنے باپ کا بیٹا تھا تھا اور اصفہان سکندر کا بیٹا ایسا ہی ہو سکتا تھا۔

ماما۔۔۔مجھے پینٹ شرٹ پہننی ہے۔۔"وہ حور کے ہاتھوں میں کرتا شلوار دیکھ کر منہ بنا کر بولا توحور ہنس دی"

وہ ایسا ہی نکھریلا تھا۔

اچھا میری جان۔۔""""

وہ اب اس کی فیورٹ پینٹ شرٹ کبرڈ سے نکالتی اس کے پاس آتی بولی تو وہ اس سے لپٹ گیا۔

ارے میری جان۔۔ماما پہ پیار آرہا ہے۔۔ہیں۔۔باپ کو غیر موجودگی میں ہی پیار" دکھاتے ہو۔ویسے ہر وقت باپ چاہیے ہوتا ہے لاڈلے کو۔"

وہ اسے گھور کر ساتھ ساتھ شرٹ پہناتے ہوئے بولی۔

مما آئی لو یو سو مچ۔۔""""

وہ ہاتھوں کو پھیلا کر کیوٹ سے انداز میں بول توحور کو اس پہ بے ساختہ پیار آیا۔بیڈ پہ بیٹھ کر اسے جکڑ کر پیار کرنے لگی۔

مما جائشہ کو صبح ولی لے گیا تھا۔۔وہ ہر وقت جائشہ سے کھیلتا رہتا ہے مجھے کھیلنے بھی" نہیں دیتا۔۔شی از مائی سسٹر"

اس غصیلے سبز آنکھوں والے بلے نے ولی کی شکایت لگانا بھی ضروری سمجھی تو حور ہنس دی۔ولی سے پنگا لینا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا حالانکہ اس سے چھوٹا تھا۔ولی کو بھی اسے ستانا خوب پسند تھا۔

"کوئی بات نہیں بیٹا۔۔وہ اس کی بھی تو سسٹر ہے۔۔آپ کو سمجھایا تھا ناں۔لڑا مت کر۔۔آپ دونوں مل کے کھیل لیا کرو۔۔اوکے"

حور نے ہنس کر اسے سمجھایا تو وہ بھی اچھے بچوں کی طرح مان جاتا اسے پیار الگا کیونکہ اسے پتہ تھا یہ شرافت کچھ ہی دیر کی تھی۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں بھئی۔۔ماں بیٹے کی۔۔اور ہماری جائشہ کہاں ہے بھئی۔" "

اصفہان اندر داخل ہوتے ہوئے کہتا ہے تو حور اسے دیکھنے لگی جو تھکا تھکا سا آ کر بیڈ پہ براجمان ہوا تھا۔واسم اب زور سے اس کے گلے لگا اس سے لاڈ بٹور رہا تھا۔

"تمہارے شہزادے کو ولی سے کوئی خاص قسم کی پرخاش ہے۔اپنی بہن کو شئیر نہیں کر سکتا"

وہ واسم کے بال بگاڑتے ہوئے بولی تو وہ منہ بنا گیا۔بالوں پہ نو کمپرومائز۔اس کا منہ بنا دیکھ کر اصفہان اور حور اب دونوں ہنس دئے۔

تو کوئی بات نہیں بیگم۔ہم ایک اور سسٹر لا دیتے ہیں انہیں۔۔پھر حساب برابر ہو" گا۔۔نو لڑائی۔"

اب نے اصفہان نے بھینے بھینے تبسم کے سنگ اپنی بیگم کی جانب شوخ نظروں سے دیکھا تو وہ اسے گھورنے لگی۔

ہاں بس فضول باتیں کروالو تم سے۔""""

ان دونوں کو یونہی چھوڑے وہ خود اب ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی اور وہاں کی بکھری چیزیں سمیٹنے لگی۔واسم اب اس کی گود سے نکل کر باہر کی جانب بھاگ گیا تو اصفہان کی میٹھی نظریں اب حور کی جانب تھیں جو اسے جان بوجھ جر اگنور کر رہی تھی۔اس کے عقب میں آ کر وہ اس کو شانوں سے ہاتھ گزار کر باندھتا اسے اپنے حصار میں لے گیا۔

آج مس کیا مجھے۔""""

وہ آنکھیں موندے احساس سکون اپنے اندر اتارتا بولا۔حور مسکرائی۔

تمہیں بھولتی ہی کب ہوں جو یاد رکھنا پڑے۔ہر پل ہر سیکنڈ ہی یاد آتے ہو۔""""

وہ اس کی طرف مڑ کر اس کی گال پہ ہاتھ رکھے طلسمی لہجے میں بولتی اس کے چہرے پہ مسکان کھلا گئی

۔اب چار سالوں میں دونوں مزید خوبصورت ہو گئے تھے۔

جناب ہم ایسی چیز ہی نہیں جو بھول جائیں۔۔ لیکن میں نے اپنی جان کو بہت مس کیا۔""

اسے سینے سے لگاتے وہ شریر ہوا تو حور اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتی مسکرا دی۔

تھک گئے ہیں۔۔ جلدی سے فریش ہو جائیں۔ میں کھانا نکالتی ہوں اور اپ"

کے صاحبزادے کو بھی دیکھوں کہیں تنگ نہ کر رہا ہو۔ تم پہ ہی چلا گیا ہے سارا دن دعا کو تنگ کرتا ہے۔ وہ بے چاری اتنا روتی ہے لیکن پھر بھی باز نہیں آتا۔۔ ہر وقت دعا ہی چاہیے ہوتی ہے اس کو۔۔ کل رات کو کہہ رہا تھا ماما دعا کتنی پیاری ہے۔ میں اس سے شادی کروں گا۔۔ میں نے بابا سے بات کر لی ہے۔"

اس کے بال بکھیر کر وہ اسے الگ کیے ہنس کر بولی تو اصفہان کھل کے مسکرایا۔

میرا بیٹا ہے آخر۔۔ مجھ پہ ہی جائے گا شرافت میں۔" وہ اترا کر بولا تو حور نے اسے گھورا۔

ہاں ایک آپ اور ایک آپ کا بیٹا شریف۔""

وہ اسے پرے کرتی کمرے سے نکل گئی تو اصفہان بھی مسکراتا فریش ہونے چل دیا۔

پورچ میں رکتی گاڑی کی آواز پہ سب بچے ایکسائیٹڈ سے اپنے کمروں سے نکلے تھے۔سب کو ہی یزدان کے آنے کا انتظار تھا۔یزدان اور صائم دونوں ہی لاؤنج میں داخل ہوئے تو سب بچوں کو پہلے سے ہی وہاں تیار کھڑے دیکھ کر مسکرا دیئے۔

پاپا آ گئے۔۔" دو سالہ عنایہ بھاگتی ہوئی صائم کی گود میں چڑھ گئی تو صائم نے محبت سے اس کے بال صحیح کرتے پیشانی چومی۔۔

بابا یہ واسم نے مدے بہت تنگ تیا۔۔"عنایہ جو وانیہ اور صائم کے وجود کا حصہ تھی وہ بھی واسم کی شکایت لیے آگے آگے تھی تو واسم نے منہ پہ انگلی رکھ کر اسے کچھ بولنے سے روکا ۔صائم نے واسم کو گھورا۔

کیوں بھئی۔۔کیوں تنگ کرتے ہو میری گڑیا کو۔""

صائم نے واسم کو مصنوعی گھوری سے نوازا جو یزدان کے پاس کھڑا دعا کو اپنے ساتھ کھیلنے کے لیے کہہ رہا تھا۔

چاچو میں نہیں تنگ کرتا یہ مجھے مارتی ہے۔اس کے ناخن بھی بڑے ہیں۔۔""

وہ اب کے عنائیہ کے ناخنوں پہ الزام دھرتا پھر سے دعا کو کھینچنے لگا جو اس سے ڈر کر مزید یزدان میں گھستی جا رہی تھی۔اصفہان اس کی حرکتیں خوب دیکھ رہا تھا۔

واسم بیٹا یہاں آ کر بیٹھو۔۔وہاں کیوں کھڑے ہو۔""

اصفہان نے اسے جان بوجھ کر چھیڑنے کے لیے کیا تو وہ پہلے دعا کو گھور کر معصوم شکل بنا کر اصفہان کو دیکھنے لگا۔

بابا میں تو دعا کے ساتھ کھیل رہا تھا"اس نے مدھم آواز میں وجہ بتائی۔

تم کیوں میری بہن کے ساتھ کھیل رہے۔۔دعا صرف میری بہن ہے "

ولی جو حور کی گود میں لیٹی ایک سالی جائشہ کے پاس آرام سے بیٹھا اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ پکڑتا اسے ہنسانے کی کوشش کر رہا تھا واسم کی بات سن کر اسے گھور کر دیکھنے لگا۔

تم بھی تو میری بہن کے ساتھ کھیلتے ہو۔۔دعا میری دوست ہے۔ہے ناں دعا۔""

وہ اسے جواب دینا تپانے کے بعد دعا کو پوچھنے لگا جواب یزدان کی گود سے آگے ہو کر ان کو ٹکر ٹکر دیکھنے لگی۔پھر زور زور سے ہاں میں سر ہلانے لگی۔تو واسم فخر سے سب کو دیکھنے گا جیسے کہہ رہا ہو میں نے ٹھیک کہا تھا۔

یزدان اپنی بیٹی کی چالاکی پہ ہنس دیا۔دعا سے اسے خاص لگاؤ تھا۔۔اس کی جان بستی تھی اس میں۔

دیکھ لو یزدان میں کہہ رہا ہوں۔یہ اصفہان کا سپوت تمہارا داماد بننے کے چکر میں "
ہے۔۔بچ کر رہنا اس سے "صائم نے سچویشن سمجھتے اب قہقہہ لگاتے یزدان کو کہا تو سب ہنس
پڑے جبکہ اب واسم دعا کو وارننگ دیتی نظروں سے دیکھتا حور کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور جائشہ
کا دھیان ولی سے ہٹانے کی کوشش کرنے لگا۔اس کی جیلسی محسوس کیے سب لوگ حیرت سے
اسے دیکھ رہے تھے جو جیلسی کے سارے ریکارڈ توڑتا سب کو پیچھے چھوڑ رہا تھا۔
اللہ کا شکر ہے جس نے اس گھر میں یہ نعمت اتاری ہیں۔اس گھر میں خوشیوں کو بڑھایا"
ہے۔۔اللہ میرے بچوں کو ہر نظر بد سے بچائے۔"عائشہ بیگم نے سب کو ایک ساتھ دیکھتے ہنستے
مسکراتے ان کی مسکراہٹوں کا صدقہ اتارا تو سب نے آمین کہا۔
سب بچے شاہ حویلی کی جن تھے۔
زرین اور ازلان کا لاڈلہ ابتسام بھی ان کی جان تھے۔ژالے بھی مزید بڑی اور پیاری ہو
گئی تھی سب بچوں کی وہ اپیا بن گئی تھی لیکن زیادہ پیار وہ ولی پہ لٹاتی تھی۔
اپنے فیورٹ یزدان چاچو کی طرح وہ بھی اس کا فیورٹ تھا۔شانزے اور ہارون کو اللہ
نے ایک پیاری سے بیٹی مسکان سے نوازا تھا۔

www.novelsclubb.com

آج سب بچہ پارٹی نے مل کر قبرستان بھی جانا تھا۔یزدان اور صائم انہیں لے کر نکلے ۔قبرستان پہنچتے ہی واسم،دعا اور ولی سکندر ان کا ہاتھ پکڑے ایک تاریک کونے میں لائن میں بنی دیوار کے ساتھ بنی قبروں کی جانب بڑھے۔

بچوں نے پہلے ہی وہاں جا کر کھڑے ہاتھوں میں پکڑے پھول کے شاپر میں سے پھول ان پہ بکھیر دیئے۔

یزدان نے قبروں کے سرہانے اگربتیاں جلادیں تو خوشبو ہر طرف ہواؤں کو معطر کرنے لگی۔

شروع کی قطار میں تین قبروں کے کتبے پہ درج

آغا جان۔ماہوش داؤد۔اور---

حیدر قریشی

کے نام کی تختی نسب تھی۔

حیدر قریشی نے اپنی محبت کا حق نبھاتے اس دنیا سے ناطہ توڑ دیا تھا۔

اس دن ماہوش کے مرنے کے بعد وہ بھی زندگی ہار گیا تھا۔

اس نے صحیح معنوں میں ماہوش سے وفا کی تھی۔

www.novelsclubb.com

محبت کی یہ کہانی چھوٹی سہی اس جہان میں بھی امر ہوئی تھی اور اس جہان میں بھی۔

ان کو دیکھ کر صائم کی آنکھیں ایک بار نئے سرے سے ماتم زدہ ہوئیں۔آنکھیں بھیگ گئیں۔وہ وہیں آغا جان کی قبر پہ ہاتھ پھیرنے کے بعد ماہوش کے قبر کے سرہانے بیٹھا اور قبر کی مٹی پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔

یزدان کے دل میں کہیں دور ، بہت دور اس قبر کو دیکھ کر درد اٹھا تھا۔

ماہوش وہ لڑکی تھی جسے یزدان سکندر نے چاہا تھا۔

وہ حیدر قریشی کا عشق و جنون بنی تھی۔

وہ چاہے جانے کے ہی قابل تھی۔

ماہ۔وش تم چلی گئی ہمیں چھوڑ کر۔۔اور اپنوں کو ساری عمر کے لیے تڑپتا چھوڑ گئی ہو۔اور اپنے شوہر کو دیکھو بہت چالاک نکلا۔ایک منٹ کی بھی جدائی برداشت نہ کر سکا تم سے۔خود بھی تمہارے پاس آ گیا۔دعا ہے تم دونوں اس جہان میں خوش رہو۔تمہاری روحوں کو سکون ملے ۔۔تم بہت یاد آتی ہو۔ تمہاری بیٹی چار سال کی ہو گئی ہے وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے۔تمہیں بہت یاد بھی کرتی ہے۔"کئی آنسو پھر سے صائم کی آنکھ سے گر کر اس کی قبر پہ گرے تو یزدان نے اسے حوصلہ دیا۔

صائم نے حیدر کی قبر کو آزردگی سے دیکھا تھا۔اور اداسی سے مسکرا دیا۔اس کی دیکھا دیکھی دعا بھی اپنے بابا کی قبر پہ ہاتھ پھیرتی پھول پھینک رہی تھی۔پھر ہاتھ اٹھائے آگے پیچھے ہلتی دعا مانگنے لگی۔

اپنی تکلیف دبائے وہ اٹھا اور اس کو یوں دیکھ کر اس کو اٹھا کر خود میں بھینچ لیا۔

محبت کی آزمائش دلوں پہ قہر ڈھا دیتی ہے لیکن تمام تکلیف کے باوجود سب کی محبتیں جیت گئی تھی۔اور جو محبتیں دونوں جہانوں میں جیت جائیں وہ امر ہو جایا کرتی ہیں۔

---

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: